

مکتبہ خوارزم شاہی سلیان

اور فتنہ تار

و خوارزم شاہی خاندانوں کے حالات و کوائف، خوارزمیوں، میسائیوں کا
کفار کرج اور قفقاز کی جدوجہد، ترکوں کی یورش، تہمداران بلوچیہ اور ملوک خوارزم
نغانہ کوششیں، چنگیز خاں کا خروج، تاتاریوں کا عالمگیر طوفان، ممالک اسلامیہ
کی تباہی و بربادی کی عبرت ناک داستان

مصنف: رئیس الملوخین ملا محمد عبد الرحمن بن خلدون (۷۲۲-۸۰۸ھ)

ترجمہ
احمد حسین الہ آبادی
ترتیب و تہذیب
شبیر حسین قریشی ایم اے

نفیس اکیڈمی

سس اسٹریٹ — منصور حیدر راہ — کراچی ۷
قیمت: بارہ روپے صرف

CHEKI Rura

909-09767

168 K6.7

Call No.....

Acc. No. C8082.....

library on the
due date last
stamped on the
books. A fine of 5 P.
for general books, 25 P
for text books and
Re 1 00 for over-night
books per day shall be
charged from those
who return them late



pages and illus-
trations in this
book before
taking it out You will
be responsible for any
damage done to the
book and will have to
replace it, if the same is
detected at the time of
return

تاریخ ابن خلدون

حصہ ہفتم

سلجوقی و خوارزم شاہی سلاطین

اور
فتنہ تاتار

سلجوقی و خوارزم شاہی خاندانوں کے حالات و کوائف، خانہ جنگیوں، عیسائیوں کا مقابلہ، کفار کروج اور قحطیات کی جدوجہد، ترکوں کی پرورش، تاجداران سلجوقیہ اور ملوک خوارزم کی مدافعت، کوششیں، چنگیز خاں کا خروج، تاتاریوں کا عالمگیر طوفان، ممالک اسلامیہ کی تباہی و بربادی کی عبرت ناک داستان

تصنیف:۔۔۔ رئیس المروخین علامہ عبد الرحمن بن خلدون (۷۳۲-۸۰۸)

ترتیب و تنسیب

ترجمہ

علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی شبیر حسین قریشی ایم اے

نفیس اکیڈمی

بلاسس اسٹریٹ ————— کراچی ۱

قیمتیں بارہ روپے صرف

کتاب العبر و دیوان المبتدأ والخبر من احوال العرب العجم والبربر ومن
عاصرهم من ملوک التتبع یعنی علامہ بن خلدون کی کتاب التواریخ کا اردو ترجمہ

جملہ حقوق اشاعت و طباعت دائمی تصبیح و ترتیب و تنسیب

پروفیسر محمد اقبال سلیم گاہندی

مالک نفیس اکیڈمی و مسعود پبلشنگ ہاؤس بلاس اسٹریٹ
کراچی ۷ محفوظ ہیں

بہ اہتمام ————— خالد اقبال گاہندی

اشاعت اولیٰ — نفیس اکیڈمی کراچی ۷ — — — — — جنوری ۱۹۶۷ء

ٹیلیفون ————— ۲۳۲۹۵۶

مطبوعہ

ایجوکیشنل پریس، کراچی

فہرست سلاجقہ خوارزم شاہی سلاطین اور فتنہ تاتار

باب		تکلیف کی بغاوت	
۲۵	دولت سلجوقیہ - سلطان محمد	۲۵	سلطان ملک شاہ کی رجعت بغداد
۲۵	بن سلطان الپ ارسلان	۲۶	بنت سلطان ملک شاہ کی ہستی
۲۵	سلاجقہ ترکوں کا نسب	۲۶	سلطان ملک شاہ کا سمرقند پر قبضہ
۲۵	ترکوں کی نسلی شاخیں	۲۷	شیخ ابوالحاق شیرازی کی سفارت
۲۶	ترکوں کا مسکن	۲۷	والی کاشغر کی اطاعت
۲۶	سلطان الپ ارسلان	۲۷	عمید الدولہ کی وزارت
۲۸	سلطان الپ ارسلان کا خلافت	۲۸	خلیفہ مقتدی کا سلطان کی لڑکی سے عقد
۳۰	سمرقند کی جانب پیش قدمی	۲۸	عمید الدولہ کی معزولی
۳۰	قاروت بک اور سلطان ملک شاہ کی جنگ	۲۹	فخر الدولہ کا موسس پر قبضہ
۳۱	مسلم بن قریش کی اطاعت	۳۰	مسلم بن قریش کی اطاعت
۳۱	خسوف مقتدی بامر اللہ	۳۰	فتح انطاکیہ
۳۱	اتسز کا محاصرہ دمشق	۳۱	قتل مسلم بن قریش
۳۲	اتسز کا دمشق پر قبضہ	۳۱	سلیمان بن قلمش کا محاصرہ حلب
۳۲	اتسز کی مصر پر فوج کشی	۳۱	تتیش کا حلب پر قبضہ
۳۳	اتسز کا قتل	۳۲	فخر الدولہ کا آمد پر قبضہ
۳۴	تاج الدولہ تتیش کا محاصرہ حلب	۳۲	میا فاروقین کی ہم
۳۴	مسلم بن قریش کا دمشق پر حملہ	۳۳	فتح حمیرہ ابن عمر
		۳۳	سلطان ملک شاہ اور ابن حنی
		۳۴	سلطان ملک شاہ کا حلب پر قبضہ
		۳۴	امارت حلب پر آفسر کا تقرر
		۳۴	طوسی
		۳۵	سلطان ملک شاہ اور

۷۵	آغاز حکومت بنو خوارزم شاہ	۷۵	برکیاروق کا خطبہ	۵۵	نظام الملک کے مابین کشیدگی
۷۵	خوارزم شاہ ابوشکین	۷۵	مستظہر کی خلافت	۵۵	نظام الملک طوسی کا بیتر و کولر
۷۶	محمد بن ابوشکین اور طغرل بن محمد	۷۵	آق سنقر اور بوزان کا قتل	۵۶	درسہ نظامیہ
۷۶	آتس بن محمد خوارزم شاہ	۷۶	تمش کی ہران کی جانب پشیمانی	۵۶	سلطان ملک شاہ کی وفات
۷۶	عیسیوں کا انطاکیہ پر قبضہ	۷۶	تمش اور برکیاروق کی جنگ		باب ۲
۷۸	مسلمانوں کا محاصرہ انطاکیہ	۷۶	محمود بن ملک شاہ کی وفات	۵۷	برکیاروق بن سلطان ملک شاہ
۸۰	عیسیوں کا سواحل شام پر قبضہ	۷۷	برکیاروق کا اصفہان پر قبضہ	۵۸	برکیاروق بن ملک شاہ کی گرفتاری
	قبضہ	۷۷	یوسف بن ارتوق کی بغاوت میں آمد	۵۸	برکیاروق کی رہائی
۸۱	امیر انزکی بغاوت	۷۷	تاج الدولہ تمش کا قتل	۵۸	محمود کی اصفہان کو روانگی
۸۲	امیر انز کا قتل	۷۹	قوام الدولہ ابو سعید کو بڑھاتا	۵۹	برکیاروق اور محمود کی جنگ
۸۲	افضل بن بدر جمالی کا بیت المقدس پر قبضہ	۷۹	کروٹوفا کا موصل پر قبضہ	۵۹	عز الملک کی وزارت
	پر قبضہ	۷۹	تسخیر رجبہ	۵۹	قتل تاج الملک
۸۳	بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ	۷۹	ارسلان ارغو	۶۰	تاج الدولہ تمش کا رجبہ نصیبین
۸۴	سلطان محمد بن ملک شاہ	۷۹	ارسلان ارغو کا بلادرسان پر قبضہ		پر قبضہ
۸۴	موتیہ الملک عبداللہ بن	۷۹	بورسوس کی گرفتاری و قتل	۶۱	فتح موصل
	نظام الملک	۷۹	ارسلان ارغو کا قتل	۶۲	آق سنقر اور بوزان کی تمش سے علیحدگی
۸۵	مادر برکیاروق کا قتل	۷۹	پہسر ارسلان ارغو		تاج الدولہ تمش کی مراجعت شام
۸۵	سلطان محمد کا خطبہ و خطاب	۷۹	امارت حرسان پر سنجار کا تفرقہ	۶۳	اسماعیل بن داؤد اور ترکان خاقان
۸۶	محمد الملک اباسلائی کا قتل	۷۹	محمود بن سلیمان کی بغاوت	۶۳	اسماعیل بن داؤد کا قتل
۸۶	برکیاروق کی مراجعت اصفہان	۷۹	امیر قودر اور امیر بارق قاش	۶۳	توران شاہ بن قاسم بک کا
۸۷	بغداد میں برکیاروق کا خطبہ	۷۹	کی بغاوت	۶۳	خاتمہ
۸۸	سعد الدولہ کی اطاعت	۷۹	امیر قودر اور امیر بارق قاش کی		مقتدی کی وفات
۸۸	حمید الدولہ بن جبیر کی گرفتاری	۷۹	سکر کوئی	۶۴	

۸۸	وزیر اعظم ابو الحسن کا قتل	۱۰۳	جنگ پنجم برکیاروق محمد	۱۱۲
۸۹	وزیر خطیر ابو منصور	۱۰۳	محمد بن مویہ الملک	۱۱۳
۹۰	اسماعیل بن ارسلان والی بصرہ	۱۰۴	شہر عانہ پر ملک ابن بہرام کا قبضہ	۱۱۴
۹۰	کی معزولی			
۹۱	امارت بصرہ پر امیر قماح کا تقرر	۱۰۴	برکیاروق اور محمد کی مصالحت	۱۱۴
۹۲	ابو الحسن ہر دی کی گرفتاری	۱۰۵	صلح نامہ	۱۱۵
۹۲	اسماعیل کی واسطہ پر فوج کشی	۱۰۵	سلطان برکیاروق کا	۱۱۶
۹۳	پسپائی		اصفہان پر قبضہ	
۹۳	امیر ابو سعید محمد کا محاصرہ بصرہ	۱۰۶	ایلغازی کی روانگی بغداد	۱۱۶
۹۴	امیر ابو سعید اور اسماعیل بن ارسلان	۱۰۶	اور مراجعت	
۹۴	کی مسالحت		قراہ اور محمد اصفہانی	۱۱۷
۹۵	وفات امیر کر بوکا	۱۰۷	چکر مش اور سقان کا	۱۱۷
۹۵	مولیٰ ترکمانی اور سنقر جہ	۱۰۷	اتحاد	
۹۶	چکر مش کا موصل پر قبضہ	۱۰۷	عیسائی کی شکست و	۱۱۸
۹۶	سقان بن اریق کا قلعہ کینجا پر قبضہ	۱۰۸	پسپائی	
۹۷	قبضہ		تمس برو دیل	۱۱۸
۹۸	امیر برسیق کارے پر قبضہ	۱۰۸	برکیاروق کی وفات	۱۱۹
۱۰۰	امیر نیال کی مراجعت بغداد	۱۰۹	باب	
۱۰۰	امیر نیال کا ظالمانہ رویہ	۱۰۹	سلطان محمد بن ملک شاہ	۱۲۰
۱۰۱	کشتکین اور ایلغازی کی لڑائی	۱۱۰	ملک شاہ بن برکیاروق	۱۲۰
۱۰۱	کشتکین کی معزولی	۱۱۱	موسل پر سلطان محمد کا محاصرہ	۱۲۰
۱۰۲	کشتکین کا واسطہ سے	۱۱۱		
۱۰۲	اخراج و مصالحت		اہل موصل کی اطاعت	۱۲۱
۸۸	برکیاروق و محمد کی پہلی جنگ			
۸۹	سعد الدولہ گوہر ابن			
۹۰	جنگ برکیاروق و سنقر			
۹۰	برکیاروق کی شکست			
۹۱	جنگ ثانی برکیاروق و محمد			
۹۲	مویہ الملک کا قتل			
۹۲	سلطان محمد کی جرجان کورنگی			
۹۳	اسماعیل بن یاقوتی کی بغاوت			
۹۳	سلطان محمد کی ہمدان پر فوج کشی			
۹۴	برکیاروق کی بغداد میں آمد			
۹۴	برکیاروق سے امیر صندوق کی بغاوت			
۹۵	سلطان محمد اور سنقر کی بغداد میں آمد			
۹۵	فرقہ باطنیہ			
۹۶	فرقہ باطنیہ کی سرکوبی			
۹۶	ارسلان شاہ کا بلدا کرمان پر قبضہ			
۹۷	فرقہ باطنیہ کا قتل عام			
۹۸	جنگ ثالث برکیاروق و محمد			
۱۰۰	برکیاروق و محمد میں مصالحت			
۱۰۰	صلح نامہ			
۱۰۱	صلح نامہ کی تنفیخ			
۱۰۱	جنگ چہارم محمد و برکیاروق			
۱۰۲	سلطان محمد کا اصفہان میں تسلیم			
۱۰۲	برکیاروق کا محاصرہ اصفہان			

۱۳۹	جاوہی اور ایلغازی	۱۳۱	زنگی بن چکر مش	۱۲۲	سلطان محمد کی روانگی بغداد
۱۴۰	ملک رضوان اور جاوہی	۱۳۱	جاوہی سقاوا کی رجہ کو	۱۲۳	سلطان محمد اور ملک شاہ
۱۴۱	جاوہی دیار شاہی میں		روانگی		سے مصالحت
۱۴۱	عیسائیوں اور مسلمانوں	۱۳۱	قلعہ ارسلان کا موصل پر	۱۲۳	امیر ایاز
	کی جنگ		قبضہ	۱۲۴	امیر ایاز کا قتل
۱۴۲	محاصرہ تل باشر	۱۳۲	خالد روس کا قبول اسلام	۱۲۵	ابو الحسن صبیح کا قتل
۱۴۳	عیسائیوں کی بلاد اسلام	۱۳۳	جاوہی کا موصل پر قبضہ	۱۲۵	قلعہ مار دین
۱۴۳	پریش قدی و مراحت	۱۳۳	جاوہی کا محاصرہ دہ	۱۲۵	یا قوتی بن ارتق کی گرفتاری
	امیر مودود کا الہا پر چہا	۱۳۳	قتل صدقہ بن مزید	۱۲۶	یا قوتی بن ارتق کی رہائی
۱۴۴	محکمہ طبریہ	---	---	۱۲۶	یا قوتی بن ارتق کا قلعہ
۱۴۴	امیر مودود کا قتل	---	---		مار دین پر قبضہ
۱۴۵	آتش قبر برستی	۱۳۴	نحز الدولہ ابو علی بن عمار	۱۲۶	یا قوتی کا خاتمہ
۱۴۶	عیسائیوں کا ترک وطن	۱۳۴	ابن عمار کی بغداد روانگی	۱۲۶	سقاوا اور چکر مش میں
۱۴۶	اور روانگی انطاکیہ	۱۳۵	دوا المناقب کی عہد شکنی		مصالحت
۱۴۶	ایاز بن ابو الغازی کی	۱۳۵	جاوہی کی سرکشی	۱۲۷	سقاوا کا قلعہ مار دین پر
۱۴۶	گرفتاری و رہائی	۱۳۶	امیر مودود کا موصل پر		قبضہ
۱۴۶	ابو الغازی کی گرفتاری		قبضہ	۱۲۷	سقاوا بن ارتق کی وفات
۱۴۷	ابو الغازی کی رہائی	۱۳۶	جاوہی اور ایلغازی	۱۲۸	منکبرس کی بغاوت و
۱۴۷	ابو الغازی اور قلعہ تلمیس	۱۳۷	قمص بردویل کی رہائی		گرفتاری
	کی بغاوت	۱۳۷	قمص، جوسلین اور	۱۲۹	نحز الملک بن نظام الملک
۱۴۸	قلعہ فامیہ کا محاصرہ		فلکری کی جنگ		کا واقعہ قتل
۱۴۹	عیسائیوں کی غارت گری	۱۳۸	جاوہی کی رجہ کو روانگی	۱۲۹	جاوہی سقاوا کی گورزی
۱۴۹	امیر برستی کی وفات	۱۳۹	جاوہی کا قلعہ پر محاصرہ	۱۳۰	چکر مش کی گرفتاری

۱۵۰	جیوش بک اور مسعود بن سلطان محمد کی موصل چلو	۱۵۸	سلطان محمود اور ملک مسعود	۱۴۶	سنقر شامی کا قتل
۱۵۰	جاولی سقاوا اور سلطان محمد	۱۵۹	امیر منکبرس	۱۴۶	علی بن سلمان کا بصرہ پر قبضہ
۱۵۰	جاولی کا قلعہ اصطخر پر قبضہ	۱۵۹	ملک فخر بن سلطان محمد	۱۴۶	آسنقر بخاری کا بصرہ پر قبضہ
۱۵۱	جاولی اور حسین بن مبارک	۱۶۰	ملک فخر کی بغاوت	۱۴۸	تغلبس پر کرج کا قبضہ
۱۵۱	جاولی کی فتوحات	۱۶۰	سلطان محمود کی ملک فخر	۱۴۹	قسیم الدولہ برستی اور سلطان محمود
۱۵۲	فتح دارالبحر	۱۶۱	ملک سنجر	۱۶۰	وزیر ابو علی کی معزولی
۱۵۲	کرمان پر فوج کشی	۱۶۲	سلطان محمود اور ملک سنجر	۱۶۰	جنگ سلطان محمود و ملک مسعود
۱۵۳	جاولی کی شکست	۱۶۲	امیر انزلی کی پیش قدمی و مراجعت	۱۶۱	سلطان محمود اور ملک مسعود
۱۵۴	جاولی کا انتقال	۱۶۲	سلطان محمود کی روانگی	۱۶۲	جیوش بک کی اطاعت
۱۵۴	سلطان محمد کی وفات	۱۶۳	ہمدان	۱۶۲	موصل اور واسطہ پر آسنقر کی گورنری
۱۵۵	سلطان محمود بن سلطان محمد	۱۶۳	ملک سنجر کی سلطان محمود	۱۶۳	جیوش بک کا قتل
۱۵۵	سلطان محمود کا خطبہ	۱۶۳	پد فوج کشی	۱۶۴	فدیر ابوالاسب سمیری کا قتل
۱۵۵	بہروز کی معزولی	۱۶۴	سلطان محمود اور ملک سنجر کی جنگ	۱۶۵	ملک فخر کی اطاعت
۱۵۶	دبیس بن حدتہ	۱۶۵	ملک سنجر کا پیغام صلح	۱۶۵	امیر شہرگیر کی گرفتاری
۱۵۶	خلیفہ مستظہر باللہ کی وفات	۱۶۵	سلطان محمود اور ملک سنجر	۱۶۵	درہائی
۱۵۶	ملک مسعود اور برستی	۱۶۵	میں مصالحت	۱۶۵	ذریہ قس الملک کا قتل
۱۵۶	ملک مسعود اور برستی کی پیش قدمی	۱۶۵	قتل امیر منکبرس	۱۶۶	کرج قنچاج میں نفاق
۱۵۸	برستی کی مراجعت	۱۶۶	قتل علی ابن عمر حاجب		

۱۴۷	برستی کی معزولی	۱۸۷	زنگی کا جزیرہ ابن عمر قبضہ	۱۸۷	کی جنگ
۱۴۸	برنقش زکونی کی تقرری	۱۸۷	نصیبین کی مہم	۱۸۷	سلطان مسعود اور سلطان داؤد
۱۴۸	عماد الدین زنگی کی گورنری بھرہ	۱۸۸	زنگی کا خابورو حران پر قبضہ	۱۸۸	فتح آذربائیجان
۱۸۰	ملک طغرل و دبیس کی عراق کو روانگی	۱۸۹	قطلع ابہ کا حلب پر قبضہ	۱۸۹	جنگ سلطان مسعود اور
۱۸۱	دبیس کی روانگی ہروان	۱۸۹	بدرالدولہ سلیمان اور قطلع	۱۸۹	ملک طغرل
۱۸۱	ملک طغرل اور دبیس کا ہمدان میں ظلم و جور	۱۹۰	حلب پر عماد الدین زنگی کا قبضہ	۱۹۰	ملک طغرل کی شکست
۱۸۲	برنقش زکونی کی رشید دانی	۱۹۰	سلطان سنجر اور ملک طغرل	۱۹۰	مصر کے قزوین
۱۸۷	سلطان محمود کی بغداد کی جانب پیش قدمی	۱۹۱	سلطان محمود کی روانگی بغداد	۱۹۱	سلطان مسعود کی بغداد
۱۸۳	جنگ سلطان محمود و خلیفہ مسترشد باللہ	۱۹۱	سلطان محمود کی وفات	۱۹۱	میں آمد
۱۸۳	سلطان محمود کی بغداد میں آمد	۱۹۲	سلطان مسعود بن سلطان محمد	۱۹۲	خلیفہ مسترشد باللہ اور
۱۸۳	خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود میں مصالحت	۱۹۲	جنگ سلطان مسعود و سلطان داؤد	۱۹۲	خلیفہ مسترشد باللہ
۱۸۴	وزیر ابو القاسم کی معزولی اور بحالی	۱۹۲	سلجوق شاہ کی بغداد میں آمد	۱۹۲	خلیفہ مسترشد باللہ کی گزرتاری
۱۸۴	عزالدین ابن برستی کی وفات	۱۹۳	خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود میں مصالحت	۱۹۳	خلیفہ مسترشد باللہ اور
۱۸۵	امارت موصل پر عماد الدین زنگی کا تقرری	۱۹۴	جنگ سلطان سنجر اور سلطان محمود	۱۹۴	خلیفہ مسترشد باللہ کا قتل
۱۸۵	عماد الدین زنگی کی روانگی موصل	۱۹۵	ملک طغرل کی تخت نشینی	۱۹۵	خلیفہ راشد باللہ کی تخت نشینی
		۱۹۵	ملک طغرل اور سلطان داؤد	۱۹۵	خلیفہ راشد باللہ و سلطان مسعود

۲۱۹	بوزرایہ کی بغاوت	۲۱۱	آنسنگر کا بلاد خوارزم پر قبضہ	۲۰۳	ابو عبد اللہ حسن اور اقبال کی گرفتاری و رہائی
۲۲۰	ابو الفتح بن درست کی	۲۱۱	آتا بک قرا سنقر	۲۰۳	سلطان داؤد کا خطبہ
	معزولی و بجائی	۲۱۱	قرا سنقر کا بلاد فارس پر قبضہ	۲۰۴	سلطان مسعود کی بغداد کی جانب پیش قدمی
۲۲۰	عبدالرحمن طغایرک	۲۱۲	قرا سنقر کی وفات	۲۰۴	سلطان مسعود کا محاصرہ بغداد
۲۲۱	قتل طغایرک	۲۱۲	چہاروانگی کی بلاد فارس پر فوج کشی	۲۰۵	خلیفہ راشد کی معزولی
۲۲۱	امیر عباس دانی رے کا قتل	۲۱۲	جنگ سلطان سنجر اور ترکان	۲۰۶	سلطان داؤد اور سلجوق شاہ کی جنگ
۲۲۲	امیر بوزاہ کا خاتمہ	۲۱۳	سلطان مسعود کی حلبی	۲۰۶	شرف الدین و لا شیردان کی معزولی
۲۲۳	امرار کی بغاوتیں	۲۱۳	سبق قراخان کا قبول اسلام	۲۰۷	جنگ سلطان مسعود و سلطان داؤد
۲۲۳	بغداد کی بربادی	۲۱۴	قراخان کا خروج و قتل	۲۰۷	سلطان مسعود کی شکست
۲۲۴	خلیفہ مقتفی اور سلطان مسعود	۲۱۴	ترکان قارغلبہ	۲۰۸	سلجوق شاہ کی بغداد پر فوج کشی
۲۲۴	سلطان سنجر اور سلطان مسعود	۲۱۵	حسن تکیں کی گورنری سمرقند	۲۰۸	قتل خلیفہ راشد باللہ عباسی
	میں کشیدگی و مصالحت	۲۱۵	گوہر خان چینی کا شغریہ پر فوج کشی	۲۰۹	وزارت کمال الدین محمد
۲۲۴	نہروان کا تاراج	۲۱۵	گوہر خان اور خان محمود کی جنگ	۲۰۹	ذیر کمال الدین محمد کا قتل
۲۲۵	سلطان مسعود کی وفات	۲۱۵	جنگ	۲۰۹	وزارت ابو العزہ طاہر
	باب ۶			۲۰۹	بقش سلامی کا قتل
۲۲۶	سلجوقیوں کا دوزیر زوال	۲۱۶	جنگ کوہر خان اور سلطان سنجر	۲۱۰	محمد خوارزم شاہ
۲۲۶	سلطان محمد بن سلطان محمود	۲۱۶	کوہر خان کی وفات	۲۱۰	جنگ سلطان سنجر و آنسنگر
۲۲۶	ملک شاہ کی گرفتاری	۲۱۶	سلطان سنجر اور خوارزم شاہ کی مصالحت		
۲۲۶	امیر خاص بک				
۲۲۸	ترکان غز	۲۱۸	سلطان مسعود و آتا بک کی		
۲۲۸	ترکان غز اور امیر تراج کی جنگ		کی مصالحت		

۲۲۷	موید کا سرخس پر قبضہ	۲۳۸	سلطان محمد کا محاصرہ بخداد	۲۲۸	سلطان سنجر کی گرفتاری
۲۲۸	قلعہ رشقیل کی تسخیر	۲۳۹	سلطان محمد کی مراجعت ہمدان	۲۲۹	ترکان غز کا خراسان پر قبضہ
۲۲۹	خرنبدہ کا قتل	۲۳۹	ملک شاہ اور امیر ستقس کی جنگ	۲۲۹	ترکان غز کا ظلم و جور
۲۲۹	موید اور محمود کی مصالحت			۲۳۰	امیر قمانچ اور امیر زنگی میں مناشقت
۲۲۹	ترکان بزرگ	۲۴۰	وفات سلطان سنجر		
۲۲۹	شاہ ازندران اور ترکوں کی جنگ	۲۴۱	امیر ایتاخ	۲۳۰	سلطان سنجر اور حسین غوری
		۲۴۱	جنگ ایتاخ اور موید	۲۳۱	امیر تاج کا فاتحہ
۲۵۰	ایتاخ کی بقرآکین پر فوج کشی	۲۴۱	ایتاخ کی اطاعت	۲۳۱	ترکوں کی سرد میں غارت گری
۲۵۰	ملک شاہ کی وفات	۲۴۲	جنگ موید و سنقر عزیزی	۲۳۲	طوس کی پامالی
۲۵۱	سلیمان شاہ اور شرف الدین کردبار	۲۴۲	موید اور ترکوں کی جنگ	۲۳۳	نیشاپور کی بربادی و قتل عام
		۲۴۳	ترکوں کی سرخس میں غارت گری	۲۳۴	وزیر طاہر بن فخر الملک کی وفات
۲۵۱	سلیمان شاہ اور شرف الدین میں کشیدگی	۲۴۳	جلال الدین عمر بن سلطان محمود		
۲۵۲	سلیمان شاہ کا قتل	۲۴۴	سلطان محمود کی روانگی خراسان	۲۳۴	ترکان غز کا محاصرہ ہرات
۲۵۲	ملک ارسلان شاہ کی تخت نشینی	۲۴۴	طوس کی تباہی	۲۳۴	موید کا نیشاپور پر قبضہ
		۲۴۴	ملک شاہ کی غارت گری	۲۳۵	ایتاخ کا رسہ پر قبضہ
۲۵۲	ایلاکز اتابک	۲۴۵	ملک شاہ کا غورستان	۲۳۶	سلطان سلیمان شاہ بن سلطان محمد
۲۵۳	ایلاکز اور ایتاخ میں اتحاد			۲۳۶	سلیمان شاہ کی بخداد میں آمد پر قبضہ
۲۵۳	جنگ آسنقر ایلاکز	۲۴۶	سلطان محمد کی وفات	۲۳۷	سلیمان شاہ کی شکست و گرفتاری
۲۵۴	محمود بن ملک شاہ	۲۴۶	سلیمان شاہ		
۲۵۴	جنگ ایلاکز و ایتاخ	۲۴۷	زمین الدین مودود کی اطاعت	۲۳۷	سلطان سنجر کا غور
۲۵۵	ایتاخ کی شکست و مصالحت	۲۴۷	وفات خلیفہ معتضی و خلافت مستجد	۲۳۸	

۲۵۶	مؤید کے کارنامے	۲۵۶	ملک طغرل کی وفات	۲۶۲	ازبک اور والی اربل	۲۵۲
۲۵۶	شاہ دباخ کی ازسرنو تعمیر	۲۵۶	ارسلان شاہ کی وفات	۲۶۲	خوارزم شاہ کا مازندران پر	۲۵۳
۲۵۷	خان محمود و جلال محمد کا انجام	۲۵۷	خلافت مستغنی بامر اللہ	۲۶۳	قبضہ	
۲۵۷	شہرستان پر قبضہ	۲۵۷	خوارزم شاہ کی وفات	۲۶۵	ایدغمش اور سنکی	۲۵۳
۲۵۷	مہم قلعہ و سکرہ	۲۵۷	امارت بنی مؤید کا زوال	۲۶۵	قتل ایدغمش	۲۵۵
۲۵۷	فتح اسفرائین	۲۵۷	ایدگز کی وفات	۲۶۶	سنکی کی سرکشی	۲۵۵
۲۵۸	بو شیخ و ہرات پر فوج کشی	۲۵۸	ابن سنکی کا ہذا دند پر قبضہ	۲۶۶	سنکی کی شکست و فرار	۲۵۵
۲۵۸	کرج کی شہر دینی پر فوج کشی	۲۵۸	شہد کی وفات	۲۶۷	سنکی کا خاتمہ	۲۵۶
۲۵۸	جنگ ایباخ و گرج	۲۵۸	بہلوان کا تبریز پر قبضہ	۲۶۷	جلال الدین محمد کش کا قتل	۲۵۶
۲۵۹	تومس پر مؤید کا قبضہ	۲۵۹	سلطان طغرل کی تخت نشینی	۲۶۷	شجرہ سلاطین سلجوقیہ	۲۵۸
۲۶۰	ترکان قارغلیہ کا اخراج	۲۶۰	وفات محمد بن بہلوان	۲۶۷	باب	
	پامانی		قزل ارسلان اور سلطان طغرل	۲۶۸	ملوک خوارزم محمد ابن	۲۵۹
۲۶۰	سنقر کا طاقتان اور غر شان	۲۶۰	وزیر جلال الدین عبید اللہ	۲۶۸	اوشتکین و آتسنر محمد	
	پر قبضہ		کی شکست و گرفتاری		اوشتکین غرضی	۲۵۹
۲۶۰	امیرائیکین والی ہرات	۲۶۰	جنگ سلطان طغرل و قزل	۲۶۹	ارسلان ارغون	۲۵۹
۲۶۱	امیرائیکین کا قتل	۲۶۱	ارسلان		محمد بن سلیمان کی بغاوت	۲۸۰
۲۶۱	شاہ مازندران اور سنکر	۲۶۱	قتل قزل ارسلان	۲۶۹	قوز کی بغاوت و قتل	۲۸۰
۲۶۱	شاہ مازندران کی وفات	۲۶۱	ہمدان پر سلطان طغرل کا قبضہ	۲۶۹	محمد بن اوشتکین	۲۸۱
۲۶۲	مؤید کا محاصرہ نساہ	۲۶۲	رے پر خوارزم شاہ کا قبضہ	۲۷۰	محمد بن اوشتکین کا خوارزم	۲۸۱
۲۶۲	جنگ آتسنر و یلاکر	۲۶۲	سلطان طغرل اور خوارزم شاہ	۲۷۰	پر قبضہ	
۲۶۲	جنگ زنگی و شہد	۲۶۲	خلیفہ ناصر	۲۷۰	آتسنر بن محمد بن اوشتکین	۲۸۲
۲۶۳	شہد کی پسپائی و مرجعت	۲۶۳	ازبک بن بہلوان	۲۷۱	جنگ سلطان سنجر اور آتسنر	۲۸۲
۲۶۳	جنگ ایلاکر و ایباخ	۲۶۳	قتل کوکچہ	۲۷۲	بن محمد	

۲۹۸	قطلغ رتیاخ کی بغاوت	اور سلطان شاہ	۲۸۲	جنگ سلطان سبخر احمد
۲۹۸	وزیر مویہ الدین کی وفات	علاء الدین ٹکش اور		بن محمد
۲۹۹	سیف الدین طغرل	غیاث الدین غوری	۲۸۳	مرخس امرو اور نیشاپور پر آکر
۲۹۹	کو کجہ کار سے پر قبضہ	علاء الدین ٹکش کی فوج کشی		کا قبضہ
۲۹۹	ملک شاہ بن علاؤ الدین	کی دھمکی	۲۸۴	مویہ بین کا تاراج
	ٹکش	وفات سلطان شاہ	۲۸۵	ارسلان بن آسر
۳۰۰	خوارزم شاہ اور خلیفہ ناصر	علاء الدین ٹکش اور غیاث الدین		باب
۳۰۰	شاہ خطا کی بلخ پر فوج کشی	غوری میں مصالحت	۲۸۶	علاء الدین ٹکش بن ارسلان
۳۰۱	خوارزم شاہ کی اطاعت	جنگ علاؤ الدین ٹکش اور	۲۸۶	محمود بن ارسلان
۳۰۱	جنگ خوارزم شاہ اور شاہ خطا	علاء الدین ٹکش کی نیشاپور	۲۸۶	مویہ کی گرفتاری و قتل
	خطا	پر فوج کشی	۲۸۷	ترکان خطا کی علاؤ الدین
۳۰۱	میاہن کی بغاوت	جنگ سلطان طغرل اور		ٹکش پر فوج کشی
۳۰۲	خوارزم شاہ کا محاصرہ قلعہ	قطلغ	۲۸۸	سلطان شاہ کا سرخس اور
	موت	خوارزم شاہ کا قلعہ سرخس		مرد پر قبضہ
۳۰۳	علاء الدین ٹکش کی وفات	پر قبضہ	۲۸۸	طغان شاہ بن مویہ
۳۰۳	قطب الدین محمد بن علاؤ الدین	سلطان طغرل کی سے پر	۲۸۹	سبخر شاہ بن طغان شاہ
	ٹکش	فوج کشی	۲۸۹	علاء الدین ٹکش کا محاصرہ
۳۰۳	علاء الدین ٹکش کا کوجار	خوارزم شاہ اور وزیر مویہ الدین		نیشاپور
	باب	وزیر مویہ الدین کا خورستان	۲۸۹	علاء الدین ٹکش و سلطان شاہ
۳۰۴	علاء الدین محمد بن ٹکش اور	پر قبضہ	۲۹۰	غیاث الدین غوری اور
۳۰۴	تخت نشینی	وزیر مویہ الدین کا جہان پر		سلطان شاہ
۳۰۴	جنگ علاؤ الدین بنانی اور	قبضہ	۲۹۱	صلح نامہ کی مخالفت
	ہندو خان	وزیر مویہ الدین کی سے پر فوج کشی	۲۹۲	جنگ شہاب الدین غوری

غیاث الدین غوری اور منقبر	۳۰۵	خوارزم شاہ کی مراجعت	۳۱۱	کی ضبطی	
ترکی		معہ کہ مرو	۳۱۲	خوارزم شاہ کا ہرات پر	۳۱۹
شہاب الدین غوری کی مرو	۳۰۵	جنگ محمد بن خربک منصور	۳۱۲	قبضہ	
پرفوج کشی		ترکی		جنگ غیاث الدین محمود	۳۲۰
سرخس اور طوس کی تسخیر	۳۰۶	خوارزم شاہ اور حسن بن حمیل	۳۱۳	اور حسن بن حمیل	
جنگ غیاث الدین اور	۳۰۶	خوارزم شاہ کا ہرات پر قبضہ	۳۱۳	حسن بن حمیل کی باغیس	۳۲۰
علی شاہ بن خوارزم شاہ		شہاب الدین غوری کی	۳۱۴	پرفوج کشی	
امارت خراسان پر ضیاء الدین	۳۰۶	خوارزم پر فوج کشی		خوارزم شاہ کا محاصرہ	۳۲۰
محمد کا تقرر		جنگ شہاب الدین غوری	۳۱۴	بلخ	
قرا میطوں کا قتل عام	۳۰۶	اور ترکان خطا		بلخ پر خوارزم شاہ کا قبضہ	۳۲۱
علاء الدین محمد بن تکش کی	۳۰۸	شہاب الدین کی مراجعت	۳۱۵	خوارزم شاہ کا جورجان پر	۳۲۱
نیشاپور پر فوج کشی		غزنی		قبضہ	
نیشاپور کا محاصرہ	۳۰۸	شہاب الدین غوری کی	۳۱۶	ترکان خطا کو ترمذ کی	۳۲۲
علاء الدین غوری کی روانگی	۳۰۹	شکست کی وجہ		حوالگی	
ہرات		شہاب الدین غوری اور	۳۱۶	خوارزم شاہ کا طالقان	۳۲۳
علاء الدین محمد کا محاصرہ خربک	۳۰۹	ترکان خطا میں مصالحت		پر قبضہ	
علاء الدین محمد کی مراجعت	۳۰۹	حسن بن حمیل کی سازش	۳۱۷	اسفراین پر قبضہ	۳۲۳
خوارزم		علی بن عبد اللہ لاق	۳۱۷	قاضی صاعد کی گرفتاری	۳۲۴
حسن بن محمد مرغنی کی گرفتاری	۳۱۰	گورنر مرو کی طلبی	۳۱۸	مازندران کی ہم	۳۲۴
ہرات پر خوارزم شاہ کی	۳۱۰	امیران بن قیصر کی معزولی	۳۱۸	ترکان خطا داتا تار	۳۲۴
فوج کشی		خوارزم شاہ کی پیش قدمی	۳۱۸	تاتاری غلبہ سے بیزاری	۳۲۵
امیر حاجی کی گرفتاری	۳۱۱	ومراجعت		مصالحت مابین خوارزم شاہ	۳۲۵
طالقان پر شب خون	۳۱۱	حسن بن حمیل کی الماک	۳۱۹	وفیات الدین محمود	

۳۴۲	مویہ الملک کا خطاب	۳۴۵	ابوبکر تاج الدین	۳۴۶	خوارزم شاہ کی گرفتاری
۳۴۲	مویہ الملک کی وفات	۳۴۵	ابوبکر تاج الدین کا کرمان	۳۴۷	گورزدوں کی خود مختاری
۳۴۳	ترکمان خاتون		اور سندھ پر قبضہ	۳۴۷	خوارزم شاہ کا فرار
۳۴۳	ترکمان خاتون کا لقب	۳۴۵	والی ہرمز کی اطاعت	۳۴۸	ابن حمیل کی گرفتاری
-----	-----	۳۴۶	خوارزم شاہ کا غزنی پر قبضہ	۳۴۸	ابن حمیل کا قتل
۳۴۴	چنگیز خاں کی وزارت	۳۴۶	قطیع کلین کا انجام	۳۴۹	امین الدین ابوبکر کی روانگی
۳۴۴	امیر نیال اور تاتاری تاجر	۳۴۶	تسخیر بلاد جبل		ہرات
۳۴۴	چنگیز خاں کے سفیر کا قتل	۳۴۶	ازبک بن محمد کا اصفہان پر	۳۴۹	خوارزم شاہ کا ہرات پر
۳۴۵	جنگ خوارزم شاہ و		قبضہ		قبضہ
	چنگیز خاں	۳۴۸	خوارزم شاہ کی ماوراءالنہر	۳۴۹	غیاث الدین محمود اور علی شاہ
۳۴۵	امیر نیال کا انجام		پر فوج کسی		کا قتل
۳۴۶	علاء الدین والی قندھار	۳۴۸	ازبک کی اطاعت	۳۴۹	فتح فیروز کوہ
	کی علی محمدی	۳۴۸	سعد زنگی کی رہائی و اطاعت	۳۴۹	جنگ خوارزم شاہ اور تاتار
۳۴۶	خوارزم شاہ کا تعاقب	۳۴۹	خوارزم شاہ اور خلیفہ	۳۴۹	طانی کوہ شاہ تاتاری کی گرفتاری
۳۴۶	خوارزم شاہ کا خزاہ		ناہ الدین اللہ	۳۴۹	والی سمرقند کی بغاوت
۳۴۶	وزیر عماد الملک کا خاتمہ	۳۴۹	شیخ شہاب الدین سہروردی	۳۴۹	فتح سمرقند
۳۴۶	سلطان محمد بن ملکش کی		کی سفارت	۳۴۹	ملوک خانیہ کا بلاد ساغوق
	وفات	۳۴۹	خوارزم شاہ کی مراجعت		میں قیام
	باب	۳۴۹	قطب الدین اور علاء شاہ کی	۳۴۹	شاہ چین اور تاتار
۳۴۹	جلال الدین منکبرس بن		ولی عہدی	۳۴۹	کشی خان
	علاء الدین محمد	۳۴۹	وزیر محمد بن احمد کی ہدایت	۳۴۹	تاتاریوں کی ہرادی
۳۴۹	مادر خوارزم شاہ	۳۴۹	غیاث الدین تیر شاہ کی گوری	۳۴۹	خوارزم شاہ اور کشی خاں
۳۴۹	ترکمان خاتون کی گرفتاری	۳۴۹	مویہ الملک توام الدین	۳۴۹	ترکوں میں اختلاف

۳۵۰	مردکی تسخیر	۳۵۸	بن خوارزم شاہ
۳۵۰	چنگیزخان کا ظلم و جور	۳۵۹	امیر بقا طاشی کی اسیری و
۳۵۰	خیشا پور کا تاراج	۳۶۰	ربائی
۳۵۱	مقبروں کا انہدام	۳۶۱	جنگ امیر بقا طاشی و
۳۵۱	اہل ہرات پر مظالم	۳۶۱	ازبک خان
۳۵۲	سلطان جلال الدین منکبرس	۳۶۱	غیاث الدین تیر شاہ کا
۳۵۲	تاتاریوں کا خوارزم پر حملہ	۳۶۱	محاصرہ اصفہان
۳۵۳	قطب الدین لولہ غ شاہ کا	۳۶۲	امیر بقا طاشی کی بغاوت و
۳۵۳	قتل		سرکوبی
۳۵۴	جلال الدین منکبرس کی	۳۶۲	غیاث الدین تیر شاہ اور
۳۵۴	مراجعت غزنی		آبناخ خاں
۳۵۴	رضاء الملک شرف الدین	۳۶۳	جنگ امیر قبا طاشی و تاتار
۳۵۵	کا قتل		غیاث الدین تیر شاہ کا
۳۵۵	تاتاریوں کا خوارزم پر قبضہ	۳۶۳	قلعہ جات اسخر و حہ پر قبضہ
۳۵۵	آبناخ خاں اور اختیار الدین	۳۶۴	جلال الدین منکبرس اور تاتار
	بغخوان کا محاصرہ		تاتاریوں کی شکست
۳۵۶	اختیار الدین زنگی کی وفات	۳۶۴	معرکہ شروران
۳۵۶	آبناخ خاں اور تاتاریوں		جنگ جلال الدین منکبرس
۳۵۶	کی جنگ	۳۶۵	اور چنگیز خاں
۳۵۶	رکن الدین غور شاہ اور	۳۶۵	جلال الدین منکبرس کی
۳۵۶	تاتاریوں کی جنگ		شکست و فرار
۳۵۸	ابن آہ اور تاتاری	۳۶۶	غزنی کا تاراج
۳۵۸	غیاث الدین تیر شاہ	۳۶۶	جلال الدین منکبرس ہندوستان میں

ابن اثیر کی روایت

نظام الملک انجام

تاتاریوں کی لیغار

بلاد کرچ کا تاراج

مراغہ کی پامالی

تاتاریوں کی اہل پرفوج کشی

اہل ہمدان کا قتل عام

اردبیل کی تباہی

بلقان کی بربادی

اہل گنجه سے مصالحت

تاتاریوں اور کرچ کی جنگ

اہل شامی کا قتل عام

شروران شاہ اور تاتار

تاتاریوں کی تغیاق سے مصالحت

لان اور تغیاق کے قبیلوں کی

تباہی

تاتاریوں کا موس پر حملہ

تاتاریوں کا بلغار پر فوج کشی

چنگیز خانی لشکر کی غارتگری

تسخیر بلخ

محاصرہ طالقان

مرد اور سدا پر فوج کشی

اختیار الدین زنگی بن عمر

جلال الدین منکبرس اور	۳۷۲	خراسان کا دوبارہ تاراج	۳۷۹	جلال الدین منکبرس کا	۳۸۷
شمس الدین اتمش		تاتاریوں کی ہمدان میں	۳۷۹	تبریز پر قبضہ	
خود مختار امرا اور سلطان	۳۷۳	غارت گری		جنگ جلال الدین منکبرس	۳۸۷
غیاث الدین		رشید والی شروان اور	۳۸۰	وگرج	
جلال الدین کی ہندوستان	۳۷۴	تفچاق		جلال الدین منکبرس کی	۳۸۷
سے مراجعت		تفچاقی گروہ کا شروان پر	۳۸۱	مراجعت تبریز	
براق حاجب	۳۷۴	قبضہ		نظام الملک طغرانی اور	۳۸۸
فارس سعد بن زنگی کی	۳۷۴	تفچاقیوں کا قلعہ شروان	۳۸۱	شمس الدین پر عقاب	
اطاعت		میں اجتماع		جلال الدین منکبرس کا	۳۸۸
جلال الدین منکبرس اور	۳۷۵	ازبک بن بھلون اور	۳۸۱	بیگم ازبک سے نکاح	
غیاث الدین		تفچاق		ارخان کی معزولی	۳۸۸
جلال الدین منکبرس اور	۳۷۵	جنگ گرج و تفچاق	۳۸۲	خلیفہ ناصر الدین النذکی	۳۸۹
غیاث الدین میں مصالحت		تفچاقیوں کی پامالی	۳۸۳	وفات	
نصرت الدین بن محمد اور	۳۷۶	گرج کا بیلقان پر قبضہ	۳۸۳	گرج اور ارمن	۳۸۹
غیاث الدین		شروان شاہ اور گرج	۳۸۴	طغرل شاہ اور گرج	۳۸۹
آبنائخ کا لٹا پر قبضہ	۳۷۶	گرج کی پامالی	۳۸۴	گرج کا تغلیس پر تسلط	۳۹۰
جلال الدین کی موانگی	۳۷۷	جلال الدین منکبرس کی	۳۸۴	جلال الدین منکبرس کا	۳۹۰
خوزستان		مراغہ پر فوج کشی		بلاد گرج پر جہاد	
جلال الدین منکبرس کا	۳۷۷	جلال الدین منکبرس کا مراغہ	۳۸۵	جلال الدین منکبرس کا	۳۹۱
محاصرہ و قوتا		پر قبضہ		تغلیس پر قبضہ	
جلال الدین منکبرس اور	۳۷۸	امیر مغاں طالبی	۳۸۵	نسائی کاتب کی روایت	۳۹۱
منظر الدین میں مصالحت		ازبک بن بھلون اور	۳۸۵	براق حاجب کی بغاوت	۳۹۲
وزیر شرف الملک	۳۷۸	جلال الدین منکبرس	۳۸۶	وزیر شرف الدین اور گرج	۳۹۲

جلال الدین منکبرس کا	۳۹۳	غیاث الدین کا قلعہ موت	۴۰۰	وزیر شرف الملک سے	۴۰۸
محاصرہ خلاط		میں قیام		سلطان کی کشیدگی	
ترکمان ایوامیہ کی سرکشی	۳۹۳	سلطان جلال الدین منکبرس	۴۰۰	سلطان جلال الدین اور	۴۱۰
سرکونی		کا محاصرہ قلعہ موت		قبائل قفجاق	
کروج کا قلعہ پر قبضہ	۳۹۴	غیاث الدین کا قتل	۴۰۰	فتح وربند	۴۱۰
قلعہ کا تاراج	۳۹۴	بہلوانیر کی بغاوت	۴۰۱	سلطان جلال الدین کا	۴۱۱
خاموش بن ازابک	۳۹۵	حسام الدین اور وزیر السلطنت	۴۰۱	صوبہ کستانخی پر قبضہ	
ارخان اور فرقہ اسمعیلیہ	۳۹۵	حوس پر فوج کشی	۴۰۲	شروان شاہ کی باریابی	۴۱۱
ارخان کا خاتمہ	۳۹۵	خوی کی مہم	۴۰۲	ایلیک خان کا بلاؤ کروج پر	۴۱۲
اسمعیلیوں کا دامنغان پر	۳۹۶	فتوحات وزیر شرف الملک	۴۰۳	جہاد	
قبضہ		قلعہ زونین پر تسلط	۴۰۴	میدیان بحیرہ کی رہائی	۴۱۲
سلطان جلال الدین منکبرس	۳۹۶	امیر مقدی کی مخالفت	۴۰۴	سلطان جلال الدین کا	۴۱۲
اور فرقہ اسمعیلیہ		امیر مقدی کی اطاعت	۴۰۵	محاصرہ قلعہ سکان	
بیگم جلال الدین منکبرس	۳۹۷	صفی الدین محمد طغرانی	۴۰۶	خلاط کی مہم	۴۱۳
حسام الدین کا شہر خوی پر	۳۹۷	صفی الدین کی گرنہاری	۴۰۶	حسام الدین علی کا قتل	۴۱۳
قبضہ		تاج الدین بلخی	۴۰۶	محاصرہ خلاط	۴۱۳
سلطان جلال الدین منکبرس	۳۹۸	صفی الدین کی رہائی	۴۰۷	خلاط پر قبضہ	۴۱۴
اور تاتاریوں کی جنگ		ضیاء الدین کی معزولی	۴۰۷	عزالدین ازابک کا خاتمہ	۴۱۴
تاتاریوں کا محاصرہ اصفہان	۳۹۹	بلبان والی طفلان	۴۰۷	الملک الاشرف والی دمشق	۴۱۴
سلطان جلال الدین منکبرس	۳۹۹	عزالدین طفلانی	۴۰۸	جہاں شاہ ابن طغرل	۴۱۵
اور غیاث الدین میں کشیدگی		خرت برت کا تاراج	۴۰۸	جہاں شاہ ابن طغرل کی گولہ بازی	۴۱۵

جلال الدین منکبرس اور	۴۱۵	سے واپسی	گنچہ پر سلطان کا دوبارہ	۴۲۴
ملک الاشرف میں مصالحت		جہان بہلوان کا قتل	قبضہ	۴۲۰
نصرت الدین کی گرفتاری و	۴۱۶	خراسان کی دیہاتی	ملک الاشرف و کیقباد کی	۴۲۵
ربانی		تاتاریوں کی آذر بایجان پر	جلال الدین منکبرس کی یلغار	۴۲۱
ہمشیرہ سلطان و ترکان	۴۱۶	فوج کشی	تاتاریوں کی پیش قدمی	۴۲۵
خاتون		جنگ بوغروتاتار	تاتاریوں کا سلطانی کیمپ	۴۲۶
رکن الدین شاہ کی اطاعت	۴۱۶	سلطانی لشکر پر تاتاریوں	کا محاصرہ	۴۲۱
سلطان جلال الدین منکبرس	۴۱۷	کا شبنون	امیر افغان کا انجام	۴۲۶
کا خطبہ		جلال الدین منکبرس کی	سلطان جلال الدین منکبرس	۴۲۷
عماد الدین بن بہلوان و	۴۱۷	امان سے روانگی	کی گرفتاری	۴۲۷
سلیمان شاہ کی اطاعت		جلال الدین منکبرس اور	سلطان جلال الدین منکبرس	۴۲۷
خلعت و تحائف کی تفصیل	۴۱۷	وزیر السلطنت	کا قتل	۴۲۷
والی روم کا وفد و تحائف	۴۱۸	تاتاریوں کا تبریز اور گنچہ پر	سلطان جلال الدین منکبرس	۴۲۷
قلم موت کی مہم	۴۱۹	قبضہ	کی سیرت و کردار	۴۲۷
والی قلم موت کی اطاعت	۴۱۹	وزیر السلطنت کی گرفتاری	تاتاریوں کی سفایاں	۴۲۸
جہان بہلوان کی ہندوستان	۴۱۹	و قتل	شجرہ ملوک خوارزم	۴۲۸

شاہان سلجوقی اور خوارزم شاہی سلاطین اور فتنہ تاتار

از محمد اقبال سلیم گاہندہ سری

سلجوقی اور خوارزم شاہی خاندانوں کے حالات و کوائف پر مشتمل زیر نظر اوراق یوں تو تاریخ ابن خلدون ہی کا ساتواں حصہ ہے۔ لیکن سچ پوچھتے تو یہ علامہ عبدالرحمن ابن خلدون جیسے صاحب نظر محقق مورخ کے درد مندوں کی گہرائیوں سے نکلا اور خونِ جگر میں ڈوبا ہوا مرثیہ ہے۔ انھوں نے یہ طویل 'عبرت ناک مرثیہ' عربوں کی عین عننوانِ شباب ہی میں واقع ہونے والی موت پر کیا تھا۔

دار الخلافہ کے دمشق سے بغداد میں منتقل ہونے ہی نوال کے آثار نظر آئے۔ لگے تھے۔ بنو عباس نے اپنے حریف عرب قبیلے بنی امیہ سے غمی سپاہ کے بل بوتے پر اقدار چھینا تھا اس لئے ان کی ہمدردیاں شروع ہی سے غیر عربوں کے ساتھ تھیں۔ قلمدان وزارت سے اُکر کر سول فوج کے تمام بڑے بڑے عہدے ایرانیوں، خراسانیوں اور ترکوں کے ہاتھ میں چلے گئے تھے یہیں سے عرب و عجم کے درمیان بغض اور بدظنی کی فضا پیدا ہوئی۔ ایسی فضا جو مجبوروں چنل خود اور چالو سوں کو بے حد راس آئی۔

رفتہ رفتہ قصر خلافت کے معتمد محافظوں کو نااہل حکمرانوں کی طبیعت میں اتنا اثر و دخل حاصل ہو گیا کہ "خلیفہ دمت ان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن کر رہ گیا" اور وہ "خلافت مآب کو

اپنی انگلی کے اشارے سے پچائے لگے۔ چراغ کے نیچے پھیل جاتے والے ان گھٹا ٹوپ اندھیروں سے شورشلوں، سرکشوں اور بندوقوں کے شعلے بلند ہوئے۔ قسمت آزمایہ فوجی سرداروں نے ”عظیم الشان اسلامی ریاست“ کے چپے چپے پر لوٹ مار اور فتنہ و فساد کا بازار گرم کر دیا اور غلیفہ وقت کا اقتدار صرف بغداد کی نصیلوں کے اندر محدود ہو کر رہ گیا۔

مادراء النہر سے ملکنش تک پھیلی ہوئی سلطنت ہوندر زمین چوگی اور اس کے کھنڈروں پر سلطنتی اور خوارزم شاہی ترک خاندانوں نے اپنی اپنی آزاد خود مختار ریاستیں تعمیر کیں۔ اگرچہ ان ملوک الطوائف میں طغرل، سنجر، الپ ارسلان جیسے اور محمد خوارزم شاہ جیسے بڑے پائے کے سپاہی سلطان پیدا کئے۔ جن کے بتوراد و تدبیر کو دیکھ کر امید پیدا ہو گئی تھی کہ شاید عالم اسلام پر چھائے ہوئے او بار کا طوفان ٹل جائے۔ لیکن افسوس! یہ حریف، ہم عصر ریاستیں بھی بیرونی دشمن کے خلاف مشترکہ محاذ قائم کرنے کی بجائے ایک دوسرے کی اکھاڑ پکھاڑیں مصروف ہو گئیں اور ان کے تمام محدود وسائل باہم آویزی کی نذر ہو گئے۔

یہی وجہ ہے کہ نظام الملک جیسا وزیر باتدبیر اور الپ ارسلان جیسا زامانہ شناس حکمران بھی اس موذی مرض کا کوئی علاج نہ کر سکا جو قومی اتحاد و اشتراک کو گھن کی طرح اندر ہی اندر کھائے چلا جا رہا تھا! پیچ تو یہ ہے کہ نظرت نے آج تک اپنا کوئی عمل ادا نہیں چھوڑا ہے اور نہ ہی ان قوموں کو معاف کیا ہے جو نقصان و انتشار کی مجرم ہوں سلطان اور وزیر کی ناکامیوں میں بھی ترکان خاتون کا ہاتھ کار فرما نظر آتا ہے۔ اس خود غرض اور فتنہ بداندیش ملکہ نے سلطان کی موت کے بعد اپنے ہی ایک بیٹے کے چنبھے سے اقتدار کی کرسی کھینچنے اور دوسرے بیٹے کو اس پر بٹھالنے کی کوشش میں سامرہ سے سمرقند تک فتنہ و فساد کا ایسا دروازہ کھولا جس پر فغان، غم، چنگیز خاں کی عرصہ سے نظروں لگی تھیں۔

اسطانی کی برف پوش چوٹی سے نیچے جھانکتے وقت اسے ماثرندران سے ملکان اور بلخ سے بدخشان تک اڑنے والے دھوئیں کے سوا اور کچھ دکھائی نہ دیا اور وہ اسی دبیر

پہرے کی آڑ لیتا خوں آشام تاناری بھیڑیوں کے ساتھ قتل اور ختا کی ڈھلاؤں سے اُتراؤ
تا شقند سے تبریز تک جس جس راتے سے گزرا، دیکھتے ہوئے انگاروں اور جلے ہوئے انسانی
ڈھانچوں کے انبار لگاتا چلا گیا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب مسلمانوں کی مضبوط، منظم حکومت کا
نام و نشان مٹ چکا تھا۔ صرف چند سرحدی قلعوں میں برائے نام اکا دکا دستے متعین تھے۔
جنہیں تاناری طوفان تنکوں کی طرح اڑاتا، خوش حال شہروں پر جنگھاڑتا، بے روک لوک
بڑھتا چلا آیا۔

ہر شہر نے قلعہ بند ہو کر بھوکے بھیڑیوں سے محفوظ رہنے کے لاکھ جتن کئے۔ لیکن
قدرت کا اٹل فیصلہ صادر ہو چکا تھا۔ شہروں پر شہر فتح کرتے چلے گئے۔ عورتوں، مردوں،
بچوں اور بوڑھوں کو قطاروں میں کھڑا کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور ایک عام شہری
سے لے کر حاکم شہر تک کسی مسلمان کی جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ نہ رہی۔ مفتوحین سے
پونجی بٹورنے کے لئے انھیں فولادی شکنجوں میں طرح طرح کا عذاب دیا گیا۔ دھینوں کے
لاپٹے میں بڑے بڑے ہزرگوں، حکمرانوں، اولیاء اللہ کے مقبروں اور مسجدوں کو بھی ڈھادیا
گیا۔ ماں باپ اور جوان بھائیوں کے سامنے عفت آب بیویوں، بہنوں اور خاندانوں کے سامنے
پہرہ دار بیویوں کی بے حرمتی، معصوم بچوں کے سامنے ماں باپ کا قتل عام، گھر گھر سے اٹھنے
والے شعلے، جینیں آہیں، فریادیں اور آنسو بھی وحشیوں کو انسانیت کا سبق نہ پڑھا سکے!
ان کی ہیبت اور دہ بے کا یہ عالم تھا کہ بقول علامہ ابن اثیرؒ میں اصغہان کے ایک
کمرے میں کھڑا کھڑکی سے دیکھ رہا تھا، چند سہمے سہمے سے مسلمان جان بچانے کے لئے گھروں
سے نکل کر جامع مسجد کی طرف پلکے کہ ایک تاناری کی ان پر نظر پڑ گئی۔ وہ چلا یا۔ ”ٹھہرو!“
اور بارہ پندرہ جوانوں کے قدم شل ہو گئے۔ تاناری نے دائیں بائیں دیکھا اور مسلمانوں کا کام
نہام کرنے کے لئے اسے دور دور تک کوئی چیز دکھائی نہ دی۔ پھر اس نے انھیں اوندھے منہ
زمین پر لیٹنے کا اشارہ کیا اور خود ساتھ دالے گھر کی طرف بھاگا۔ درادیر بعد ایک رنگ خور

درانتی ہاتھ میں اچھا لتا نمودار ہوا اور ایک ایک کر کے سب کو ذبح کر ڈالا۔
 لیکن بے کسی اور بے بسی کے ان گھناؤپ اندھیروں میں بھی جلال الدین خوارزم شاہ
 جیسے جاں بازی تلوار بکلی کی طرح چمکتی دکھائی دیتی ہے۔ وہ مٹھی بھر سرفروشیوں کے ساتھ
 قدم قدم پر تاتاری طوفان سے ناکام مکراتا رہا اور آخر کار جب دریائے سندھ کے کنارے
 پہاڑ پر گھر گیا تو اپنے راہب، سمیت ایک اونچی چٹان سے سندھ کی پھری ہوئی
 لہروں پر کود گیا۔ اس کے عزم و استقلال کو دیکھ کر جنگیز خاں نے حیرت سے اپنی انگلی منہ میں
 ڈال لی اور بے اختیار پکار اٹھا۔ کاش! ایسا ایک سپاہی میرے لشکر میں بھی موجود ہوتا!
 سلجوقی اور خوارزمی سلاطین کے واقعات اور تاتاری طوفان کے کوائف و کیفیات
 پر مشتمل تاریخ ابن خلدون کا ساتواں حصہ عبرت کا مرتع بھی ہے اور درس عبرت بھی؛
 اسے پڑھیے اور اس کی روشنی میں اپنے حال اور مستقبل کا جائزہ لیجیے!

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
محمد ﷺ و نصلی علی رسولہ الکریم

سلسلہ میں نبوت کے پچے جانشینوں کا زمانہ ختم ہوا۔ عنانِ حکومت پر بنو امیہ نے قبضہ کیا۔ خلافت اسلامیہ برائے نام باقی رہی، حقیقت میں استبدادیت بادشاہی اور سلطنت ہو گئی۔ بایں ہمہ مرکزی قوت کا تجزیہ نہیں ہوا۔ ایک ہی ذات جس کو خلیفہ کے نام سے موسوم کرتے تھے دنیا اسلام کے چپہ چپہ زمین کا واحد حکمران تھا اسلامی فتوحات کا سیلاب جس تیزی سے بڑھ رہا تھا، اسی تیزی اور عالمگیری سے بڑھتا رہا۔ ایشیا، یورپ اور المغرب الاقصیٰ یک پہنچ گیا۔ خود غرضی کا بُرا ہو کہ پہلی صدی کے خاتمہ پر بنو امیہ کی حکومت کا بھی خاتمہ ہو گیا، عنانِ حکومت اسلامیہ پر بنو عباس قابض ہوئے۔ ان کا ابتدائی دور حکومت بلحاظ فتوحات اور انتظامات اگر ستائش کا مستحق نہیں ہے تو الزام کا بھی مستوجب نہیں ہے زمانہ وسطیٰ میں تمدنی حالت کی ترقی اور اصلی مادی قوت کی تنزلی ہوئی۔ عربوں کی جگہ غموں کا دور دورہ ہوا۔ مرکزی حکومت کا اقتدار باقی نہ رہا چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہو گئیں۔ ہر شخص نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائی، ایک حکومت کی کئی حکومتیں، ایک سلطنت کی متعدد سلطنتیں، ایک حکمران کے عوض سیکڑوں حکمران اپنی اپنی جگہ پر بن گئے۔ صرف سند حکومت دینے کا اختیار خلافت مآب کے ہاتھ میں رہا خلیفہ وقت ان حکمرانوں کی خود غرضیوں کا نشانہ اور ان کے ہاتھ کا کٹ پتلی بنا تھا۔ جس کو چاہتے تھے مسند خلافت پر ممکن کرتے تھے اور جو ان کی خود غرضیوں کا سدِ راہ ہوتا تھا

اس کو معزول کرتے تھے۔ ہر اکہ سے زیادہ بنو بویہ دہلی نے زور پکڑا۔ آپس کے جھگڑے، باہمی نفاق، شیعہ اور سنی کے نزاعات انھیں بنو بویہ کے عہد میں رونما ہوئے۔ رفتہ رفتہ سلاطین سلجوقیہ کا دور آیا۔ انھوں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے۔ خلافت کو دبا لیا۔ ممالک اسلامیہ پر قابض ہوئے۔ ان کی حکومت کا سکہ تمام ممالک مشرقیہ میں چلنے لگا۔

سلاطین سلجوقیہ میں الپ ارسلان بانی دولت سلجوقیہ، قزل ارسلان، ملک شاہ سلجوقی، سلطان سنجر، قطلمش والی قونیہ و بلاد روم، توران شاہ تاج دار فارس بڑے بڑے اولوالعزم حکمران گزرے ہیں، لوگ خوارزم کی سلطنت انھیں سلجوقیوں کی سلطنت کی ایک شاخ ہے۔ انھیں کے زمانہ میں چنگیز خان تاتاری لیٹروں کو لے کر نکلا اور اسلامی حکومت کا شیرازہ منتشر کر دیا۔ علامہ امام عبدالرحمن ابن خلدون (رحمۃ اللہ علیہ) نے ان کے حالات، الثاب، خاند جنگیوں، تاتاریوں اور سلجوقیوں کی لڑائیوں کو کمال تحقیق اور تدبر سے اپنی تالیف کردہ کتاب العہود و دیوان المبتداء والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر و من ہا عنہم من ذوی السلطان الاکبر میں تحریر کیا ہے۔

ترجمہ تاریخ کی چودھویں جلد کتاب مذکور کے ایک حصہ کا ترجمہ ہے جس میں انھیں غوثی داستانوں کا تذکرہ ہے۔ قدروانان فن تاریخ کی خدمت میں کمال دیدہ ریزی، جاں سوزی اور محنت شاقہ کے بعد پیش کی جاتی ہے۔ توقع یہ ہے کہ اللہ جل شانہ، قبولیت عامہ کے زیور سے اس کو مزین و آراستہ فرمائے گا، قوم کی گری ہوئی حالت کا سنوارنے والا وہی ہے شاید اس کے مطالعہ سے قوم کو عبرت کا سبق حاصل ہو، نفاق، حسد، خود غرضی اور قوم فروشی کی صفات مذمومہ ترک ہو جائیں و ماؤ لک علی اللہ بعینہ۔

احمد حسین الہ آبادی غفر اللہ عنہ

الہ آباد
۱۱ رمضان المبارک
۱۴۲۵ھ

باب

دولت سلجوقیہ

سلطان ملک شاہ بن سلطان الپ ارسلان

سلجوقی ترکوں کا نسب | سلاطین سلجوقیہ نے ممالک اسلامیہ پر غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ ان کی حکومت کا سکہ تمام ممالک مشرقیہ میں حدود مصر تک چل رہا تھا۔ انھوں نے خلافت بغداد پر جابرانہ قوت حاصل کر لی تھی۔ عہد خلافت خلیفہ قائم بامر اللہ سے اس زمانہ تک کے حالات اور جیسی جیسی ان کی حکومتیں تمام عالم میں پھیلی ہوئی تھیں ہم ان تمام حکومتوں کے واقعات تحریر کرتے ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر کریں گے کہ انھوں نے علماء کے ساتھ کیسا سلوک کیا اور انھیں کس طرح اداۓ فرض منصبی سے باز رکھا۔ اسی سلسلہ میں ان حکومتوں کا ذکر بھی تحریر کیا جائے گا جو ان کی حکومت سے نکلی اور پیدا ہوئی تھیں۔

ہم اوپر سلسلہ انساب عالم میں ترکوں کا نسب لکھ آئے ہیں کہ یہ کومر بن یافث کی اولاد سے ہیں جو کہ یافث کے اُن سات لڑکوں میں سے ایک لڑکا ہے جن کا ذکر توریت میں آیا ہے اور وہ ساتوں لڑکے یہ ہیں۔ "ماواق، ماذاے، ماغوغ، تقو بال، ماشخ، طیراش، کومر"۔
 شہ معج لکھتا ہے کہ جو نسخے کتاب کے ہمارے ہاتھوں میں ہیں ان میں ایسا ہی لکھا ہے۔ لیکن یہ اس کے

ابن الصمغ نے ان میں سے چھ لڑکوں کا ذکر کیا ہے، ماڈائے کو چھوڑ دیا ہے۔ یہ بھی توریت میں ہے کہ کومر کے تین لڑکے تھے۔ ۰ توغرا، اشکان اور ریعاث "اسرائیلیا" میں لکھا ہے کہ افریخ و فرانس، ریعاث کی اولاد سے ہے، صقالہ اشکان کی اور خزر توغرا کی، لیکن علماء نسب اسرائیلیں کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ خزر اور ترکاں ایک ہیں اور ترکوں کی تمام شاخیں کومر کی اولاد سے نکلی ہیں۔ لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ کومر کی تین لڑکوں میں سے یہ کس لڑکے کی نسل سے ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو غرا کی اولاد سے ہیں۔ بعض علماء نسب کا یہ خیال ہے کہ یہ لوگ طبراش بن یافث کی اولاد سے ہیں۔ ابن سعید نے ان لوگوں کو ترک بن غامور بن سوتیل کی طرف نسباً منسوب کیا ہے۔ لیکن بظاہر یہ غلط معلوم ہوتا ہے اور غامور کنات کی غلطی ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ باقی رہا سوتیل، تو کسی نے اس کا یافث کی اولاد میں ذکر نہیں کیا ان سب باتوں کو ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔

ترکوں کی نسلی شاخیں | ترکوں کی بہت سی شاخیں اور متعدد جنسیں ہیں انہی میں سے روس اور اعلان ہے۔ اعلان کو ابلاں بھی کہتے ہیں، خفشان (جو قفقاز کے نام سے مشہور ہیں، ہیاطلہ، خلیج اور غزرجن میں سے سلجوقیہ اور تٹا ہیں، جن کی سکونت سرزمین طغناج میں تھی، ایک، قورا، ترکس، ارکس اور ططر رجن کو طغر غر بھی کہتے ہیں، انہیں ترکوں کی نسلی شاخیں ہیں۔ لیکن روم کی ہمسایہ قومیں انہیں (یعنی ططر کو) ترکوں میں داخل نہیں کرتیں۔

ترکوں کا مسکن | سمجھئے کہ ترکوں کی قوم، دنیا کی بڑی قوموں میں داخل ہے کوئی قوم ان سے زیادہ بڑی نہیں ہے۔ عرب، مہمورہ عالم میں جانب جنوب اور ترک اس کے شمال میں آباد ہیں۔ ترکوں نے اقلیم نلاشہ پانچویں، چھٹے اور ساتویں اقلیم کے نصف طول پر حدود مشرق تک قبضہ کر رکھا تھا اور اس کے مالک و حکمران

بنے ہوئے تھے۔ ابتداً ان کا مسکن مشرق میں لب دریا ملک چین اور اس کے بالائی ممالک میں جنوباً ہند تک اور اس کے نیچے شمالاً سید یا جوج اور ماجوج تک تھا بعض مورخوں کا خیال ہے کہ یا جوج و ماجوج ترکوں میں سے ہیں اور آخر میں انھوں نے اپنے قیام کے لئے جانب مغرب بلاد صقالیہ کو تاجلیج قسطنطنیہ اختیار کیا۔ بلاد صقالیہ اور رومہ سے ملا ہوا ہے۔ جانب جنوب ان کا مسکن بلاد قورقتریب نہ اس کے بعد خراسان، آذربائیجان اور طلیج قسطنطنیہ تھا اور آخر میں شمالی ممالک میں بلاد فرغانہ، شاش اور ان کے علاوہ بلاد شمالیہ کو جن کے نام بعد مسافت کے باعث معلوم نہیں ہو سکے انھوں نے اپنے قیام و مسکن کے لئے منتخب کیا۔ اور ان حدود کے درمیان بلاد غزنی، نہر جیون، بلاد خوارزم، سرحد چین، بلاد قفقاز، روس اور طلیج قسطنطنیہ شمال غرب میں بھی یہی ترک آباد اور سکونت پذیر تھے۔

انھیں ترکوں کا ایک بڑا گروہ جن کی تعداد ان کے خالق کے سلطان الپ ارسلان | سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ خانہ بدوشوں کی طرح ادنیٰ جموں میں زندگی گزارتا تھا۔ اور یہ لوگ انھی ممالک کے اطراف و جانب میں بود و باش رکھتے تھے۔ ان کا گزر دیار بکر کی طرف ہوا۔ والی دیار بکر نصر بن مروان شہر تے باہر آیا اور ایک لاکھ دینار شاہی دہار میں پیش کئے۔ جب سلطان کے کالوں تک یہ خبر پہنچی کو والی شہر نے اتنی کثیر رقم رعایا سے وصول کی ہے تو اس نے اسے واپس دیدی۔ اس کے بعد

اس مضمون کا سابقہ مضامین سے کچھ ربط و تعلق نہیں ہے۔ شاید مورخ ابن خلدون نے اس مقام پر غالی جگہ چھوڑ دی تھی۔ کاتب نے کچھ خیال نہیں کیا جیسا کہ سمجھ کر پڑھنے والوں پر یہ امر ظاہر ہو گیا ہو گا۔ یہ اس واقعہ کا خلاصہ ہے جسے شیخ عطار نے لکھا ہے۔ کتب تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

یہ واقعہ سلطان الپ ارسلان سے متعلق ہے جیسا کہ علامہ ابن اثیر نے تاریخ کامل میں سلطان الپ ارسلان کے قبضہ حلب کے ضمن میں اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ تحریر کیا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱ صفحہ ۱۸۷ مطبوعہ ولیدین (مترجم)

آمد پہنچا اور وہاں کے رہنے والوں کو امان دی۔ شہر پناہ کا چکر لگایا۔ اپنے ہاتھوں سے شہر پناہ کی دیوار کو چھوٹا تھا اور اسے اپنے چہرہ پر مسلمانوں کی سرحد کا تبرک سمجھ کر پھیرتا تھا۔ اس کے بعد اہل راہ کی طرف روانہ ہوا اور اس کا بھی محاصرہ کیا۔ اہل راہ نے شہر پناہ کے مدد وازے بند کر دیے۔ اس کے بعد حلب کی جانب قدم بڑھایا۔ والی حلب "محمود" نے اپنے سپہ سالار ریعول کو اس کے پاس بھیجا۔ اور اطاعت و فرماں برداری کا اظہار کیا۔ اور اس کا نام خطبہ میں داخل کرنے کا وعدہ کیا اور حاضری کی معذرت کی سبب سے ان معذرت کو قبول نہیں کیا اور یہ ارشاد کیا کہ وہ ہمارا نام خطبہ میں کس طرح داخل کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اذان میں "حی علی خیر العمل" کہتا ہے۔ اس سے کہہ دو کہ تم کو بادل ناخواستہ حاضر ہونا پڑے گا، محمود نے حاضری سے انکار کیا۔ سلطان نے حصار میں سختی شروع کی۔ والی حلب "محمود" تنگ ہو کر رات کے وقت مع اپنی ماں نیوہ بنت وثاب ہنیری سلطان کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ سلطان نے اس کی بڑی عزت کی۔ خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور اسے اس کے شہر کی طرف واپس کر دیا۔

سلطان الپ ارسلان کا خلاطہ پر جب آمد | ارمانوس نامی رومیوں کا بادشاہ ان دنوں قسطنطنیہ پر حکومت کر رہا تھا۔ اس کی طبیعت میں ثمرات کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ بلاد اسلامیہ کے سرحدی شہر ہمیشہ خطرہ میں رہتے تھے۔ ۴۶۲ء میں فوج مہیا کر کے ملک شام پر چڑھائی کر دی۔ شہر نیج کو جا کر گھیر لیا۔ قتل و خون ریزی، لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ محمود بن صالح بن مرداس کلابی اور ابن حسان نے اپنی اپنی قوموں اور عربوں کو جو ان کے قریب و جوار میں تھے جمع کر کے مقابلہ کیا۔ لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ رومی لشکر نے نہایت بڑے طور سے انھیں شکست دی۔ اور ارمانوس قسطنطنیہ واپس آیا۔ اس کے بعد ۴۶۳ء میں، پھر ارمانوس نے دولاکھ فوج کے ساتھ بلاد اسلامیہ پر حملہ کیا۔ اس فوج میں رومی، فرانسیسی، روس، کرخ اور وہ عرب بھی

شامل تھے جو ان کے ممالک میں یا ان کے ممالک کے قرب و جوار میں رہتے تھے۔ چنانچہ ملازکرد (صوبہ خلاط کے شہر) پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑا۔ اس وقت سلطان اسپارسلان شہر خوی (صوبہ آذربائیجان) میں حلب سے واپس ہو کر مقیم تھا اس خبر وحشت اثر کو سن کر غصہ سے کانپ اٹھا۔ اپنے حرم اور اسباب کو اپنے وزیر السلطنت نظام الملک طوسی کے ہمراہ ہمدان بھیج دیا اور بذاتہ پندرہ ہزار جنگ آوروں کو لئے ہوئے ارازنوس سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا۔ سلطانی مقدمۃ الجیش سے ارازنوس کا رومی سپہاؤں دستہ مد مقابل ہوا، پہلے ہی حملے میں لشکر اسلام نے رومیوں کو شکست دی، اس کے باوجود کو گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر بارگاہ سلطانی میں بھیج دیا۔ سلطان نے اس کی ناک کٹوا دی اور اس کے مال و اسباب اور آلات حرب کو وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس روانہ کر دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ دار الخلافہ بغداد بھیج دینا۔

اسلامی مقدمۃ الجیش کی کامیابی کے بعد موکب سلطانی کا لشکر ارازنوس سے مقابل ہوا سلطان نے رومی بادشاہ کے پاس پیام صلح بھیجا۔ رومی بادشاہ نے جواب دیا ”مے دید و تاکہ مصالحت ہو جائے“ سلطان کو اس سے سخت تردد ہوا۔ فقیہ ابو نصر محمد بن عبد الملک بخاری نے عرض کیا ”آپ تو دین کی خاطر لڑتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے امداد کا وعدہ فرمایا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی کا سہرا آپ کے سر رہے گا۔ جمعہ کے روز میں وقت خطیب منبروں پر خطبہ پڑھنے کو جاتے ہیں اس وقت آپ حملہ کیجئے کیونکہ اس وقت وہ لوگ مجاہدوں کی فتح و نصرت کی دعائیں مانگتے ہیں“ چنانچہ سلطان نے اسی وقت حملہ کی تیاری کی، فوج کو جمع کر کے ایک پرجوش تقریر کی، تقریر نہایت پرجوش تھی خود بھی روانہ ہوا۔ لشکر بھی دہائیں ہزاروں روئے لگے۔ سب نے حضور و خضوع سے دعائیں کیں سلطان نے دعا سے فارغ ہو کر لشکریوں کو مخاطب ہو کر کہا ”جو شخص واپس جانا چاہے وہ بلا تامل چلا جائے“ اس وقت بادشاہ نہیں ہوں، میں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی غرض سے جنگ کا ارادہ کر لیا ہے“ لشکریوں نے سینہ سپر ہو کر کہا ”ہم لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرفروشی کو رہائی دیتے ہیں“

اس کے بعد سلطان سمرقند کی جانب بڑھا۔ لیکن دانی
سمرقند کی جانب پیش قدمی | سمرقند شہر چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ صلح کا پیام دیا۔ چنانچہ
 ملک شاہ نے اس سے مصالحت کر لی۔ بلخ اور طغارتان کی حکومت اپنے بھائی
 شہاب الدین کو عنایت کی اور خراسان ہوتا ہوا رے کی طرف روانہ ہوا۔

قاروت بک اور سلطان | قاروت بک برادر الپ ارسلان کرمان کا حاکم تھا جب اپنے
 بھائی سلطان الپ ارسلان کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی
ملک شاہ کی جنگ | تو اس نے تاج و تخت شاہی پر قبضہ کرنے کی غرض سے

رے کی طرف قدم بڑھایا۔ اتفاق یہ کہ اس کے پہنچنے سے پہلے سلطان ملک شاہ اور
 نظام الملک وزیر السلطنت رے پہنچ گیا تھا۔ مسلم بن قریش، منصور بن دبیس اور بہت
 سے امراء اکراذ موکب سلطانی کے ساتھ تھے۔ دہم شعبان ۵۳۵ھ میں، قاروت بک
 اور سلطان ملک شاہ سے مقام ہمدان میں مقابلہ ہوا۔ قاروت بک کو شکست ہوئی گرفتار
 ہو کر امام سعد الدولہ گوہر نین کے روبرو پیش کیا گیا۔ امام سعد الدولہ نے اُس کا گھوٹ
 دیا جس سے وہ مر گیا، لیکن کرمان کی حکومت اسی کے لڑکے کو دی۔ ان لوگوں کو جائزے
 اور خلعت عطا کئے۔ عربوں اور کُردوں کو بھی جاگیریں اور انعام دیئے اس وجہ سے
 کہ انھوں نے موقع جنگ پر نمایاں خدمات انجام دی تھیں۔

دقیقہ حاشیہ ۱۹) تیار ہیں "المنصور دلاؤں فوجوں کا مقابلہ ہوا میدان لشکر اسلام کے ہاتھ رہا۔ بے شمار
 عیسائی مارے گئے اور مال غنیمت ہاتھ آیا۔ دوی بادشاہ گرفتار ہو کر بارگاہ سلطانی میں پیش ہوا، دس لاکھ
 پچاس ہزار دینار فدایہ کے سلطان نے اس کو رہا کیا، اور یہ شرط کر لی کہ جس قدر مسلمان بلوچوں
 میں قید ہیں۔ سب کے سب رہا کر دیئے جاویں اور پچاس برس کے لئے صلح کی جائے۔ دوی بادشاہ
 نے اس کو نہایت خوشی سے قبول و منظور کیا۔ سلطان نے دس ہزار دینار اس کو سفر خرچہ کے
 لئے مرحمت کئے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۴۴ و ۴۵۔ مطبوعہ لیدن

مسلم بن قریش کی اطاعت | چونکہ سلطان الپ ارسلان، شرف الدولہ سے ناراض تھا اس وجہ سے خلافت مآب نے نقیب انقباء طرادین محمد زینی کو شرف الدولہ کے پاس موصل روانہ کیا تھا کہ اس کو اپنے ہمراہ سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں لے جا کر میری طرف سے سفارش کر کے باہم صفائی کراؤ چنانچہ نقیب انقباء شرف الدولہ کو اپنے ساتھ لے ہوئے سلطان الپ ارسلان کی طرف روانہ ہوا اتنا راہ میں سلطان الپ ارسلان کے مرے کی خبر ملی تو ان لوگوں نے ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر باریابی حاصل کی اور شریک جنگ قاروت بک ہوئے۔ مسلم بن قریش نے ملک شاہ کی اطاعت و فرماں برداری اس سے پہلے ہی قبول کر لی تھی۔ باقی رہا بہار الدولہ منصور بن وہب، یہ اس وجہ سے سلطانی موکب میں تھا کہ اس کے باپ نے کچھ مال، سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اس کی معرفت بھیجا تھا۔ جس وقت یہ بارگاہ سلطان میں حاضر ہوا اس وقت سلطان جنگ قاروت بک پر جا رہا تھا۔ یہ بھی اس کی رکاب میں روانہ ہوا اور جنگ قاروت بک میں حصہ لیا۔

خلیفہ مقتدی بامر اللہ | اس کے بعد ایاز ہواد سلطان ملک شاہ نے بمقام تاریخ ۴۶۵ھ میں وفات پائی سلطان ملک شاہ نے اس کے بیٹے کو شہر تک اپنی کفالت میں رکھا۔ اسی سنہ کے ۱۵ شعبان میں خلیفہ قائم بامر اللہ نے اپنی خلافت کے پینتالیس برس پورے کر کے وفات پائی۔ وفات کے وقت اس کا کوئی لڑکا موجود نہ تھا۔ صرف ایک پوتا تھا جو مقتدی بامر اللہ عبداللہ ابن محمد کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس کا باپ محمد بن قائم بامر اللہ جس کو خلیفہ قائم بامر اللہ نے اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا جس کا لقب ذخیرۃ الدین تھا اور کنیت ابو العباس تھی سنہ ۴۶۵ھ میں وفات پا چکا تھا اس وجہ سے خلافت مآب نے وفات کے وقت اپنے پوتے عبداللہ بلع ابن اشیر نے اس واقعہ کو ۴۶۶ھ کے واقعات میں لکھا ہے۔ دیکھو تاریخ تالیخ کامل اشیر جلد ۱ صفحہ ۶۴

محمد کو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ چنانچہ وفات کے بعد خلافت مآب، اراکین دولت، موید الملک بن نظام الملک، وزیر السلطنت، محمد الدولہ بن جہیر اور اس کا بیٹا عمید الدولہ شیخ ابوالاسحق شیرازی، نقیب القبا، طراد اور قاضی القضاۃ وامغانی نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر حسب ولی عہدی خلیفہ قائم بامر اللہ، مقتدی بامر اللہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی، خلیفہ مقتدی نے تخت خلافت پر متمکن ہو کر محمد الدولہ بن جہیر کو بدستور عہدہ وزارت پر قائم رکھا اور اس کے بیٹے عمید الدولہ کو سلطان ملک شاہ کے پاس بیعت لینے کے لئے روانہ کیا واللہ الموفق للصواب۔

اتسز کا محاصرہ دمشق ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ اتسز نے رملہ اور بیت المقدس پر اتسز کا محاصرہ دمشق ۶۷۱ھ میں قبضہ کر کے دمشق کا محاصرہ کر لیا تھا۔ محاصرے کے بعد کچھ سوچ سمجھ کر واپس آ گیا۔ لیکن دمشق کے اطراف میں غارت گری اور لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا۔ کوئی سال ایسا نہ تھا کہ جس میں اس نے اطراف دمشق کو تاخت و تاراج نہ کیا ہو۔ یہاں تک کہ ۶۷۴ھ کا دور آ گیا۔ ماہ رمضان میں دمشق کا پھر محاصرہ کر لیا اور چند روز بعد محاصرہ اٹھا کر واپس ہو گیا۔

اتسز کا دمشق پر قبضہ والی دمشق معلیٰ بن وحید جو خلیفہ مستنصر علوی مصری کی طرف سے دمشق پر مامور تھا۔ دمشق چھوڑ کر بھاگ نکلا فوج اور رعایا نے اس کے ظلم و جور سے تنگ آ کر اس کے خلاف بلوہ کر دیا۔ معلیٰ، دمشق سے نکل کر بانیاس پہنچا پھر بانیاس سے نکل کر سور میں جا کر دم لیا۔ سور سے مصر چلا گیا۔ خلیفہ مصری نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور قید ہی میں اس کی موت واقع ہوئی۔ اہل دمشق نے معلیٰ کے بھاگ جانے کے بعد انتصار بن بچے مصمودی ملقب بن نعیر الدولہ کو اپنا والی مقرر کیا۔ رسد و غلہ کی کمی کی وجہ سے حالت خراب ہو گئی اور پریشانی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اتسز کو موقع مل گیا۔ ماہ شعبان ۶۸۸ھ میں دمشق کا پھر محاصرہ کر لیا۔

اہل دمشق نے مقابلہ سے ہاتھ کھینچ لیا۔ ان کی درخواست کی۔ انتصار کو دمشق کی جگہ قلعہ بانیاس اور شہر یافہ جو ساحل پر ہے دے دیا اور ماہ ذی القعدہ میں دمشق میں داخل ہو کر خلیفہ مقتدی کے نام کا خطبہ جامع دمشق میں پڑھا۔ اذان میں ”حی علی خیر العال“ کہنے کی ممانعت کر دی۔ اور رفتہ رفتہ شام کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔

اتسز کی مصر پر فوج کشی ۶۹۹ھ میں اتسز نے مصر پر فوج کشی کی اور پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ روزانہ جنگ

سے اہل مصر کو تنگ کرنے لگا۔ خلیفہ مستنصر علوی نے بادیہ نشینان عرب سے امداد کی درخواست کی۔ ان لوگوں نے امداد کا وعدہ کیا۔ ادھر سے بدر جمالی عساکر قاہرہ کو لے کر مقابلہ پر آیا اور دھڑے بادیہ نشینان عرب حب و وعدہ لگ کر آگئے۔ اتسز کو شکست ہوئی بہ ہزار خرابی جان بچا کر بیت المقدس کی طرف بھاگا۔ اہل بیت المقدس نے اس کی عدم موجودگی کے زمانہ میں خوب رنگ دکھائے تھے۔ جن لوگوں کو اتسز، بیت المقدس میں چھوڑ گیا تھا ان کو محراب داؤد میں محصور کر رکھا تھا اور طرح طرح کی تکالیف اور مصیبتوں میں ان کو مبتلا کر رکھا تھا۔ اہل بیت المقدس، اتسز کی آمد کی خبر سن کر محفوظ مقامات میں قلعہ نشین ہو گئے۔ اتسز نے بہ زور تیغ اُن کو زیر کیا۔ ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ ہزار ہا موت کی نذر ہو گئے۔ جو لوگ مسجد اقصیٰ میں جا چھپے تھے وہ بھی اس قتل و خون ریزی سے جاں بزن ہو سکے۔

اتسز کے نام کی صحت ہم اوپر کر آئے ہیں۔ اہل شام اس کو اقمیس (یا انیس) کہتے تھے۔ لیکن صحیح اتسز ہے یہ ترکی نام ہے۔

اتسز کا قتل ۷۰۰ھ میں اپنے بھائی متش بن الپ ارسلان القصد سلطان ملک شاہ نے ۷۰۰ھ میں اپنے بھائی متش بن الپ ارسلان کو بلاد شام کی حکومت عنایت کی اس کے علاوہ اُن شہروں کی حکومت بھی اسے عطا کی، جن پر وہ اس علاقہ میں اپنے زور بازو سے قبضہ کر لے۔ چنانچہ متش نے

اولاً حلب کا قصد کیا اور حلب پہنچ کر محاصرہ کیا۔ اس کی رکاب میں ترکمانوں کا بہت بڑا گروہ تھا انھی دلوں بدرجالی نے جو کہ مصر پر غالب ہو رہا تھا، ایک بڑی فوج محاصرہ دمشق کے لئے روانہ کی تھی۔ اتسرنے اس خبر سے مطلع ہو کر تنش سے جو کہ حلب کا محاصرہ کئے تھا امداد کی درخواست کی۔ تنش محاصرہ حلب سے دست کش ہو کر اتسرن کی مدد کو آ پہنچا۔ مصری لشکر مقابلہ نہ کر سکا۔ دمشق سے بھاگ گیا۔ جس وقت تنش قریب دمشق پہنچا۔ اتسرنے اس کا استقبال نہ کیا اور دمشق میں تنش کے درود کا منتظر رہا اور قریب شہر پناہ تنش سے ملاقات کی۔ تنش کو اتسرن کی یہ بد تمیزی ناگوار گزری۔ غصہ کا اظہار کیا۔ اتسرنے بادل نا خواستہ معذرت کی۔ تنش نے اُسی وقت اسے قتل کر ڈالا۔ اس طرح دمشق اور تمام ممالک شام پر قابض ہو گیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ تنش کا لقب تاج الدولہ تھا۔

اس کے بعد تنش نے ۷۴۵ء میں حلب کا دوبارہ محاصرہ کیا۔ تاج الدولہ تنش کا محاصرہ حلب کیا۔ چند روز بعد محاصرہ اٹھا کر مراغہ اور بصرہ کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے دمشق کی جانب واپس ہوا۔ تنش کے محاصرہ اٹھانے کے بعد مسلم بن قریش، حلب آیا اور اس کا مالک بن بیٹھا جیسا کہ مسلم بن قریش کے حالات میں ہم لکھ آئے ہیں۔ اس کا میابی کے بعد مسلم بن قریش نے سلطان ملک شاہ کو اس کی خبر دی۔ سلطان ملک شاہ نے اپنی طرف سے اسے حلب کی سند حکومت عطا کی۔

آخر ۷۴۵ء میں مسلم بن قریش نے دمشق کا محاصرہ کیا۔ مسلم بن قریش کا دمشق پر حملہ کیا۔ لیکن چند روز بعد محاصرہ اٹھا لیا۔ مسلم بن قریش کی واپسی کے بعد تنش نے دمشق سے خروج کیا۔ ساحل شامی کی طرف بڑھا۔ چنانچہ طرسوس کو فتح کر کے دمشق واپس آیا۔ پھر ۷۴۵ء میں تاج الدولہ تنش نے رومی شہروں پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی۔ مسلم بن قریش کو اس کی خبر لگ گئی۔ غالی میدان دیکھ کر دمشق پر حملہ کر دیا اس

حملہ میں مسلم بن قریش کے ساتھ عربوں اور گروہوں کی بہت بڑی جماعت تھی۔ خلیفہ مصر نے بھی امداد کا وعدہ کیا تھا مگر یہ امدادی فوج، مسلم بن قریش کے واپس آنے کے بعد پہنچی۔ قش کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ اس نے رومی شہرول کا ارادہ ترک کر دیا اور ہنایت تیزی سے مسافت طے کرتا ہوا مسلم سے پہلے دمشق پہنچ گیا۔ مسلم نے دمشق پر پہنچ کر محاصرہ کیا۔ قش اپنی فوج کو مرتب کر کے محاصرہ اٹھا دینے کی غرض سے شہر سے باہر نکلا اور خم ٹھونک کر میدان میں آ گیا۔ مسلم کو اس واقعہ میں شکست ہوئی۔

تکش کی بغاوت | اسی اثنا میں مسلم کو یہ خبر لگی کہ اہل حران نے اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے۔ بحال پریشان مرج الصفر سے اپنے دار الحکومت کی جانب واپس ہوا اس کے بعد امیر الجیش نے مصر سے فوجیں مرتب کر کے شام میں دمشق پر حملہ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل دمشق نے قلعہ بندی کر لی۔ امیر الجیش اپنا سامنہ لے کر واپس ہو کر سلطان کے بھائی تکش سے جا ملا۔ ۔۔۔۔۔ اس سے اس کی قوت بڑھ گئی علم بغاوت بلند کر دیا۔ مرواردود اور مروانشاہجان وغیرہ پر قبضہ کر کے خراسان پر قبضہ کے ارادے سے نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان کو اس کی خبر لگ گئی۔ تکش کے پہنچنے سے پہلے سلطان نیشاپور پہنچ گیا۔ تکش ناکام واپس ہوا اور ترند میں پہنچ کر قلعہ نشین ہو گیا۔ سلطان نے اس پر محاصرہ کیا۔ تکش نے مجبور ہو کر مصالحت کی درخواست کی اور ان تمام لشکریوں کو جو شاہی فوج کے اس کے پاس قید تھے آزاد کر دیا اور ترند سے نکل کر بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا۔ سلطان نے اس کی عزت کی، گلے لگایا۔

تکش کا مرواردود پر قبضہ | اس کے چند روز بعد شام میں تکش کے دماغ میں پھر بغاوت کا سودا سمایا۔ مرواردود پر دوبارہ قبضہ کر لیا اور بڑے بڑے سرخس کے قریب پہنچ گیا اور قریب سرخس اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا جو مسعود ابن

۱۔ اصل کتب میں جگہ خالی ہے۔

امیر نادر کے قبضہ میں تھا۔ مسعود میں مقابلہ کی قوت نہ تھی۔ قریب تھا کہ قلعہ کو تکش کے حوالہ کر دیتا۔ اتفاق سے ابو الفتح طوسی رہ نظام الملک وزیر السلطنت کا مصاحب تھا، کو ایک تدبیر سوچی۔ ابو الفتح ان دلوں پیشاپور میں تھا۔ اس نے ایک خط نظام الملک طوسی کی طرف سے مسعود والی قلعہ کو اس مضمون کا لکھا کہ ”تم گھبراؤ نہیں، پورے دم غم سے مقابلہ پر اترے رہو میں بہت جلد سلطان موکب کے ہمراہ تمہاری مدد کو پہنچ رہا ہوں اور دشمنوں کو مار کر بھگا دوں گا“ یہ خط ایک سانڈنی سوار کو دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ تم تکش کی فوج سے ہو کر گزرنا۔ اجنبی سمجھ کر تم کو گرفتار کر لیں گے۔ جب تم پر تشدد زیادہ ہوا تو قتل کی دھمکی دی جائے تب تم یہ خط دینا اور پوچھ گچھ کے وقت کہہ دینا کہ ”سلطان ملک شاہ سے ایک بڑی فوج لے کر مسعود کی ادلوں کو روانہ ہو گیا ہے“ چنانچہ سانڈنی سوار نے ایسا ہی تکش کا انجام پایا۔ چونکہ ابو الفتح کا خط نظام الملک وزیر السلطنت کے خط سے بے حد مشابہ تھا اس وجہ سے تکش کو یقین ہو گیا کہ یہ خط مژدہ نظام الملک کا ہے۔ اب خیر نہیں ہے فوراً محاصرہ اٹھا کر انتہائی بے سرو سامانی سے قلعہ رنج کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ اتنے بھی سبب و حواس قائم نہ رہے کہ خیمے اور سامان ساتھ لے جاتا۔ چولہے پر ہانڈیاں چڑھی ہوئی چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اہل قلعہ نے دوسرے دن قلعہ سے نکل کر جو کچھ اس کے لشکر کا وہ میں تھا اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے تین حبید کے بعد سلطان ملک شاہ آیا اور اس نے تکش کا محاصرہ کیا اور اسے ہزور تیغ تلخ کر کے تکش کو اپنے بیٹے احمد کے حوالہ کر دیا۔ احمد نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں اور جیل میں ڈال دیا۔ مختصر یہ کہ اس طریقہ سے سلطان ملک شاہ نے اپنے اقرار اور قسم کو بھی نہ توڑا۔

ملک شاہ نے تکش سے اقرار کیا تھا اور حلف اٹھایا تھا کہ میں تمہیں کسی قسم کی ایذا نہ دوں گا چنانچہ تکش نے اسی عہد اقرار کی بناء پر اپنے کو سلطان کے حوالہ کیا تھا۔ اس کے بعد سلطان کو تکش کی ایذا دی اور قید کرنے کی فکر ہوئی۔ فقہاء نے غویٰ دیا کہ آپ اس کو اپنے بیٹے احمد کو دیدیجئے رباتی مسئلہ

شیخ ابواسحاق شیرازی کی سفارت | چونکہ عمید العراق ابوالفتح بن ابواللیث والی عراق
 خلیفہ مقتدی بامر اللہ کے ساتھ بمطمانکی اور
 ادائی سے پیش آتا تھا۔ اس وجہ سے خلافت آپ نے رامہ ذی الحجہ ۵۷۵ھ میں، شیخ
 ابواسحاق شیرازی کو سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس عمید العراق
 کی شکایت کا خط دے کر اصفہان روانہ کیا۔ شیخ کے ہمراہ اس سفارت میں امام ابو بکر شاشی
 وغیرہ نامی گرامی علماء تھے جن شہروں کی طرف سے شیخ موصوف کا گلدروہا تھا، وہاں کے
 رہنے والے ان کا اس جوش و مسرت سے استقبال کرتے تھے کہ جو بیان نہیں کیا جاسکتا
 لوگوں کے اژدحام کی یہ حالت تھی کہ تل رکھنے کی جگہ بھی نہ ملتی تھی۔ شیخ کی رکاب کو
 چھوتے تھے۔ ان کے گھوڑے کے قدم کی مٹی تبرکاً لیتے تھے اور جو کچھ ان کے پاس درہم
 دینار اور چاندی سونے کے سکے موجود تھے۔ شیخ پر نثار کرتے تھے، صنعت و حرمت
 اور تجارت پیشہ والے بھی اپنی مصنوعات اور تجارتی اسباب نہایت کفادہ پیشانی
 سے بے دریغ نثار رہے تھے۔ شیخ اس خوشی و مسرت کو تعجب کی نگاہوں سے دیکھ رہے
 تھے اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی حمد کرتے تھے۔ انرض اس طرح
 کو پرجہ و قیام کرتے ہوئے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خلافت مآب
 کا پیام پہنچایا، سلطان ملک شاہ نے جتنے مطالبات تھے، سب کو قبول کیا اور عمید العراق
 کا تعلق جس قدر خلافت مآب سے تھا ان سب کو منقطع کر دیا۔ اس کے بعد شیخ وزارت کب
 نظام الملک کے دربار میں حاضر ہوئے امام الحرمین سے مناظرہ ہو گیا جس کے واقعات مشہور ہیں۔
 عمید الدولہ کی وزارت | ۵۸۳ھ میں نظام الملک نے نضر الدولہ ابو نصر بن جبیر کو خلیفہ مقتدی

بقیہ حاشیہ ۳۳۳ھ اس کے ساتھ سب کچھ کر سکے گا آپ بری الذمہ رہیں گے چنانچہ سلطان نے
 ایسا ہی کیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۸۹۔

بامر لٹرکی وزارت سے معزول کر دیا تھا۔ عمید الدولہ بن فخر الدولہ نے ذریعہ السلطنت نظام الملک کے دربار میں حاضر ہو کر معذرت کی۔ چنانچہ نظام الملک اس سے راضی ہو گیا اور خلافت آب سے اس کے تصور کی معافی اور دوبارہ عہدہ وزارت پر مقرر کئے جانے کی سفارش کی۔ خلافت آب نے عمید الدولہ کو قلمدان وزارت مرحمت فرمایا اور اس کے باپ کو بدستور معزول رکھا جیسا کہ اوپر خلفاء بغداد کے حالات کے ضمن میں ہم بیان کر آئے ہیں۔

۳۴۴ھ میں خلیفہ مقتدی نے فخر الدولہ (وزیر) کو خلیفہ مقتدی کا سلطان کی لڑکی سے عقد سلطان ملک شاہ کے پاس اس کی بیٹی سے اپنی منگنی کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ فخر الدولہ سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اصفہان پہنچا اور خلیفہ مقتدی کا پیام سلطان کو دیا۔ سلطان نے اپنی بیٹی کا عقد خلافت آب کے ساتھ چاس نہرالدینار مہر محل پر کر دیا۔ فخر الدولہ بغداد کی طرف واپس ہوا۔

پھر ۳۴۵ھ میں خلیفہ مقتدی نے فخر الدولہ کے بیٹے عمید الدولہ کو عمید الدولہ کی معزولی وزارت کے عہدہ سے معزول کر دیا۔ اتفاق یہ کہ جس دن عمید الدولہ معزول کیا گیا۔ اسی دن سلطان اور نظام الملک کا خط بنو جہیر و عمید الدولہ وغیرہ کی طلبی کا صادر ہوا۔ چنانچہ بنو جہیر اپنے اہل و عیال کے ساتھ سلطان کے پاس چلے گئے۔ سلطان بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ فخر الدولہ کو دیار بکر کی حکومت عطا کی اور فخر الدولہ کے ہمراہ ایک فوج دیار بکر کو بنو مروان کے قبضہ سے نکلانے کی غرض سے روانہ کی اور اس امر کی اجازت دی کہ تم اس کے محاصل کو اپنے صرف میں لاؤ، خطبہ میں اپنا نام داخل کرو اور سکھ بھی اپنے ہی نام کا مسکوک کرواؤ۔ چنانچہ فخر الدولہ اس کروفر کے ساتھ شاہی لشکر لے ہوئے دیار بکر کی طرف بڑھا۔

۳۴۶ھ فخر الدولہ کی معزولی کے بعد وزارت عظمیٰ ابوالفتح منظر ابن رئیس الرؤسار کو مرحمت ہوئی۔ یہ محکمہ تعمیرات کا وزیر تھا۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۸۳

فخر الدولہ کا موصل پر قبضہ | ابن مردانہ والی دیار کبر کو اس کی خبر گئی۔ گھبرا گیا۔ مسلم بن قریش سے امداد کی درخواست کی اور اس صلہ میں ایک خاص امر رآملہ کے دیئے کا اقرار کیا دونوں نے قسین کھاتیں اور ابن جہیر سے جنگ کرنے پر متفق ہو گئے۔ ابھی جنگ کا آغاز نہ ہوا تھا کہ سلطان نے ابن جہیر کی کمک پر امیر ارتق بن الکک کی ماتحتی میں ایک فوج اور بھیج دی۔ لیکن اس کے باوجود ابن جہیر ابن مردانہ سے مصالحت کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ ارتق کو یہ امر شاق گزرا فوراً حملہ کر دیا۔ لڑائی چھڑ گئی۔ عربوں اور کردوں کو شکست ہوئی۔ ان کی لشکر گاہ لوٹ گئی تھی۔ مسلم بن قریش کسی طرح جان بچا کر آمد پھنچا۔ فتح مند گروہ نے تعاقب کیا اور چاروں طرف سے آمد کا محاصرہ کر لیا۔ مسلم بن قریش نے اس امر کو محسوس کر کے کہ اب میں گرفتار ہو چاہتا ہوں امیر ارتق کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھ سے جس قدر مال چاہو لے لو اور مجھے نکلنے کا راستہ دیدو۔ امیر ارتق اس امر پر راضی ہو گیا۔ مسلم بن قریش آمد کو خیر باد کہہ کر رتہ کی طرف چلا گیا۔ اور ابن جہیر نے میاں فاروقین کا راستہ لیا۔ منصور بن مزید اور اس کا بیٹا صدقہ ابن جہیر سے علیحدہ ہو کر خلاط کی جانب واپس ہوا۔

سلطان کو جب اس امر کی اطلاع پہنچی کہ مسلم بن قریش کا آمد میں محاصرہ کر لیا گیا ہے تو اس نے عمید الدولہ کو ایک بڑی فوج کے ساتھ موصل سر کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ اسی ہم میں عمید الدولہ کے ہمراہ اقسق تقسیم الدولہ بھی تھا جسے سلطان نے اس کے بعد حلب کی حکومت عنایت کی تھی۔ قصہ مختصر عمید الدولہ موصل کی جانب روانہ ہوا۔ اثنار راہ میں امیر ارتق مل گیا۔ وہ بھی عمید الدولہ کے ہمراہ موصل کی ہم پر واپس ہو گیا۔ جس وقت شاہی لشکر موصل پہنچا عمید الدولہ نے اہل موصل کے پاس صلح کی صورت میں انعامات اور عدم صلح کی صورت میں جنگ کا پیام بھیجا۔ اہل موصل نے اپنی ناکامی کا یقین کر کے مصالحت کے ساتھ شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے اور اطاعت قبول کر لی۔

مسلم بن قریش کی اطاعت | سلطان بنفس نفیس اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے مسلم بن قریش کے مقبوضات کی طرف بڑھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلم بن قریش کو

محاصرہ سے نجات مل گئی تھی۔ اور وہ رجب کے متصل مقیم تھا۔ سلطان نے چھیڑ چھاڑ مناسب نہ سمجھی۔ مویا الملک بن نظام الملک کو خط دے کر مسلم بن قریش کے پاس بھیجا۔ مسلم نے شاہی خط کو سر اور آنکھوں سے دگایا۔ اور وفد کے مقام بوازیرج میں دربار نشا ہی میں حاضر ہوا۔ سلطان نے اسے خلعت خوشنودی سے سرفراز فرمایا اور اسے اس کے مقبوضات پر کمال رکھا اور خود اپنے بھائی کش سے جنگ کرنے کے لئے خراسان کی طرف روانہ ہوا جس کا ذکر آگیا بھی اوپر پڑھ گئے ہیں۔

فتح انطاکیہ | سلیمان بن قطلش بن سلجوق دالی قونیہ واقعہ سے بدرجہ سے ملک شام کو تباہ برباد کرنے کی غرض سے قدم بڑھایا۔ ۳۵۳ھ سے انطاکیہ رومی بادشاہ کے قبضہ میں تھا، فردوردس نامی عیسائی بادشاہ اس کا حکمران تھا۔ فردوردس کا اخلاق اچھا نہ تھا۔ نہایت درجہ کا ظالم اور بلا طوار تھا۔ رعایا اور لشکر ہی اس سے نالاں تھے اپنے لڑکے کو بھی قید کر دیا تھا۔ اس نے افسر اعلیٰ پولیس سے جو فردوردس کی طرف سے انطاکیہ کی حفاظت پر مامور تھا۔ ساز باز پیدا کیا۔ چنانچہ دونوں نے متفق ہو کر ۳۵۳ھ میں سلیمان بن قطلش کو انطاکیہ پر قبضہ کر لینے کے لئے بلا بھیجا۔ سلیمان تین ہزار سواروں اور بہت سے پیادوں کے ساتھ دریا کے

راتے انطاکیہ کی طرف روانہ ہوا۔ دریا کا سفر طے کر کے خشکی پر اتراد شوار گزار راستوں اور پہاڑی دروں سے گزرتا ہوا شہر پناہ انطاکیہ تک پہنچ گیا۔ افسر اعلیٰ پولس انطاکیہ نے موقع دے دیا سلیمان کے سپاہی سیڑھیاں لگا کر شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور شہر میں داخل ہو کر قتل و خوریزی کا بازار گرم کر دیا۔ تھوڑی دیر تک اہل شہر نے مقابلہ کیا۔ بالآخر انھیں شکست ہوئی۔ ایک بڑی جماعت ماری گئی اور باقی ماندہ لوگوں کا سلیمان نے قصور معاف کر دیا۔ قلعہ اور شہر پر قابض ہو گیا۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد اہل انطاکیہ کے ساتھ جبرن سلوک پیش آیا اور دوران جنگ قلعہ اور شہر کا جتنا حصہ خراب اور مسمار ہو گیا تھا۔ اس کی تعمیر کا

حکم صادر کیا۔ سلطان ملک شاہ کی خدمت میں فتح کا بشارت نامہ روانہ کیا۔

قتل مسلم بن قریش | انطاکیہ فتح ہونے کے بعد مسلم بن قریش والی حلب نے سلیمان بن قطلمش کے پاس ایک قاصد روانہ کیا اور اس سے اس مال کا مطالبہ

کیا جو فرودروس عیسائی بادشاہ انطاکیہ، مسلم بن قریش کو سالانہ بطور جزیہ ادا کیا کرتا تھا اور عدم ادائیگی کی صورت سلطان کی شاہی قوت و اقتدار کی دھمکی دی۔ سلیمان نے جواب دیا کہ "سلطان کی اطاعت میرا شعار ہے، خطبہ میں بھی اسی کا نام ہے، سکہ پر بھی اسی کا نام مسکوک ہے، باقی رہا سالانہ خراج جو فرودروس دیتا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کافر تھا اور میں بفضلہ تعالیٰ مسلم ہوں اور مسلم جزیہ اور خراج نہیں دیتا۔ مسلم بن قریش کو اس جواب سے ناراضگی پیدا ہوئی، فوجیں مرتب کر کے اطراف انطاکیہ کی طرف بڑھا اور غارت گری شروع کر دی۔ سلیمان نے بھی یہ رنگ دیکھ کر حلب پر یلغار کر دی اور اس کے قرب و جوار کو لوٹ لیا۔

اس کے بعد مسلم بن قریش عرب اور ترکمانوں کو جمع کر کے انطاکیہ کے سر کرنے کے لئے روانہ ہوا اس مہم میں مسلم بن قریش کے ہمراہ نامی گرامی ترکمانی سردار تھے۔ انھی میں جیق امیر ترکمان تھا۔ سلیمان بن قطلمش نے بھی فوجیں فراہم کیں اور انطاکیہ کی حفاظت پر کمر باندھ کر میدان جنگ میں آگیا۔ آخر ماہ صفر ۵۷۷ھ میں انطاکیہ کے باہر ایک کھلے میدان میں فریقین نے صف آرائی کی۔ اثناء جنگ میں جیق امیر ترکمان، سلیمان بن قطلمش سے مل گیا۔ اس سے مسلم کی فوج میں بھگدڑ پھیل گئی۔ عرب شکست کھا کر بھاگ نکلے اسی پکڑ دھکڑ میں مسلم بن قریش مارا گیا۔

سلیمان بن قطلمش کا محاصرہ حلب | مسلم بن قریش کے قتل کے بعد سلیمان نے حلب کا محاصرہ کیا۔ اہل حلب نے قلعہ بندی کر لی۔ ابن حشیشی عباسی سردار

حلب نے سلیمان بن قطلمش کی خدمت میں تحائف اور نذرانے بھیجے اور یہ درخواست کی کہ مجھے چند روز کی مہلت دیجئے تاکہ میں سلطان ملک شاہ سے خط و کتابت کروں، اگر وہ اجازت دیدیں گے

تو میں حلب کو آپ کے حوالہ کر دوں گا۔ سلیمان اس فریب میں آگیا اور ابن حشیشی نے تاج الدولہ
تمش سے سازش کر لی اور اسے حلب پر قبضہ کر لینے کے بلا بھیجا۔ چنانچہ تمش، حلب پر قبضہ
کرنے کے لئے آیا۔ امیر ارسوس اس کے ہمراہ تھا۔ امیر ارسوس سے کوئی امر خلاف
مزاج سلطان ملک نہا ہو گیا تھا۔ جس سے اسے اپنی جان کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔
اس وجہ سے تاج الدولہ تمش کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ گزین ہوا تھا۔ تمش نے اسے
بیت المقدس کی حکومت پر مامور کیا۔ اس تعلق سے امیر ارقی اس مہم میں تاج الدولہ کے
ساتھ آیا تھا۔

تمش کا حلب پر قبضہ | سلیمان کو اس کی خبر گئی تو اس نے تمش کی روک تھام کی غرض
سے لشکر مرتب کیا اور خم ٹھونک کر میدان میں آگیا۔ امیر ارقی نے
اس لڑائی میں بہت بڑے بڑے نمایاں کام کئے۔ کئی بار زرعہ میں آیا۔ آخر کار سلیمان کو شکست
ہوئی۔ یہ فخر بے خود اپنا گلا کاٹ کر مر گیا۔ تمش نے اس کے لشکر گاہ اور کیمپ کو لوٹ لیا۔ جنگ
سے فارغ ہو کر ابن حشیشی سے حلب سپرد کرنے کا مطالبہ کیا۔ ابن حشیشی نے جواب دیا "دراصر
کیجئے میں سلطان ملک شاہ سے مشورہ کر لوں، اگر اجازت دیں گے تو میں بلا کسی غدر شہر پر آپ کو
قبضہ دے دوں گا۔" تمش نے صحاف جواب پا کر شہر پر محاصرہ کر دیا، ابن حشیشی نے نہایت متعددی
اور ہوشیاری سے قلعہ بندی کر لی۔ اتفاق یہ کہ اہل شہر میں سے بعض لوگوں نے تمش سے سازش
کر لی اور تمش کو شہر میں داخل ہونے کا موقع دیدیا۔ چنانچہ تمش نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ ابن حشیشی
نے امیر ارقی کے پاس جا کر پناہ لی۔ امیر ارقی نے اسے امان دی اور بھلائی تمام اپنے پاس رکھا۔

لے کتابت کی غلطی ہے ارسوس نام نہ تھا بلکہ ارقی نام تھا۔ یہ وہی ہے جس نے معرکہ آمد میں شرف لڑا
مسلم بن قریش کو کچھ لے کر نکل جانے دیا تھا۔ یہی امر سلطان ملک شاہ کے مزاج کے خلاف ہوا تھا۔
دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۶۹

۵۷۷ھ میں ابن جہیر (فخرالدولہ) نے اپنے بیٹے زعیم الرؤسا ابواسحاق کو آمد پر قبضہ کر آمد کا محاصرہ کرنے کے لئے بھیجا۔ جناح الدولہ سالار بھی اس ہم میں شریک تھا۔ زعیم الرؤسا نے آمد پر محاصرہ ڈال دیا۔ اس کے گرد نواح کے بار آور درختوں کو کاٹ ڈالا کھیتوں کو برباد کر دیا۔ اہل آمد بھوکوں مرنے لگے۔ مگر اس پر بھی اہل آمد کی پیشانی پر شکن نہ آئی۔ مقابلہ پڑا رہے۔ اس اشار میں عوام الناس میں سے ایک شخص نے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ کر سلطانی شاعر کی ناکردی۔ چونکہ عوام الناس، عیسائیوں کے افسروں سے تنگ آ گئے تھے اس کے پاس جمع ہو گئے بڑی جمع کیا، زعیم الرؤسا کو موقع مل گیا۔ شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۵۷۷ھ کا ہے۔

میا فارقین کی مہم | انھی دنوں زعیم الدولہ کا باپ فخرالدولہ، میا فارقین کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ گوہر آئین، تختہ بغداد ایک تازہ دم فوج لے ہوئے اس کی کمک پر آ گیا جس سے فخرالدولہ کی قوت بڑھ گئی۔ حصار میں سختی شروع کر دی۔ ۶ جمادی الآخر کو شہر پناہ کا پتھر کا ایک ٹکڑا گرا۔ اہل شہر بے گھبرا کر شہر پناہ کا دواڑہ کھول دیا۔ فخرالدولہ نے شہر اور ابن مردان کے تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ مال و اسباب کو اپنے بیٹے زعیم الرؤسا کی معرفت سلطان کی خدمت میں بھیج دیا، زعیم الرؤسا گوہر آئین کے ساتھ بغداد کی طرف روانہ ہوا رفتہ رفتہ دونوں بغداد پہنچے۔ گوہر آئین تو بغداد میں رہ گیا اور زعیم الرؤسا بغداد سے روانہ ہو کر سلطان کی خدمت میں اصفہان پہنچا۔

فتح جزیرہ ابن عمر | مہم میا فارقین کے ختم ہونے پر فخرالدولہ نے ایک بڑی فوج جزیرہ ابن عمر کو سر کرنے کے لئے بھیجی۔ جزیرہ ابن عمر اس وقت تک مردان کے قبضہ و تصرف میں تھا۔ فخرالدولہ کی فوج نے جزیرہ ابن عمر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ لڑائی چھڑ گئی اہل قلعہ میں سے بعضوں نے سلطان ملک شاہ کی اطاعت قبول کر لی اور شہر پناہ کے اُس دواڑے کو جو ان کے قریب تھا کھول دیا۔ فخرالدولہ کا لشکر گھس پڑا اور شہر پر قبضہ کر لیا جزیرہ ابن عمر کے فتح ہو جانے سے دیا ربکیسے بنو مردان کی حکومت ختم ہو گئی۔ وللبقاء للندوعدہ۔

اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے دیار کبر کو فخر الدولہ بن جہیر سے لے لیا۔ فخر الدولہ موصل چلا گیا اور وہیں مقیم رہا۔ یہاں تک کہ ۵۸۳ھ میں اس دنیا رفتاری سے کوچ کر گیا۔

سلطان ملک شاہ اور ابن حشیش | جس وقت تاج الدولہ متش نے شہر حلب پر قبضہ کیا تھا ان دنوں سالم بن ملک بن مروان برادر عم زاد مسلم بن قریش حلب میں تھا۔ شہر فتح ہو گیا تھا۔ لیکن قلعہ حلب اسی کے قبضہ میں تھا۔ متش قلعہ کا بھی سترہ دن تک محاصرہ کئے رہا۔ یہاں تک کہ سلطان ملک شاہ کے بھائی کے آئے کی خبر مشہور ہوئی۔ ابن حشیش نے جس وقت کہ اسے متش کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا تھا، سلطان ملک کو لکھ بھیجا تھا کہ آپ تشریف لائیں میں حلب پر قبضہ دیدوں گا۔

سلطان ملک شاہ کا حلب پر قبضہ | اس بنا پر سلطان ملک شاہ نے ماہ جمادی الآخرہ ۵۸۳ھ میں اصفہان سے حلب کی طرف کوچ کیا۔ مقدمہ الجیش پر برہسق اور بدبان وغیرہ نامی گرامی سردار تھے۔ ماہ رجب میں موصل پہنچا۔ موصل سے روانہ ہو کر حران میں وارد ہوا۔ ابن شاطی والی حران نے شہر ملازمان سلطان کے حوالہ کر دیا۔ سلطان نے محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو مرحمت فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی رجبہ اور اس کے مناسبات، سروج، رقد اور غابور کی بھی اسے حکومت دی اور اپنی بہن زلیخا خاتون سے اس کا عقد کر دیا۔ اس کے بعد الرہا کی طرف بڑھا اور اسے رومیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ رومیوں نے اسے ابن عطیہ سے خرید لیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ الرہا کو سرکر کے قلعہ جبرہ پہنچا اور اسے بھی بزور تیغ فتح کر لیا۔ جس قدر بنو قشیر وہاں تھے سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ان دنوں اس قلعہ کا ایک شخص جعفر نامی نابینا والی تھا، اس کے دو بیٹے تھے۔ یہ لوگ دن دھاڑے مسافروں کو لوٹ لیتے تھے۔ ہر آنے والے کو ان سے خطرہ لاحق تھا۔ سلطان نے اس قلعہ کو فتح کر کے ان کی تکلیف دہی اور مزدرسانی سے عوام الناس کو بچا لیا۔ جبرہ کے بعد بنج فتح کیا اور دریائے فرات کو حلب کی طرف سے عبور کیا۔ متش نے سلطان کی

آمد کی خبر کو سن کر امیر ارتق شہر حلب سے کوچ کر دیا۔ اور میدانوں کے نشیب و فراز طے کرتا ہوا دمشق پہنچا۔ سلطان نے پہلے شہر حلب پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد قلعہ حلب سالم بن ملک سے لے لیا اور اس کی جگہ قلعہ جبر عنایت کیا۔ اس وقت سے قلعہ جبر، سالم کی اولاد کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ سلطان نور الدین محمود زنگی شہید نے قلعہ جبر کو سالم کی اولاد سے لے لیا۔

امارت حلب پر آتسنقر کا تقرر | اس کے بعد نصر بن منقذ کنانی والی شیرز کا عریضہ سلطان کی خدمت میں آیا۔ جس میں اس نے اپنی اطاعت کا اظہار کیا تھا اور اس نے لازقیر، کفرطاب اور فامیہ کو سلطان کو حوالہ کر دیا۔ سلطان نے نصر کو ان شہروں کی حکومت پر بدستور قائم رکھا اور شیرز کا ارادہ ترک کر دیا۔ حلب پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد قسیم الدولہ آتسنقر کو حکومت حلب پر مامور کیا۔ اہل حلب نے آتسنقر سے ابن خیشی کو نکال دینے کی درخواست کی چنانچہ آتسنقر نے اسے حلب سے دیار بکر بھیج دیا اور وہیں اس نے وفات پائی۔ سلطان ملک شاہ ان مہات سے فارغ ہو کر بغداد | بغداد کی جانب واپس ہوا سنہ مذکور کے مہات

ذی الحجہ میں بغداد پہنچا۔ دارالملکت میں فروکش ہوا خلافت مآب کی خدمت میں بہت سے مخالف اور نڈرائے پیش کئے۔ شب میں خلافت مآب کے دربار خاص میں باریاب ہوا۔ دن کو مجلس عام میں شرف نیاز حاصل کیا۔ خلافت مآب نے سلطان کو خلعت عنایت کیا۔ اس کے بعد امراء سلجوقیہ اور نظام الملک وزیر السلطنت، خلافت مآب کی دست بوسی کے لئے پیش کئے گئے۔ ایک ایک خلافت مآب کے حضور میں پیش ہوتا تھا۔ اور نظام الملک خلیفہ کو ان سے متعارف کراتا جاتا تھا۔ اس کے بعد خلافت مآب نے سلطان کو عنان حکومت تفویض کی، عدل و انصاف کرنے کی ہدایت کی۔ سلطان نے خلافت مآب کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگا یاد بوسہ و چشم ان کی ہدایتوں کو قبول کیا۔ اسی سلسلہ میں خلافت مآب نے وزیر السلطنت نظام الملک کو بھی خلعت سے سرفراز کیا۔ دربار عام پر خاست ہوا۔ نظام الملک اپنے مدرسہ نظامیہ میں آیا۔

حدیث شریف کی سماعت کی اور چند احادیث لکھیں۔

بنت سلطان ملک شاہ کی رخصتی | ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ خلیفہ مقتدی کا سلطان کی دختر کے ذریعہ سے عقد ہو گیا تھا۔ محرم ۷۵۴ھ میں رخصتی ہوئی، سامان جہیز ایک سو تیس اونٹ، چوہتر خچر، پر بار کر کے دارالخلافہ کی طرف روانہ کیا گیا۔ اونٹوں پر دیباے رومی کی جھولیں تھیں جن پر طلائی اور نقرئی رسنہ اور روپلا کام کیا ہوا تھا۔ خچروں پر دیباے علی کی جھولیں پڑی تھیں سبکی گردنوں میں طلائی اور نقرئی جمیلیں اور گھنٹیاں لٹک رہی تھیں۔ لگائیں بھی سونے اور چاندی کی تھیں۔ تین عماریاں تھیں، چھ اونٹوں پر بارہ صندوق چاندی کے لدے تھے جن میں ایک سے ایک قیمتی جواہر اور زیورات بھرے ہوئے تھے ایک بہت بڑا فرش سنہرا یا سونے کا تھا۔ اس ساز و سامان کے آگے آگے سعد الدولہ گوہر الملک اور امیر اتق وغیرہ نامی گرامی امراء تھے۔ پہلک اشرفیاں اور روپے ان پر تیار کر رہی تھی۔ خلافت آب نے بھی بڑے ساز و سامان سے رخصتی کرانے کے لئے اپنے وزیر ابوشجاع کو سلطان ملک شاہ کی بیوی ترکمان خاتون کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ ظفر خادمہ ایک قیمتی محافہ لئے ہوئے ہمراہ تھی۔ جسے زمانہ کی آنکھوں نے نہ دیکھا تھا۔ نین سو شمعیں موکیہ اور اسی قدر مشعلیں آگے آگے تھیں۔ حریم خلافت میں کوئی کمرہ ایسا نہ تھا کہ جس میں شمعیں روشن نہ کی گئی ہوں۔

وزیر السلطنت ابوشجاع نے ترکمان خاتون کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ سیدنا امیر المومنین خلافت آب ارشاد فرماتے ہیں ان اللہ یا مہر کہ ان توڑ والا مانات الہی اہلہا درجہ، بے شک اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ تم لوگ جن کی امانتیں ہیں ان کو سپرد کردو، اب وہ وقت آگیا ہے کہ خلافت آب کی امانت دار الخلافہ بھیج دی جائے

۱۔ وہ شمعیں جن کو سوارے کر چکے ہیں۔

(یعنی رخصتی کر دی جائے) ترکمان خاتون نے کہا میں بہر و چشم اسے منظور کرتی ہوں۔ چنانچہ سلطان کی لڑکی کی رخصتی کی گئی۔ آگے آگے سرداران دولت تھے۔ ہر سردار کے ساتھ بکثرت شمعیں اور شعلیں تھیں جنہیں سوار لے ہوئے تھے۔ ان کے پیچھے خاتون پاکی میں تھیں۔ جو سونے کی بنی ہوئی تھی۔ جو اہرات کی جھالیں ملکی تھیں، پاکی کے ارد گرد دوسو ترک لوندیاں زرق برق پوشا کیں زیب تن کئے گھوڑوں پر سوار تھیں۔

رخصتی کے دوسرے دن خلافت مآب نے دعوت ولیمہ کی تمام سرداران لشکر، امراء دولت اور شہر کے رؤسا و دسترخوان پر حاضر تھے۔ چالیس نہرا من۔ صرف چینی خرچ ہوئی۔ اس سے اور مصارف کا اندازہ کرنا چاہیے۔ دعوت ولیمہ کے بعد خلافت مآب نے سرداران لشکر اور تمام حاشیہ نشینوں کو خلعت عنایت کئے۔

ان دنوں سمرقند کا دالی خاندان خانیہ سے احمد خاں بن سلطان ملک شاہ کا سمرقند پر قبضہ | احمد خاں تھا جو خمس الملک کا بھائی ہوتا تھا۔ خمس الملک دی ہے جو اس سے پہلے سمرقند کا حکمران تھا۔ اس کی بھوپھی، سلطان ملک شاہ کی بیوی تھی۔ احمد خاں ہنایت ظالم اور بد اخلاق تھا۔ اہل سمرقند نے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں وفد بھیجا کہ حکومت سمرقند کو آپ اپنے علم حکومت کے سایہ میں لے لیجئے۔ یہ وفد احمد خاں سے چھپ کر آیا تھا۔ اس وفد کا سرطریقہ ابو طاہر شافعی تھا۔ سمرقند سے یہ وفد حج کا اظہار کر کے روانہ ہوا تھا۔ چنانچہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر اہل سمرقند کا پیام پہنچایا۔ سلطان نے ۵۸۵ھ میں سمرقند کے ارادے سے اصفہان سے کوچ کیا۔ اتفاق سے اس ہمہ میں رومی بلوچوں کا لٹچی بھی تھا۔ یہ رومی بادشاہ کی طرف سے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں خراج لے کر حاضر ہوا تھا۔ نظام الملک وزیر السلطنت نے اسے بھی اپنی رکاب میں لے لیا اور اس کا میا بی میں یہ اپنی شریک ہوا۔ خراسان پہنچ کر شاہی لشکر مرتب کیا گیا۔ بے انتہا فوج کے ساتھ سلطان ملک شاہ نے نہر کو عبور کیا۔ اثناء راہ میں جتنے شہر لے سب کو فتح کر لیا گیا۔ کوچ و

قیام کرتا ہوا بخارا پہنچا۔ اس پر اور اس کے گرد و نواح کے تمام شہروں پر قبضہ کر کے سمرقند پہنچ گیا۔ چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ شہر پناہ کے برجوں کو توڑنے کی غرض سے کوہ شکن منجنیقیں نصب کرائیں۔ لڑائی چھڑ گئی، رات دن شہر پناہ کی دیواروں اور برجوں پر سنگ باری ہوتے لگی۔ آخر کار ایک طرف کی شہر پناہ کی دیوار ٹوٹ گئی۔ شاہی لشکر نے اسی طرف سے شہر میں گھس کر قبضہ کر لیا۔

والی کا شغری اطاعت | احمد خاں ردپوش ہو گیا۔ لیکن ایک ترکی سپاہی گرفتار کر لایا۔ سلطان ملک شاہ نے اسے رہا کر کے اصفہان بھیج دیا اور سمرقند کی حکومت پر سرداران خوارزم میں سے ابو طاہر کو مامور کر کے کا شغری طرف بڑھا۔ رفتہ رفتہ شہر بوزکند پہنچا اور والی کا شغری کے پاس یہ پیام بھیجا کہ اگر تم میرے نام کا خطبہ اور سکے اپنے مقبوضات میں جاری کر دو اور میری حکومت کی اطاعت قبول کر لو تو میں تمھارے ملک سے متعارض نہ ہوں گا۔ والی کا شغری نے یہ سن کر اطاعت قبول کی۔ دربار شاہی میں حاضر ہوا، سلطان نے اس کی عزت کی، خلعت دیا اور اسے اس کے مقبوضات پر بدستور بحال رکھا۔ اس کے بعد سلطان خراسان کی جانب واپس ہوا۔

سردار حکیعین الدولہ کی بغاوت | سمرقند میں فوجیوں کا ایک گروہ حکیع نامی رہتا تھا۔ سردار حکیعین الدولہ کی بغاوت | نہایت سرکش اور باغی تھا۔ اس نے ابو طاہر پر جو کہ سلطان کی طرف سے سمرقند کا حاکم تھا، یورش کی۔ ابو طاہر نے بہ زری و ملاطفت انھیں روکنا چاہا لیکن کامیاب نہ ہو سکا ابو طاہر نے جب ان کا رنگ اچھا نہ دیکھا۔ تو سمرقند کو خیر باد کہہ کر خوارزم چلا گیا۔ سمرقند میں افواج حکیع کا سردار عین الدولہ نامی ایک شخص تھا۔ علم بغاوت بلند کرنے کے بعد اسے سلطانی سطوت سے خوف و خطر پیدا ہوا۔ یعقوب تکیں برادر والی کا شغری سے خط و کتابت کی اور اسے سمرقند بلا کر قبضہ دیدیا۔ یعقوب نے شکر گزاری کے ساتھ سمرقند پر قبضہ کر لیا اور اس کے چند روز بعد ان لوگوں کو جو عین الدولہ سے عداوت رکھتے تھے اس کے خلاف

بھار دیا۔ ان لوگوں نے اپنے اعزہ و اقارب کے خون کا دعویٰ کیا۔ یعقوب نے فقہاء سے استفتاء کیا۔ فقہاء نے عین الدولہ کے قتل کا فتویٰ دیدیا۔ یعقوب، عین الدولہ کو قتل کر کے سمرقند کا خود سر حاکم بن گیا۔

سلطان ملک شاہ کی دوبارہ تیسرے سمرقند | ان واقعات کی اطلاع بارگاہ سلطانی میں ہوئی۔ سلطان یہ سنتے ہی آگ گملا ہو گیا۔ ۵۲ھ میں فوجیں آراستہ کر کے سمرقند کی طرف روانہ ہوا۔ جب موکب ہمایوں، بخارا پہنچا تو یعقوب، سمرقند چھوڑ کر فرغانہ کی طرف بھاگا اور وہاں سے کاشغر کا راستہ لیا اس کی فوج کی ایک جماعت علم شاہی کی مطیع ہو کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ چنانچہ مقام طواوئس رکھار کے ایک گاؤں، میں باریابی کا شرف حاصل کیا۔ سلطان ملک شاہ نے سمرقند پر قبضہ کر کے امیرانہ کو اس کا والی مقرر کیا۔ یعقوب کی گرفتاری اور تعاقب پر فوجیں بھیجیں، بادشاہ کاشغر کو بھی یعقوب کی جستجو کرنے کے لئے لکھا۔ اتفاق یہ کہ یعقوب کے لشکر میں بغاوت پھوٹ نکلی لشکر نے اس کے خزانہ کو لوٹ لیا۔ یعقوب بحال پریشان اپنی جان بچا کر بھاگا۔ اپنے بھائی کے پاس کاشغر میں جا کر پناہ لی۔ اس کی خبر سلطان ملک شاہ کو ہو گئی۔ بادشاہ کاشغر کو لکھ بھیجا کہ "یعقوب باغی کو فوراً بھیج دو" بادشاہ کاشغر کو سخت تردد کا سامنا ہوا۔

یعقوب تکبیس کا انجام | سلطان ملک شاہ کا خوف بھی اپنی ڈراوٹی صورت دکھا رہا تھا بھائی کی محبت بھی دل میں جوش کر رہی تھی۔ آخر کار خوف غالب آ گیا۔ اپنے بھائی یعقوب کو گرفتار کر کے اپنے لڑکے اور چند مصاحبوں کے ہمراہ سلطان کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور یہ ہدایت کر دی کہ افتخار راہ میں یعقوب کی آنکھوں میں نیل کی سلاخیاں پھروا دینا۔ اگر سلطان ملک شاہ کا غصہ اس سے فرو ہو جائے تو بہتر ورنہ اسے سلطان ملک شاہ کے حوالہ کر دینا۔ جب یہ لوگ سلطانی لشکر گاہ کے قریب پہنچے اور یعقوب کی آنکھوں میں نیل کی سلاخیاں پھیرنا چاہا تو انھیں یہ خبر مگی کہ طغرل بن نیال نے لاتعداد فوج سے کاشغر پر حملہ کیا ہے اور بادشاہ

کاشغر کو گرفتار کر لیا ہے۔ اس خبر کو سن کر وہ لوگ بدحواس ہو گئے اور یعقوب کو چھوڑ دیا۔

اس واقعہ کی اطلاع سلطان ملک شاہ کو ہوئی۔ سلطان
سلطان ملک شاہ اور طغرل بن نیال کو بھی طغرل بن نیال کی کثرت فوج سے خطرہ پیدا ہوا۔
کے دوستانہ مراسم اپنے مقبوضات کو بچانے کی غرض سے واپس ہوا تاج الملک

لو یعقوب سے مراسم دوستانہ پیدا کرنے پر مامور کیا۔ تاج الملک نے اس خدمت کو جیسا کچا ہیئے
تھا انجام دیا۔ سلطان ملک شاہ اور یعقوب کے جب باہم دوستانہ مراسم ہو گئے۔ تو اسے انھیں
دے کر طغرل بن نیال کے مقابلہ پر کاشغر روانہ کیا۔ طغرل نے یہ سن کر کاشغر سے کوچ کر دیا۔ اور
سلطان ملک شاہ خراسان کی جانب واپس ہوا۔ دوبارہ ۸۳۷ھ میں دار الخلافت بغداد وارد
ہوا۔ اس کی آمد کی خبر پا کر اس کا بھائی تاج الدولہ تمش والی شام، قسیم الدولہ آسنقر والی حلب
وزان والی الرما اور مختلف صوبجات کے بہت سے حکمران دار الخلافت بغداد میں حاضر ہوئے
سلطان ملک شاہ نے بڑی دھوم سے محفل میلاد منقذ کی جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی۔
اس مرتبہ اپنے وزیر السلطنت اور دوسرے اراکین دولت کو حکم دیا کہ اپنی اپنی سکونت کے لئے
دار الخلافت بغداد میں مکانات بنوا لو۔ چنانچہ مکانات کی تعمیر شروع ہو گئی۔ چند روز قیام کر کے
صفہان کی طرف واپس ہوا۔

تمش کی حمص پر فوج کشی جب سلطان دوبارہ ۸۳۸ھ میں دار الخلافت بغداد آیا اور امراء
شام وفد ہو کر دربار شاہی میں حاضر ہوئے جیسا کہ ہم اوپر تحریر
کر آئے ہیں تو جب یہ لوگ اپنے اپنے ممالک مقبوضہ کی جانب واپس ہوئے تو سلطان نے اپنے
ہائی تاج الدولہ تمش کو حکم دیا کہ شامی ساحل پر یلغار کر کے اسے دولت علویہ کے قبضہ سے
کال لو۔ آسنقر اور وزان کو تمش کی امداد کی ہدایت کی۔ جب تمش دمشق واپس آیا تو فوجوں
لو آراستہ کر کے حمص پر چڑھائی کر دی۔ ان دنوں حمص میں ابن ملعب حکومت کر رہا تھا۔
بہ نہایت ظالم اور بد اخلاق شخص تھا۔ جیسا یہ خود تھا ویسے ہی اس کے لڑکے ظلم اور انداز سلطانی

میں طاق تھے۔ رعایا کو اس سے سخت تکلیف تھی۔ تنش نے حمص پر پہنچ کر محاصرہ کیا، اور ہندو تنغ فتح کر کے قلعہ عترہ کی جانب بڑھا وہ بھی ایک سخت لڑائی کے بعد فتح ہوا۔ اس کے بعد قلعہ اقامیہ کا محاصرہ کیا۔ حاکم قلعہ، خلیفہ مصری کا ایک خادم تھا۔ اس نے خدا داد قوت سے مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ امان کی درخواست کی اور قلعہ کی کنجیاں تنش کے حوالہ کر دیں۔

طرابلس کی مہم | تنش نے اسے بھی سحر کر کے طرابلس پہنچ کر لڑائی کا نیرہ گاڑ دیا۔ والی طرابلس میں مدافعت کی طاقت نہ تھی۔ ساز باز سے کام نہ لے کر تنش کی فوجوں کے ہمراہی امر، کے پاس مصالحت کر دینے کا پیام بھیجا اور اس معاوضہ میں مذکور دینے کا وعدہ کیا۔ ان لوگوں نے سختی سے انکاری جواب دیا۔ تب والی طرابلس نے آقسنقر کے وزیر کو بلایا۔ تیس ہزار دینار نقد کی تحصیلیاں پیش کیں اور اسی قدر یا اس سے زیادہ قیمت کے تحائف اور نذرانے دیئے۔ اس نے اپنے آقا آقسنقر کو والی طرابلس سے صلح کر لینے پر آمادہ کر لیا۔ آقسنقر اور تنش سے والی طرابلس سے مصالحت کرنے پر بحث و تکرار ہو گئی، سخت کلامی کی ذہبت پہنچ گئی۔ آقسنقر اپنی فوجوں کے ساتھ کوچ کر گیا۔ باقی ماندہ امر بھی بہ جمہوری واپس ہوئے۔ غرض کو والی طرابلس کا کام بن گیا اور سلطان ملک شاہ کی مجوزہ اسکیم پوری نہ ہوئی۔

ملک شاہ کا مین پر قبضہ | دار الخلافہ بغداد میں ان امر میں سے جو دربار شاہی میں وفد ہو کر آئے تھے عثمان جت امیر ترکمان والی قریسین بھی تھا۔ سلطان ملک شاہ نے اسے حجاز اور یمن کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ سعد الدولہ گوہر آئین انیسر پولیس بھاڑ کو اس مہم کا افسر علی مقرر کیا۔ سعد الدولہ نے ترشک نامی ایک شخص کو اس فوج کی کمان دی۔ چنانچہ ترشک نے حجاز پر یلغار کیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ قبضہ کرنے کے بعد ترشک نے بد علی شروع کر دی، غوجی بھی اس کی دیکھا دیکھی برے افعال میں مبتلا ہو گئے۔ امیر حجاز محمد بن ہاشم ان لوگوں کی زیارتیں اور غلام کی شکایت لے کر دوبار شاہی میں حاضر ہوا اس کے بعد ترشک نے مہم میں بین پر دھاوا کیا اس کے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کر کے عدن پر بھی قابض ہو گیا۔ یہاں بھی ان لوگوں نے

دی حرکات کیں۔ عدن پر قبضہ کرنے کے ساتویں دن ترشک مر گیا۔ اس کے ہمراہی اسے دار الخلافہ بغداد اٹھالائے اور دفن کر دیا۔

نظام الملک طوسی کا قتل ۵۴۴ھ میں سلطان ملک شاہ، دار الخلافہ بغداد کی جانب واپس ہو رہا تھا۔ ماہ رمضان میں اصفہان پہنچا۔ وزیر السلطنت نظام الملک انطا کے بعد اپنے خیمہ سے نکل کر اپنے حرم سرا میں جا رہا تھا۔ ایک باطنی فریادی صورت بنائے سامنے آ گیا۔ وزیر السلطنت جوں ہی اس کی فریاد سننے کو اس کے قریب گیا۔ باطنی نے وزیر السلطنت کے پیٹ میں خنجر بھونک دیا۔ اور بھاگا۔ خیمہ کی طناب میں الجھ کر گر پڑا گرفتار کر لیا گیا اور اسی وقت مار ڈالا گیا۔ نظام الملک کو اس کے خیمہ میں اٹھالائے۔ زخم بھری دگا تھا جاں بر نہ ہو سکا اور جاں بحق ہو گیا۔ تین سال سلطان ملک شاہ کی وزارت کی۔ اس واقعہ سے فوج میں بیجانی کیفیت پیدا ہو گئی۔ سلطان ملک شاہ اس واقعہ کو سن کر وزیر السلطنت کے خیمہ کی طرف آیا۔ اسے دیکھ کر لوگوں کا جوش فرو ہو گیا۔

چونکہ عنان حکومت نظام الملک کے قبضہ اقتدار میں تھی اسارے احکام اس کے اور اس کے لڑکوں کے نافذ ہوتے تھے۔ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ سلطان ملک شاہ نے باطنی قاتل کو نظام الملک کے قتل پر مامور کیا تھا۔

جمال الملک کا قتل ۵۴۵ھ میں مارا گیا تھا۔ جس کا سبب یہ تھا کہ سلطان ملک شاہ کے ایک خواص کی شکایت جمال الملک سے کی گئی۔ جمال الملک نے اسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا سلطان ملک شاہ کو اس سے بر بھی پیدا ہوئی۔ عمید خراسان کو حکم دیا کہ اگر تجھے اپنا سر عزیز ہے تو جمال الملک کا منگنی حیلہ سے اتارے۔ عمید خراسان اس حکم کو سن کر حواس باختہ ہو گیا۔ لیکن چارہ کار کچھ نہ تھا۔ ترساں اور خائف باہر آیا۔ تدبیریں کرنے لگا۔ آخر کار جمال الملک کے خادم کو لایا اور اس نے جمال الملک کو زہر دے کر مار ڈالا۔ عمید خراسان نے سلطان ملک شاہ کی خدمت

میں حاضر ہو کر تعمیل حکم کی رپورٹ پیش کی۔ اسی وقت سلطان ملک شاہ نظام الملک کے پاس گیا۔ جمال الملک کے مرنے کی خبر دی اور تعزیت کی۔

عثمان بن جمال الملک و کردن قصہ مختصر سلطان ملک شاہ کا دل نظام الملک اور اس کی اولاد کی طرف سے میلا ہوتا گیا اور لگاتے بھجائے

دائے لگاتے بھجائے مجھے یہاں تک کہ نظام الملک کا پوتا عثمان بن جمال الملک، مرد کا ولی مقرر کیا گیا، سلطان ملک شاہ نے کسی مزدورت سے کردن افسر پولیس کو عثمان کے پاس بھیجا۔ کردن کی عزت سلطان ملک شاہ کی آنکھوں میں بہت زیادہ تھی اور یہ اس کے خادموں اور امراء میں ایک سربراہ آدرہ شخص تھا۔ اتفاق یہ کہ اس کی عثمان سے چل گئی۔ عثمان کو اپنے دوا نظام پر غرہ تھا۔ سلطان ملک شاہ کا کچھ خیال نہ کیا کردن کو ذلیل کر کے جیل میں ڈال دیا۔ چند روز بعد رہا کر دیا۔ کردن جمال پر نشان سلطان ملک شاہ کی خدمت میں پہنچا۔ عثمان کی زیادتیوں کی شکایت کی۔

سلطان ملک شاہ اور نظام الملک طوسی سلطان ملک شاہ کا غصہ اس سے بھرڑا اٹھا۔

فخر الملک، البارسلان اور تاج الدولہ وغیرہ امراء دولت کو نظام الملک کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا۔ اگر تم میرے مطیع اور میرے وزیر ہو تو اپنی حد اور مرتبہ پر رہو اور اگر میری حکومت میں شریک و سہم ہو تو جو تمھاری سمجھ میں آئے اس پر عمل کرو۔ تمھارا پوتا عثمان کس قدر سرچڑھ گیا ہے، شاہی سطوت و جلل کا ذرا بھی خیال نہ کیا۔ میرے افسر پولیس رکردن کے ساتھ کتنا برا برتاؤ کیا۔ اسی طرح تمھارے تمام لڑکے بڑی بڑی ریاستوں کے مالک بنے ہوئے ہیں جو چاہتے ہیں کہتے ہیں، چونکہ فخر الملک وغیرہ نظام الملک کا پاس و لحاظ کرتے تھے اس وجہ سے سلطان ملک شاہ نے اپنے ایک مستند خواص نکبر و روبرو کو بھی ان کے ہمراہ نظام الملک کے پاس بھیجا۔ کہ یہ لوگ کوئی بات چھپانہ سکیں اور شاہی پیام لفظ بہ لفظ پہنچائیں، نظام الملک اس پیام کو سن کر بھڑک اٹھا۔ زبان کھل گئی اپنے احسانات ایک

ایک بتلائے دشمنان دولت کی مدافعت، اساکین دولت کو متحد کرنے اور فتوحات ملکی کو بہت بڑی تقریر سے ثابت کیا اور یہ کہا کہ یہ سب میری ہی وجہ سے ہوا۔ جس وقت سلطان کے پدر بزرگ کا انتقال ہوا تھا اس وقت سلطان کو کون جانتا تھا۔ میں ہی نے فلاں فلاں مخالفوں کو زیر و زبر کیا تھا اوروہ اس وقت بھی میرے قبضہ میں ہیں۔ جب بلا تقریبہ اور بعیدہ فتح ہو گئے اور چھوٹے بڑے سب نے اطاعت قبول کر لی تو لوگوں کے لگائے بجھائے پر خیال کرنے لگے، جاؤ! یہ کہہ دو کہ حضور کی حکومت اور حضور کا تاج اسی قلمدان کی بدولت ہے۔ جس روز یہ نہ ہوگا تو تاج و حکومت کی بھی خیر نہ ہوگی۔ جب تک یہ دولاں متفق ہیں اسی وقت تک حکومت اور فتوحات کا دور دورہ ہے۔ اگر آپ کا کچھ اور قصد ہو تو مجھے مطلع کیجئے اور اپنی آئندہ کی تدبیر کچھ سلطان ملک شاہ اور نظام الملک کے مابین شہیدگی | مختصر یہ کہ نہایت تفصیل کے ساتھ اسی قسم کی تقریر کی اور یہ کہا جاؤ اس میں سے جو چاہو سلطان سے کہہ دو، نکیر و نے سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ نظام الملک نے کہا تھا لفظ بہ لفظ سلطان کے کاتوں تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد نضر الملک وغیرہ باریاب ہوئے اور ان لوگوں نے اصل جواب کو چھپانے کی کوشش کی۔ لیکن چونکہ نکیر و نے نظام الملک کا جواب من و عن گوش گزار کر دیا تھا۔ مجبوراً ان لوگوں کو اس کے قول کی تصدیق کرنا پڑی۔ اس واقعہ کے متھوڑے ہی دن بعد نظام الملک کا واقعہ قتل پیش آیا۔ تقریباً ایک ماہ کے بعد سلطان ملک شاہ بھی اس دنیا سے کوچ کر گیا۔

نظام الملک طوسی | نظام الملک، طوس کا رہنے والا تھا۔ اس کا باپ ابو علی حسن بن علی بن اسحق، طوس کا ایک زمیندار تھا۔ مال و دولت جو کچھ بھی تھا وہ سب اس کے باپ کے زمانہ میں ختم ہو گیا تھا۔ اور وہ بھی مر گیا تھا۔ یتیمی کی حالت میں اس نے نشو و نما پائی۔ پڑھا، لکھا، علوم و فنون میں کامل مہارت حاصل کی۔ خراسان، غزنویا، بلخ کے حکاموں سے تعلقات بڑھائے۔ مراسم پیدا کئے۔ اس کے بعد ابو علی بن شاذان۔

رہ سلطان الپ ارسلان کا وزیر تھا۔ ان کے یہاں لازم ہو گیا۔ آدمی نہایت کفایت شعار مستعد اور ہوشیار تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں ابوعلی کا معتمد علیہ بن گیا۔ جب ابوعلی کا زمانہ وفات قریب آگیا تو ابوعلی نے سلطان الپ ارسلان سے اس کی کفایت شعاری و امانی، سیاسیات کی تعریف کی اور یہ وصیت کی کہ آپ اسے اپنی خدمت میں رکھ لیجئے۔ چنانچہ ابوعلی کے مرنے کے بعد سلطان الپ ارسلان نے نظام الملک کو اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ چونکہ منتظم کفایت شعار اور سیاسیات سے واقفیت رکھتا تھا سلطان الپ ارسلان قلمدان وزارت کا مالک بنا دیا جب سلطان الپ ارسلان نے وفات پائی تو یہ اس کی وزارت پر تھا سلطان ملک شاہ نے بھی اسے عہدہ وزارت پر قائم رکھا۔

نظام الملک طوسی کی سیر و محاسن | نظام الملک بہت بڑا عالم، سخی، عادل اور حلیم تھا، لوگوں کی خطاؤں سے دو گور کرتا تھا۔ علماء دین اور اہل اللہ کی بے حد عزت اور توقیر کرتا تھا، ان کی خدمت میں رہنے کا گویا عادی تھا۔ اس کے دربار میں یہی لوگ رہتے اور انہی کی عزت اور آؤ بھگت تھی۔ مختلف شہروں میں کثرت سے مدرسے قائم کئے اور ان کے مصارف کے لئے ایک بڑی رقم مقرر کی۔ بغداد، خراسان وغیرہ بڑے شہروں میں حدیث پڑھانے کی درس گاہیں کھولیں، صوم و صلوة کا پابند تھا۔ نماز کے اوقات کا بہت لحاظ رکھتا تھا۔ اس نے اپنے عہد وزارت میں بہت سے ٹیکس اور محصول معاف کر دیئے تھے۔ فرقہ اشعریہ پر برسر منابر لعنت کرنے کی ممانعت کر دی تھی۔ ایک مدت سے یہی رسم چلی آ رہی تھی کہ جمعہ کے دن خطبہ پڑھتے ہوئے منبروں پر علانیہ اشعاروں اور انفعیوں پر لعنت کی جاتی تھی اس کا اصل محرک وزیر السلطنت عمید الملک کندی تھا اس نے سلطان فخر الملک سے عرض پر لعنت کرنے کی تحریک کی تھی۔ چنانچہ سلطان فخر الملک نے حکم صادر کر دیا یاں لوگوں نے فہم کے ساتھ اشعاروں کو بھی شامل کر دیا۔ اس وجہ سے اکثر علماء عظام، ایمہ دین امام حرین اور ابوالقاسم تفسیری وغیرہ نے جلا وطنی اختیار کر لی تھی۔ جب سلطان الپ ارسلان تخت آرائے حکومت ہوا اور قلمدان وزارت کا نظام الملک طوسی مالک ہوا تو اس نے سلطان الپ ارسلان

سے کہکمر لعنت کرنے کی قطعی ممانعت کرا دی، علماء اور فضلا جو ترک وطن کر کے دوسرے مقامات پر چلے گئے تھے، اس خبر کو سن کر اپنے اپنے وطن مالوف میں واپس گئے۔ قصہ مختصر اس مرحوم میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ اس کے مناقب کثرت سے ہیں آپ اسی سے اندازہ کر لو کہ اس کی مجلس علماء و فقہاء اور محدثین سے بھری رہتی تھی۔ امام الحرمین وغیرہ جیسے نامی فضلا اپنی تصانیف کو اس کے نام نامی سے معنون کرتے تھے۔

دار الخلافت بغداد میں بہت بڑا مدرسہ بنوایا جس کا نام نظامیہ تھا۔ شیخ مدرسہ نظامیہ ابو اسحاق شیرازی اس کے مدرس اعلیٰ تھے۔ ۴۶۷ھ میں انھوں نے وفات پائی۔ تب موبد الملک ابن نظام الملک نے شیخ ابو اسحاق شیرازی کی جگہ ابو سعید کو مامور کیا لیکن یہ تقرری نظام الملک کو نہ بھائی، امام ابو نصر صباغ صاحب شامل کو یہ خدمت سپرد کی۔ اسی سنہ کی ماہ شعبان میں امام ابو نصر نے بھی اس دینائے فانی کو چھوڑ دیا۔ تب نظام الملک نے ابو سعید کو ۴۷۵ھ میں اس خدمت پر متعین کیا۔ اس کے بعد شریف علوی ابو القاسم دہلوی، نظامیہ سے صدر مقرر ہوئے۔ ۴۸۲ھ میں ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ ابو عبد اللہ طبری اور قاضی عبدالوہاب شیرازی باری باری نظامیہ میں درس دینے لگے۔ ۴۸۷ھ سے امام ابوہد مغزالی مسند درس و تدیس پر متمکن ہوئے جو ایک مدت تک اس خدمت پر رہے۔ نظام الملک کے عہد وزارت میں تعلیم و تعلم کا بے حد چرچا ہوا چونکہ اس کا نتیجہ اچھا دیکھتے تھے اس وجہ سے لوگوں کی توجہ علم دین کے حاصل کرنے کی طرف زیادہ تھی۔ واللہ اعلم۔

نظام الملک طوسی کے قتل کے بعد سلطان ملک شاہ دار الخلافت بغداد کی جانب واپس ہوا۔ آخر ماہ

رمضان ۴۸۸ھ میں وارد بغداد ہوا۔ ابو الفضل ہرستمائی سلطان ملک شاہ کی زوجہ ترکمان خاتون جلالیہ کا وزیر تھا۔ یہ اس وقت ماوراء النہر میں تھا۔ یہی سلطان ملک شاہ سے نظام کی چٹلی سہ سے زیادہ کرتا تھا سلطان ملک شاہ نے دار الخلافت بغداد وارد ہوتے ہی ارادہ کر لیا تھا کہ

کہ تعلیم و وزارت اسی کو سپرد کیا جائے۔ لیکن ایک اتفاقی حادثہ نے سلطان ملک شاہ کو اس ارادہ سے باز رکھا اور وہ یہ تھا کہ عید الفطر کے پیر سے دن سلطان ملک شاہ غلیل ہوا اور ۱۵ شوال ۴۸۸ھ کو انتقال کر گیا۔

باب برکیاروق بن سلطان ملک شاہ

ترکمان خاتون جلالیہ، سلطان کے ساتھ بغداد میں موجود تھی۔ اور اس کا لڑکا محمود، اصفہان میں تھا۔ ترکمان خاتون نے مصلحتاً سلطان کی موت کو چھپایا اور اس کی نعش نے ہوئے اصفہان کی طرف روانہ ہوئی۔ تاج الملک وغیرہ امراء اس کے رکاب میں تھے۔ قوام الدولہ امیر کرہ بوقار جو آئندہ والی موصل ہو گیا، بھی آگیا۔ پھر کیا تھا سونے میں سہاگہ مل گیا۔ اسے سلطان ملک شاہ کی انگوٹھی دے کر والی قلعہ اصفہان کے پاس بھیجا۔ والی قلعہ نے سلطان کی انگوٹھی دیکھ کر قلعہ کی کھنیاں امیر کرہ بوقار کو دیدیں۔ امیر کرہ بوقار نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ہی ترکمان خاتون آپہنچیں۔ امراء لشکر اور تمام فوج کو جانترے اور انعامات دیئے اور اپنے بیٹے محمود کی تخت نشینی کی تحریک کی، محمود کی عمر اس وقت چار برس کی تھی۔ امراء لشکر اور فوج نے محمود کی سلطنت و حکومت کی بیعت کر لی۔

محمود کی بیعت سلطنت کے بعد خلیفہ مقتدر کی خدمت میں درخواست کی کہ محمود کی بیعت تخت نشینی ہو گئی ہے اور اراکین سلطنت نے بیعت کر لی ہے خطبوں میں اس کے نام کے قائل ہوئے کی اجازت دی جاتے۔ خلافت مآب نے اس شرط سے منظور فرمایا کہ "نارمانہ باغی امیر"

امور سلطنت کا نگراں اور منتظم رہے گا اور مجد الملک صیغہ مال، اور عزل و نصب عمال کا مختار ہوگا۔ ” ترکمان خاتون (محمود کی ماں) نے اسے منظور نہ کیا۔ امام ابو حامد غزالی نے جو خلافت ماب کا پیام لے گئے تھے ترکمان خاتون کو سمجھا یا کہ شرعاً تمہارا لڑکا نا باغی کی وجہ سے حکومت و سلطنت کی عنان ہاتھ میں نہیں لے سکتا، اگر تم ان شرائط کو قبول نہ کر دو گی تو سلطان ملک شاہ کا دوسرا لڑکا تخت نشین کر دیا جائے گا۔ مجبوراً ترکمان خاتون نے شرائط مذکورہ بالا کو منظور کر لیا۔ اور محمود کے نام کا خطبہ آخر ماہ شوال ۵۳۳ھ میں پڑھا کیا۔

برکیا روق بن ملک شاہ کی گرفتاری | جب ترکمان خاتون کو اس سے فراغت ہوئی تو اس نے چند امراء کو برکیا روق یہ سلطان ملک شاہ کا بڑا لڑکا

تھا، کے گرفتار کرنے کے لئے اصفہان روانہ کیا۔ چنانچہ برکیا روق گرفتار ہو کر جیل میں ڈال دیا گیا۔ سلطان ملک شاہ، سلاطین سلجوقیہ میں بہت بڑے پایہ کا بادشاہ تھا۔ اس کی حکومت کا سکہ چین سے شام تک اور اقصائے شام سے یمن تک چل رہا تھا۔ رومی بادشاہوں نے اسے جزیہ دیا، اس کے مناتب کثرت سے مشہور ہیں۔

برکیا روق کی رہائی | برکیا روق، سلطان ملک شاہ کا بڑا لڑکا تھا۔ اس کی ماں کا نام زبیدہ

تھی۔ برکیا روق کی گرفتاری پر اس کی ماں نے نظام الملک کے غلاموں سے سازش کر لی۔ اُن سب کو اس سے براہِ سختی پیدا ہوئی۔ نظام الملک کے سلاح خانہ پر جو کہ اصفہان میں تھا قبضہ کر لیا۔ جیل سے برکیا روق کو نکال لائے۔ تخت سلطنت پر بٹھایا اور منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔

محمود کی اصفہان کو روانگی | ان دنوں ترکمان خاتون اپنے بیٹے محمود کے ساتھ دار الخلافہ بغداد میں تھی۔ اس خبر کو سن کر بغداد سے اصفہان کی طرف روانہ ہوئی فوج نے تاج الملک سے اپنی تنخواہ اور روزیہ کا مطالبہ کیا تاج الملک نے کہا

”ذرا صبر کرو میں قلعہ برجین جا کر روپیہ لاتا ہوں تاکہ تمہیں تمہاری تخواہ اور روزینہ دوں“
فوج یہ سن کر خاموش ہو گئی اور تاج الملک قلعہ میں جا کر بیٹھ رہا فوج نے اس کے خزانہ کو لوٹ لیا اور اصفہان کی طرف بڑھی۔

برکیاروق اور محمود کی جنگ | نظامی اور اس کی فوج نے ان کی اطاعت قبول کرنی انہیں

کے مل جانے سے برکیاروق کی قوت بڑھ گئی۔ قلعہ طبرک کی طرف قدم بڑھایا اور اسے ہزور تیغ نفع کر لیا ترکمان خاتون کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو آگ بگولہ ہو گئی۔ برکیاروق سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ (ہینڈرگڈ کے قریب) دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا ترکمان خاتون کے بعض امرا جن میں سکبرو دیلیبزو، اور کشکین جان دار کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے۔ برکیاروق سے مل گئے۔ اس سے ترکمان خاتون کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور اصفہان جا کر دم لیا۔ برکیاروق نے تعاقب کیا اور اصفہان پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔

عز الملک کی وزارت | عز الملک (ابو عبد اللہ حسین) بن نظام الملک، خوارزم کا والی تھا۔ اپنے باپ کے قتل سے پیشتر کسی ضرورت سے سلطان ملک شاہ کی

خدمت میں اصفہان چلا آیا تھا۔ یہ اصفہان میں موجود تھا کہ اس کے باپ کے قتل کا واقعہ پیش آ گیا اور اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے بھی وفات پائی۔ سلطان کی وفات کے بعد بھی عز الملک اصفہان میں ٹھہرا رہا۔ جب برکیاروق نے اصفہان کا محاصرہ کیا تو عز الملک اپنے بھائیوں، عزیزوں اور فوج کے ساتھ جو زیادہ تر نظامی مملوک تھے برکیاروق کے پاس چلا آیا۔ برکیاروق بڑی آؤ بھگت سے ملا اور تمام امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار دیدیا جیسے کہ اس کا باپ نظام شاہ سلطان ملک شاہ میں تھا۔

قتل تاج الملک | ابو الغنائم مرزبان بن خسرو وزیر و المصطفیٰ تاج الملک، ترکمان خاتون کا وزیر تھا۔ یہ لشکریوں کے خوف سے قلعہ برجین چلا گیا تھا جیسا کہ ہم

اد پر لکھ آئے ہیں اس کے بعد ترکمان خاتون نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ تاج الملک کو اس کی خبر لگ گئی۔ ترکمان خاتون کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کی۔ مجھے والی قلعہ نے گرفتار کر لیا تھا۔ اس وجہ سے واپس نہ ہو سکا۔ ترکمان خاتون نے اس معذرت کو منظور و قبول کر کے اپنی فوج کا سپہ سالار بنا کر جنگ بر کیا روق پر روانہ کیا۔ جب ترکمان خاتون کی فوج پسپا ہوئی اور تاج الملک گرفتار ہو کر بر کیا روق کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ بر کیا روق نے اسے قید سے آزاد کر دیا اور چونکہ بر کیا روق تاج الملک کی کفایت شعاری اور اس کی سیاست سے واقف تھا۔ اس وجہ سے اسے اپنی وزارت دینے کا تہیہ کر لیا۔ مگر نظامیہ فوج کو تاج الملک سے منافرت اور کشیدگی تھی۔ نظام الملک کے قتل کا الزام اسی کے سر تھوپا جاتا تھا۔ بر کیا روق نے نظامیہ فوج کو نقد و جنس دے کر راضی کرنا چاہا، لیکن وہ راضی نہ ہوئی اور اسے ماہ محرم ۳۸۶ھ میں مار ڈالا۔

تاج الملک کے محاسن اخلاق اور مکارم عادات کم نہ تھے لیکن اس کی ساری خوبیاں نظام الملک کے قتل سے لپھا میت ہو گئیں۔ اسی نے شیخ ابواسحاق شیرازی کی قبر بزدائی تھی اور اس کے احاطہ میں ایک مدرسہ جاری کیا تھا۔ جس کے مدرس اعلیٰ ابو بکر شاشی تھے۔

تاج الدولہ تمش کا رجبہ نصیبین پر قبضہ | تاج الدولہ تمش سلطان ملک شاہ کا بھائی، دلی شام اپنے بھائی سے ملنے کے لئے دارالخلافہ بغداد

آ رہا تھا۔ ہیئت میں پہنچا تو اسے سلطان ملک شاہ کی موت کی اطلاع ہوئی بہت پر قبضہ کر کے دمشق واپس آیا۔ فوجیں فراہم کیں۔ فوجوں کو دریا دلی سے نقد و جنس دیا اور حکومت و سلطنت حاصل کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ حلب پہنچا۔ قسیم الدولہ آتسنقر دلی حلب نے اس امر کو محسوس کر کے کہ اس کے آقا نام دار سلطان ملک شاہ کے لڑکوں میں جھگڑا پڑا ہوا ہے اور طرہ یہ ہے کہ وہ لوگ ابھی چھوٹے ہیں تاج الدولہ تمش کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اپنی فوج کے ساتھ اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ باغی بہادر باغی سیان، والی انطاکیہ

الدولۃ والی الرہا و حران کے پاس ایچی بھیجا اور ان لوگوں کو اسی امر کا مشورہ دیا جس پر خود کاربند ہوا تھا۔ ان لوگوں نے بھی اطاعت قبول کی، اپنے اپنے مقبوضات میں تاج الدولہ تنش کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور اس کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ تنش ان سب کو اپنے رکاب میں لے ہوئے رجب پہنچا اور اس پر بھی قبضہ کر کے نصیبین کی طرف بڑھا۔ والی نصیبین نے مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی۔ آخر کار اسے بزدل تنخ فتح کیا۔ تنش نے مار دھاڑ شروع کر دی۔ جی کھول کر نصیبین پامال کیا۔ محمود شرف الدولہ مسلم بن قریش کو نصیبین کی حکومت پر مامور کر کے موصل پر یلغار کیا۔ اسی اثنا میں کافی بن فخر الدولہ بن جہیر، جزیرہ ابنی عمر سے تنش کے پاس آگیا تنش نے اسے اپنی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔

فتح موصل | موصل پر علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کا قبضہ تھا۔ اس کی ماں کا نام صفیہ تھا۔ یہ سلطان ملک شاہ کی بھوپھی تھی۔ ترکمان خاتون نے علی بن شرف الدولہ کے چچا ابراہیم کو قید سے چھوڑ دیا۔ چنانچہ ابراہیم قید سے رہا ہو کر موصل پہنچا اور علی کے قبضہ سے اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ ابراہیم بن قریش بن بدران امیر بنی عقیل کو سلطان ملک شاہ نے مشعرہ میں حساب نمہی کی غرض سے دربار شاہی میں طلب کیا تھا۔ جب ابراہیم نے باریابی حاصل کی تو سلطان نے اسے نظر بند کر دیا اور اس کی جگہ فخر الدولہ بن جہیر کو موصل کا حکمران مقرر کر کے بھیج دیا۔ ابراہیم اس وقت سے سلطان کی خدمت میں رہا اس کے ساتھ ساتھ سمرقند گیا۔ وہاں سے بغداد واپس آیا۔ پس جب سلطان نے سفر آخرت اختیار کیا تو ترکمان خاتون نے ابراہیم کو رہا کر دیا۔ ابراہیم موصل کی طرف روانہ ہوا۔

سلطان ملک شاہ نے اپنی بھوپھی صفیہ خاتون کو موصل بطور جاگیر عنایت کیا تھا۔ یہ شرف الدولہ کو بیاہی تھی۔ اس سے ایک لڑکا علی نامی پیدا ہوا۔ شرف الدولہ کی وفات کے بعد صفیہ خاتون نے اس کے بھائی ابراہیم سے عقد کر لیا تھا۔ سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد ادر صفیہ خاتون نے موصل کا قصد کیا اس کے ساتھ اس کا لڑکا علی بھی تھا۔ ادر محمد بن شرف الدولہ بھی یہ خبر پا کر موصل پر چڑھ آیا۔ چنانچہ علی اور محمد میں لڑائی ہوئی۔ محمد کو شکست ہوئی، علی نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ (تقیہ ص ۲۲ پر)

سے موصل کو نکال لیا جیسا کہ بنو مقلد کے حالات میں ہم تحریر کرتے ہیں۔ متش نے ابراہیم کے پاس اپنا اپنی بھیجا اور یہ پیام دیا کہ "تم اپنے مقبوضہ بلاد میں میرے نام کا خطبہ پڑھو اور اٹھنا بغداد جانے کا سامان سفر مہیا کرو" ابراہیم نے انکاری جواب دیا۔ متش نے حملہ کر دیا۔ عربوں کو شکست ہوئی ابراہیم چند سرداران عرب کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔ متش نے ان سب کے قتل کا حکم دیدیا۔ ان کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ متش نے موصل اور اس کے علاوہ اور دوسرے ضلعوں پر قبضہ کر لیا اور اپنی طرف سے علی بن شرف الدولہ مسلم بن قزیش کو ان شہروں کی حکومت پر مامور کیا۔

اس کامیابی کے بعد متش نے دار الخلافہ بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا پیام بھیجا۔ گوہر التین افسر پولیس بغداد نے اس سے موافقت کی اور یہ کہلا بھیجا کہ میں نے شاہی فوج کو لکھ دیا ہے جواب آجائے تو تعمیل کی جائے۔

اس کے بعد متش نے دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا۔ آقسنقر اور بوزان کی متش سے علیحدگی اس پر اپنی حکمت کا جھنڈا گاڑ کر آذربائیجان پر حملہ آور ہوا برکیا روق کو ان واقعات کی خبر ہوئی۔ فوجیں مرتب کر کے اپنے چچا متش کی مدد کے لئے نکلا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا قسیم الدولہ آقسنقر نے بوزان والی ارا (لقبیہ حاشیہ ص ۱۱) جب ابراہیم موصل کے قریب پہنچا تو یہ سن کر کہ میرے بھائی شرف الدولہ کا بیٹا علی بن ہاشم ہے اور اس کے ساتھ اس کی ماں صفیہ خاتون بھی ہے پڑاؤ کر دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم موصل میرے حوالہ کرو۔ خط و کتابت اور نامہ و پیام کے بعد صفیہ خاتون اور اس کے بیٹے علی نے موصل کو ابراہیم کے حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد حکم ہر فرعون نے اموی متش کا واقعہ پیش آیا، اس واقعہ میں ابراہیم کے ہمراہ تین ہزار فوج تھیں اور متش کی رکاب میں دس ہزار۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۱۴۹ و ۱۵۰۔

۱۵ مضمون عبارت مابین خطوط ہلالی میں نے تاریخ کامل ابن اثیر سے اخذ کر کے لکھا ہے تاکہ ربط مضمون باقی رہ جائے اور مطلب ضبط نہ ہوئے پائے۔ مترجم

دوران سے کہا "تم لوگوں نے اس کی ریعتی تش کی، اطاعت اس وجہ سے کی تھی کہ ہمارے آقائے نام دارسلطان ملک شاہ کے لڑکوں میں جھگڑا پڑا ہوا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ ابھی بچے ہیں سلطنت کا کام انجام نہ دے سکیں گے۔ اب بفضلہ تعالیٰ سلطان برکیاروق نے ہاتھ پاؤں سنبھال لئے ہیں اور حکومت و سلطنت کا دعوے دار ہوا ہے۔ لہذا ہم لوگوں پر لازم ہے کہ سلطان برکیاروق کے قدموں سے جا ملیں، بوزان نے آقسنقر کی رائے سے موافقت کی۔ چنانچہ یہ دونوں سردار تمش کی امانت سے علیحدہ ہو کر اپنی فوجوں کے ساتھ سلطان برکیاروق کی لشکرگاہ میں چلے گئے۔

تاج الدولہ تمش کی شام کو روانگی | تاج الدولہ تمش نے یہ رنگ دیکھ کر اپنی سپرداں دی اور بلا جگ و جدال شام کی جانب واپس ہو کر تاج الدولہ تمش کی ماہی سے برکیاروق کے قدم، حکومت و سلطنت پر مضبوطی کے ساتھ جم گئے۔ گوہر آئین افسر پولیس بغداد اسے محسوس کر کے کہ عنان حکومت سلطان برکیاروق کے قبضہ اقتدار میں آگئی ہے برکیاروق کے لشکرگاہ میں آیا۔ تمش سے موافقت کرنے کی مخدرت کی۔ امیر برقی نے ہاں میں ہاں ملایا، کشتکیں جان دارنے بہ اشارہ قسیم الدولہ برکیاروق سے گوہر آئین افسر پولیس بغداد کی شکایت کر دی۔ اسی شکایت کی بناء پر برکیاروق نے گوہر آئین کو بغداد کی کوتوالی سے معزول کر کے امیر منکبر کو افسر پولیس بنایا اور گوہر آئین کی تمام جائداد ضبط کر کے امیر منکبر کو دیدی۔ امیر منکبر، بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ دقوتا ملک پہنچ گیا تھا کہ سلطان برکیاروق کو امیر منکبر کی ان حرکات کی اطلاع ہوئی جو اس سے سرزد ہوئی تھیں۔ برکیاروق نے اسے دقوتا سے واپس بلا کر قتل کر ڈالا۔ اور اس کی جگہ قشکیں کو بغداد پولیس کا افسر مقرر کیا۔

اسمعیل بن داؤد اور ترکمان خاتون | اسمعیل بن داؤد، ملک شاہ کے چچا کا پوتا اور برکیاروق کا ماموں، آذربائیجان کا والی تھا۔ ترکمان خاتون نے اس کے پاس پیام بھیجا کہ "تم برکیاروق سے لڑ کر ملک پر قبضہ کر لو اور تمہارے لئے

یہ کچھ مشکل نہیں ہے۔ اگر تم یہ کام کرو گے تو میں تم سے عقد کر لوں گی" اسماعیل اس غریب میں آگیا۔ ترکمانوں کو جمع کر کے فوج آراستہ کی اور برکیا روق سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ مقام کرج میں صف آرائی ہوئی۔ اثناء جنگ میں اسماعیل کے بعض سرداران لشکر برکیا روق سے مل گئے۔ جس سے اسماعیل کو شکست ہوئی اصفہان جا کر دم لیا۔ ترکمان خاتون نے اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور اپنے بیٹے محمود کے نام کے بعد اس کا نام سکھ پر مسکوک کرایا۔ عقد بھی کرنے کا قصد کیا۔ امیرانزہ نے جو وزیر عظیم اور سپہ سالار لشکر تھا اس سے مخالفت کی۔ لشکر کی بغاوت کی دھمکی دی۔ جب اس پر بھی ترکمان خاتون نے اپنی ضد نہ چھوڑی تو اس سے علیحدہ ہو گیا۔

اسماعیل بن داؤد کا قتل | اس کے بعد اسماعیل کی بہن زمریدہ خاتون مادر برکیا روق نے اسماعیل سے خط و کتابت شروع کی اور اسے برکیا روق سے مصالحت کر لینے پر آمادہ کر دیا۔ اسماعیل برکیا روق کے پاس آیا۔ برکیا روق نے عزت و احترام سے اس کا استقبال کیا۔ سرداران لشکر کشتکین جان دار آق سنقر اور بوزان وغیرہ نے متفق ہو کر اسماعیل کے اس راز کو کہ یہ حکومت و سلطنت کا خواہاں ہے افشا کر دیا اور اسے قتل کر کے برکیا روق کو مطلع کر دیا۔ برکیا روق نے اس کا خون معاف کر دیا۔

توران شاہ بن قاروت بک کا خاتمہ | توران شاہ بن قاروت بک، فارس کا حکمران تھا۔ ۵۹۹ھ میں خاتون جلالہ (ترکمان خاتون) نے امیر انز کو فارس کے سر کرنے پر مامور کیا۔ امیرانز نے ابتداً توران غلام کو شکست دے دی۔ لیکن فتح یابی کے بعد لشکر لڑیوں کے ساتھ کچ اور ہوا خلاق سے چپ چاپ آیا۔ جس سے اس کے لشکر والے اس سے بد دل ہو کر توران شاہ کے پاس چلے گئے۔ توران شاہ نے امیرانز پر حملہ کر دیا۔ امیرانز کو اس واقعہ میں شکست ہوئی۔ توران شاہ نے اپنا ملک، امیرانز سے واپس لے لیا۔ اثناء جنگ میں توران شاہ کو ایک تیرا لگا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ اس واقعہ کے دو مہینے بعد مر گیا۔

برکیاروق کے نام کا خطبہ مقتدی کی وفات | ۱۰۴۸ء محرم ۴۵۸ھ میں خلیفہ مقتدی بامر اللہ نے سلطان برکیاروق کو اس کے چچا تنش کی شکست کے بعد دار الخلافت بغداد طلب فرمایا۔ خلعت دیا۔ اس کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھوایا۔ امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار دیا سلطان برکیاروق نے نہایت مسرت سے اسے زیب تن کیا۔ اس کے بعد ۱۵ محرم سنہ مذکور میں خلافت آگے دفتہ وفات پائی۔

مستنصر کی خلافت | خلیفہ مقتدی بامر اللہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا مستنصر باللہ تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ امرار دولت اراکین سلطنت نے بیعت کی، خلیفہ مستنصر نے سلطان برکیاروق کو خلعت دیا اور جو اختیارات مرحوم خلیفہ نے دیئے تھے وہ سب اس نے بھی سلطان کو دیئے۔ اور سلطان سے خلیفہ مستنصر کی خلافت کی بیعت لی گئی۔

آقسنقر اور بوزان کا قتل | تنش آذربائیجان کی شکست کے بعد دمشق پہنچا، فوجوں کی فراہمی اور اسباب جنگ کے مہیا کرنے میں مصروف ہوا چند روز میں ایک بڑی فوج جمع ہو گئی۔ ۸۴۹ھ میں دمشق سے حلب پر حملہ کیا۔ قسیم الدولہ آقسنقر اور بوزان متفق ہو کر مقابلہ پر آئے۔ امیر کرملوفا بھی سلطان برکیاروق سے امدادی فوج لے کر حلب کو بچانے کے لئے آیا ہوا تھا۔ حلب سے نوکوس کے فاصلہ پر دونوں فریقوں کی ٹھبھیر ہوئی، تنش نے ان لوگوں کو شکست دی، آقسنقر گرفتار ہو گیا۔ تنش نے اسے قتل کر ڈالا۔ امیر کرملوفا اور بوزان نے حلب جا کر دم لیا۔ تنش نے تعاقب کیا اور حلب پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار حلب بھی بزور تیغ فتح ہوا۔ امیر کرملوفا اور بوزان بھی گرفتار ہو گئے۔ تنش نے بوزان کو پابزنجیر خزان اور الرہا کی طرف روانہ کیا اور الرہا اور بوزان کے قبضہ میں تھے، باشندگان حران اور الرہا نے اطاعت سے

ازکار کیا۔ تمش نے بوزان کا سر اُتار کر اہل حران اور الرہا کے پاس بھیجا۔ حران اور الرہا کے رہنے والے بوزان کا سر دیکھ کر تھرا گئے اور ڈر کر اطاعت قبول کی۔ تمش نے ان پر قبضہ کر لیا۔ باقی رہ گیا امیر کو قافا سے حمص کی جیل میں ڈال دیا۔

تمش کی ہمدان کی جانب پیش قدمی | اس کامیابی کے بعد تمش جزیرہ دیار بکر، خلاط اور آذر بایجان پر یکے بعد دیگرے قبضہ حاصل کر کے

ہمدان کی جانب چلا۔ اس وقت ہمدان میں اتفاق سے فخر الدولہ بن نظام الملک موجود تھا۔ فخر الدولہ، خراسان سے سلطان برکیاروق سے ملے آ رہا تھا۔ امیر تاج سپہ سالار محمود سے اصفہان میں ملاقات ہو گئی۔ امیر تاج نے فخر الدولہ پر شبخون مارا اس کے مالِ اسباب کو لوٹ لیا۔ فخر الدولہ کسی طرح سے بچ بچا کر ہمدان پہنچا۔ یہاں تمش سے ملے پھر گئی تمش نے اسے گرفتار کر کے قتل کرنے کا قصد کیا۔ امیر باغی یسار نے سفارش کی اور یہ رائے دی کہ پبلک کامیلان خاطر فخر الدولہ کے خاندان کی طرف زیادہ ہے۔ اسے اپنا وزیر بنالینے چنانچہ تمش نے فخر الدولہ کو ہمدان وزارت کا مالک بنا دیا۔

تمش اور برکیاروق کی جنگ | برکیاروق اس وقت نصیبین میں تھا۔ یہ سن کر کہ اس کا چچا تمش آذر بایجان کی طرف بڑھ رہا ہے نصیبین سے

کوچ کر دیا اور دریائے دجلہ کو بالائے موصل سے عبور کر کے اوہل پہنچا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تمش کی فوج میں سے امیر یعقوب بن اتق نے برکیاروق پر شبخون مارا۔ برکیاروق کو شکست ہوئی۔ امیر یعقوب نے برکیاروق کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ برکیاروق کے تمام ہمراہی تتر بتر ہو گئے۔ صرف امیر برسق، کشتلیک جان دار اور المیارق رکاب میں رہ گئے۔ بہ ہزار خرابی جان بچا کر اصفہان پہنچا۔

محمود بن سلطان ملک شاہ کی وفات | اصفہان میں ترکمان خاتون اور محمود بن سلطان ملک شاہ کی حکومت تھی۔ لیکن اس وقت اس کا انتقال

ہو چکا تھا۔ پہلے محمود اور اس کے ہوا خواہوں نے برکیاروق کو شہر میں داخل ہونے سے روکا۔ پھر خود محمود دھوکہ دہی کی غرض سے آکر برکیاروق کو لے گیا اور نظر بند کر لیا۔ محمود کے ہوا خواہوں نے برکیاروق کو قتل کر ڈالنے کا قصد کیا اتفاق سے محمود بیمار ہو گیا۔ اس وجہ سے برکیاروق کو قتل نہ کیا۔ محمود بن سلطان ملک شاہ نے ۶۹۹ھ شوال ۱۲۸۵ء میں ایک برس حکومت کر کے وفات پائی۔

برکیاروق کا اصفہان پر قبضہ | اس کے مرنے سے برکیاروق، اصفہان پر قابض ہو گیا۔ اور اس کے قدم، استقلال کے ساتھ حکومت و سلطنت پر جم گئے۔ موید الملک بن نظام الملک نے سلطان برکیاروق کی خدمت میں باریابی حاصل کی۔ سلطان برکیاروق نے عز الملک ابن نظام الملک کی جگہ اسے عہدہ وزارت سے سرفراز کیا۔ عز الملک کا اس سے پختہ مقام نصیب میں انتقال ہو چکا تھا، موید الملک نے امراء سلجوقیہ اور ہوا خواہان سلطنت کو نامہ و پیام بھیج کر سلطان برکیاروق کی طرف قتل اور مداخلت کیا جس سے سلطان برکیاروق کی شان و شوکت بڑھ گئی اور اس کی حکومت کا ڈنکا بجنے لگا۔

یوسف بن ارتق کی بغداد میں آمد | ارتق ترکمانی افسر پولیس کو ترکوں کو جمع اور متفق کرنے کی غرض سے دار الخلافہ بغداد روانہ کیا تھا۔ اہل بغداد نے بغداد میں داخل ہونے سے روکا اس عرصہ میں صدق بن مزیدانی حلقہ اہل بغداد کی امداد پر آ پہنچا۔ مقام یعقوب میں مڈجھڑ ہو گئی۔ صدق، شکست اٹھا کر حلقہ چلا گیا اور یوسف بن ارتق دار الخلافہ بغداد میں داخل ہو گیا اور وہیں قیام کیا۔

تاج الدولہ تش کا قتل | تش نے برکیاروق کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کر کے ہمدان کی طرف قدم بڑھایا۔ اہل ہمدان نے قلعہ بند کر لی۔ لیکن اس امر کو کہ ہم میں مقابلہ کی قوت نہیں ہے۔ محسوس کر کے امان کی درخواست کی۔

تمش نے ان کو امان دیدی اور ہمدان پر قابض ہو کر اصفہان اور مرو کا رخ کیا۔ امرار اصفہان کے پاس لہ لہی بھیجے اور ان کو ملانے کی کوشش کی۔ چنانچہ ان لوگوں نے اطاعت اور حاضری کا وعدہ کیا۔ برکیاروق ان دنوں بستر علالت پر پڑا ہوا ان سب واقعات کو دیکھ رہا تھا۔ جب اسے مرض سے افاتہ ہوا تو اس نے جرباذقان کی جانب خروج کیا۔ ہوا خواہان دولت سلجوقیہ اس خبر کو سن کر جو قہ وجوہ برکیاروق کی مدت میں حاضر ہوئے۔ بات کی بات میں تین ہزار فوج جمع ہو گئی۔ اپنے چچا تمش سے صف آرا ہوا۔ اور اسے شکست فاش دی۔ اثنا جنگ میں آقسنقر کے کسی دوست نے اپنے دوست آقسنقر کے بدلہ میں تمش کو مار ڈالا۔ تمش کی شکست اور قتل سے سلطان برکیاروق کا میدان حکومت زیادہ وسیع ہو گیا۔ بظاہر کوئی مزاحم اور مخالف باقی نہ رہا۔

لہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ کرشمہ تھا کہ ابھی کل کا ذکر ہے کہ برکیاروق اپنے چچا تمش سے شکست کھا کر چند آدمیوں کے ساتھ اصفہان جاتا ہے۔ کوئی شخص اس کا تعاقب نہیں کرتا۔ اگر میں سوار بھی تعاقب کرتے تو یقینی گرفتار ہو جاتا کیونکہ چند دن تک اصفہان کے باہر پڑا رہا تھا۔ پھر جب کسی طرح سے اصفہان میں داخل ہوا تو امرار اصفہان نے مار ڈالنے کی فکر کی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ اتفاق سے اس کا بھائی محمود بیمار ہو گیا۔ امین الدولہ ابن التلمیذ طیب نے امرار اصفہان کو برکیاروق کے قتل سے یہ کہہ کر باز رکھا کہ محمود کی حالت ابھی نہیں ہے اگر یہ مر گیا تو کیا تم لوگ تمش کی حکومت پسند کرو گے برکیاروق کو بالفعل قتل نہ کرو۔ اگر محمود کو صحت ہو گئی تو کیا تیری حکومت کا تم کو اختیار باقی رہ جائے گا قتل کرنا نا اوارہ گراں حال و گرگوں ہوئی تو اسی کو تخت حکومت پر شکن کرنا اللہ تعالیٰ کی یہ قدرت دیکھئے کہ محمود ۲۹ شوال کو انتقال کر گیا اور برکیاروق حکمران ہو گیا، پھر یہ بھی بیمار ہوا۔ مرسام میں مبتلا ہوا۔ چار ماہ تک طویل رہا۔ اس اثنا میں اس کے چچا تمش نے خدا بھی سرت نہ کی یہ موقع اس کا کامیابی کا اچھا تھا مگر نہ سوچی۔ یہ سب قدرت کے کرشمے ہیں اگر محمود برکیاروق کے زمانہ علالت میں ذرا بھی کوشش کرتا تو تمش کو یہ روز بد کیئے کی نوبت نہ آتی۔ واللہ اعلم۔ مترجم

اس واقعہ کی خبر یوسف کو بھی ہوئی۔ فخر الملک بن نظام الملک جو ایک مدت سے تش کے یہاں قید تھا آزاد کر دیا گیا۔

قوام الدولہ ابوسعید کرلوقا آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ تش نے قوام الدولہ ابوسعید کرلوقا کو آتسنقر اور بونان کے قتل کے بعد حلب کی جیل میں مال دیا تھا۔ چنانچہ اس وقت سے کرلوقا حلب کی جیل میں قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔ یہاں تک کہ رضوان ابن تش، حلب کا حکمراں ہوا۔ سلطان برکیاروق نے رضوان کے پاس امیر کرلوقا کے رہا کرنے کا حکم بھیجا۔ چنانچہ رضوان نے امیر کرلوقا اور اس کے بھائی امیر التوتناش کو قید سے رہا کر دیا۔ کرلوقا اور التوتناش کا رہا ہونا تھا کہ ہر طرف سے ٹڈی دل فوج آ کر جمع ہو گئی اس وقت موصل کی عنان حکومت، علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کے ہاتھ میں تھی اسے تش نے قبضہ موصل کے بعد، موصل کی حکومت پر مقرر کیا تھا، اس کا بھائی محمد بن شرف الدولہ بن مسلم، نصیبین کی حکومت پر تھا، مروان ابن دہب اور ابوالہیجا کردی اس کے دائیں اور بائیں بازو تھے۔ محمد کا موصل پر فوج کشی کا قصد تھا۔ علی کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔ امیر کرلوقا کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور اسے اپنی کمک پر بلایا۔ چنانچہ کرلوقا علی کی امداد پر آیا۔ نصیبین سے دو منزل کے فاصلہ پر محمد سے ٹد بھڑ ہوئی کرلوقا اسے گرفتار کر کے نصیبین کی طرف بڑھا۔ چالیس دن تک محاصرہ کئے رہا۔ آخر کار اسے ہزور تیغ فتح کیا۔

کرلوقا کا موصل پر قبضہ اس کامیابی کے بعد کرلوقا نے موصل کی جانب قدم بڑھایا۔ اہل موصل قلعہ بند ہو گئے۔ کرلوقا نے اس سے اعراض کر کے اور محمد کو قتل کر کے دریا میں ڈال دیا۔ اور موصل کے محاصرہ

ملہ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

کی غرض سے واپس ہوا۔ ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا۔ علی نے امیر چکر مش والی جزیرہ ابن عمر سے امداد کی درخواست کی، امیر چکر مش لشکر آراستہ کر کے علی کی کمک پر روانہ ہوا۔ امیر التوتناش نے آگے بڑھ کر تیغ و سنان سے اس کا استقبال کیا۔ باہم لڑائی ہوئی۔ بالآخر امیر چکر مش نے شکست کے بعد کرہوفا کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے ساتھ موصل کے محاصرے کے لئے آیا اور جیسا کہ چاہیے تھا مدد کی۔ جب محاصرہ کی سختیاں زیادہ ہوئیں تو نو ماہ کی تکلیف اور محاصرہ برداشت کر کے علی والی موصل بھاگ کھڑا ہوا صدقہ بن مزید کے پاس حلاہ جا کر پناہ لی۔ کرہوفا منظور منصور موصل میں داخل ہوا اور التوتناش نے اطراف موصل میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ امراء و رؤساء شہر سے تاوان اور جرمانے وصول کرنے لگا۔ کرہوفا کو التوتناش کا یہ فعل ناگوار گزار۔ موصل میں داخل ہونے کے تیسرے دن التوتناش کے قتل کا حکم دے دیا۔ یہ واقعات ۵۸۹ھ کے ہیں۔

تختہ رجبہ قبضہ موصل کے بعد، کرہوفا نے رجبہ پردھاوا کیا۔ اہل رجبہ مقابلہ پر آئے لڑے۔ لیکن کامیاب نہ ہوئے کرہوفا اس پر قبضہ حاصل کر کے موصل کی جانب واپس ہوا اور اہل موصل کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے پیش آیا۔ عدل و انصاف سے کام لیا۔ جس کی وجہ سے اہل موصل راضی و خوش ہو گئے اور اس کی حکومت کو استحکام حاصل ہو گیا۔

ارسلان ارغوا ارسلان ارغوا اپنے بھائی سلطان ملک شاہ کے پاس بغداد میں مقیم تھا۔ جب سلطان ملک شاہ نے سفر آخرت اختیار کیا اور اس کے بیٹے محمود کی حکومت و سلطنت کی بیعت لی گئی اس وقت ارسلان ارغوا اپنے سات غلاموں کے ساتھ خراسان چلا گیا۔ خراسان پہنچ کر ہاتھ پاؤں نکالے۔ ایک گروہ جمع ہو گیا۔ نیشاپور پر دھاوا کیا۔ اہل نیشاپور مقابلہ پر آئے۔ مرد کی طرف کوٹاہرو میں سلطان ملک شاہ کے غلاموں میں سے ایک غلام امیر نور (قوتون) شمعہ نامی حکومت کر رہا تھا۔ ان لوگوں میں سے

تھا جنھوں نے نظام الملک کے قتل کی سازش کی تھی۔ امیر قورمے ارسلان ارغوی عطا قبول کر لی اور شہر پر قبضہ دیدیا۔ اس سے ارسلان ارغوی قوت، ہمت اور جرأت بڑھ گئی۔ بلخ کی طرف بڑھا۔ فخر الملک بن نظام الملک حاکم بلخ مقابلہ نہ کر سکا۔ بلخ چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ ہمدان میں جا کر پناہ لی اور تاج الدولہ تنش کا وزیر بن گیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

ارسلان ارغوی نے بلخ، ترمذ، نیشاپور اور تمام ارسلان ارغو کا بلاد خراسان پر قبضہ | بلاد خراسان پر قبضہ کر لیا۔ سلطان برکیا روق اور اس کے وزیر السلطنت مویذ الملک کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ مجھے خراسان کی سند حکومت عطا کی جائے اور میں اس کا واحد حکمران تسلیم کیا جاؤں جیسا کہ میرا دادا داؤد تھا۔ چونکہ برکیا روق اپنے بھائی محمود اور اپنے چچا تمش کے جھگڑوں میں مصروف تھا کچھ جواب نہ دیا۔ پھر جب برکیا روق نے مویذ الملک کو عہدہ وزارت سے معزول کیے اس کے بھائی فخر الملک کو قلمدان وزارت عطا کیا اور مجد الملک یا رسلان، امور سلطنت پر غالب ہوا تو ارسلان ارغوی نے سلطان برکیا روق سے خط و کتابت کا سلسلہ بند کر دیا۔ برکیا روق کو یہ امر ناگوار گزرا، اپنے چچا بورسوس (بوربرس) کو اقواج شاہی کا افسر بنا کر ارسلان ارغو کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کیا۔ ارسلان ارغو شکست کھا کر بلخ پہنچا۔۔۔ بورسوس نے ہرات میں پڑاؤ کر دیا۔ اس کے بعد ارسلان ارغوی نے وہیں مرتب کر کے مرو کی جانب قدم بڑھایا۔ اور اسے بذور تیغ فتح کر کے ویران کر دیا۔ مرو جیسے شہر کو کشت و خون کا میدان بنا دیا۔

بورسوس کی گرفتاری و قتل | بورسوس کو اس کی اطلاع ہوئی، ہرات سے ششم میں ارسلان ارغو

کے طوفان بدتمیزی کی روک تھام کے لئے روانہ ہوا۔ اس لشکر میں امیر مسعود بن تاجر اور اس کے باپ داؤد کا سپہ سالار تھا، اور امیر ملک شاہ وغیرہ نامی گرامی امراء و سردار بھی تھے اور اسلطان ارغو نے امیر ملک شاہ کو نامہ و پیام کر کے بلایا۔ اور امیر مسعود بن تاجر کو اس کے بیٹے کے ساتھ اور اسلطان ارغو کی سازش سے کسی نے اسی کے خیمہ میں قتل کر ڈالا۔ ان واقعات سے بورسوس کی کمرہت ٹوٹ گئی لشکر میں پھوٹ پڑ گئی۔ کثرت سے مخالف پیدا ہو گئے۔ تاہم مقابلہ پر اڑا رہا۔ بالآخر گرفتار ہو کر اپنے بھائی اور اسلطان ارغو کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اور اسلطان ارغو نے ترمذ کی جیل میں بھیج دیا اور ایک سال بعد بحالت قید قتل کر ڈالا۔

ارسلان ارغو کا قتل | اسلطان ارغو کا اب کوئی مزاحم اور رقیب باقی نہ رہا تھا۔ برکیاروق نے اس کے سر کرنے کو جو ہم بھیجی تھی وہ تباہ و برباد ہو چکی تھی۔ اس وجہ سے اس نے امراء و رؤسا خراسان کے قتل و خون ریزی پر کمر باندھ لی۔ خراسان کے شہروں کی شہر پناہ کو مسمار کر دیا، 'سبزدار'، 'مروشا'، 'جہاں'، 'سرخس'، 'ہناوند' اور 'نیشاپور' کے قلعوں کو منہم کر کے زمین دوز بنا دیا۔ وزیر السلطنت عماد الملک بن نظام الملک سے تین لاکھ دینار بطور جرمانہ وصول کیا اور اس پر بھی جب اس کے دل کو تسکین نہ ہوتی تو قتل کر ڈالا۔ قصہ مختصر جس سے اسے ذرا بھی مخالفت کا خطرہ پیدا ہو سکتا تھا اس کا سر کچل دیا۔ خراسان ظالمانہ حکومت کرنے لگا۔ نہایت بے رحم اور بے حد غصہ ورتھا۔ اپنے غلاموں سے بھی درگزر نہ کرتا تھا۔ ذرا ذرا سی بات پر بھی سخت سے سخت سزا دیتا تھا۔ اتفاق سے ایک روز خلوت میں اپنے غلام سے کسی معمولی بات پر ناراض ہو گیا۔ سخت وسوسہ کیا اور مارا۔ غلام کو اشتعال پیدا ہو گیا۔ کمر سے خنجر نکال کر اس کے پیٹ میں بھونک دیا۔ جس سے یہ مر گیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم سنہ ۶۱۵ء کے تھا۔

پسرا اسلطان ارغو | اسلطان ارغو کے قتل کے بعد اس کے ہمراہیوں نے اس کے ایک چھوٹے لڑکے کو اپنا امیر بنایا سلطان برکیاروق نے ایک فوج، خراسان کی طرف اسلطان ارغو سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کی تھی۔ اتنا تک قیام اور اس کا وزیر علی حسن طغرانی بھی

اس فوج میں تھے جس وقت یہ فوج کوچ و قیام کرتی ہوتی دامغان پہنچی ارسلان ارغو کے قتل کی خبر سن کر قیام کر دیا۔ یہاں تک کہ سلطان برکیاروق کی سواری آگئی۔ سلطان برکیاروق نے نیلے کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ ماہ جمادی الاولیٰ ۵۵۳ھ میں قتل و قتل کے بغیر نیشاپور اور تمام ہلا و خراسان پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد بلخ پر دھاوا کیا۔ ارسلان ارغو کے ہمراہی اس لڑکے کے ساتھ جے انھوں نے ارسلان ارغو کے قتل کے بعد حکومت کی کرسی پر متمکن کیا تھا طحارستان کے پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے۔ اور سلطان برکیاروق کی خدمت میں امان کی درخواست بھیجی۔ سلطان برکیاروق نے درخواست منظور کر لی۔ چنانچہ ارسلان ارغو کے ہمراہی دس ہزار کی جمیعت اور اس لڑکے کے ساتھ دوبار شاہی میں باریاب ہوئے۔ برکیاروق نے ارسلان ارغو کے لڑکے کو عزت و احترام سے ٹھہرایا اور عہد سلطنت سلطان ملک شاہ میں جتنے شہر ارسلان ارغو کے قبضہ و تصرف میں تھے ان سب کی حکومت اسے عنایت کی۔ لیکن زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ وہ لشکر جو اس کے ہمراہ آیا تھا اس سے علیحدہ ہو کر جن امیروں سے اس کا ربط و تعلق تھا ان کے پاس چلا گیا۔ ارسلان ارغو کا لڑکا تنہا رہ گیا۔ سلطان برکیاروق کی ماں نے اسے اپنی آغوش شفقت میں لے لیا اور اس کی تربیت اور نگہداشت کے لئے خدام مقرر کر دیئے۔

اس کے بعد سلطان برکیاروق نے ترند کی طرف کوچ کیا۔ اہل ترند امارت خراسان پر سخر کا قعر | نے اطاعت قبول کی۔ سمرقند میں بھی اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ قرب و جوار کے امراء نے اطاعت اور فرماں برداری کے پیام بھیجے۔ سات مہینہ بلخ میں قیام کر کے واپس ہوا اور اپنے بھائی سخر کو حکومت خراسان پر چھوڑ آیا۔

محمود بن سلیمان کی بغاوت | جس وقت سلطان برکیاروق خراسان میں خیمہ زن تھا۔ اسی زمانہ میں ایک شخص محمود بن سلیمان نامی نے جو سلطان برکیاروق کے قرابت مندوں سے تھا اور امیر امیراں کے لقب سے موسوم اور مشہور تھا علم حکومت کے خلاف بغاوت کا مجسٹا بلند کیا۔ بلخ کی طرف بڑھا اور والی غزنی بنو سبکتگین سے امداد کی

درخواست کی۔ والی غزنی نے اس شرط سے امداد دی کہ ملک خراسان میں جو شہر فتح ہو ان میں والی غزنی کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ محمود کی شان و شوکت اس سے بڑھ گئی۔ دماغ عرش پر چڑھ گیا۔ ملک سبخر کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ ایک دستہ فوج لے کر بحالت غفلت محمود کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ فوج میں بھگدڑ پھیل گئی۔ محمود گرفتار ہو گیا۔ سبخر نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلاٹیاں پھر دیاں۔

امیر قودر اور امیر بارتقاش کی بغاوت | اکبری نائب خوارزم بھی اپنا لشکر لے ہوئے سلطان سے لے کر غرض سے روانہ ہوا۔ لیکن مرد پنج کرہ و لعب اور عیاشی میں مصروف ہو گیا۔ امیر قودر (قودن) سلطان برکیا روق سے علاقت کا حیلہ کر کے مرد میں رہ گیا تھا اس نے یرنگ دیکھ کر امیر بارتقاش سے سازش کی اور دونوں نے اکبری گورنر خوارزم کے قتل کا مشورہ کیا۔ چنانچہ پانچ سو سواروں کی جمعیت سے امیر قودن اور امیر بارتقاش نے اکبری پر رات کے وقت حملہ کیا اور اسے مار ڈالا۔ پھر کیا تھا میدان صاف ہو گیا۔ فوجیں لے ہوئے خوارزم کی طرف بڑھے۔ اور بیٹھا ہر کر کے کہ سلطان برکیا روق نے ان دونوں کو خوارزم کی حکومت عطا کی ہے خوارزم پر قبضہ کر لیا۔ سلطان برکیا روق کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ اسی اثنا میں یہ خبر سننے میں آئی کہ امیرانہ نے فارس میں بغاوت کر دی۔ سلطان برکیا روق نے عراق کا ارادہ ترک نہ کیا اور داؤد حبشی بن التونطاق کو سردار لشکر بنا کر امیر قودن اور امیر بارتقاش کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور خود بالذات عراق کی جانب روانہ ہو گیا۔

امیر قودن اور امیر بارتقاش کی سرکوبی | داؤد حبشی عراق سے ہرات کی طرف چلا اور شاہی لشکر کے جمع ہونے کے انتظار میں ہرات کے قریب پہنچ کر قیام کیا۔ امیر قودن اور امیر بارتقاش نے داؤد حبشی کی آمد کی خبر پا کر حملہ کی تیاری کی داؤد حبشی کی فوج کم تھی بھاگ کھڑی ہوئی۔ جیوں کو عبور کر کے دم لیا۔ امیر قودن نہیں آئے پایا تھا کہ

امیر بارتقاش نے داؤد حبشی پر حملہ کر دیا۔ براہِ رکاب مقابلہ تھا داؤد حبشی بھی خم ٹھونک کر میدان میں آگیا اور امیر بارتقاش کو مار بھگا یا۔ اثنائِ جنگ میں امیر بارتقاش گرفتار کر لیا گیا جوں ہی یہ خبر امیر قودن کے لشکر میں پہنچی تمام فوج باغی ہو گئی۔ امیر قودن کے مال و اسباب اور خزانہ کو لوٹ لیا۔ امیر قودن بہ ہزار زاری جان بچا کر بھاگا۔ سنجار پہنچا۔ والی سنجار نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ چند روز بعد رہا کر دیا۔ گرتا پڑتا ملک سنجر کی خدمت میں تلخ پہنچا۔ ملک سنجر نے بڑی آؤ بھگت کی۔ امیر قودن بھی اطاعت و فرماں برداری سے اپنی خدمات انجام دینے لگا۔ اندوہی اور بیردنی انتظام درست کیا فوجیں باقاعدہ مرتب کیں۔ موت کا وقت قریب آگیا تھا۔ تھوڑے دن بعد مر گیا۔ باقی رہا امیر بارتقاش، وہ داؤد حبشی کے یہاں قید رہا۔ پھر داؤد حبشی نے اُسے قتل کر ڈالا۔

آغاز حکومت بنو خوارزم شاہ | ابوشکین امر اسلجوقیہ میں سے ایک امیر کا (بلبلباک) زہر خرید کر لیا تھا۔ اسی مناسبت سے ابوشکین غرضی کے نام سے موسوم ہوا۔ ابوشکین نے اسی امیر کے یہاں نشوونما پائی۔ بڑا ہوا، ہوشیار اور بیدار مغز تھا۔ اپنے آقا کی مرضی کے مطابق کام کرتا تھا۔ جو انمو اور دلیر بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابوشکین کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ محمد نام رکھا۔ ابوشکین نے نہایت خوبی سے اسے تعلیم و تربیت دی۔ فنونِ جنگ بھی سکھائے۔ سیاسیات کی بھی اعلیٰ تعلیم دلائی۔ عنایتِ الہی سے محمد ایک قابلِ قدر انسان ہو گیا۔ جب امیر داؤد حبشی خراسان کی طرف روانہ ہوا تو محمد بھی اور لوگوں کے علاوہ اس کے ہمراہ تھا۔

خوارزم شاہ ابوشکین | بغاوت خراسان فرو ہونے کے بعد امیر داؤد حبشی کو یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ خوارزم کی گورنری پر کسے مقرر کروں۔ کئی نائب خوارزم کو امیر قودن و فیوہ نے مار ڈالا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ نہایت غور و فکر کے بعد محمد بن ابوشکین کو منتخب کیا اور یہی اس کی نظروں میں حکومت خوارزم کے لئے مناسب معلوم ہوا۔ چنانچہ

یہ دواؤ و حبشی نے خوارزم کی عنان حکومت محمد کو مرحمت کی اور خوارزم شاہ کے لقب سے لقب
یا۔ محمد نہایت کفایت شعار، منظم، مدبر، عادل اور ظیق تھا۔ تھوڑے ہی دن میں اس کا
رنجیر پھیل گیا۔ ملک سبجہ نے بھی اس تقرری کو بہتر سمجھا اور محمد کو اس عہدہ پر بحال رکھا اور
ن کی بیعت و کارکردگی کے مطابق اس کی عزت افزائی کی۔

۲ محمد بن ابوشکین اور طغرل تکین محمد | محمد نے کسی ضرورت سے کچھ دن کے لئے خوارزم کو چھوڑ دیا
تھا۔ ترکوں کو موقع مل گیا۔ ان کے بادشاہوں میں سے
ب بادشاہ خوارزم پر چڑھ آیا۔ طغرل تکین محمد بن ابوشکین سائبانی گورنر خوارزم بھی ترکوں سے مل گیا۔
س کی خبر محمد بن ابوشکین کو ہو گئی۔ سب کاموں کو چھوڑ کر خوارزم کے بچانے کے لئے بڑھا اور
ملک سبجہ سے امداد کا خواہاں ہوا۔ ملک سبجہ ان دنوں نیشاپور میں تھا۔ ملک سبجہ اپنی فوجوں کو
لے کر روانہ ہوا۔ محمد بن ابوشکین بلا انتظار ملک سبجہ ترکوں کے مقابلہ پر آ گیا۔ ترکوں کو جان کے
لے پڑ گئے۔ انتہائی بدحواسی سے منقشلاع کی طرف بھاگے۔ طغرل تکین نے بھی جرجان کی
انب کو چ کر دیا۔ اس واقعہ سے ملک سبجہ کی آنکھوں میں محمد اور زیادہ عزیز ہو گیا۔

۸ نسر بن محمد خوارزم شاہ | جب محمد خوارزم شاہ نے وفات پائی تو اس کا بیٹا اتغر تخت آگئے
حکومت ہوا۔ یہ بھی نہایت نیک مزاج مدبر اور عادل تھا۔ اس نے
پنے باپ کے زمانہ میں اکثر لڑائیوں میں سب سالاری کی تھی۔ فنون جنگ سے پوری واقفیت
لھتا تھا۔ اس نے شہر منقشلاع کو ترکوں سے چھین لیا ملک سبجہ اسے بے حد عزیز رکھتا تھا۔ سب
نصر میں اپنے ساتھ رکھتا۔ لڑائیوں میں اسی کو فوج کا افسر اعلیٰ بناتا تھا۔ اسی زمانہ سے
ومت و ریاست محمد بن ابوشکین کے خاندان میں آئی۔ یہی ان کی حکومت کی ابتدا ہے
ہران پر تاتاریوں نے چھٹی صدی ہجری میں پورش کی اور ان کی حکومت و سلطنت کا خاتمہ
دیا۔ انہی سے تاتاریوں نے ملک پر قبضہ حاصل کیا ہے جیسا کہ ان کے حالات کے سلسلے میں
ان کیا جائے گا۔

اسی زمانہ سے عیسائیوں میں ممالک اسلامیہ پر قبضہ کر لینے
عیسائیوں کا انطاکیہ پر قبضہ کی تحریک پیدا ہوتی ہے (۱۰۹۷ء) میں صقلیہ کو مسلمانوں

کے قبضہ سے نکال لیا۔ پھر انھوں نے ملک شام اور بیت المقدس کے قصد سے حرکت کی۔
خلیج قسطنطنیہ عبور کر کے براہ خشکی روانہ ہوئے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ قسطنطنیہ کو خط لکھا اور
اس سے اس کے ملک سے گزر جانے کی اجازت طلب کی۔ بادشاہ قسطنطنیہ نے اجازت تو

نہ کرو سیڈینی صلیبی جنگ کی ابتدا عیسائیوں کا خروج و ظہور اور بعض ممالک اسلامیہ پر قبضہ
شروع ہوتا ہے پہلے انھوں نے بلاد اندلس میں طلیطلہ کو لے لیا جب اس سے مسلمانوں

کے کان پر ہوں نہ رہی تو ۱۰۹۷ء میں جزیرہ صقلیہ کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر بھی بڑی فتوح کا بغض
ہو گئے۔ اس سے ان کی حرص اور بڑھ گئی۔ افریقہ پر ہاتھ مارا۔ اور اس کے بعض شہروں پر

قابض ہو گئے۔ سلاطین اسلام آپس کی خانہ جنگیوں میں مصروف تھے۔ مذہبی جوش، اخوت اسلامی
ہمدردی اور فرخانی ملت کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ عیش و عشرت میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے عیسائیوں

کا شوق ملک گیری مذہبی پردہ میں بڑھا سمجھ کر کیا تھا قتل اور غول ریزی کا دروازہ کھل گیا ۱۰۹۷ء
میں ملک شام پر چڑھائی کی۔ بیت المقدس کے لینے کی بنیاد ڈالی۔ ہمدردی عیسائی بادشاہ نے

ایک بڑی فوج جمع کر کے زبّار لرنسیسی کو اطلاع دی جس نے صقلیہ پر قبضہ کر لیا تھا، کہ میں
ایک فوج عظیم لے کر افریقہ پر چڑھائی کرتا ہوں اور اسے مغرب فتح کر کے پتھارا ہمسایہ ہو جاتا

ہوں۔ زبّار نے اپنی راکین سلطنت کو ایک جلسہ میں جمع کر کے ان سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔
سب نے ہمدردی کی خیال کی تعریف کی۔ زبّار نے کہا تم لوگ عقل سے خالی ہو اگر اس نے افریقہ

کو لے لیا تو ہمارا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور اگر تھام دلیں آ یا تو ہیں اس کی ہمدردی کرنا ہوگی اور
اس میں ہم کو تکالیف کا سامنا کرنا ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ اسے فتح بیت المقدس کی لئے دی جائے اور

مسلمانوں ہمدردی کرنے کا مشورہ دیا جائے۔ حاضرین جلسہ نے اس لئے کو پسند کیا چنانچہ ہمدردی ہمدردی کو
کچھ بھیجی، ہمدردی نے بھی اسے پسند کیا۔ اور فتح بیت المقدس کے ارادے سے اٹھ کھڑا ہوا مترجم ضعیف عنہ۔

دیدنی لیکن یہ شرط کر لی کہ انطاکیہ فتح کر کے مجھے دیدینا۔ عیسائی کروسیڈروں نے اس شرط کو منظور کر لیا اور خلیج قسطنطنیہ کو ۱۰۹۹ء میں عبور کر کے ارسلان بن سلیمان بن قطلش والی قونیہ و بلاد روم کے مقبوضات کی طرف بڑھے۔ ارسلان ان کی آمد کی خبر سن کر مدافعت کو اٹھا مغربیوں میں لڑائی ہوئی ارسلان کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ عیسائیوں نے ۱۱۰۱ء میں یونان ارمنی کے مقبوضہ ممالک کی طرف قدم بڑھایا۔ انطاکیہ پر پہنچ کر محاصرہ کیا تو مہینہ تک محاصرہ کئے رہے۔ باغی سیان والی انطاکیہ نے نہایت مردانگی سے مدافعت جنگ کی۔ عیسائیوں نے شہر پناہ کے محافظوں میں سے ایک محافظ کو بہت سال و زر دے کر ملا لیا۔ چنانچہ حسب قرائد باہمی عیسائی فوج شہر پناہ کے قریب آئی، اس دغا باز محافظ نے شہر پناہ کا چور دروازہ کھول دیا۔ عیسائی فوج شہر میں داخل ہو گئی اور شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ کر بگل بجا دیا۔ باغی سیان گھبرا گیا۔ کچھ نہ سوجھا بھاگ کھڑا ہوا۔ پانچ چھ کوس نکل گیا۔ ہوش و حواس بجا ہوئے تو اپنے کئے پر ندامت ہوئی۔ بیہوش ہو کر گھوڑے سے گر پڑا۔ ایک ارمنی عیسائی نے پہنچ کر سرتار لیا اور انطاکیہ میں عیسائی سپہ سالار کے پاس پہنچا دیا۔ یہ واقعات ۱۱۰۹ء کے ہیں۔

مسلمانوں کا محاصرہ انطاکیہ | اس واقعہ کی مسلمانوں کو خبر ہوئی۔ انطاکیہ کے واپس لینے کے لئے ہر طرف سے دوڑ پڑے۔ قوام الدولہ کرکوکا شام کی طرف چلا۔ مرجع و البق تک پہنچے پہنچے ایک بڑا لشکر جمع ہو گیا، دقاق بن تمش، طغرل تکیں، اتابک، جناح الدولہ والی حمص، ارسلان تاش والی سجارہ و رستم ان رقی وغیرہ نامی گرائی امراء اپنی اپنی فوجیں لے کر آئے۔ پہنچے اور انطاکیہ کی طرف بڑھے، محاصرہ کر لیا۔ اتفاق سے اسلامی امراء میں پھوٹ پڑ گئی، "امیر کرکوکا بد اخلاقی برتنے لگا اور امراء کو یہ امر ناگوار گزارا۔ ان کے دلوں میں اس کی طرف سے کمزورت پیدا ہو گئی۔ چونکہ عیسائیوں کو رسد و غلہ کے فراہم کرنے کا موقع نہ ملا تھا اس وجہ سے محاصرہ کی تکلیف سے بے حد پریشان ہونے لگے، امیر کرکوکا

سے امان کی درخواست کی۔ امیر کرلوقا نے امان دینے سے انکار کیا۔ عیسائیوں پر نہایت مصیبت اور سختی کا وقت آگیا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مغموم تھا۔ ان عیسائی کروسیڈروں کے ساتھ عیسائی بادشاہوں میں سے بریڈیل، ہنجیل، مکدمری، تمطوالی اریا اور ہیمند والی انطاکیہ بھی محصور تھا۔ عیسائی فوج کا کمان افسر بھی بے بند تھا۔ شدت محاصرہ سے پریشان ہو کر شہر پناہ کے دروازے سے متفرق طور سے دو دو چار چار امن کا جھنڈا لٹے ہوئے نکلے۔ جب تمام عیسائی کروسیڈر انطاکیہ کے باہر آگئے تو لڑائی کا جھنڈا لگا دیا۔ اسلامی امرا میں نفاق تو پیدا ہی ہو گیا تھا اور ان کے دلوں میں امیر کرلوقا کی بد اخلاقی سے کدورت پیدا ہو چکی تھی اس وجہ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ سب سے اخیر میں امیر ستمان بن ارتق نے میدان جنگ سے فرار کیا۔ عرب کا ایک گروہ اس معرکہ میں کام آگیا۔ عیسائی کروسیڈروں نے مسلمانوں کے کیمپ میں جو کچھ پائا لوٹ لیا۔

سلطان ابن اثیر نے اس واقعہ کو ذرا تفصیل سے لکھا ہے جس کا خلاصہ تحریر کیا جاتا ہے عیسائی کروسیڈروں کو انطاکیہ پر قبضہ کئے ہوئے بارہ دن ہو گئے تھے۔ رسد غلہ کا کوئی سامان نہیں کر سکا پائے تھے کہ امیر کرلوقا وغیرہ آگئے۔ عیسائی کروسیڈر بھوکوں مرنے لگے۔ امرا نے اپنی اپنی سواری کے جانوروں کو کھانا شروع کر دیا، غرابا اور سپاہی دزمت کے پتوں سے پیٹ بھرنے لگے امیر کرلوقا کے پاس پیام بھیجا کہ ”آپ ہم کو امان دیجئے ہم شہر خالی کئے دیتے ہیں“ امیر کرلوقا نے جواب دیا ”ہرگز امان نہیں دی جائے گی، ہم تم کو تلوار کے ذریعہ سے نکالیں گے“ اس جواب سے کروسیڈروں کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ ایک پادری نے جس پر ان عیسائیوں کا زیادہ اعتقاد تھا ان لوگوں سے کہا۔ گھبراؤ نہیں! اسی انطاکیہ میں مسیح کی صلیب فلاں مقام پر مدفون ہے، تلاش کرو۔ اگر مل گئی تو تمہاری نجات ہوگی ورنہ تمہاری ہلاکت اور تباہی یقینی ہے، پادری صاحب نے اس سے پہلے صلیب کو مقام موعودہ میں دفن کر دیا تھا۔ عیسائی کروسیڈر صلیب کے (باقی منہ پر)

عیسائیوں کا سواحل شام پر قبضہ | اس کامیابی کے بعد عیسائیوں نے معرہ نعمان کی طرف
قدم بڑھایا اور اسے بھی لے لیا۔ نہایت بے رحمی اور
سفائی سے اہل معرہ نعمان کو پامال کیا۔ اس کے بعد غزہ پر حملہ کیا۔ چار مہینے تک محاصرہ کئے
رہے۔ اہل غزہ نہایت مردانگی سے مقابلہ کرتے رہے ابن منفذ والی شیرز نے نامہ و پیام کر کے
مصالحات کرنی۔ پھر حمص کا محاصرہ کیا جناح الدولہ نے صلح کا پیام بھیجا۔ مصالحت ہو گئی۔ عکا
کی طرف بڑھے۔ اہل عکا نے قلعہ بندی کرنی۔ ناکام واپس ہوئے۔ اسی زمانہ سے سواحل شام
پر عیسائی کروسیڈروں کا قبضہ و تصرف شروع ہوتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ خلفاء علویہ نے عیسائیوں کو ملک شام

در بقیہ صحت، تلاش کرنے پر تیار رہ گئے۔ پادری صاحب نے کہا۔ وہ یوں نہیں لے گی تین دن
روزہ رکھو۔ دعا کرو گناہوں کی مغفرت چاہو چوتھے روز تلاش کی کوشش کرو۔ کامیاب ہو گئے
تو پھر کیا کہنا ہے ورنہ موت ہے۔ عیسائی کروسیڈروں نے اس پر عمل کیا اور صیبا کہ پادری صاحب نے کہا تھا تلاش
جو طلب تھا پادری صاحب نے کہا۔ اب کیا ہے خوشامی مناد۔ شہر پناہ کا دروازہ کھول کر پانچ پڑ
چھ چھ آدمی امان کا جھنڈا لے ہوئے نکلے سب کے سب انطاکیہ کے باہر آ جاؤ تو جنگ کا انکار
بجا۔ نفع یاب ہو جاؤ گے۔ جس وقت عیسائی کروسیڈر انطاکیہ سے متفرق طور پر نکلے گئے۔ مسلمانوں
نے امیر کو بتا دیا۔ عرض کیا۔ ان عیسائیوں کو چھلت نہ دی جائے جوں جوں نکلتے جائیں انہیں قتل کر کے
جائیں۔ امیر کو بتائے جواب دیا۔ نکل آئے دو ہم انہیں رو کر پسا کریں گے۔ لیکن مسلمانوں
بعض امراء نے اس کی مخالفت کی اور عیسائیوں کے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔ امیر کو بتا دیا خود جا
انہیں اس سے روکا۔ جب تمام عیسائی کروسیڈر شہر انطاکیہ سے نکل آئے تو انہوں نے صفائی
کی چونکہ کوہ پناہ کے ساتھ ناگوار رہتا تھا اور عیسائیوں کے قتل سے روکا تھا اس دم
سے بھاگ کھڑے ہوئے ایک ہاتھ بھی روٹے گا گتہ گا نہیں۔ انتہی خصوصاً من تاریخ الکامل لابن اثیر۔

لے اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

قبضہ کرنے کا اشارہ کیا تھا۔ اور انھی کی تحریک سے وہ اس جرأت سے حملہ آور ہوئے تھے۔ سبب یہ تھا کہ خلفاء علویہ کو سلاطین سلجوقیہ کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ انھوں نے ملک شام کو غزہ تک دبایا تھا اور ان کے امیروں میں سے اقسیم نامی ایک امیر نے مصر پر حملہ کیا تھا اور مدتوں تک اس کا محاصرہ کئے رہا۔ خلفاء علویہ نے اس امر کو کہ ایک نہ ایک روز سلاطین سلجوقیہ مصر کو بھی لے لیں گے اس کا احساس کر کے عیسائیوں کو ملک شام پر قبضہ کر لینے کا اشارہ کر دیا تاکہ سلاطین سلجوقیہ کی زد سے خود محفوظ رہیں اور ان کے اور مصر کے درمیان عیسائی حائل اور سدِ راہ ہو جائیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

امیر انز کی بغاوت | اسی زمانہ میں امیر انز کو فارس کی حکومت پر مامور کیا تھا فاریں کے ملک پر شوانکار کے قبائل قابض ہو گئے تھے اور امیر ان شاہ بن قاروت بک والی کرمان کی پشت پناہی اور امداد سے فارس پر حکومت کر رہے تھے۔ جب امیر انز نے فارس پر فوج کشی کی تو شوانکار مقابلہ پر آئے اور لڑے، امیر انز کو شکست ہوئی۔ امیر انز اصفہان واپس آیا۔ سلطان برکیاروق کو اس سے مطلع کیا اور خراسان حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ سلطان برکیاروق نے اصفہان میں ٹھہرنے کا حکم دیا، امارت عراق کی سند بھیج دی۔ اور جس قدر فوجیں عراق اور اس کے اطراف و جانب میں تھیں امیر انز کو ان کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ موید الملک بن نظام الملک دار الخلافہ بغداد سے حملہ آیا۔ امیر انز سے ملا۔ اسے سلطان برکیاروق کی مخالفت پر آمادہ کیا۔ شاہی توت و شوکت کی دھمکی دی۔ سلطان کے غصہ اور انتقام سے ڈر آیا اور یہ رائے دی کہ محمد بن ملک شاہ سے نامہ و پیام بھیج کر سازش کر لو۔ محمد بن ملک شاہ ان دلائل گنج میں تھا اس ترادد لو کے مطابق امیر انز نے عمل درآمد کیا۔ چنانچہ آہستہ آہستہ یہ خبر مشہور ہو گئی۔ امیر انز کا خوف و خطر اور زیادہ ہو گیا۔ فوجیں فراجم کیں، اصفہان سے رے کی طرف کوچ کیا اور کھلم کھلا سلطان کی مخالفت کرنے لگا۔

امیر انزک قتل سلطان برکیاروق سے فخر الملک ابا رسلان کی واپسی اور سپردگی کا سلسلہ کیا۔ ابھی یہ معاملہ طے نہ ہوا تھا کہ ترکوں میں سے تین شخص جو امیر انزکی کے لشکر کے تھے اور خوارزم کے رہنے والے تھے شہر کے وقت اس پر ٹوٹ پڑے۔ اور اسے قتل کر ڈالا۔ لشکر میں ہڑیمچ گیا۔ مال، روپیہ اور اسباب کو لشکریوں نے لوٹ لیا۔ نغش کو اصفہان میں لائے اور دفن کر دیا۔ امیر انز، بڑا پابند موم و صلوات، اکثر المناقب اور سخی تھا۔ امیر انز کے قتل کی خبر سلطان برکیاروق کو اطراف سے میں پہنچی سلطان، امیر انز سے جنگ کرنے کو آرہا تھا۔ اس خبر کو سن کر بے حد خوش ہوا فخر الملک ابا رسلان کی باچھیں کھل پڑیں۔ یہ واقعہ ۶۹۸ھ کا ہے۔ صہر صابر، امیر انز کے قتل کے بعد دمشق چلا گیا۔ مدتوں وہیں ٹھہرا اس کے بعد ۷۰۵ھ میں سلطان محمد کی خدمت میں باریاب ہوا سلطان محمد بہ عزت و احترام پیش آیا اور رحمہ کی حکومت عنایت کی۔

افضل بن بدر جمالی کا قبضہ بیت المقدس پر تاج الدولہ قس نے بیت المقدس کو خلفاء علویہ و ایان مصر کے قبضہ سے نکال لیا تھا اور اپنی طرف سے امیر شہمان بن ارتق کو اس کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ جس وقت ترکوں کو بمقام انطاکیہ صیانی گرو سپہروں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو مصری خلیفہ کو بیت المقدس کے واپس لینے کا شوق اور جوش پیدا ہوا۔ افضل بدر جمالی سپہ سالار دولت علویہ فوجیں مرتب کر کے بیت المقدس کی طرف بڑھا۔ اور بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت بیت المقدس میں امیر شہمان اور یلغازی پسران ارتق، یاقوتی دان دولوں کا بھتیجہ اور سوخی و نخی دولوں کا چچا زاد بھائی موجود تھے۔ محصورین نے جی توڑ کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ افضل بن بدر جمالی کی منجیقوں نے شہر پناہ کی دیوار کو توڑ ڈالا۔ محصورین نے محاصرہ کے چالیس دن بعد ہتھیار ڈال دیئے، امن و امان حاصل کر کے بیت المقدس کو فتح مندرگروہ کو دیدیا۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۷۰۵ھ کا ہے۔ افضل نے کامیابی کے بعد محصور ہزار کے ساتھ بہت اچھے برتاؤ کئے۔

امیر ستقان اور ایلغازی کو مع ان کے ہمراہوں کے زادراہ دے کر رخصت کیا۔ امیر ستقان نے ارباب میں جا کر قیام اختیار کیا، ایلغازی عراق چلا گیا۔ اور افضل اپنے سرداروں میں سے افتخار الدولہ کو بیت المقدس کی حکومت پر مامور کر کے مصر کی جانب واپس ہوا۔

بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ | عیسائیوں نے عکات واپس ہو کر بیت المقدس کی طرف قدم بڑھایا۔ چالیس روز نہایت سختی سے محاصرہ کئے رہے بالآخر آخری ماہ شعبان ۵۹۲ھ میں شہر پناہ کی شمالی دیوار توڑ کر گھس پڑے اور بہت بڑی خونریزی و غارت گری کا دروازہ کھول دیا۔ مسلمانوں کا ایک گروہ محراب دائرہ علیہ السلام میں تین روز تک پناہ گزیں رہا۔ آخر کار عیسائیوں سے امان حاصل کر کے رات کے وقت عسقلان چلا گیا۔ مسجد اقصیٰ میں ستر ہزار سے زیادہ مسلمان شہید کئے گئے جن میں علماء، زبَاد، مہاجرین اور رؤساء شہر تھے۔ چالیس قندیلیں کلاں نقرئی (برایب کا وزن تین نہر چھ سودرم مطابق وزن رائج الوقت ہیں ہیں سیر کا تھا) ایک سو چھاس قندیل خورد نقرئی، ایک تنور نقرئی، دینی چالیس رطل شامی (مطابق وزن رائج الوقت ایک من) اور ان کے علاوہ بہت سامان و اسباب جو کہ حد شمار سے باہر تھا لوٹ لیا۔

مسلمان فریادی صورت بنائے بحال پریشان دار الخلافت بغداد پہنچے۔ خلیفہ مقتدی نے انھیں ابو محمد و امغانی، ابوبکر شاشی، ابوالقاسم زنجانی، ابوالوفار بن عقید، ابوسعید طولانی اور ابوالحمین بن سماک کے ہمراہ سلطان برکیاروق کے پاس روانہ کیا اور عیسائیوں سے اس جرأت و سفاکی کے انتقام لینے کی ہدایت کی۔ یہ وفد حلوان تک پہنچا تھا کہ ان لوگوں کو محمد الملک البارسلان کے قتل اور سلطان محمد کی نزاع و جنگ کی خبر معلوم ہوئی ناکام واپس آئے اور عیسائیوں نے سرزمین شام پر استقلال کے ساتھ قدم جمالیا۔

چونکہ ہم نے اپنی کتاب میں التزام کر لیا ہے کہ ہر خاندان حکومت کے حالات جدا جدا لکھیں گے اس وجہ سے ان واقعات سے ہم گریز کرتے ہیں۔ اور سلاطین سلجوقیہ کی

حکومت کے حالات تحریر کرتے ہیں۔

سلطان محمد بن ملک شاہ | محمد اور سنجر حقیقی بھائی تھے۔ سلطان برکیاروق نے سنجر کو حکومت

خراسان پر متعین کیا تھا۔ ۶۸۵ھ میں محمد، سلطان برکیاروق کے پاس جس وقت کہ یہ اصفہان کا محاصرہ کئے ہوئے تھے چلا آیا۔ برکیاروق نے محمد کو گنجہ اور اس کے متعلقات کی حکومت عطا کی اور چونکہ محمد کی عمر کم تھی۔ امیر قطنغ تکین اتابک کو بطور وزیر اس کے ہمراہ روانہ کیا۔

شہر گنجہ صوبہ اران کے مضافات سے تھا۔ قطنون (فضلون بن ابوالاسوار) اس پر حکمرانی کر رہا تھا۔ سلطان ملک شاہ نے اس صوبہ کو قطنون سے لے کر سرہنہ ساد تکین خادم کو عطا کیا اور قطنون کو اس کی جگہ استرآباد کی حکومت مرحمت کی۔ لیکن چند روز بعد صواساں کی حکومت، پھر قطنون کو ضمانت لے کر دی گئی۔ جب قطنون کی مالی اور فوجی حالت ذرا درست ہو گئی تو بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ سلطان ملک شاہ نے امیر بوزان کو اس کی سرکوبی پر روانہ کیا۔ چنانچہ امیر بوزان نے اُسے شکست دے کر گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا اور اس کے مقبوضات پر قابض ہو گیا۔ سلطان ملک شاہ نے صوبہ اران کو امیر بوزان، باغی سیان دانی الظاکیہ اور ان کے افسران فوج پر تقسیم کر دیا۔ اور ۶۸۵ھ میں قطنون بحالت قید بغداد میں مر گیا۔

باغی سیان کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا اپنے باپ کے مقبوضہ ممالک کی طرف چلا آیا۔ تب سلطان برکیاروق کے ۶۸۵ھ میں گنجہ اور اس کے متعلقات پر محمد کو حکمرانی کی سند عنایت کی جیسا کہ ہم ابھی تحریر کر آئے ہیں۔

مورید الملک عبید اللہ ابن نظام الملک | جب محمد کی فوت بڑھی اور حکومت میں استحکام پیدا ہوا تو اس نے اپنے وزیر اتابک قطنغ تکین کو مارڈالا اور تمام صوبہ اران پر قابض ہو گیا۔ انھی دنوں مورید الملک عبید اللہ ابن نظام الملک

اپنے آقا امیر انز کے قتل کے بعد محمد کے پاس چلا آیا تھا۔ محمد نے اسے اپنے تقرب کی عزت دی اور وزارت کے عہدہ سے سرفراز کیا، مویہ الملک نے حکومت و سلطنت کی دعوتےاری کی رائے دی۔ چنانچہ محمد نے اپنی بادشاہی کا اعلان کر کے اپنے مقبوضات میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس کے بعد ہی مجد الملک البارسلاں کے مارے جانے کا واقعہ پیش آیا جو کہ برکیا روق کی مملکت میں جابرانہ حکومت کر رہا تھا۔ امرا لشکر کو اس سے منافرت پیدا ہوئی۔ برکیا روق کی رفاقت ترک کر کے محمد کے پاس چلے گئے اور مرتب ہو کر رے کی طرف بڑے، برکیا روق ان لوگوں کے پہنچنے سے پہلے رے میں داخل ہو گیا تھا۔ بڑے امرا سلجوقیہ امیر نیال بن الوزشتکیں حسامی اور عز الملک بن نظام الملک وغیرہ بھی حاضر خدمت ہوئے۔

برکیا روق یہ خبر سن کر کہ اس کا بھائی محمد بقصد جنگ روانہ **مادر برکیا روق کا قتل** ہو گیا ہے۔ رے سے اصفہان کی جانب واپس ہوا۔ اہل اصفہان نے اصفہان میں داخل نہ ہونے دیا تب خوزستان کا راستہ اختیار کیا اور محمد نے مارہ ذیقعدہ ۴۹۲ھ میں رے پر قبضہ کر لیا۔ زہیدہ خاتون مادر برکیا روق اپنے بیٹے کے ساتھ نہیں گئی تھی۔ رے میں ٹھہری ہوئی تھی۔ مویہ الملک نے اسے گرفتار کر کے قلعہ میں قید کر دیا۔ اس پر بھی صبر نہ آیا تو مال و اسباب ضبط کر لیا۔ جب اس سے بھی اس کے دل کو تسلی نہ ہوئی تو ایک روز اس کا گلا گھونٹ دیا جس سے وہ مر گئی۔ ہر چند اس کے مصاحبوں نے اس فعل سے اسے دوا مگر اس نے ایک کی بھی نہ سنی اور اپنی خباثت کے اظہار سے باز نہ آیا۔

سلطان محمد کا خطبہ و خطاب سعد الدولہ گوہر آئین افسر لوہیں بغداد کو برکیا روق سے کشیدگی

۱۔ اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے میں نے ربط مضمون کے خیال سے عبارت مابین خطوط ۱۶۱ تاریخ کامل سے لکھ دی ہے۔ مترجم

و منا فرت پیدا ہو گئی تھی۔ یہ امیر کرہ لوقا والی موصل، چکرش والی جزیرہ ابن عمر اور مرخاب بن بدر والی کنکسون وغیرہ سے ملا اور سب کو برکیاروق کی مخالفت پر ابھار دیا۔ یہ سب بت اپنی فوجوں کے سلطان محمد کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کو روانہ ہوئے۔ سلطان محمد اس وقت قم میں مقیم تھا۔ سلطان محمد نے ان سب کو خلعت دیئے۔ انعامات اور جائزے سے سرفراز کیا۔ سعد الدولہ گوہر آئین کو اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی ہدایت کر کے دار الخلافت بغداد کی جانب واپس لیا۔ سعد الدولہ گوہر آئین نے بغداد پہنچ کر خلافت مآب کی خدمت میں باریابی کی عزت حاصل کی اور سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھانے کی بابت عرض کیا۔ خلافت مآب نے منظور فرمایا اور سلطان محمد کو غیاث الدینا والدین کا خطاب عنایت کیا۔ امیر کرہ لوقا اور چکرش وغیرہ سلطان محمد کے ہمدردہ اصغرہ کی طرف روانہ ہو گئے واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

محمد الملک الباسلانی کا قتل ابو الفضل سعد الباسلانی (الباسلانی) ملقب بہ محمد الملک سلطان کے سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ اس کا ایسا اثر تھا کہ اس کے سامنے کسی کی بھی ڈال نہیں گنتی تھی۔ جب امراء برکیاروق، فرقد باطنیہ کی سازشوں کے شکار ہوئے لگے اور پے درپے قتل ہو گئے تو امراء برکیاروق کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ہونہ ہو محمد الملک الباسلانی کا یہ فعل ہے چنانچہ امیر برشق کے قتل کے بانے پر اس کے لوگوں نے لگی اور قبوری کو یہی خیال روٹھا ہوا ان لوگوں نے اپنے باپ کے قتل کا الزام محمد الملک کے سر تعویبا۔ اور برکیاروق سے علیحدہ ہو گئے سرداران لشکر کو مخالفت کا موقع مل گیا۔ ایک جلسہ میں سب جمع ہوئے امیر جبرہ الکابک اور طغا برک بن ایزن پیش پیش تھا۔ ان لوگوں نے متفق ہو کر امیر برشق کے خون کا انتقام لینے کی تحریک کی اور اسی غرض سے اس کے لوگوں کو بلا بھیجا۔ ہمدان کے قریب دوسری کیٹی ہوئی۔ تمام فوج نے اس سے اتفاق کیا۔ تب ان لوگوں نے برکیاروق سے محمد الملک کی سپردگی کا مطالبہ کیا اور یہ پیام بھیجا کہ اگر محمد الملک کو آپ ہمارے حوالہ کر دیں گے تو ہم آپ کے

تا بعد از غلام میں ورنہ ہم کو آپ علم حکومت کے خلاف تصور فرمائیے "برکیا روق نے اس مطالبہ کو منظور نہ کیا۔ لیکن مجد الملک الدار سلاسل نے یہ رائے دی کہ "بہ لحاظ مصلحت وقت آپ ان کے جذبات اور خواہش کے مطابق مجھے قتل کر ڈالئے، تمام امراء دولت اور سرداران لشکر آپ کے مطیع ہو جائیں گے ورنہ اگر انھوں نے مجھے زبردستی گرفتار کر کے قتل کیا تو اس میں رعب سلطنت جاتا رہے گا۔ سلطان برکیا روق اس پر رضی نہ ہوا۔ انتقام طلب کرنے والوں سے مجد الملک کے نہ مارنے کی قسم لے کر مجد الملک کو ان کے حوالہ کر دیا۔ مجد الملک ان باغیوں کے سرداروں کے پاس پہنچے بھی نہ پایا تھا کہ غلاموں نے اسے قتل کر ڈالا۔ ثمودش رفع ہو گئی۔ سر تا سر کو مرید الملک کے پاس بھیج دیا گیا۔

اس واقعہ سے امراء دولت اور سرداران لشکر کو برکیا روق کی مراجعت اضعفان | سے اور زیادہ منافرت اور کشیدگی پیدا ہوئی۔ کبہ بھجا کہ آپ نے چلے جائیے۔ ہم لوگ آپ کے بھائی محمد سے نہٹ لیں گے۔ چنانچہ برکیا روق بادل ناخواستہ رے کی جانب واپس ہوا۔ ان لوگوں نے اس کی تیام نگاہ کو لوٹ لیا اور اس کے بھائی محمد کے پاس چلے گئے برکیا روق کو چ اور قیام کرتا ہوا اضعفان پہنچا۔ اضعفان سے رشتاق چلا گیا۔

برکیا روق اور اس کا امیر لشکر نیاں بن النوشتکین اپنی فوج بغداد میں برکیا روق کا خطبہ | کے ساتھ خوزستان کی طرف روانہ ہوا۔ خوزستان سے واسطہ کا۔ استہ اختیار کیا۔ صدق بن مزیدوالی حلقہ آلا۔ اس کے بعد ان سب نے دار الخلافہ بغداد کا

سے مجد الملک بے حد نیک مزاج، صوم و سلوۃ کا پابند، تعجب پڑنے کا عادی اور سخی تھا غلوپوں کے ساتھ بہت اچھے برتاؤ کرتا اور دودش سے بیش آتا تھا۔ خوزریزی سے اس کو نفرت تھی۔ شیعیت مزاج میں تھی مگر یاس ہمہ جہد فی اللہ عنہم کی عزت کرتا تھا اور ان سے تبرک کرنے والے کو ملعون کہتا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۵ صفحہ ۱۹

قصہ کیا۔ اس وقت بغداد میں سعد الدولہ گھبرائین افسر پولیس موجود تھا اور سلطان محمد کے علم حکومت کا مطیع تھا۔ برکیاروق کی آمد کی خبر سن کر بغداد چھوڑ دیا۔ ایلغازی بن ارتق و غیرہ امراء بھی اس کے ساتھ بغداد سے نکل آئے۔ برکیاروق ہارصفر سلطنت میں بغداد پہنچا اور اپنے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھوایا۔

سعد الدولہ کی اطاعت | سعد الدولہ نے سلطان محمد اور موید الملک کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور برکیاروق کے مقابلہ پر لشکر بھیجنے کی تحریک کی سلطان محمد اور اس کے وزیر موید الملک نے امیر کر بو قتا والی موصل اور چکر مش والی جزیرہ ابن عمر کو برکیاروق کے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ چکر مش نے سعد الدولہ سے یہ ظاہر کیا کہ میرے مقبوضہ بلا دیں بے حد بڑی پھیلی ہوئی ہے۔ لہذا مجھے آپ واپسی کی اجازت دیجئے۔ سعد الدولہ یہ سن کر ہٹا بکا ہو گیا اور بادل نا خواستہ اجازت دیدی۔ سعد الدولہ اور اس کے مصاحبوں کو سلطان محمد کی امداد سے ناامیدی ہو گئی۔ برکیاروق کی خدمت میں اطاعت و فرما برداری کا پیام بھیجا۔ چنانچہ برکیاروق بغداد سے نکل کر ان لوگوں کے پاس آیا۔ ان لوگوں نے نہایت جوش سے استقبال کیا۔ برکیاروق، کشادہ پیشانی سے ملا اور خوشی و مسرت سے بغداد کی جانب ان لوگوں کے ساتھ واپس گیا۔

عمید الدولہ بن جہیر کی گرفتاری | اس کے بعد عمید الدولہ بن جہیر خلافت آب کا وزیر تھا، کو گرفتار کر لیا۔ اور اس سے دیار بکر اور موصل کے ان محاصل کا مطالبہ کیا جو اس نے اور اس کے باپ نے دیار بکر اور موصل کی گورنری کے زمانہ میں حاصل کئے تھے۔ رد و کد کے بعد ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار پر معاملہ طے ہو گیا۔ دربار خلافت کا عہدہ و ذات اعز ابو المحاسن عبد الجلیل بن علی بن محمد و ہستانی کو عطا کیا گیا۔ اور خلافت آب نے برکیاروق کو خلعت عنایت فرمایا۔

برکیاروق و محمد کی پہلی جنگ | برکیاروق، دار الخلافہ بغداد سے اپنے بھائی محمد سے جنگ کرنے

کے لئے روانہ ہوا۔ شہر زور ہو کر گزرا۔ تین روز شہر زور میں قیام پذیر رہا۔ ترکمانوں کا بہت بڑا لشکر جمع ہو گیا۔ رئیس ہمدان نے ہمدان حالہ کر دینے کی درخواست پیش کی۔ برکیاروق نے اس درخواست پر کوئی توجہ نہ دی اور محمد سے جنگ کرنے کے لئے چل کھڑا ہوا۔ ہمدان سے چند کوس کے فاصلہ پر صف آرائی ہوئی۔ برکیاروق کے میمنہ پر سعد الدولہ گوبر آئین، عز الدولہ بن صدقہ بن مزید اور سرخاب بن بدر وغیرہ نامی گرامی امراء تھے، میسرہ میں امیر کر بوکا تھا۔ محمد کے میمنہ کا سردار امیر اضر اور اس کا بیٹا ایاز تھا۔ اس کے میسرہ میں موید الملک فوج لئے ہوئے تھا۔ قلب لشکر میں خود محمد تھا، شحنة اصفہان امیر سرخواس کی رکاب میں تھا، برکیاروق کے میمنہ نے جس کا سردار سعد الدولہ گوبر آئین تھا موید الملک اور لشکر نظامیہ پر حملہ کیا، موید الملک کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ فتح مند گروہ لڑتا بھڑتا مغروروں کے زخموں تک پہنچ گیا۔ اور اُسے لوٹ لیا۔ اسی اشار میں محمد کے میمنہ نے برکیاروق کے میسرہ پر دھاوا کیا۔ برکیاروق کے میسرہ کو شکست ہوئی۔ محمد نے یزنگ دیکھ کر برکیاروق پر حملہ کر دیا، برکیاروق کی فوج بے قابو ہو کر بھاگ نکلی۔ محمد نہایت مردانگی سے اپنی جگہ پر کھڑا ہوا، لڑائی کا تماشا دیکھتا رہا۔ سعد الدولہ گوبر آئین مغرور گروہ کے تعاقب اور ان کی گرفتاری سے واپس آ رہا تھا۔ اتفاق یہ کہ گھوڑا پھسل کر گر پڑا۔ ایک خراسانی سپاہی نے پہنچ کر سعد الدولہ کا سر اتار لیا، اعز ابو المحاسن یوسف (برکیاروق کا وزیر) گرفتار ہو کر موید الملک کے رو بہ پیش کیا گیا، موید الملک نہایت عزت و توقیر سے پیش آیا۔ اس کے رہنے کے لئے خیمہ نصب کرایا۔

خاتمہ جنگ کے بعد موید الملک نے اعز ابو المحاسن یوسف کو دار الخلافت بعد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھنے کی تحریک کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اعز ابو المحاسن یوسف نے بغداد پہنچ کر حسب ہدایت موید الملک عمل درآمد کیا، چنانچہ ۵۱۸ رجب سنہ مذکور کو جامع بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

سعد الدولہ گوبر آئین | سعد الدولہ گوبر آئین کا ابتدائی حال یہ ہے کہ سعد الدولہ ملک بوکا بجار

بن سلطان الدولہ بن بوبہ کا خادم تھا ملک ابو کا لیجا رہنے اسے اپنے بیٹے ابو نصر کی خدمت میں بھیج دیا تھا جب ابو نصر کو فضل بک نے گرفتار کر لیا تو سعد الدولہ اس کے ہمراہ قلعہ طبرک میں چلا گیا۔ ابو نصر کے مرنے کے بعد سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں رہنے لگا۔ کفایت شعرا و منتظم تھا۔ سلطان الپ ارسلان نے اسے واسط کی حکومت و دار الخلافت بغداد کا پولیس افسر مقرر کیا۔ سلطان الپ ارسلان کے قتل کے بعد اس کے بیٹے سلطان ملک شاہ نے سعد الدولہ کو غیر متاثر دار الخلافت بغداد روانہ کیا۔ سعد الدولہ نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ دار الخلافت سے خلعت ملا اور دار الخلافت بغداد کے نظم و نسق کی خدمت عطا ہوئی۔ قدرت کی جانب سے جو عزت سعد الدولہ کو حاصل ہوئی تھی کئی خادم کو نصیب نہیں ہوئی۔ اراکین دولت اسی کے قبضہ میں تھے۔ سرداران لشکر اس کی اطاعت کو اپنی خوش بختی سمجھتے تھے۔ مختصر اپنی زندگی کے دن پورے کو کے اس معرکہ میں کام آگیا۔ اس کی جگہ ایلیغازی بن ارتق پولیس افسر بغداد ہوا۔

بزرگ برکیاروق و خجرا | برکیاروق نے اپنے بھائی محمد سے شکست اٹھا کر کنتی کے چند جاں نثاروں کے ساتھ رہے جا کر دم لیا۔ اس کے ہوا خواہوں کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ چاروں طرف سے آکر اس کی خدمت میں جمع ہو گئے بکباروں نے ان سب کو مسلح کر کے خراسان کی جانب کوچ کیا۔ اسفراین پہنچا امیر داؤد حبشی بن التوتاق کو واماں سے بلا بھیجا۔ طبرستان، جرجان اور خراسان کا زیادہ حصہ اسی کے قبضہ حکومت میں تھا۔ امیر داؤد نے کہلا بھیجا کہ ”جب تک حاضر نہ ہوں اُس وقت تک آپ نیشاپور جا کر قیام اختیار فرماویں۔“ برکیاروق نے اسفراین سے کوچ کیا اور نیشاپور پہنچا۔ ابو محمد اور ابو القاسم بن امام الحرمین امیر نیشاپور کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ چند روز بعد ابو القاسم کو بحالت قید زہر دیا گیا۔ جس سے ان کی موت وقوع میں آئی۔

برکیاروق کی شکست | اس کے بعد خجراتے امیر داؤد حبشی پر فوج کشی کی۔ امیر داؤد نے برکیاروق

کو اس کی اطلاع دی اور اپنی امداد کی درخواست کی۔ برکیا روق فوجوں کو مرتب کر کے روانہ ہوا۔ بوشنج کے باہر ایک میدان میں دونوں حریف صف آرا ہوئے۔ سبخر کے سینہ پر امیر برغش میسرہ پر امیر کوکر اور قلب لشکر میں امیر رستم تھا۔ برکیا روق نے رستم پر حملہ کیا اور اسے مار ڈالا۔ قلب لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ برکیا روق نے سبخر کی ماں کو گرفتار کر لیا۔ ہمارہیان برکیا روق، لوٹا اور مال غنیمت جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔ امیر برغش اور امیر کوکر نے اس امر کا احساس کر کے برکیا روق پر حملہ کر دیا۔ جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ برکیا روق کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ اٹنا۔ جنگ میں امیر داؤد حبشی گرفتار ہو گیا۔ اسے امیر برغش کے رو برو پیش کیا گیا۔ امیر برغش نے قتل کر ڈالا۔ برکیا روق بھاگ کر جرجان پہنچا۔ پھر جرجان سے دامغان چلا گیا۔ جب دامغان میں بھی اس کے پریشان دل کو سکون نہ ملا تو دامغان کے دیہاتوں میں چلا گیا اور وہیں سے اہل اصفہان کو طلبی کے خطوط لکھے۔ امرا کی ایک جماعت یہ خبر پا کر حاضر ہو گئی۔ جن میں جادلی سقاہ بھی تھا۔ اصفہان کی طرف بڑھا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پیشتر محمد اصفہان میں داخل ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے برکیا روق عسکر مکر کی طرف واپس ہو گیا۔

جنگ ثانی برکیا روق و محمد [جس وقت برکیا روق کو سبخر سے ۴۹۳ھ میں شکست ہوئی اور وہ شکست کھا کر اصفہان کی طرف گیا۔ محمد اس کی روانگی

سے مطلع ہو کر اصفہان میں پہلے سے داخل ہو گیا تھا۔ مجبوری خراسان کی جانب لوٹ پڑا اور عسکر مکر پہنچ کر قیام پذیر ہو گیا۔ ۴۹۳ھ میں امیر زنگی و امیر الکی پسران برستی، برکیا روق کی خدمت میں باریاب ہوئے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمدان کی جانب روانہ ہوئے اسی اٹنا میں امیر اضر مر گیا تھا۔ امیر یاز کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ مویدا ملک کی سازش سے امیر اضر کے ذریعے امیر اضر کو زہر دیا ہے۔ امیر یاز اور امیر اضر میں کمال اتحاد تھا۔ ایک روز موقع پا کر امیر یاز نے امیر اضر کے ذریعہ کو قتل کر ڈالا اور اتقام کے خوف سے پانچ ہزار فوج کے ساتھ برکیا روق

کی خدمت میں بھاگ آیا۔ تھوڑے دن بعد سرخاب بن کیخسرو والی آدھ بھی محمد سے متفق ہو کر برکیاروق کے پاس چلا آیا۔ اس طرح رفتہ رفتہ پچاس ہزار سوار برکیاروق کی حکومت کے مطیع ہو گئے۔ محمد نے پندرہ ہزار فوج سے برکیاروق پر تیسری جمادی الآخر ۴۹۳ھ میں حملہ کیا دونوں بھائیوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اثنائے جنگ میں محمد کے اکثر اہل امر محمد کی وفات ترک کر کے برکیاروق کی خدمت میں یکے بعد دیگرے اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ چلے آئے جس کی وجہ سے محمد کو شکست اٹھانا پڑی۔

موید الملک کا قتل | موید الملک گرفتار ہو گیا۔ اسے برکیاروق کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ برکیاروق نے اسے سخت اور نازیبا کلمات سے مخاطب کیا اور اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔ موید الملک بد اخلاق، حیلہ ساز، چال باز، اہل امر اور اہلین دولت کے ساتھ کج ادا، بد عہد، بخیل اور نہایت درجہ کا چلتا پرزہ شخص تھا۔ نتیجائی کے بعد اہل ابوالمحسن و زہر برکیاروق نے ابو ابراہیم استرآبادی کو موید الملک کا مقبوضہ مال و اسباب اور خزانہ ضبط کرنے کی غرض سے دارا خلافت بغداد روانہ کیا۔ چنانچہ موید الملک کا جو مال و اسباب ہاتھ آیا وہ عقل و قیاس سے زیادہ تھا بیان کیا جاتا ہے کہ دارا خلافت بغداد کے علاوہ بلاد عجم میں جو خزانہ موید الملک کا ہاتھ آیا تھا اس میں یا قوت کا ایک ٹکینہ بھی تھا جس کا وزن چالیس شقال تھا۔ اس کے قتل کئے جانے کے بعد محمد نے خلیب الملک ابو المنصور محمد بن حسین کو عہدہ وزارت عطا کیا۔

سلطان محمد کی جرجان کو روانگی | محمد کی ہم سے فراغت حاصل کر کے برکیاروق 'رے' چلا گیا۔ امیر کرکوتقا والی موصل اور وہیں ابن صدقہ ران دونوں صدقہ والی حد تھا اؤ قد ہو کر مبارک باد دینے کے لئے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوئے۔ محمد شکست اٹھا کر جہان پہنچا اپنے بھائی سنجر سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سنجر نے محمد کی خواہش کے مطابق مال و اسباب اور آلات حرب بھیج دیئے۔ اور اپنے بھائی کی دل دہی کے

خیال سے خراسان سے روانہ ہو کر ہرجان پہنچا۔ پھر دولوں متفق ہو کر دامغان پر جاؤ ترے اور اسے ویران کر کے رہے جا کر مقیم ہوئے۔ نظامیہ افواج یہ خبر پا کر جمع ہو گئی۔ رفتہ رفتہ جمعیت بڑھ گئی۔

اسمعیل بن یاقوتی کی بغاوت | برکیاروق نے قیاب ہو کر رسد کی کمی کی وجہ سے اپنی فوج کو منتشر کر دیا تھا وہیں بن صدقہ اپنے باپ کے پاس حلقہ چلا گیا تھا، آذربائیجان میں داد بن اسمعیل بن یاقوتی نے بغاوت کی تھی اس کی سرکوبی کے لئے قوام الدولہ امیر کو قبادس ہزار فوج کے ساتھ آذربائیجان بھیج دیا گیا تھا امیر ایاز اجازت حاصل کر کے ہمدان چلا آیا تھا اور عید الفطر کے بعد واپس آنے کا وعدہ کر آیا تھا۔ غرض اس طرح فوج کا بڑا حصہ منتشر ہو گیا تھا۔ برکیاروق کی رکاب میں تھوڑی سی فوج باقی رہ گئی تھی۔ جب اسے محمد اور سنجر کے اتفاق کی خبر لگی اور ان کی فوجوں کی کثرت سے مطلع ہو کر بے انتہا پریشان ہوا جب کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی تو ہمدان کی طرف روانہ ہوا تاکہ امیر ایاز سے مل کر اپنی منتشر قوت کو سنبھالے۔ اتنا راہ میں یہ خبر پہنچی کہ امیر ایاز نے نامہ و پیام کر کے محمد کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ پھر کیا تھا ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے تو پاؤں تلے سے زمین نکل گئی، خوزستان کی جانب لوٹ پڑا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا قشتر پہنچا۔ امیر ابن برسنق کو طلبی کا خط لکھا چونکہ امیر ابن برسنق ایاز کے ہمراہیوں سے تھا۔ برکیاروق کی طلبی پر حاضر نہیں ہوا۔ برکیاروق پریشان حال عراق کی جانب روانہ ہوا۔ اور علوان پہنچا یہاں امیر ایاز حاضر ہو کر قدم بوس ہوا۔

سلطان محمد کی ہمدان پر فوج کشی | امیر ایاز نے محمد سے اپنی اطاعت کی بابت خط و کتابت کی تھی۔ لیکن محمد نے اسے منظور نہ کیا اور اپنی فوجیں ہمدان کے سر کرنے کے لئے بھیج دیں۔ امیر ایاز نے گھبرا کر ہمدان چھوڑ دیا۔ محمد کے لشکریوں نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ جو مال و اسباب امیر ایاز چھوڑ گیا تھا اس پر قبضہ کر لیا۔ امیر ایاز نے

مصاحبوں اور ہوا خواہوں سے، تاوان جنگ وصول کیا۔ ہمدان کے رئیس سے ایک لاکھ دینار کا مطالبہ کیا۔

برکیاروق کی بغداد میں آمد | برکیاروق اور امیر ایاز کو پہنچا دیا۔ قیام کرتے ہوئے دسویں قعدہ ۶۱۴ھ کو، اختلاف بغداد میں داخل ہوئے چونکہ جنگ دستی میں مبتلا ہو گئے تھے اس لئے خلافت مآب سے خرچ کے لئے روپیہ طلب کیا۔ خلافت مآب نے بہت روکد کے بعد نصف پچاس ہزار دینار سے مدد کی۔ لیکن اس رقم سے برکیاروق کا کام نہ چلا۔ اس کے ہمراہیوں نے عوام الناس کے مال پر تھ بڑھایا۔ جو کچھ اور جہاں پناہ لوٹ لیا۔ ابو محمد عبد اللہ بن منصور معروف۔ یہ ابن صلیحہ قاضی جلد سواحل شام سے فرانسسیسی عیسائیوں کے مقابلے سے شکست کھا کر دار الخلافہ بغداد بھاگ آیا تھا۔ اس کے پاس بہت سا مال اور زر نقد بھی تھا۔ برکیاروق کو اس کی خبر لگ گئی۔ برکیاروق نے اس سے زبردستی مال چھین لیا۔ قاضی ابن صلیحہ کے حالات اختلاف عباسیہ کے حالات کے ضمن میں ہم بیان کر آئے ہیں۔

برکیاروق سے امیر صدقہ کی بغاوت | اس کے بعد برکیاروق نے اپنے وزیر اعزاء ابو الحسن کو امیر صدقہ بن منصور بن وہیس بن مزیدانی حاکم کپا بھیجا اور یہ مطالبہ کیا کہ خراج سے دس لاکھ دینار تمھارے ذمہ باقی ہیں انھیں ادا کرو ورنہ تم سے زبردستی وصول کئے جائیں گے اور ملک بھی تم سے لے لیا جائے گا۔ امیر صدقہ یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ برکیاروق کی اطاعت سے منحرف ہو کر سلطان محمد کی حکومت کا مطیع ہو کر اس کے نام کا خط پڑھنے لگا۔ برکیاروق کو اس کی اطلاع ہوئی، طلبی کا خط لکھا، اس سے درگزر کرنے کا وعدہ کیا۔ امیر ایاز نے تمام مطالبات کی ذمہ داری لی، لیکن امیر صدقہ نے ایک بھی نہ سنی۔ اسی امر پر اصرار کرتا رہا کہ وزیر السلطنت اعزاء ابو الحسن کو میرے حوالہ کر دیا جائے۔ قلعہ مختصر امیر صدقہ، برکیاروق کی مخالفت پر قائم رہا اور اس کے عامل کو کوفہ سے نکال کر

کو نہ کو اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا۔

سلطان محمد اور سنجر کی بغداد میں آمد | سلطان محمد اور سنجر نے ہمدان پر قبضہ کرنے کے بعد برکیاوق کے تعاقب کی غرض سے حلوان کی طرف کوچ کیا۔

حلوان میں الیغازی بن ارتق اپنی فوج کے ساتھ حاضر ہوا اور اپنی خدمات سلطان محمد کے دربار میں پیش کیں۔ اس سے محمد کی فوج بہت زیادہ ہو گئی، بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ برکیاوق اس وقت بستر علالت پر پڑا ہوا تھا۔ محمد کی آمد کی خبر سن کر برکیاوق اور اس کے ہمراہی گھبرا گئے۔ بادل ناخواستہ بغداد کو خیر باد کہہ کر غری جانب سے عبور کر گئے۔ سلطان محمد آخر ۶۹۵ھ میں داخل بغداد ہوا۔ دریائے دجلہ دونوں حریفوں میں بیچ بچاؤ کر رہا تھا۔ ایک کنارہ پر سلطان محمد کی فوج تھی اور دوسرے کنارے پر اس کے مقابلے میں برکیاوق کا لشکر تھا۔ ایک سے دوسرے پر تبرباری کی۔ باہم سخت کلامی اور گالی گلوچ ہوئی۔ محمد کے فوجی برکیاوق کے لشکریوں کو باطنی باطنی کہہ کر پکار رہے تھے۔ سوائے قوا تو ان میں سے کسی کے اور کوئی بخیر نہ رہتا ہوا برکیاوق نے واسطی طرف کوچ کیا۔ اس کے لشکرے لوٹ مار شروع کر دی۔ راستہ میں جو شہر قصبہ یا گاؤں ملا اسے تاراج کر ڈالا۔ سلطان محمد نے دار الخلافہ بغداد میں داخل ہو کر قصر سلطنت میں قیام کیا۔ خلیفہ مستنصر باللہ کا مبارکباد نامہ صادر ہوا۔ اس کے نام کو خطبہ میں پڑھ جانے کا حکم دیا۔ سنجر گوہر آئین پولیس افسر بغداد کے مکان میں اُترا۔ امیر صدقہ والی حلقہ مبارکباد دینے کے لئے محرم ۶۹۵ھ میں دربار شاہی میں حاضر ہوا۔

فرقہ باطنیہ | فرقہ باطنیہ کا ظہور ریزانہ حکومت سلطان ملک شاہ سلجوقی، عراق، فارس اور خراسان میں ہوا۔ یہ فرقہ کوئی نیا فرقہ نہ تھا بلکہ یہ فرقہ

درحقیقت فرقہ قرامطہ میں سے یہ فرقہ باطنیہ اور قرامطہ کا طریقی عمل اور اعتقادات متحد ہیں لیکن اس دور میں فرقہ باطنیہ، اسمعیلیہ، ملحدہ اور فداویہ کے ناموں سے موسوم ہوا۔ ناموں کی تبدیلی کسی نہ کسی سبب اور وجہ سے ہے، ہر ایک کی وجہ تسمیہ جداگانہ ہے باطنیہ سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اپنے اعتقادات اور اپنی دعوت کو دوسروں سے مخفی اور پوشیدہ رکھتے تھے۔ اسمعیلیہ اس سبب سے کہتے ہیں کہ یہ فرقہ اسمعیل امام بن امام جعفر صادق کا متبع تھا، ملحدہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا کوئی عقیدہ انکار دین سے خالی نہیں ہے، فداویہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس کے قتل پر یہ مسلط اور مقرر کئے جاتے تھے اس کے قتل میں یہ اپنے جان و مال کی پروا نہ کرتے تھے اور اپنے کوشش کے حکم پر فدا کر دیتے تھے اور چونکہ ان کی دعوت اور ان کے مذہب کی ابتدا قرامطہ سے ہوئی تھی اس وجہ سے اس کی طرف منسوب ہو کر قرامطہ کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے۔

فرقہ باطنیہ کی سرکوبی | تیسری صدی ہجری میں اور اس کے بعد اس مذہب کی بنیاد بحرن میں پڑی۔ اس کے بعد مشرق میں سلطان ملک شاہ کی حکومت کے زمانہ میں اس مذہب نے نشو و نما پائی۔ سب سے پہلے اس مذہب والوں کا غورامغرب میں ہوا۔ برکیا روق اپنے بھائی محمود اور اس کی ماں خاتون جلالیہ کا اصفہان میں محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ آپس کے جھگڑوں نے اس فرقہ کے خاتمہ کی طرف کسی کو متوجہ نہ ہونے دیا۔ برکیا روق محاصرہ چھوڑ کر واپس ہوا تھا کہ اس فرقہ نے ہاتھ پاؤں نکالے باشندگان اصفہان مذہبی پیشواؤں، قضاة اور فقہاء کے اشارہ و حکم سے اس فرقہ پر ٹوٹ پڑے۔ چاروں طرف سے ماردھاڑ شروع کر دی۔ گرفتار کر کے زندہ آگ میں ڈال دیا۔ بہتیروں نے عدم کا راستہ لیا، باقی ماندگان منتشر ہو گئے۔ اور بلادعجم کے اکثر قلعوں پر قبضہ کر لیا جیسا کہ آپ اوپر ان کے حالات میں پڑھ آتے ہیں۔

اور سلطان شاہ کا بلاد کرمان پر قبضہ | نیران شاہ، بن بدران شاہ، بن قاروت، بک والی کرمان

ابوزرعہ کاتب رجو کہ خوزستان کا رہنے والا تھا، کی تحریک سے مذہب باطنیہ اختیار کیا۔ ابوزرعہ کے پاس ایک خفی نفعیہ احمد بن حسین بلخی نامی رہتا تھا۔ اکثر باشندگان کرمان اس کے معتقد تھے۔ ابوزرعہ نے اس نفعیہ کو قتل کر ڈالا۔ نیران شاہ کا سالار لشکر جو کو توالم فہر تھا اس واقعہ سے متنفرد اور کشیدہ خاطر ہو کر سلطان محمد اور وزیر السلطنت مویہ الملک کی خدمت میں چلا گیا۔ سالار لشکر کے جانے کے بعد فوج نے نیران شاہ کے خلاف بلوہ کر دیا۔ خزاہ لوٹ لیا اور اسے شہر سے بیک بینی و دو گوش باہر نکال دیا۔ پریشانی حالت میں گرتا پڑتا قلعہ مسہدم (سمیرم) پہنچا اور والی قلعہ محمد بہتوں سے اجازت حاصل کر کے قیام پذیر ہوا۔ ارسلان شاہ نے یہ خبر پا کر ایک فوج قلعہ مسہدم کے محاصرہ پر بھیج دی۔ محمد بھستوں گھبرا گیا اسی وقت نیران شاہ کو نکال باہر کیا۔ سپہ سالار لشکر نے اسے اور ابوزرعہ کاتب کو گرفتار کر کے ارسلان شاہ کی خدمت میں پیش کیا ارسلان شاہ نے دونوں کو قتل کر کے بلاد کرمان پر قبضہ کر لیا۔

فرقہ باطنیہ کا قتل عام چونکہ ہر کیا روق اکثر انھی باطنیوں کو ان لوگوں پر متعین کیا کرتا تھا جن کا قتل کرنا اسے مدنظر ہوتا تھا انرا افسر لوہیس اصفہان اور ارغش وغیرہ اسی کے اشارہ سے باطنیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے، اس وجہ سے ہر کیا روق کے ہواخواہان حکومت باطنیوں کے حملوں سے محفوظ رہے۔ لیکن ہر کیا روق کے لشکر بھی فرقہ باطنیہ کا حمل دخل ہو گیا۔ بہت سے فوجیوں نے اس مذہب کو اختیار کر لیا۔ کثرت کی وجہ سے جے چاہتے تھے قتل کی دھمکی دیتے تھے۔ سرداران لشکر بھی خائف ہو گئے۔ اس وجہ سے لوگوں نے ہر کیا روق پر باطنیہ مذہب کی طرف مائل ہونے کی تہمت لگائی۔ حالانکہ ہر کیا روق

ملہ کرمان کی فوج نے نیران شاہ کے بعد ارسلان شاہ بن کرمان شاہ بن قاروت شاہ بک کو کرسی امارت پر شکن کیا تھا۔ یہ نیران شاہ کا چچا زاد بھائی تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۲۱۹ مطبوعہ لندن۔

فرقہ باطنیہ سے اپنے دشمنوں کے مقابلہ پر کام لیتا تھا۔ چنانچہ اراکین دولت اور سرداران لشکر جمع ہو کر برکیاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معاملات حاضرہ کو پیش کر کے فرقہ باطنیہ کے قتل کی رائے دی۔ برکیاروق نے ان کے مشوروں کو بغور سنا اور اس پر کاربند ہوا اور فرقہ باطنیہ کے قتل عام کا حکم دیدیا۔ چاروں طرف سے اس فرقہ پر مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ جہاں پر جو شخص فرقہ باطنیہ کا ملائے تامل مار ڈالا گیا۔ ابو ابراہیم استرآبادی پر درجے ذریعہ السلطنت اعزاز المہمان نے مویہ الملک کے مال و اسباب ضبط کرنے کے لئے دار الخلافت بغداد بھیجا تھا، بھی اسی مذہب کی پابندی کی تہمت تھی۔ برکیاروق نے اس کے قتل کا حکم بعد اسیج دیا۔ شاہی فوج میں سے امیر محمد بن دشمن یازدین علاء الدولہ بن کاکوبہ اسی الزام میں مار ڈالا گیا۔ یہ شہر یزد کا دالی تھا۔ لگائے بھجائے والوں نے کیا البراسی مدرس جامعہ نظامیہ پر بھی یہی الزام لگایا۔ سلطان محمد نے گرنٹار کرینے کا حکم صادر کیا۔ خلیفہ مستظہر نے اس کی برأت، تقدس اور علو درجہ کی شہادت دی تب کہیں غریب کیا الہر اسی کی جان بچی۔ رہا کیا گیا۔ قصہ مختصر اس فرقہ باطنیہ کا خراب مادہ عام لوگوں میں سے نکال کر پھینک دیا گیا۔ لیکن جن قلعوں کے وہ مالک ہو گئے تھے وہاں پر اسی طریقہ سے ان کے مذہب کا کام جاری رہا۔ یہاں تک کہ ان کی حکومت کا سلسلہ ختم ہوا جیسا کہ ان کے حالات اوپر بالتفصیل تحریر کئے جا چکے ہیں۔

جب برکیاروق نے بغداد سے واسطی کی جانب کوچ کیا،

جنگ ثالث برکیاروق و محمد | سلطان محمد بغداد میں داخل ہوا۔ ۱۵ محرم ۷۵۵ھ تک قیام پذیر رہا۔ پھر وہاں سے مع سخر کے روانہ ہوا۔ محمد نے ہمدان کا راستہ اختیار کیا اور سخر کے خراسان کی طرف کوچ کیا۔

محمد اور سخر کی روانگی کے بعد خلیفہ مستظہر تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ برکیاروق، بغداد کے ارادے سے روانہ ہوا چاہتا ہے۔ اس خبر کے علاوہ برکیاروق کی طرف سے ان نازیبا

کلمات اور ان افعال کی بھی اطلاع دی گئی جو اس نے خلافت مآب کے خادموں کی نسبت کہے تھے۔ خلافت مآب نے سلطان محمد کو ہمدان طلب کر کے ارشاد فرمایا: "میں تمہارے ساتھ برکیا روق سے رٹنے کو چلوں گا،" سلطان محمد نے گزارش کی: "خلافت مآب کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے جنگ کرنے کے لئے میں تنہا کافی ہوں" خلافت مآب اس جواب سے بے حد خوش ہوئے اور ارادہ ترک کر دیا۔ سلطان محمد، ابوالمعالی مفضل بن عبدالرزاق کو بغداد کی کوتوالی پر مقرر کر کے برکیا روق کی روک تھام کے لئے روانہ ہو گیا۔

برکیا روق، بغداد سے روانہ ہو کر واسط پہنچا۔ روضہ شہر اس کی فوج کی بدکرداری سے خائف ہو کر زبیدیہ کی طرف بھاگ گئے۔ برکیا روق نے واسط میں قیام کر دیا۔ جب اس کے مرض میں ذرا کمی محسوس ہوئی اور ایک گونہ افادہ ہوا۔ تو دریا کو جانب غرب سے جانب شرق کی طرف عبور کرنے کا قصد کیا۔ مگر وہاں: "تو کوئی کشتی تھی نہ اور کوئی دریا عبور کرنے کا سامان تھا۔ عوام الناس جان و آبرو کے خوف سے اپنے اپنے گھروں میں دھائے بند کئے ہوئے بیٹھے تھے۔ کاروبار سب بند تھا۔ کوئی شخص کسی ضرورت سے باہر نہیں نکلتا تھا۔ قاضی ابوعلی فاروقی شاہی لشکر میں آیا۔ امیر ایاز اور وزیر السلطنت سے

ملاقات کی۔ اہل شہر کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کرنے کی درخواست کی اور اس امر کی بھی خواہش کی کہ اہل شہر کی حفاظت کی غرض سے پولیس اور کوتوال مقرر کیا جائے۔ امیر ایاز اور وزیر السلطنت نے اس درخواست کو منظور کیا اور باشندگان شہر کی حفاظت پر پہرہ بٹھا دیا۔ چوکیاں مقرر کر دیں۔ اس کے بعد ان دولوں نے قاضی سے مزور اور کشتی مہیا کرنے کی فرمائش کی۔ قاضی نے بہت سے مزدور لاکر موجود کر دیئے۔ جن کی مدد سے وہ اپنی سواری کے جانوروں کے ساتھ دریا عبور کر کے کنارہ شرقی پہنچ گئے فوجوں نے شہر کو تاراج کرنا شروع کیا۔ جس کی جو چیز پائی لوٹ لی۔ غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ قاضی، امیر ایاز اور وزیر السلطنت کے پاس گیا اور ان سے رحم و عفو کی درخواست کی۔

لشکریوں کی زیادتی اور ظلم کی داستان سنانی۔ امیر ایا ز نے فوج کو غارت گری سے منع کر دیا۔

اس کے بعد لشکر واسطے اطاعت قبول کی اور امان بر کیا روق و محمد میں مصالحت کی درخواست کی، بر کیا روق نے اسے امان مرحمت

فرمائی اور مع اس لشکر کے بلاد بنو ہر سق راہواز کی طرف روانہ ہوا۔ ابھی اہواز نہیں پہنچے پایا تھا کہ اسے بغداد سے محمد کی روانگی کی خبر لگی۔ اہواز کا خیال چھوڑ کر اُس کے تعاقب میں نہادند کی جانب کوچ کیا دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہو گیا۔ دونوں نے صف آرائی کی۔ لیکن شدت سرمای کی وجہ سے معرکہ آراء نہ ہو سکے اپنے اپنے کیمپ میں واپس آئے۔ دوسرے دن پھر صف آراء ہوئے۔ دونوں حریفوں کے جنگ آور صف لشکر سے نکل کر میدان میں آئے تھے۔ مصافحہ کرتے تھے، باتیں کرتے تھے اور واپس چلے جاتے تھے۔ سرداران لشکر نے فوج کا یہ رنگ دیکھ کر باہم گفت و شنید شروع کی۔

سلطان محمد کی فوج سے امیر کبراج، امیر ایا ز اور وزیر السلطنت اعز الیاس صلیح نامہ کے پاس آیا۔ مصالحت کی گفتگو کی چنانچہ دونوں فریقوں میں اس امر پر

مصالحت ہو گئی۔

(۱) یہ کہ بر کیا روق، سلطان کے لقب سے لقب کیا جائے اور محمد، ملک کے خطاب سے

مخاطب ہو۔

(۲) ملک محمد کے لئے تین ضرب سلاخی دی جائے۔

(۳) حیرہ مع مضامات، آذربائیجان، دیار کبرا، جزیرہ اور موصل ملک محمد کو دیا جائے۔

(۴) بر کیا روق، محمد کو ان دیان شہر کے مقابلہ میں امداد دے جو محمد کی مخالفت کریں۔

صلح نامہ لکھا گیا۔ وختوں سے مرتب ہوا۔ دونوں بھائیوں نے حلف اٹھایا اور اپنے اپنے مقبوضہ ممالک کی طرف واپس ہوئے۔ چنانچہ بر کیا روق نے ساوہ کارا ستہ

اختیار کیا اور محمد، استرآباد کی جانب کوچا۔ یہ مصالحت ماہ ربیع الاول ۷۹۳ھ میں ہوئی
صلح نامہ کی تین نسخ | استرآباد میں محمد کے واپس آنے پر یہ افواہ اڑی کہ جن امراء نے

سعی و کوشش کر کے مصالحت کرائی ہے انھوں نے فریب اور
 دھوکہ دیا ہے۔ محمد کے کانوں تک یہ آواز پہنچی استرآباد سے قزوین چلا آیا۔ رئیس
 قزوین کو ملایا اور اسے یہ سکھایا کہ "تم اپنی طرف سے میری اور میرے امراء کی دعوت
 کرو۔ اس وقت مجھے موقع مل جائے گا میں ان امراء سے فریب کا انتقام لوں گا" رئیس
 قزوین نے اس قرارداد کے مطابق محمد اور اس کے امراء کی دعوت کی۔ محمد مع اپنے امراء
 کے دعوت میں آیا۔ رئیس قزوین نے محمد کے اشارہ سے امیریشمک اور انگلیں کو گرفتار
 کر لیا جو بڑے افسروں میں سے تھے۔ اور مصالحت کرانے میں پیش پیش تھے۔ بیشمک کو اسی
 وقت قتل کر ڈالا اور انگلیں کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھرادیں۔

اسی اثنا میں امیر نیال بن الوز شکلیں حسامی برکیاروق
جنگ چہارم محمد پر کیا روق | سے غنیمت ہو کر سلطان محمد کی خدمت میں چلا آیا۔

سلطان محمد کی قوت امیر نیال کے مل جانے سے بڑھ گئی۔ معاہدہ صلح کو بالائے طاق
 رکھ دیا۔ جنگ کرنے کے لئے خم ٹھونک کر میدان میں آگیا۔ برکیاروق بھی اس سے مطلع
 ہو کر آپہنچا۔ دونوں حریفوں نے رے کے قریب صف آرائی کی۔ سرخاب بن یکمسر و دلی
 والی سادہ نے برکیاروق کی طرف سے امیر نیال پر حملہ کیا۔ امیر نیال شکست اٹھا کر
 بھاگا۔ تمام فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ محمد کی تمام فوج بے قابو ہو کر میدان جنگ سے
 بھاگ کھڑی ہوئی۔ بعضوں نے طبرستان جا کر دم لیا، بعض بھاگ کر قزوین پہنچ گئے۔
 یہ چوتھی جنگ ماہ جمادی الاولیٰ ۷۹۳ھ میں صلح کے چار ماہ بعد ہوئی تھی۔

محمد گنتی کے چند جاں نثاروں کے ساتھ اصفہان پہنچا۔ سلطان محمد کا اصفہان میں قیام | امیر نیال بھی اس کے ہمراہ تھا۔ اس وقت تک اصفہان کی عثمان حکومت محمد کے قبضہ میں تھی۔ شہر پناہ کی مرمت کرائی۔ شہر پناہ کے ارد گرد گہری خندق کھدوائی۔ امراء لشکر کو شہر پناہ کی فصیلوں اور وڑوں پر تعین کیا اور موقع موقع پر متعین نصب کیں۔ غرض ہر طرح سے اصفہان کو بر کیا دوق کے حملوں سے بچانے کے خیال سے مضبوط اور مستحکم کیا۔

بر کیا دوق نے پندرہ ہزار فوج کی جمعیت سے اصفہان پر | بر کیا دوق کا محاصرہ اصفہان | حملہ کیا۔ مدت دس روز تک محاصرہ کئے رہا۔ طول حصار کی وجہ سے اصفہان کا غلہ ختم ہو گیا، محمد کی مالی حالت خراب ہو گئی۔ دس روز شہر سے کئی مرتبہ معارف جنگ اور فوج کے لئے قرض لیا۔ لیکن جب قرض ملنا بھی بند ہو گیا اور حصار کی دہی کینیت رہی تو بادل ناخواستہ اصفہان کو خیر باد کہہ کر شب کے وقت شہر سے مع امیر نیال کے نکل کھڑا ہوا۔ باقی امراء لشکر اور اراکین دولت کو اصفہان میں چھوڑ دیا۔ بر کیا دوق نے امیر ایاز کو ایک دستہ فوج کے ساتھ سلطان محمد کے تعاقب اور گرفتاری پر روانہ کیا۔ لیکن محمد نکل گیا اور ہاتھ نہ آسکا۔ بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ امیر ایاز نے محمد کو گرفتار کر لیا تھا۔ محمد نے کہا ۱۰ امیر ایاز تمھاری گردن میں میری بیعت کا طوق اب تک پڑا ہوا ہے۔ میں نے تمھارے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی۔ امیر ایاز یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ گرفتاری سے ہاتھ کھینچ لیا۔ علم، چھتر اور تین اونٹ مال و اسباب سے لدے ہوئے

۱۱ شتر سوار ہمراہ تھے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ لیدن۔

۱۲ اس شہر پناہ کو علاء الدین کا کوہ نے ۳۳۹ھ میں بنوایا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ لیدن۔

لے کر واپس آیا۔

جس وقت محمد نے اصفہان چھوڑا۔ گرد و نواح کے مفسدوں اور تیروں نے شہر پر دست درازی شروع کر دی۔ ایک لاکھ کے قریب جمع ہو گئے۔ بیڑیاں اور کندیں لے کر دوڑ پڑے۔ خندق کو خس و خاشاک سے پر کر کے شہر پناہ کی فحشیل پر چڑھ گئے۔ اہل شہر نے ان کا مقابلہ کیا۔ چنانچہ وہ اس کثرت کے باوجود وہ ناکام ہو کر لوٹ گئے۔

آخر ذیقعدہ ۷۹۳ھ میں برکیا روق بھی محاصرہ اٹھا کر اصفہان سے ہمدان کی طرف لوٹ پڑا۔ پُرا نے شہر پر جسے شہرستان کہتے ہیں مرشدالہر اس کو ایک ہزار سواروں کی فوج سے مامور کیا اور اپنے بیٹے ملک شاہ کو بھی وہیں چھوڑ آیا۔

وزیر اعز ابوالمحاسن کا قتل زمانہ حصار میں وزیر السلطنت اعز ابوالمحاسن عبدالجلیل اپنے خیمہ سے سوار ہو کر دربار شاہی میں جا رہا تھا۔ اتنا راہ میں فرقہ باطنیہ کا ایک نوجوان لڑکا سامنے آگیا اور چند نیزے مارے۔ جس سے وزیر السلطنت جاں بحق ہو گیا۔

وزیر السلطنت نہایت کریم۔ خوش خلق اور انتہائی سخی تھا۔ یہ اس زمانہ میں عہد وزارت سے سرفراز کیا گیا تھا جس وقت نظام شاہی میں خلل واقع ہو گیا تھا۔ اور مالی حالت کمزور ہو گئی تھی۔ اس وجہ سے اس نے لوگوں سے جبر و تشدد سے روپیہ وصول کرنا شروع کیا، جس سے لوگوں کو نفرت اور کشمیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ اس کے قتل کے بعد اس کے غلام کو بھی کسی نے اپنے آقا کے خون کے عوض قتل کر ڈالا۔ یہ غلام تحصیل نیلکس بہ مامور تھا۔

وزیر خطیر ابو منصور اعز ابوالمحاسن عبدالجلیل کے قتل ہونے کے بعد برکیا روق نے خطیر ابو منصور میندی کو قلمدان وزارت مرحمت کیا۔ خطیر سلطان محمد کا وزیر تھا۔ سلطان محمد نے اسے زمانہ حصار میں شہر پناہ کے کسی دعوئے کی حفاظت پر

نتعین و ما مور کیا تھا۔ محاصرہ کی درازی سے جب تنگ دستی رونما ہوئی تو محمد بن نبال بن اوشتمکین کو خطیر کے پاس بھیجا اور فوج کی تنخواہ ادا کرنے کے لئے روپیہ طلب کیا خطیر روپیہ ادا نہ کر سکا رات کے وقت دروازہ شہر پناہ سے نکل کر اپنے شہر چلا گیا۔ اور قلعہ نشین ہو گیا۔ برکیاروق نے اس کے محاصرہ پر بھی فوجیں بھیج دیں خطیر نے اطاعت قبول کر لی اور امان کا خواست گا۔ ہوا، برکیاروق نے اس کی درخواست منظور فرمائی چنانچہ خطیر جس وقت وزیر السلطنت اغر قتل کیا گیا تھا دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ برکیاروق نے اغر کی جگہ اسے عہدہ وزارت سے سرفراز کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بغیبہ۔

اسمعیل بن ارسلان ولی بصرہ کی معزولی | ان دنوں بصرے کی عثمان حکومت اسمعیل بن ارسلان کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ سلطان ملک

شاہ کے عہد حکومت میں اہل رے نے نافرمانی، سرکشی اور بغاوت کا شیوہ اختیار کر لیا تھا۔ رے کا جو شخص افسر پولیس مقرر کیا جاتا تھا۔ اسے اہل رے اس قدر تنگ و پریشان کرتے تھے کہ وہ بھاگ نکلتا تھا۔ سلطان ملک شاہ نے اسی زمانہ میں اسمعیل کو رے کا افسر پولیس مقرر کیا۔ اسمعیل نے نہایت دانشمندی اور ہوشیاری سے کام لیا۔ جو زیادہ سرکش تھے۔ ان کی گوشمالی کی جو ذرا بچھ مائش تھے انھیں سمجھایا، بجھایا۔ غرض ایسی نرمی اور گرمی سے کام لیا کہ جس سے اہل رے سیدھے ہو گئے۔ اس کے بعد اسے معزول کر دیا گیا۔

امارت بصرہ پر امیر قماح کا تقرر | پھر برکیاروق نے بصرہ کی حکومت پر امیر قماح کو مامور کیا اور چونکہ برکیاروق، امیر قماح کی علیحدگی پسند نہ کرتا

تھا۔ اس وجہ سے اسمعیل کو امیر قماح کا نائب بنا کر بصرہ بھیج دیا۔ تھوڑے دن بعد امیر قماح، برکیاروق سے علیحدہ ہو کر خراسان چلا گیا۔ اسمعیل کے دماغ میں حکومت بصرہ کا سودا سمایا، خود سر ہو گیا، مہذب الدولہ بن ابوالخیر نے بطیمہ سے اور مقتل بن صدقہ بن منصور بن حسین اسدی نے جزیرہ سے جنگی کشتیاں اور کثیر فوجیں لے کر بصرے پر چڑھائی کی۔

دونوں حریف، مطاری میں صف آرا ہوتے، اشعار جنگ میں مقتل بن صدقہ کو ایک تیر آنگا جس کے صدمہ سے مقتل مر گیا۔ مہذب الدولہ گھبرا کر بطیحہ لوٹ آیا، اسماعیل نے کشتیوں پر قبضہ کر لیا، جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ یہ واقعہ ۷۴۹ھ کا ہے۔

ابوالحسن ہروی کی گرفتاری | آئین نے ابوالحسن ہروی اور عباس بن ابوالخیر کو مہذب الدولہ کی کمک پر روانہ کیا۔ اسماعیل نے ان کو بھی شکست دی۔ ابوالحسن اور عباس کو گرفتار کر لیا۔ کچھ روز بعد عباس کے باپ نے کچھ روپیہ دے کر عباس کو چھڑا لیا۔ ابوالحسن ہروی بدلتو قید کی مصیبتیں بھیتا رہا۔ ایک مدت کے بعد پانچ ہزار دینار لے کر اسے بھی رہا کر دیا۔

ان واقعات سے اسماعیل کی جرأت بڑھ گئی، مالی حالت بھی قوی ہو گئی، بصرہ کی حکومت پر قدم جم گئے۔ ایک قلعہ، ایلہ میں تعمیر کرایا۔ دوسرا قلعہ شاطی میں مطاری کے مقابل بنوایا۔ بہت سے ٹینکس موقوف کر دیئے۔ چونکہ سلاطین سلجوقیہ باہمی جھگڑوں میں مبتلا تھے۔ اس وجہ سے اسماعیل کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا مسبار (مشان) پر بھی قبضہ کر کے اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا۔

اسماعیل کی واسطہ پر فوج کشی و پسپائی | ۷۴۵ھ کے دور میں اسماعیل کو واسطہ پر قبضہ کرنے کی ہوس پیدا ہوئی۔ اہل واسطہ خط و کتابت

شروع کی، چند آدمیوں کو بیٹی پڑھا کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ فوج مرتب کر کے اور جنگی کشتیوں پر سوار ہو کر واسطہ کی طرف بڑھا۔ نہر آبان پر پہنچ کر اہل واسطہ کو شہر حوالہ کرتے کا پیام دیا، اہل شہر نے انکار ہی جواب دیا تب اسماعیل نے نہر آبان سے کوچ کر کے جانب شرقی پڑاؤ ڈالا۔ چند روز ٹھہرا رہا۔ اہل شہر نے مدافعت کی، بمجوری واپسی کا حکم دیا۔ لیکن پھر یہ خیال کر کے کہ شہر واسطہ اپنے مددگاروں اور محافظوں سے خالی ہو گیا ہے لوٹ پڑا۔ جن لوگوں نے اسماعیل سے سازش کی تھی۔ انھوں نے بھی اسماعیل کو واپس بلانے کی

غرض سے آگ روشن کی۔ اسماعیل کے ہمراہی جوں ہی شہر میں داخل ہوئے اہل شہر نے چاروں طرف سے ماروغارت شروع کر دی۔ اسماعیل شکست کھا کر بصرے کی جانب واپس چلا۔ امیر ابوسعید محمد کا محاصرہ بصرہ اسماعیل جب بصرہ کے قریب پہنچا تو وہاں دوسرا گٹھ کھلا نظر آیا اور وہ یہ کہ امیر ابوسعید محمد بن نصر بن محمود

دالی عمان، جنابہ، سیراف اور جندہ، بنی نفیس، بصرہ پر محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ اسماعیل اور ابوسعید میں چھیڑ چھاڑ پہلے سے چلی آرہی تھی، اسماعیل نے میں جنگی کشتیاں ابوسعید کے مقبوضہ علاقہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کی تھیں، ابوسعید نے پچاس کشتیوں کا ایک بیڑہ مقابلہ پر بھیجا، دریائے دجلہ میں دونوں حریف لڑ پڑے ابوسعید کو کامیابی ہوئی۔ اسماعیل کے چند آدمی گرفتار کر لئے گئے۔ اس کے بعد اسماعیل اور ابوسعید سے مصالحت ہو گئی، ابوسعید نے اسماعیل کے آدمیوں کو رہا کر دیا پھر اسماعیل نے عہد شکنی کی، ابوسعید موقع کا منتظر رہا۔ جب اسماعیل نے واسطہ پر چڑھائی کی تو ابوسعید نے ہاتھ پاؤں نکالے، تلوار کشیوں کا بیڑہ بصرے کی تعمیر کئے روانہ ہوا۔ نہرا بلہ کے دہانہ پر کچھ فوج خشکی پر اتار دی۔ بصرے کا بڑی اور بھری محاصرہ کر لیا۔

امیر ابوسعید اور اسماعیل بن ارسلان کی مصالحت اس اثنا میں اسماعیل اہل واسطہ سے شکست اٹھا کر بصرہ کے قریب آ پہنچا۔

ہاتھوں کے ٹوٹے اڑ گئے اور پاؤں تلے سے زمین نکل گئی، اسماعیل نے وکیل دربار خلافت کو ان واقعات سے مطلع کیا، ابوسعید سے مصالحت کرا دینے کی درخواست کی۔ چنانچہ وکیل دربار خلافت نے بیچ بچاؤ کر کے دونوں میں مصالحت کرا دی۔ ابوسعید اپنے مرکز حکومت کی طرف واپس آیا اور اسماعیل بصرہ پر مستقل طور سے حکومت کرنے لگا۔ یہاں تک کہ صدقہ بن مزیدے پانچویں صدی ہجری میں بصرہ پر قبضہ کر لیا جیسا کہ صدقہ بن مزیدہ کے حالات میں ہم لکھ آتے ہیں۔

وفات امیر کرلوقا سلطان ہرکیاروق نے امیر کرلوقا کو ۵۹۳ھ میں آذربائیجان کی طرف مودود بن اسماعیل بن یاقوتی بلوائی سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ چنانچہ امیر کرلوقا نے صوبہ آذربائیجان کے اکثر شہروں کو مودود سے چھین لیا تھا۔ ۵۹۵ھ کے نصف میں امیر کرلوقا کا انتقال ہو گیا، 'اصہبذ صبادہ بن حمارتکیں اور سنقرجہ' امیر کرلوقا کے پاس موجود تھے۔ امیر کرلوقا نے وفات کے وقت سنقرجہ کو اپنا جانشین بنایا اور ترکوں کو اس کی اطاعت اور قراں ہرورای کی وصیت کی چنانچہ اس جانشینی کی بنا پر سنقرجہ نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

موسیٰ ترکمانی اور سنقرجہ اہل موصل کو اس کی خبر نہ تھی، انھوں نے امیر کرلوقا کی وفات سے مطلع ہو کر موسیٰ ترکمانی کو قلعہ کیفا سے بلا بھیجا۔ موسیٰ ترکمانی، امیر کرلوقا کی طرف سے قلعہ مذکور کا قلعہ دار اور امیر کرلوقا کا نائب تھا۔ موسیٰ ترکمانی، مساخت طے کر کے موصل پہنچا۔ سنقرجہ نے اس خیال سے کہ موسیٰ ترکمانی اظہار اطاعت کی غرض سے آتا ہے، استقبال کیا۔ بغل گیر ہوا۔ پھر دونوں میں باتوں باتوں میں جھگڑا ہو گیا۔ سنقرجہ نے کہا: ہمارا تمھارا جھگڑنا فضول ہے سلطان کے قبضہ اقتدار میں ہے جسے وہ چاہے گا امیر بنائے گا، موسیٰ ترکمانی نے کوئی معقول جواب نہ دیا۔ طعن و تشنیع اور سخت کلامی ہونے لگی۔ اس وقت منصور بن مروان یادگار امرار دیا بکر، موسیٰ ترکمانی کے ساتھ تھا اس نے سنقرجہ کو مارا جس سے سنقرجہ کا سر کھل گیا۔ موسیٰ ترکمانی نے شہر پر قبضہ کر لیا۔

چکر مش کا موصل پر قبضہ چکر مش والی جزیرہ ابن عمر کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی، فوجیں آراستہ کر کے نصیبین پر چڑھ آیا اور اس پر قبضہ

کریب۔ موٹی ترکمانی کو اس کی خبر لگی۔ غصہ سے کانپ اٹھا۔ بغرض انتقام جزیرے کی جانب کوچ کر دیا، چکر مش نے بڑھ کر آگاہ روکا۔ دونوں میں لڑائی ہوئی موٹی ترکمانی شکست اٹھا کر موصل کی جانب بھاگا، چکر مش نے تعاقب کیا اور موصل پہنچ کر اس کا محاصرہ کر دیا۔ موٹی ترکمانی نے سقمان بن ارتق والی دیا ربکر سے امداد کی درخواست کی، قلعہ کی فادینے کا اقرار کیا، سقمان نے فوجیں مرتب کر کے موصل کی جانب کوچ کیا۔ چکر مش نے محاصرہ اٹھا لیا، موٹی ترکمانی، سقمان سے ملنے کے لئے آیا۔ اس کے کسی غلام نے موٹی کو قتل کر ڈالا، سقمان نے قلعہ کی فادینے کی طرف کوچ کیا اور چکر مش نے موصل کا پھر محاصرہ کر لیا۔ اہل موصل نے بہ مصالحت موصل پر قبضہ دے دیا چکر مش نے موصل پر قبضہ کے بعد موٹی کے قاتل کو گرفتار کر کے قصاص لیا، اس کے بعد غلابور پر قابض ہو گیا۔ عربوں اور کردوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔

سقمان بن ارتق کا قلعہ کی فادینے پر قبضہ | سقمان بن ارتق نے موٹی کے قتل کے بعد قلعہ کی فادینے پر قبضہ کر لیا۔ اسی زمانہ سے اس قلعہ کی حکومت سقمان

بن ارتق کے خاندان میں رہی ابن اثیر کہتا ہے کہ اس وقت یعنی ۶۲۵ھ میں قلعہ کی فادینے والی محمود بن قراارسلان بن داؤد بن سقمان بن ارتق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۲۵ھ میں جنگ چہام کے بعد سلطان برکیاروق کے محاصرے | امیر برسق کا رے پر قبضہ کے زمانہ میں امیر نیال بن اوشتکین حامی، سلطان محمد کے

ساتھ اصفہان میں تھا۔ جب سلطان محمد محاصرہ سے نکلا تو امیر نیال نے رے میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ قائم کرنے کی غرض سے رے جانے کی اجازت طلب کی، چنانچہ امیر نیال اور اس کا بھائی علی ماہ صفر ۶۲۹ھ میں رے پہنچا۔ والی رے نے جو برکیاروق کی طرف سے امیر تھا۔ اطاعت قبول کی، امیر نیال نے رے پر قبضہ کر لیا، اہل رے کے ساتھ بے جی اور ظلم سے چیں آیا، نادان وصول کئے۔ برکیاروق نے امیر برسق بن برسق کو ماہ صفر ۶۳۰ھ

۶۹۶ء میں امیر نیاں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ امیر نیاں مقابلہ پر آیا لیکن شکست اٹھا کر بھاگ نکلا۔ امیر برسی نے رے پر قبضہ کر لیا۔

امیر نیاں کی مراجعت بغداد | علی اس شکست کے بعد قزوین جو کہ اس کا دارالسلطنت تھا چلا گیا اور نیاں نے پہاڑی راستہ اختیار کیا۔ بہت سے

ہمراہی اثنار راہ میں مر گئے۔ سات سو پیادوں کی جماعت سے دارالخلافہ بغداد پہنچا خلیفہ مستنصر نے بڑی آؤ بھگت کی اور نہایت عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ امیر نیاں نے سلطان محمد کی اطاعت و فرماں برداری کا اظہار کیا۔ اس کے بعد امیر نیاں، ایلغازی اور عثمان بن ارتق نے ایک خاص جلسہ منعقد کیا، سلطان محمد کی حمایت کرنے کا حلف اٹھایا، اور سب کے سب امیر صدقہ بن مزید والی حلقہ کے پاس حلقہ گئے۔ اُس سے بھی اسی قرداد پر علف لیا۔

امیر نیاں کا ظالمانہ رویہ | امیر نیاں نے دارالخلافہ بغداد پر قدم جما لینے کے بعد اہل بغداد سے ظالمانہ برتاؤ شروع کر دیا۔ ظالمانہ حکومت کرنے لگا

گورنروں پر جرم لانے لگے۔ سوداگروں اور رئیسوں سے تاوان لیا۔ اہل بغداد جمع ہو کر ایلغازی بن ارتق کے پاس گئے۔ امیر نیاں نے ایلغازی کی بہن سے جو کہ تاج الدولہ نقش کی زوجہ تھی عقد کر لیا تھا، امیر نیاں کے ظلم اور چہرہ دستی کی شکایت کی، اور سفارتیں کرنے کے خواست گار ہوئے، خلیفہ مستنصر نے بھی امیر نیاں کے ظلم و تشدد سے مطلع ہو کر قاضی القضاۃ ابوالحسن دامغانی کو امیر نیاں کے پاس ظلم و ستم کی کارروائی کرنے سے منع کرنے کے لئے بھیجا۔ امیر نیاں نے عہد و پیمان کیا، حلف اٹھایا کہ آئندہ میں اہل بغداد کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے پیش آؤں گا اور کسی قسم کا ظلم نہ کروں گا۔ لیکن یہ سب عہد و پیمان نقش ہر آب تھا۔ اپنی بدعلیوں سے باز نہ آیا۔ خلیفہ مستنصر نے امیر نیاں کے جور و ستم کے طوفان کو روکنے کی غرض سے امیر صدقہ بن مزید کو حلقہ سے طلب کیا۔ ماہ شوال سنہ مذکور میں امیر صدقہ دارالخلافہ بغداد پہنچا۔ امیر نیاں

سے بغداد چھوڑ دینے کا اقرار لے کر حلقہ واپس آیا اور اپنے بیٹے دُئیس کو امیر نیاں کو ظلم و ستم کے روکنے کی غرض سے بغداد بھیج دیا گیا۔ امیر نیاں پر اس کا بھی کچھ اثر نہ ہوا غارتگری خون ریزی، رہزنی، آتش زنی اور بجز روپیہ وصول کرنے کا طریقہ بدستور جاری رکھا۔ امیر نیاں کی یہ غارتگری دارالخلافہ بغداد تک محدود نہ تھی، قرب و جوار کی تمام بستیاں اُجڑ گئیں، راستے بند ہو گئے، امن کا نام مٹ گیا۔ خلافت مآب نے دو بارہ امیر صدقہ کو ان واقعات سے مطلع کیا۔ امیر صدقہ نے ایک ہزار سوار بھیج دیئے۔ امیر ایلغازی بن ارتق اور چند امرا دربار خلافت بھی کمریں باندھ کر امیر نیاں کے خاتمہ کے لئے نکلے۔ امیر نیاں اس سے مطلع ہو کر آذر بایجان کی طرف روانہ ہو گیا اور یہ ہم واپس آئی۔

کشتکین اور ایلغازی کی لڑائی سلطان محمد نے گوہر آئین افسر پولیس بغداد کے قتل کے بعد ایلغازی بن ارتق کو بغداد کا افسر پولیس مقرر کیا تھا۔ جب سلطان برکیا روق کو بمقابلہ سلطان محمد، محاصرہ اصفہان میں کامیابی حاصل ہوئی اور سلطان برکیا روق، اصفہان سے یہاں آ گیا تو کشتکین نصیری کو ماہ ربیع الاول ۶۹۳ھ میں افسر پولیس مقرر کر کے بغداد روانہ کیا۔ ایلغازی نے کشتکین کی آمد کی خبر پا کر اپنے بھائی ستقان بن ارتق والی قلعہ کیفا کو طلبی اور امداد کا خط لکھا، امیر صدقہ بن مزہ والی حلقہ کے پاس خود گیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کی مدد کرنے کی قسمیں کھائیں۔ واپس ہو کر بغداد آیا۔ اس اثناء میں ستقان بھی راہ کے دیہاتوں اور قصبات کو تاراج کرتا ہوا آ پہنچا۔ کشتکین، کوچ و قیام کرتا ہوا قریباً میں وارد ہوا، برکیا روق کے ہوا خواہوں کا ایک گروہ، کشتکین کی خدمت میں حاضر ہوا، کشتکین ان لوگوں کے ساتھ بغداد کی طرف بڑھلے

یہ تاریخ کامل ابن اثیر میں، بجائے قریباً کے قریب میں لکھا ہے۔ غالباً یہی صحیح ہے۔

ایلیغازی اور ستمان نے بغیر کسی چھیڑ چھاڑ کے بغداد چھوڑ دیا اور کنارہ و جبلہ کے دیہاتوں کو تاراج کرتے لگے کشتکین کا لشکر کچھ دور تک تعاقب کر کے واپس آیا۔

کشتکین کی معزولی | اس کے بعد کشتکین نے امیر صدقہ والی حملہ کے پاس برکیاروق کی اطاعت کا پیام بھیجا۔ امیر صدقہ نے انکاری جواب دیا۔

سے صرم چلا آیا۔ برکیاروق کا نام خطبہ سے نکال دیا۔ جبلہ عبور کر کے بغداد پہنچا، خطیبوں کے پاس گشتی حکم بھیج دیا کہ 'منبروں پر سوائے خلافت مآب کے کسی کا نام نہ لیا جائے' ایلیغازی اور ستمان کو بھی اپنے آنے کی خبر کر دی۔ یہ دونوں اس وقت جہلی میں تھے۔

چنانچہ ایلیغازی اور ستمان، 'جہلی کو تاراج کرتے ہوئے بغداد کی جانب چلے۔ راستہ میں جس قدر چھوٹے بڑے گاؤں ملے سب کو لوٹ لیا بغداد پہنچ کر وہ آنت مچائی کہ تو بہ

ہی بھلی! گرانی بے حد بڑھ گئی، لوگوں کو اپنی عزت اور اپنے مال و اسباب کا سنبھالنا دشوار ہو گیا۔ کاروبار بند ہو گیا۔ راستہ چلنا دشوار تھا۔ فتنہ و فساد کی کوئی انتہا نہ تھی

ایلیغازی، ستمان اور دبئیس بن صدقہ نے رملہ میں قیام اختیار کیا۔ بغداد کے عوام ان سے برسرِ پیکار آئے لیکن بے سود تھا۔ خلیفہ مستنصر نے قاضی القضاۃ ابوالحسن

دامغانی اور تاج الروساہ ابن رحلات کو صدقہ بن مزید کے پاس بھیجا صلح اور اطاعت کا پیام دیا۔ صدقہ بن مزید نے یہ شرط پیش کی کہ آپ کشتکین کو بغداد سے نکال دیجئے

ہم آپ کے مطیع اور فرماں بردار ہیں، چنانچہ اس شرط کے مطابق خلافت مآب نے کشتکین کو بغداد سے نہروان کی جانب نکال دیا۔ فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ صدقہ، طلوٹ

آیا۔ اور سلطان محمد کا نام خطبہ میں داخل کیا گیا۔

کشتکین کا واسطہ سے اخراج و مصلحت | کشتکین، بغداد سے نکل کر واسطہ پہنچا، برکیاروق کے نام

کا خطبہ پڑھوایا۔ اس کے لشکروالوں نے سواد واسط کو تاراج کرنا شروع کیا۔ صدقہ اور ایلیغازی کو اس کی خبر ہو گئی۔ فوجیں مرتب کر کے کشتکیں کے سر پر پہنچے، واسط سے بھی نکال باہر کیا۔ کشتکیں نے کنارہ و جلد پر قلعہ بندی کر لی۔ صدقہ نے جارحانہ حملہ کیا کشتکیں کے ہمراہی بھاگ نکلے، کشتکیں نے صدقہ سے امان کی درخواست کی، صدقہ نے امان دی اور عزت و احترام سے پیش آیا۔ کشتکیں، برکیاروق کی خدمت میں واپس آ گیا۔ واسط میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ سلطان محمد کے نام کے بعد صدقہ، ایلیغازی اور ان کے لڑکوں کا نام بھی خطبہ میں تھا۔ ایلیغازی، بغداد کی جانب واپس ہوا۔ اور صدقہ کی جانب روانہ ہوا۔ صدقہ نے حلہ پہنچ کر اپنے بیٹے منصور کو ایلیغازی کے ہمراہ دربار خلافت میں بھیجا۔ خلیفہ مستظہر عفو تقصیر کی درخواست کی۔ خلیفہ مستظہر واقعہ مذکورہ بالا کی وجہ سے ناراض تھا۔

جنگ پنجم برکیاروق و محمد | سلطان محمد کی طرف سے گنجه اور بلاد اران پر امیر غزغلی مامور تھا۔ ایک دستہ فوج اس کی رکاب میں تھا۔ صوبہ گنجه میں آذربائیجان سے رنجان تک اس کی حکومت پھیلی ہوئی تھی، جس وقت سلطان محمد اصفہان میں محصور ہوا، امیر غزغلی، منصور بن نظام الملک اور اس کا برادر زادہ محمد بن مویہ الملک محاصرہ اٹھانے کے لئے روانہ ہوئے، رے پہنچے، برکیاروق کے لشکر نے رے چھوڑ دیا۔ امیر غزغلی نے اس پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ آخر ۵۹۵ھ کا ہے۔

پھر امیر غزغلی یہ خبر پا کر کہ سلطان محمد، محاصرہ اصفہان سے نکل کر آ رہا ہے رے سے کوچ کر دیا۔ ہمدان میں سلطان محمد سے ملاقات ہوئی، سلطان محمد کے ساتھ امیر نیاں بن الزشکیں اور اس کا بھائی علی بھی تھا۔ سب نے چندے آرم لینے کی غرض سے ہمدان میں قیام کیا۔ مکان سفر رفع نہیں ہونے پایا تھا کہ سلطان

برکیاروق کی روانگی کی خبر آگئی، سلطان محمد، شیردان کی جانب روانہ ہوا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا آذربائیجان پہنچا، مودود بن اسمعیل بن یاقوتی کا پیام آیا کہ آپ میرے پاس تشریف لائیے میں سلطان برکیاروق کے مقابلے میں آپ کی مدد کروں گا، چنانچہ سلطان محمد، مودود کی طرف روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ جوں ہی سلطان محمد، مودود کے پاس پہنچا، مودود کا انتقال ہو گیا، لیکن مودود کی فوج نے متفق ہو کر سلطان محمد کی حمایت پر کمر باندھ لی، اس فوج میں تقمان قطبی، محمد بن باغی سیال، داس کا نائب والی، انطاکیہ تھا، اور قزل اسلان بن سبع الاحمر موجود تھے۔ سلطان برکیاروق کو اس اجتماع اور اتفاق کی خبر لگی۔ موت کی طرح اُن کے سروں پر پہنچ گیا۔ خراسان کے قریب دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ لشکر برکیاروق سے ایاز نے ایک دستہ فوج لے کر سلطان محمد پر چھپے سے حملہ کر دیا۔ سلطان محمد کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ سلطان محمد نے اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ ارقیس (صوبہ خلاط) میں جا کر دم لیا، امیر علی والی اردن نے اُلا ارقیس سے اصفہان کی جانب کوچ کیا۔ ان دنوں منوچہر برادر قبطون، روادی اصفہان میں حکومت کر رہا تھا۔ پھر اصفہان سے ہرمز کی طرف چلا گیا۔ محمد موید الملک بھی اس جنگ میں شریک تھا۔ شکست کے بعد بحال پریشان دیا ربکر کی طرف بھاگا، جب وہاں بھی سکون کی صورت نظر نہ آئی تو جزیرہ ابن عمر چلا گیا اور جزیرہ ابن عمر سے بغداد جا کر دم لیا۔

محمد بن موید الملک | محمد بن موید الملک اپنے باپ کے زمانہ میں مدرسہ نظامیہ کے قریب رہا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس کے باپ سے اس کی زیادتوں کی شکایت

لے چونکہ مودود کے باپ اسمعیل کو سلطان برکیاروق نے قتل کر دیا تھا اور اس کی بہن سلطان محمد کے نکاح میں تھیں وہ اس نے برکیاروق کے خلاف سلطان محمد کو امداد کا وعدہ کیا تھا صوبہ آذربائیجان کا ایک حصہ کیش اس کے قبضہ میں تھا۔ منہ رحمہ اللہ

کی، مویدا الملک نے گوہر آتین، افسر پولیس بغداد کو اس کی (محمد) گرفتاری کا اشارہ کر دیا۔ محمد نے دار الخلافہ جاکر پناہ لی، ۴۹۲ھ میں محمد الملک البارسلانی کے پاس چلا گیا۔ اس وقت محمد کا باپ (مویدا الملک) زندہ تھا اور سلطان محمد کے پاس گنجہ میں تھا۔ جس وقت سلطان محمد نے دعویٰ سلطنت کیا، اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا تو مویدا الملک کو قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ محمد اس سے مطلع ہو کر اپنے باپ (مویدا الملک) کے پاس چلا آیا۔ پھر جب اس کا باپ (مویدا الملک) مارا گیا تو یہ (محمد) سلطان محمد کی خدمت میں رہنے لگا اور اس کے خاص مصاحبوں میں داخل ہو گیا۔

ملک ابن بہرام بن ارتق برادر زادہ الیغازی بن ارتق | شہر عانہ پر ملک ابن بہرام کا قبضہ
شہر سروج کا مالک تھا۔ عیسائیوں نے شہر سروج ملک ابن بہرام کے قبضہ سے کال کیا، ملک ابن بہرام نے شہر سروج چھوڑ کر شہر عانہ پر حملہ کر دیا۔ بنو یعیش بن عیسیٰ بن خلاط مقابلہ نہ کر سکے عانہ کو خیر باد کہہ کر امداد کی غرض سے صفہ بن مزید کے پاس چلے گئے، صدقہ لے انھیں تسلی دی اور ان کے ہمراہ عانہ کی طرف روانہ ہوا۔ ملک ابن بہرام کو اس کی اطلاع ہو گئی، بہرام اور ترکمانوں نے عانہ کو فحالی کر دیا۔ بنو یعیش، عانہ میں داخل ہوئے، صدقہ لے بہرام کی امانتوں پر قبضہ کر لیا اور صلہ کی طرف واپس ہوا، ملک ابن بہرام کو موقع مل گیا۔ دواہر ترکمانوں کی جمعیت سے پھر عانہ پر حملہ کر دیا۔ اور ایک خفیف جنگ کے بعد عانہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اہل عانہ کو اس کے ہاتھوں بے حد مصائب اٹھانا پڑے۔ مردوں کو قتل کیا۔ عورتوں کو گرفتار کر کے لونڈیاں بنالیا، اس کے بعد ہیبت کی طرف گیا اور پھر دواہر سے واپس آیا۔

برکیا روق اور محمد کی مصالحت | آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ دولوں سلطانوں برکیا روق اور

محمد میں ایک مدت سے لڑائیوں کا سلسلہ چھڑا ہوا ہے، فتنہ و فساد کی کوئی حد نہیں رہی، جاؤں اور مالوں کا نقصان، لشکریوں کا بے جا دباؤ، دشمنان اسلام کی یورش، ملک کی ویرانی، بے ضابطگی، بے قاعدگی اور قوانین اسلامیہ کی بے حرمتی کا کوئی دقیقہ باقی نہ رہا تھا۔ سلطان برکیاروق نے ان باتوں کا احساس کر کے صلح کی تحریک کی۔ دو نامور، مقتداۓ قوم مفتیوں کو پیام صلح دے کر سلطان محمد کے پاس روانہ کیا۔ ان دونوں فقیہوں نے سلطان محمد کو سمجھا، بجھا کر مصالحت کرنے پر آمادہ و تیار کیا۔ چنانچہ ان دونوں فقیہوں کے ساتھ صلح کے اور ایلیچی بھی آئے۔ گفت و شنید کے بعد باہم ان شرائط پر مصالحت ہوئی۔

(۱) سلطان محمد کے قبضہ اقتدار میں بروئے مصالحت جو شہر دیئے جائیں ان صلح نامہ | کا مستقل حکمراں سلطان محمد تسلیم کیا جائے، سلطان برکیاروق کو ان پر دست اندازی کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا۔

(۲) سلطان برکیاروق، سلطان محمد کے علم و طبل سے معارض نہ ہوگا۔

(۳) خط و کتابت ذریعوں میں ہوا کرے۔

(۴) لشکریوں کو اختیار ہے جس سلطان کی خدمت میں چاہیں فوجی خدمت انجام دیں۔

(۵) سلطان محمد کو نہر استرو (اسپندرود) سے باب الابواب تک اور دیار بکر، جزیرہ موصل، شام اور عراق میں بلاد مقبوضہ امیر صدق بن یحییٰ کو دیئے جائیں۔ بقیہ ممالک اسلامیہ

لے ماضی ابوالمظفر جہانی خفی اور ابو الفرج احمد بن عبدالغفار ہمدانی معروف بہ صاحب تراکین مصافحہ کا پیام لے کر گئے تھے۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۵۳۲ مطبوعہ لیدن۔

لے مصالحت سے میں ہوئی تھی، قبل مصالحت سے، جبال، طبرستان، خوزستان، فارس، دیار بکر، جزیرہ، بعض حصص بطاریخ، ہکریٹ اور حنین شریفین پر سلطان برکیاروق قابض تھا۔ آذربائیجان، بلاد اران، آرمینیا، استھان، عراق، باستان، ہکریٹ اور بطاریخ کا کچھ حصہ، سلطان محمد کے قبضہ میں تھا۔ بصرہ میں دونوں سلطانوں کا علم ٹلہرا ہوا تھا۔ ملک خراسان، جرجان سے ماوراء النہر تک ملک منجرباۓ ہوئے تھا جس میں اس کے بھائی سلطان محمد کا خطبہ و سکھجاری تھا۔ مزید چنانچہ

پر سلطان برکیا روق کا قبضہ تسلیم کیا جائے گا۔

حسب قرارداد شرائط مذکورہ صلح نامہ لکھ گیا۔ فریقین نے دستخط کئے، پابندی شرائط کا حلف اٹھایا، سارے جھگڑے رفع دفع ہو گئے، اور تمام امور انتظام سے انجام پائے گئے۔

سلطان محمد نے لشکر اصفہان کو اصفہان خالی کرنے
سلطان برکیا روق کا اصفہان پر قبضہ اور سلطان برکیا روق کو حوالہ کر دینے کے لئے لکھ بھیجا۔

لشکر اصفہان نے ابھی اصفہان خالی نہ کیا تھا کہ سلطان برکیا روق پہنچ گیا، اپنی اطاعت کا پیام دیا۔ لشکر نے انکاری جواب دیا اور سلطان محمد کی بیگمات کو بجا خلافت تمام لے کر اصفہان سے سلطان محمد کی طرف روانہ ہوا سلطان برکیا روق نے لشکریوں اور بیگمات کی حد سے زیادہ عزت کی اور مال و اسباب دے کر سلطان محمد کے پاس بدستور تمام پہنچا دیا۔ مصالحت کے بعد ایلغازی دربار خلافت میں حاضر ہوا، خلیفہ متنظر سے سلطان برکیا روق کے نام کا خط پڑھے جانے کی اجازت حاصل کی۔ چنانچہ ۷۹۵ھ میں سلطان برکیا روق کا خطبہ جامع بغداد اور واسط میں پڑھا گیا۔

ایلیغازی کی روانگی بغداد و مراجعت
مصالحت سے قبل، ایلغازی، سلطان محمد کا مطیع اور ہوا خواہ تھا۔ صدقہ یہ سن کر کہ ایلغازی نے برکیا روق

کے خطبہ کی تحریک کی ہے برا فروخت ہو گیا۔ خلافت آج کو لکھ بھیجا۔ مجھے صدقہ کی یہ حرکت پسند نہیں آتی میں اسے دارالخلافت بغداد سے باہر نکالنے کے لئے آ رہا ہوں، اور فوج مرتب کر کے دارالخلافت بغداد پہنچ گیا۔ حرم خلافت کے رہبر و اترکرزیں بوسی کی رسم ادا کی اور غری بغداد میں خیمہ ڈال دیا۔ ایلغازی، بغداد چھوڑ کر یعقوب چلا گیا، امیر صدقہ کے پاس معذرت کا پیام بھیجا اور خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا۔ برکیا روق اور محمد میں مصالحت ہو گئی ہے۔ دونوں میں یہ امر طے پا گیا ہے کہ بغداد برکیا روق کو دیا جائے، میں اس کی طرف سے بغداد کا افسر پولیس ہوں، میرے مقبوضہ بلاد، سلطان برکیا روق کی حکومت کے زیر اثر تصور ہوں، ایسی صورت

میں کیا یہ ممکن تھا کہ میں برکیاروق کی مخالفت کر سکتا۔ امیر صدق نے اس غدے کو قبول کر لیا اور حملہ واپس آیا۔

ماہ ذی القعدہ ۶۹۳ھ میں خلافت ناب نے سلطان برکیاروق، امیر ایاز اور وزیر سلطنت خطیر کو خلعت مرحمت کیا۔ اطاعت و فرماں برداری کا حلف لیا اور بغداد واپس آیا۔ واللہ سبحانہ ولی التوفیق۔

قراہ اور محمد اصفہانی | آپ ادھر پڑھ آئے ہو کہ سلاطین اسلام کی باہمی خانہ جنگی کی وجہ سے عیسائیوں نے شام کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا تھا، اور مالک سلاطین ہران کے دانت لگے ہوئے تھے۔ حران پر ملک شاہ کا غلام قراہ حکمرانی کر رہا تھا۔ لہذا وہ سیر و شکار کا عادی اور انتہائی ظالم تھا۔ اپنے ہمراہیوں میں سے محمد اصفہانی نامی ایک شخص کو حران میں اپنا قائم مقام مقرر کر کے کسی ضرورت سے کہیں چلا گیا تھا۔ واپس آیا تو محمد اصفہانی نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا، اہل شہر نے قراہ کے ظلم و ستم کی وجہ سے محمد اصفہانی کا ساتھ دیدیا، محمد اصفہانی نہایت ہوشیار اور چلتا پڑتا تھا۔ اس نے تمام ترکمانوں کو حران سے نکال دیا، صرف ایک ترکی غلام جاوہی نامی باقی رہ گیا تھا محمد اصفہانی نے اسے اپنے لشکر کا سپہ سالار بنایا، اپنے خاص ندیموں میں داخل کر لیا، ایک روز موقع پا کر جاوہی نے محمد اصفہانی کو مار ڈالا اور حران پر قابض ہو گیا۔

چکر مش اور سقمان کا اتحاد | عیسائیوں کو ان واقعات کی خبر ہو گئی۔ نوچیں لے کر حران پر اپنے چکر مش اور سقمان کا اتحاد اور محاصرہ کر لیا۔ چکر مش والی جزیرہ ابن عمراد سقمان والی کیفا (کیلیا) میں سلسلہ جنگ چھیڑا ہوا تھا۔ سقمان اپنے برادر زادہ کے قتل کا مطالبہ کر رہا تھا۔ لیکن ان دونوں اسلامی حکمرانوں نے اس امر کا کہ عیسائی، بلاد اسلام کو زیر و زبر کر رہے ہیں احساس کئے باہمی جنگ کو بالائے طاق رکھ دیا۔ مقام خابور میں جمع ہوئے اور مسلمانوں کی امداد کا بیڑہ اٹھایا چنانچہ سقمان اور چکر مش اپنی اپنی فوجیں مرتب کر کے عیسائیوں سے جنگ کئے اور حران کا محاصرہ

اٹھانے کے لئے بڑھے۔

سقمان کی رکاب میں سات ہزار ترکمانی تھے اور چکر مش کے عیسائیوں کی شکست و پیاپی ساتھ تین ہزار ترک، عرب اور کرد تھے۔ نہر بلخ پر عیسائیوں

سے ڈبھیر ہوئی، سقمان اور چکر مش کی فوجیں کچھ دیر تک لڑ کر پیچھے ہٹیں۔ عیسائیوں نے یہ سمجھ کر کہ مسلمانوں کو شکست ہو گئی ہے۔ تعاقب کیا دو کوس تک عساکر اسلامی بھاگتی چلی گئیں اور عیسائی فوجیں تعاقب کرتی گئیں۔ اس کے بعد مسلمانوں نے پلٹ کر عیسائیوں پر حملہ کر دیا۔

قتل و غارت کرتے ہوئے عیسائیوں کے کیمپ تک پہنچ گئے۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ قمص برودیل والی الربا کو ایک ترکمانی نے جو کہ سقمان کی فوج کا آدمی تھا گرفتار کر لیا، ہمیں

والی انطاکیہ اور ہینگری والی ساحل جنگ سے پہلے پہاڑ کے پیچھے کمین گاہ میں تھے۔ غرض یہ تھی کہ عین معرکہ کے وقت مسلمانوں پر پشت سے حملہ کریں گے۔ لیکن جب ان دونوں نے

عیسائیوں کی شکست دیکھی تو تمام دن کمین گاہ میں روپوش رہے، شام ہوتے ہی نکل کر بھاگے مسلمانوں کو معلوم ہو گیا، تعاقب کیا، بہت سے عیسائی مارے گئے، ایک بڑی جٹ

گرفتار کر لی گئی، ہمیں اور ہینگری بہ ہزار خرابی اپنی جان بچا کر بھاگ گئے اور ہاتھ نہ اسکے۔

فتحیابی کے بعد چکر مش کی فوج بکڑ گئی اور یہ کہنے لگی کہ قمص برودیل، قمص برودیل

سقمان کے قبضہ میں ہے، مال غنیمت بھی بدرجہا ہم سے زیادہ اس کے ہمارے ہوں گے ہاتھ لگا ہے، لوگوں کی نظروں میں ہماری عزت خاک نہ ہوگی۔ چنانچہ

چکر مش ان کے مجبور کرنے پر سقمان کے خیمہ سے قمص برودیل کو پکڑ لایا۔ یہ امر سقمان کو ناگوار گذرا۔ اس کے رکاب کی فوج نے قمص کو چسپین لینے کا قصد کیا، سقمان نے اس

خیال سے کہ مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اپنی فوج کو اس فعل سے باز رکھا اور اسی وقت کوچ کر دیا۔ اثناء راہ میں عیسائیوں کے متعدد قلعے فتح کئے۔ چکر مش نے حران کی جانب

قدم بڑھایا اور اسے فتح کر کے الربا پر جا پہنچا۔ پندرہ دن تک محاصرہ کئے رہا سو پلوں روز

موصول کوٹ آیا پینتیس ہزار دینار بطور فدیہ تمسک ہر دو میل سے وصول کئے اور ایک سو ساٹھ مسلمان قیدیوں کو جو اس کے قبضہ میں تھے رہا کر دیا۔

برکیا روق کی وفات | سلطان برکیا روق، اصفہان سے دجارجہ سل و بوا سیر علیل ہو کر بہ قصد بغداد روانہ ہوا، یزدگرد پہنچا تو مرض میں اور اضافہ ہو گیا۔

اپنے بیٹے ملک شاہ کو جس کی عمر اس وقت پانچ برس کی تھی اپنا ولی عہد بنایا، خلعت دی، امیرایاز کو اس کی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔ ملک کے نظم و نسق کا ذمہ دار بنایا، اراکین دولت سرداران فوج کو ملک شاہ کی اطاعت اور امیرایاز کی موافقت کی ہدایت کی اور ان سب کو بغداد کی طرف روانہ کیا۔ یہ لوگ بغداد نہ پہنچے پائے تھے کہ ۲۷ ربیع الآخر ۶۴۹ھ کو سلطان برکیا روق نے اپنی حکومت کے بارہ سال چھ مہینے پورے کر کے سفر آخرت اختیار کیا۔ امیرایاز، خبر وفات سن کر واپس آیا۔ اصفہان میں برکیا روق کو دفن کیا۔ مراوقات، نیچے، چھتر، شمسہ اور تمام وہ چیزیں جو شاہی لوازمات سے سمجھی گئی ہیں ملک شاہ ابن برکیا روق کے لئے مہیا کر دیں۔

برکیا روق نے اپنے زمانہ حکومت میں اس قدر تکالیف، مصائب اور جھگڑے دیکھے اور اٹھائے کہ اس سے پیشتر سلاطین سلجوقیہ میں سے کسی نے نہ دیکھے تھے، لیکن جب اس کی حکومت مستقل ہو گئی، فتنہ و فساد فرو ہو گیا اور چاروں طرف سے خوش نصیبی کے آثار نمایاں ہو چکے تو موت کا زمانہ آگیا اور زمین نے اُسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

باب سلطان محمد بن ملک شاہ

ملک شاہ بن برکیاروق برکیاروق کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ملک شاہ کے نام کا خطبہ بغداد میں پڑھا گیا۔ ایلغازی، بغداد میں تھا۔ بغداد سے برکیاروق کے پاس اصفہان گیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ بغداد آ رہا تھا۔ جب برکیاروق کا انتقال ہو گیا تو اس کے بیٹے ملک شاہ اور امیر یاز کے ہمراہ بغداد واپس آیا، وزیر ابو القاسم علی بن جہیر نے گرم جوشی سے ملک شاہ کا استقبال کیا۔ . . . ایلغازی اور امیر طغایرک دربار خلافت میں حاضر ہوئے، ملک شاہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔ خلافت آج بے اجازت مرحمت فرمائی اور اسے وہی خطاب دیئے جو اس کے دادا ملک شاہ کو دیئے تھے۔

موصول پر سلطان محمد کا محاصرہ برکیاروق اور محمد نے صلح منعقد ہونے کے بعد اپنے اپنے مخصوص علاقوں پر اپنے اپنے ناموں کو قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا تھا۔ آذربائیجان بروئے مصالحت محمد کے حصہ میں پڑا تھا۔ چنانچہ محمد، چند روز تبریز میں قیام کر کے آذربائیجان چلا آیا۔ سعد الملک ابو الحسن، محمد کی طرف سے اصفہان سے اصل کتاب میں محذوف ہے۔

کا حاکم تھا۔ اس نے برکیاروق کی پورے طور سے مدافعت کی تھی۔ لیکن مصالحت کے بعد اصفہان برکیاروق کے نائب کو حوالہ کر کے محمد کی خدمت میں آذربائیجان آگیا، محمد نے اسے قلعہ ان و زارت سپرد کر دیا۔ ماہ صفر ۷۹۹ھ تک محمد کا آذربائیجان میں قیام رہا۔ اس کے بعد موصل پر قبضہ کے ارادے سے براہ مراغہ روانہ ہوا۔ چکر مش کو اس کی خبر ہو گئی، نفعیت پر تیار ہو گیا۔ مصافات موصل کے رہنے والوں کو شہر میں بلالیا۔ شہنشاہ درست کرائی اور قلعہ بندی کرائی۔ محمد نے موصل کے قریب پہنچ کر چکر مش کے پاس موصل کے حوالہ کرنے کا پیام بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ مجھ سے اور میرے بھائی برکیاروق سے مصالحت ہو گئی ہے اور بردے صلح نامہ، موصل و جزیرہ مجھے ملا ہے، اس کے ساتھ ہی محمد نے برکیاروق کا دستخطی خط بھی پیش کیا اور اس امر کا اقرار دیا کہ میں تمہیں تمہارے مقبوضہ بلاد پر کابل رکھوں گا۔ چکر مش نے ایک بھی نہ سنی۔ جواباً کہلا بھیجا۔ "سلطان برکیاروق نے مصالحت کے بعد مجھے آپ کے اس دعوے کے خلاف لکھا ہے میں آپ کو موصل پر قبضہ نہ دوں گا" محمد کو اس جواب سے طیش آگیا۔ محاصرہ میں سختی کی، اہل موصل بھی مدافعت میں سختی اور مستعدی سے پیش آئے چونکہ چکر مش نے شہر کا انتظام معقول کر لیا تھا اس وجہ سے محصورین کو اشیاء غور دنی کی گرائی اور کمیابی کی تکلیف نہیں ہوتی ہر شے ارزاں تھی۔ مزید براں چکر مش کی فوج کا ایک دستہ موصل کے قریب ایک ٹیلہ دیغ پر پڑا ہوا تھا۔ محمد کی رسد کو روکتا اور لوٹ لیتا تھا۔

اس اثنا میں ۱۰ جمادی الاولیٰ سنہ مذکور کو برکیاروق کی وفات **اہل موصل کی اطاعت** کی خبر موصل پہنچ گئی، چکر مش نے اہل شہر کو جمع کر کے اس واقعہ جاں کاہ سے مطلع کر کے آئندہ کی بابت مشورہ کیا، اہل شہر نے جواب دیا "ہماری جانیں، ہمارا روپیہ اور مال خدمت کے لئے حاضر ہے مصلحت وقت کو آپ ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں سرورائے لشکر سے رائے طلب کیجئے" چکر مش نے سرداران لشکر کو مشورہ کی غرض سے بلایا، سرداران

لشکر نے سلطان محمد کی اطاعت کی رائے دی، چکر مش نے سلطان محمد کی خدمت میں اطاعت کا پیام بھیجا اور وزیر السلطنت سعد الملک کو شہر حوالہ کرنے کے لئے بلا بھیجا۔ چکر مش، سعد الملک کی رائے سے اہل شہر کی مرضی کے خلاف، سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان محمد بعزت و احترام پیش آیا۔ اہل شہر کے اطمینان اور ان کا اضطراب رفع کرنے کے خیال سے چکر مش کو فوراً واپس کر دیا۔

سلطان محمد کی روانگی بغداد | سلطان برکیا روق اور اس کے بھائی محمد سے مصالحت کا حال ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں اور یہ بھی لکھ آئے ہیں کہ برکیا روق

اور محمد ہر دئے مصالحت اپنے اپنے بلاد پر تنہا قابض ہو گئے، اس کے بعد ہی برکیا روق نے وفات پائی اس کا بیٹا ملک شاہ بغداد چلا آیا۔ محمد کو ان واقعات کی اس وقت اطلاع ہوئی جب کہ وہ موصل کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ چکر مش نے برکیا روق کی وفات کی وجہ سے مصالحت کر لی، اور محمد کی اطاعت قبول کر لی، محمد نے بغداد کی طرف کوچ کیا، چکر مش اور ستمان قطبی (قطب الدولہ اسماعیل بن یاقوتی بن داؤد کا غلام)، وغیرہ امرار کا بیٹے تھے۔ صدقہ والی حملے بہت سی فوج فراہم کر کے اپنے بیٹوں بدران اور دبیس کو سلطان محمد کی خدمت میں بغداد آنے کی تحریک کرنے کو بھیج دیا تھا۔ یہ دونوں بھی سلطان محمد کے ساتھ تھے۔ امیر ایاز (ملک شاہ کا اتابک)، مدافعت پر آمادہ ہوا۔ بغداد کے باہر نیمہ نصب کیا، سرداران لشکر نے سلطان محمد سے جنگ کرنے کی رائے دی، وزیر السلطنت ابوالمحسن ضبعی (رضعی) نے اس رائے کی مخالفت کی، اور سلطان محمد کی اطاعت کے حد سے زیادہ فواید بتلائے، امیر ایاز، سرداران لشکر اور وزیر السلطنت کی مخالفت آرا سے شمش و پنچ میں پڑ گیا۔

سلطان محمد نے بغداد پنچ کے زری جانب پڑاؤ ڈالا۔ اس سمت میں اسی کے نام کا

خطبہ پڑھا گیا، بعض جامع مسجدوں میں دونوں سلطانوں یعنی سلطان محمد اور سلطان ملک کا نام خطبہ میں داخل کیا گیا، ایک وہ جامع مسجدوں میں کسی کا نام خطبہ میں نہیں لیا گیا، امام نے صرف سلطان العالم کہنے پر اکتفا کیا۔

سلطان محمد اور ملک شاہ سے مصالحت | امیر ایاز نے سرداران لشکر اور اعیان دولت کو دوبارہ مشورہ کی غرض سے ایک جلسہ میں بلایا

اور ان لوگوں سے پھر حلف اٹھانے کو کہا، بعض نے تو اس کی تعمیل کی لیکن بعض نے دوبارہ حلف اٹھانے سے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ بار بار حلف اٹھانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے، امیر ایاز کو اس سے شبہ پیدا ہوا، وزیر ابوالمحاسن کو صلح کرنے کی غرض سے سلطان محمد کی خدمت میں روانہ کیا۔ ابوالمحاسن سلطان محمد کے کیمپ میں پہنچ کر سعد الملک ابوالمحاسن سعد بن محمد سلطان محمد کا وزیر تھا، سے ملا، صلح کی درخواست کی، پھر اس کے ساتھ سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان محمد نے درخواست صلح منظور فرمائی اور جن جن امور کی ابوالمحاسن نے خواہش کی سب قبول کرنا لیا۔ دوسرے دن قاضی القضاۃ اور مفتی، ابوالمحاسن کے ہمراہ سلطان محمد کے دربار میں آئے۔ امیر ایاز اور ان امراء کو جو اس کے ساتھ رہے ہیں کسی قسم کی ایذا نہ دینے کا سلطان محمد سے حلف لیا، ملک شاہ کی بابت حلف لینے کو کہا گیا، تو سلطان محمد نے کہا۔ وہ میرا بیٹا ہے میں اس کا باپ ہوں، امیر نیال حسامی کو امان دینے اور ایذا نہ دینے کا کیا الہراس "درس مدرسہ نظامیہ نے حلف لیا تھا۔

اس کے دوسرے دن امیر ایاز دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ امیر صدقہ بن مزید بھی پہنچ گیا۔ سلطان محمد ان دونوں سے بہ عزت و احترام پیش آیا، بڑی آؤ بھگت سے ملا۔ یہ واقعہ آخر ماہ جمادی الاولیٰ ۷۹۰ھ کا ہے۔

امیر ایاز | صلح کے چند دن بعد امیر ایاز نے اپنے مکان رجودر تحقیق گوہر آئین افسر پولیس بغداد کا مکان تھا، میں سلطان محمد کی دعوت کی بے شمار نذرانے

اور بہت سے تحائف پیش کئے انھی میں کوہ بخش تھا جسے امیرایاز نے مویہ الملک بن نظام الملک کے ترکہ سے لے لیا تھا۔ سلطان محمد کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے امیرایاز نے اپنے غلاموں کو زرق برق و ردیاں پہنا کر آلات حرب سے مسلح کیا تھا۔ ان غلاموں میں ایک شخص رہا کرتا تھا جس سے یہ سب مذاق کیا کرتے تھے۔ چنانچہ براہ مذاق اس شخص کو بھی زرہ بکتر پہنا کر اوپر سے جب و عبا پہنا دیا اور چھیڑ چھاڑ، مذاق کرنے لگے یہ شخص بھاگا امیرایاز کے غلام تالیاں بجاتے ہوئے اس کے پیچھے دوڑے۔ یہ شخص سلطان محمد کے حاشیہ نشینوں کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ سلطانی خدام نے اس کا جبہ و عبا کو الٹ کر دیکھا تو اسے زرہ بکتر پہنے ہوئے پایا۔ سلطانی خدام کو اس سے شبہ پیدا ہوا، سلطان محمد کی خدمت میں عرض کیا، سلطان محمد اٹھا اور اپنی محل سرا میں چلا گیا۔ اسی وقت سے سلطان محمد کے دل میں امیرایاز کی طرف سے بغض پیدا ہو گیا۔

امیرایاز کا قتل | اس واقعہ کے چند دن کے بعد سلطان محمد نے اراکین دولت اور سرداران لشکر کو دربار خاص میں بلایا جن میں امیرایاز بھی تھا، اور یہ ظاہر کیا کہ ارسلان بن سلیمان بن قطلش نے دیار بکر پر حملہ کیا ہے۔ اس کے مقابلہ پر کے بھیجنا چاہیے سب نے بالاتفاق امیرایاز کو بھیجنے کی رائے دی، امیرایاز نے گزارش کی۔ اس مہم پر میرے ساتھ امیر صدقہ بن مزید کو بھی روانہ فرمائیے، سلطان محمد نے منظور فرمایا اور حکم نامہ لکھنے کی غرض سے دو نول امیروں کو محل سرانے سلطانی میں حاضر ہونے کی ہدایت کی، سلطان محمد نے محل سر کے ایک گوشہ میں چند لوگوں کو امیرایاز کے قتل کی غرض سے چھپا رکھا تھا۔ جوں ہی امیرایاز ان کی طرف سے گزرا، تنواریں تول کر امیرایاز پر ٹوٹ پڑے، اور قتل کر ڈالا۔ امیر صدقہ اس منظر کو دیکھ کر بھاگ گیا، وزیر السلطنت نے اپنے منہ پر کپڑا ڈال لیا۔ ایاز کا لشکر اس واقعہ کو سن کر نکل پڑا۔ اس کے مکان کو لوٹ لیا، سلطان محمد نے ان کی مدافعت پر اچھی فوج کو مامور کیا، تلو فر ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان نے بغداد سے اصفہان کی جانب کوچ کیا۔

ابوالحسن ضعیبی کا قتل | امیرایاز، سلطان ملک شاہ کے غلاموں سے تھا، سلطان ملک شاہ کے

انتقال کے بعد ایک امیر کے مصاحبوں میں داخل ہو گیا، اس امیر نے امیرایاز کو لڑکوں کی طرح رکھا، منظم، مدبر، سیاسیات سے واقف اور لڑائیوں میں صاحبِ دست تھا۔ مذاق کی بدولت ایک لمحہ میں امیرایاز کی عزت و عظمت، شان و شوکت اور آبرو خاک میں مل گئی۔ ابوالحسن ضعیبی (امیرایاز کا وزیر) چندہ تک ردِ پوش رہا۔ اس کے بعد گرفتار ہو کر سدا ملک وزیر کی خدمت میں پیش کیا گیا، ماہ رمضان ۷۵۳ء میں ماروا لایا گیا۔ اس وقت اس کی عمر چھتیس سال کی تھی، ہمدان کے خاندان ریاست سے تھا۔

قلعہ مارودین | قلعہ مارودین، دیار بکر کا ایک مشہور قلعہ تھا۔ سلطان برکیاروق نے اپنے ایک مفتی (رکویا) کو عنایت کیا تھا۔ اس قلعہ کے گرد و نواح میں گردوں کا ایک بہت بڑا گروہ رہتا تھا جس کا کام لوٹ مار و غارت گری تھا تافلوں کا صحیح سلامت یہاں سے گزر جانا دشوار تھا۔

یا قوتی بن ارتق کی گرفتاری | وقت بے وقت موقع ہا کر قلعہ مارودین پر بھی ہاتھ صاف کھاتا کرتا تھا اتفاق سے امیر کرلوقا موصل سے آمد کا محاصرہ کرنے کی غرض سے چلا، اس وقت آمد ایک ترکمان کے قبضہ میں تھا۔ والی قلعہ نے سقمان بن ارتق سے امداد کی درخواست کی، سقمان اپنی فوجیں لے کر اس کی امداد پر آ گیا۔ پھر کیا تھا اہل قلعہ بھی خم ٹھونک کر میدان میں آ گئے۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ عماد الدین زنگی بن آقنقر اور اس کے باپ کے بہت سے سردار بھی امیر کرلوقا کے ساتھ تھے۔ ان لوگوں نے کمال مردانگی سے لڑائی میں حصہ لیا، لڑائی کے نازک نازک موقعوں پر ثابت قدم رہے۔ آخر کار سقمان کو شکست ہوئی۔ اس کا برادر زادہ یا قوتی بن ارتق گرفتار ہو گیا، امیر کرلوقا نے قلعہ مارودین میں یعنی حاکم قلعہ کے پاس قید کر دیا، چنانچہ ایک مدت تک قلعہ مارودین میں قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔

یا قوتی بن ارتق کی رہائی | جب گردو لواح کے گڑو قتل و غارت گری بکثرت کرنے لگے اور اہل اردین ان کے آنے دن کی لوٹ مار سے تنگ آئے تو یا قوتی نے منفی والی قلعہ سے کہلا بھیجا۔ اگر تم مجھے قید سے رہا کر دو تو میں ان لٹیروں کو قتل کرنے کی غارت گری سے اہل قلعہ کو نجات دیدوں گا، رینا میں میرا قیام ہو گا۔ ممکن نہیں کہ اہل قلعہ کو گردو لواح کی قسم کی ایذا و تکلیف پہنچ جائے، منفی نے نہایت خوشی سے یا قوتی کو رہا کر دیا، یا قوتی نے کمال مردانگی اور دانائی سے ان لٹیروں کو قتل کرنے کی غارت گری کا خاتمہ کیا۔ اطراف خلاط تک کسی قسم کا خطرہ باقی نہ رہا۔

یا قوتی بن ارتق کا قلعہ اردین کا قبضہ | یا قوتی کے ہمراہیوں کے دیکھا دیکھی کے بعض سپاہی بھی گردو لواح پر شب خون مارنے لگے، یا قوتی ان سے معارض نہ ہوا۔ بلکہ ان کی خاطر داری کرتا رہا، ادھر چند دن کے بعد یا قوتی کے دماغ میں قلعہ پر قبضہ کر لینے کی ہوا سمائی، ادھر قلعہ کی تمام فوج نے لوٹ مار کا شیعہ اختیار کیا۔ ایک روز قلعہ کے فوجی لوٹ مار کے واپس آ رہے تھے۔ یا قوتی نے اپنے ہمراہیوں کو اشارہ کر دیا ان لوگوں نے قلعہ کے فوجیوں کو گرفتار کر لیا، باقی سوار ہو کر قلعہ کے قریب گیا اور اہل قلعہ کو یہ دھمکی دی کہ اگر تم قلعہ ہمارے حوالہ نہ کرو گے تو میں تم سب کو قتل کر ڈالوں گا، اہل قلعہ یہ سن کر کھڑکے کسی نے دم تک نہ مارا۔ قلعہ کا دروازہ کھول دیا، کنبیاں حوالہ کر دیں، یا قوتی نے قبضہ کر لیا۔

یا قوتی کا خاتمہ | قبضہ اردین کے بعد یا قوتی نے فوجیں فراہم کیں، نصیبین اور جزیرہ ابن عمر کی طرف بڑھا۔ یہ دونوں مقامات چکر مش کے مقبوضات میں تھے۔ چکر مش اور اس کے ہمراہیوں نے یا قوتی کی مدافعت پر کمر باندھی۔ اثناء جنگ میں یا قوتی کو ایک تیرا لگا جس کے صدمہ سے وہ مر گیا۔ چکر مش اسے مقتول دیکھ کر رو پڑا۔

ستمان اور چکر مش میں مصالحت | یا قوتی کی زوجہ اس کے چچا ستمان کی لڑکی تھی، اپنے شوہر

کے مارے جانے پر اپنے باپ سقمان کے پاس چلی گئی اور اس سے تمام واقعات بتلائے، ترکمانوں کو جمع کر کے اپنے شوہر کا بدلہ لینے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی، سقمان بھی اس کے ہمراہ نصیبین کی طرف چلا، چکر مش کو اس کی خبر ہوئی، گھبرا گیا، مصالحت کا پیام بھیجا اور بہت سا مال اور روپیہ دے کر سقمان کو راضی کر لیا، سقمان لوٹ آیا۔

سقمان کا قلعہ ماروین پر قبضہ | قلعہ ماروین میں یاقوتی کے بعد اس کا بھائی "علی" چکر مش کی حکومت کے زیر اثر حکمرانی کرنے لگا۔ علی کسی ضرورت سے کہیں ضرورت سے کہیں چلا گیا تھا۔ اس کی غیر حاضری کے زمانہ میں اس کے نائب نے سقمان کو یہ لکھ بھیجا کہ تمہارا بھتیجہ "علی" قلعہ ماروین چکر مش کو دینا چاہتا ہے۔ سقمان یوں کہ سخت برافروختہ ہوئے اور اپنے بھتیجہ "علی" کو کوہ جور عنایت کیا۔ اس زمانہ سے قلعہ ماروین، سقمان کے قبضہ میں آ گیا، قلعہ کیفا تو پہلے ہی سے قبضہ میں تھا، نصیبین کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں لے لیا۔

سقمان بن ارتق کی وفات | اس کے بعد فخر الملک بن عمار والی طرابلس نے عیسائیوں کے مقابلہ پر سقمان بن ارتق سے امداد کی درخواست کی فخر الملک، خلفاء عبیدین مصر کا ایک گورنر تھا۔ لیکن ان کی کمزوری کی وجہ سے خود مختار حکمران بن بیٹھا تھا۔ عیسائیوں نے سواحل شام پر قابض ہونے کے بعد طرابلس کی طرف قدم بڑھایا۔ فخر الملک نے سقمان کو ۳۹۰ھ میں اپنی امداد پر بلا بھیجا جیسا کہ ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں، سقمان نے امداد کا وعدہ کیا، لشکر کی تیاری میں مصروف ہوا اتنے میں طغٹکیں والی دمشق کا ریع تاج الدولہ تمش کا غلام اور آزاد حکمران تھا، طلبی کا خط پہنچ گیا۔ لکھا تھا "میں مریض ہوں، زندگی کی کوئی امید نہیں ہے، جس قدر جلد ممکن ہو دمشق آ جاؤ" ایسا نہ ہو کہ میں مرجاؤں اور عیسائی، دمشق پر قابض ہو جائیں" سقمان نے یہ خط پڑھ کر نہایت

عجلت سے پہلے طرابلس پھر دمشق کے ارادے سے کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ قریتین پہنچا، اس وقت طغٹکین کو اتفاق ہو گیا تھا، ستمان کی طلبی پر پشیمان ہو رہا تھا، اپنے مشیروں سے ستمان کو واپس کرنے کا مشورہ کر رہا تھا کہ ستمان نے قریتین میں پہنچ کر پیام اجل کو لبیک کہہ کر دنیا سے کوچ کر دیا۔ فلکنا ہم اللہ تعالیٰ امر دے۔

جس وقت ستمان قریتین میں علیل پڑا اور اس کے ہمراہیوں نے اس کے مرنے کا یقین کر لیا، تلہ کیھا کی جانب واپس جانے کی رائے دی، ستمان نے جواب دیا: "میں اب واپس نہ جاؤں گا میں عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے نکلا ہوں اگر میں مر گیا تو مجھے شہیدوں کا ثواب ملے گا۔"

منکبرس کی بغاوت و گرفتاری | منکبرس بن یورس بن الپ ارسلان (سلطان محمد کا برادر عم زاد) اصفہان میں تھا، اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ سلطان محمد سے اس کے تعلقات ختم ہو گئے، خود مختاری کا خیال پیدا ہوا، اصفہان سے نہادند آیا اور خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا، امر ابنی برسق سمران خوزستان کو اپنی اطاعت و فرماں برداری کا پیام بھیجا، سلطان محمد کو اس کی اطلاع ہو گئی، زنگین بن برسق کو گرفتار کر لیا، زنگین نے اپنے بھائیوں کو لکھ بھیجا کہ "جس طرح ممکن ہو منکبرس کو گرفتار کر کے سلطان محمد کے حوالہ کر دو در نہ خیر نہیں ہے۔" اس بنا پر امر ابنی برسق نے منکبرس کے پاس اطاعت و فرماں برداری کے اظہار کا خط روانہ کیا اور خوزستان بلا بھیجا، جو ہی منکبرس خوزستان میں وارد ہوا، امر ابنی برسق نے گرفتار کر کے سلطان محمد کے پاس بھیج دیا، سلطان محمد نے اسے اصفہان میں اپنے برادران عم زاد تقس کے ساتھ قید کر دیا اور زنگین بن برسق کو قید سے رہا کر کے اس کے عہدہ پر بحال کیا، آتش ز سابلور خوزستان وغیرہ مابین ابواز اور ہمدان، امر ابنی برسق کے قبضہ میں تھے۔ سلطان محمد نے ان مقامات کو اپنی برسق سے لیا اور ان کی جگہ دینور عنایت کیا اور اس طرف سے انھیں نکال کر دینور کی طرف بھیج دیا، واللہ اعلم۔

فخر الملک بن نظام الملک کا واقعہ قتل | آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ فخر الملک بن نظام الملک تاج الدولہ تنش کا وزیر تھا۔ کسی امر پر ناراض ہو کر تنش نے نظام الملک کو جیل میں ڈال دیا، جب سلطان برکیا روق نے تنش کو شکست دی تو برکیا روق نے فخر الملک کو قید سے رہا کر دیا۔

فخر الملک کا بھائی موید الملک، برکیا روق کا وزیر تھا، مجد الملک البارسائی کی سعی و سفارش سے ۷۸۳ھ میں برکیا روق نے قلمدان وزارت فخر الملک کو عنایت کیا چند روز بعد فخر الملک عہدہ وزارت سے مستعفی ہو کر سلطان سنجر بن ملک شاہ کی خدمت میں خراسان چلا گیا۔ سلطان سنجر نے اس کی قدر افزائی کی اور اپنی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔ پانچویں صدی کے آخر میں ایک باطنی فریادی صورت بنائے ہوئے ایوان وزارت کے دروازے پر حاضر ہوا۔ فخر الملک نے فریاد سننے کی غرض سے باطنی کو اپنے پاس بلا لیا۔ عرضی لے کر پڑھنے لگا، باطنی کو موقع مل گیا پیٹ میں خنجر بھونک دیا فخر الملک نے تڑپ کر کھڑے ہو کر دیا۔ باطنی گرفتار کر لیا گیا، سلطان سنجر کی خدمت میں پیش کیا گیا، باطنی نے چند آدمیوں کو بتلادیا کہ انھوں نے مجھے فخر الملک کے قتل پر مامور کیا تھا۔ یہ اس کی محض شرارت تھی اور مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ بھی فخر الملک کے خون کے بدلے قتل کئے جائیں اس کا یہ مقصد حاصل نہ ہوا اور مار ڈالا گیا۔

جاولی سقاوا کی گورنری | جاولی سقاوا، خورستان اور فارس کے درمیانی شہروں پر قابض ہو گیا تھا، متعدد قلعے تعمیر کرائے، اکثر شہروں کی شہر بنائے ہیں بنوائیں کچھ دن بعد رعایا پر ظلم و ستم کرنے لگا۔ جس وقت سلطان محمد مستقل طور سے حکومت کرنے لگا، اس وقت جاولی کو سلطان محمد سے خطرہ پیدا ہوا سلطان محمد نے امیر مودود بن اوتکین کو جاولی کے زیر کرنے پر مامور کیا، جاولی نے قلعہ بندی کر لی، امیر مودود آٹھ جہینے تک محاصرہ کئے رہا، جاولی نے سلطان محمد کے پاس کہلا بھیجا

”میں امیر مودود کی دھمکی اور جنگ سے حکومت کی اطاعت قبول نہ کر دیں گا، اگر حضور والا کسی دوسرے امیر کو بھیج دیں گے تو میں قلعہ کا دروازہ کھول دوں گا اور اطاعت قبول کر لوں گا“ سلطان محمد نے اپنی انگوٹھی دوسرے امیر کو دی اور اسے جادلی کے پاس بھیجا، جادلی نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور سلطان محمد کے پاس اصفہان چلا گیا، سلطان محمد نے نہایت عزت و احترام سے ملاقات کی۔ عساکر اسلامیہ کا سپہ سالار بن کر عیسائیوں سے مذہبی جنگ کرنے اور بلاد اسلامیہ کو واپس لینے کی غرض سے شام کی طرف روانہ کیا۔ چونکہ چکر مش دانی، موصل نے مالیہ ادا کرنا بند کر دیا تھا اس وجہ سے سلطان محمد نے موصل، دیار بکر اور جزیرہ کی حکومت بھی جادلی کو مرحمت فرمائی۔

چکر مش کی گرفتاری | جادلی نے موصل کی جانب کوچ کیا، بغداد ہوتا ہوا بوزیج پہنچا، چار روز کے قتل عام و خون ریزی کے بعد بوزیج پر قبضہ حاصل کیا، اہل بوزیج کو امان دی، ارمل کی طرف بڑھا، ابو الہیجا، بن برشک گردی، ہذانی والی اہل نے چکر مش کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور جادلی کے مقابلہ پر چکر مش کو ابھارا۔ چنانچہ چکر مش موصل کی فوجیں لے کر جادلی کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ ارمل کے قریب ابو الہیجا کا لڑکا اہل کی فوج لئے ہوئے آ ملا۔ اتنے میں جادلی بھی آ گیا۔ دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ چکر مش کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی، چونکہ چکر مش علالت کی وجہ سے پانکی پر سوار تھا، بھاگ نہ سکا اس کے غلاموں نے حق نہک ادا کیا جب تک ان کے دم میں دم نہ رہا کسی کو چکر مش کی پانکی کے پاس تک نہ آنے دیا۔ احمد بن قاروت بک بھی چکر مش کی پانکی کی حفاظت میں زخمی ہوا موصل کی جانب شکست کھا کر چلا گیا اور وہیں مر گیا۔ چکر مش گرفتار کر لیا گیا، جادلی کے روبرو پیش کیا گیا۔ جادلی نے تہنید کر دیا اور موصل پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

زنگی بن چکر مش | دوسرے دن اس واقعہ کی خبر موصل پہنچی، اہل موصل نے زنگی بن چکر مش کو امارت کی کرسی پر متمن کیا غزنوی (چکر مش کا غلام)، امور سلطنت کا

بگمراں اور منتظم بنایا گیا۔ لشکریوں کو روپیہ، مال، آلات حرب اور گھوڑے دیئے، موصل کی قلعہ بندی کی، شہر پناہ درست کرائی، چاروں طرف خندقیں کھدائیں، قلعہ ارسلان دانی، بلاد روم سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ قلعہ ارسلان بلاد روم سے فوجیں لے کر موصل کی طرف روانہ ہوا، کوچ و قیام کرتا ہوا نصیبین پہنچا جاولی کو اس کی آمد کی اطلاع ہوئی، موصل کا خیال دل سے نکال کر دوسری طرف کی راہ لی۔ جاولی کی روانگی کے بعد برستی افسر پولیس بغداد، موصل میں وارد ہوا، برستی نے ہر چند اہل موصل کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا مگر وہ مخاطب نہ ہوئے، ناچار اسی دن بغداد کی جانب لوٹ کھڑا ہوا۔ اس کے بعد قلعہ ارسلان نصیبین سے موصل کی طرف روانہ ہوا۔

جاولی سقاوا کی رجبہ کو روانگی | جاولی، موصل سے سبھا چلا آیا تھا، ایلغازی بن ارتق اور چکر مش کے لشکر کا ایک بڑا گروہ جاولی کے پاس آگیا تھا۔ چار ہزار سواروں کی جمعیت ہو گئی تھی، موصل کے قبضہ کا خیال پیدا ہو رہا تھا کہ ملک رضوان بن قش کا خط شام سے آیا۔ لکھا تھا کہ ”عیسائیوں نے بے حد دست درازی شروع کر دی ہے۔ مسلمانان شام میں ان کے مقابلے کی قوت نہیں ہے، تمہاری مدد کی ضرورت ہے جلد آؤ“ جاولی نے اس خط کو پڑھ کر رجبہ کی جانب کوچ کر دیا۔

قلعہ ارسلان کا موصل پر قبضہ | اہل موصل اور چکر مش کے لشکر کے سرداروں نے قلعہ ارسلان کی خدمت میں پیام مصالحت بھیجا، امان کی ذبح کی قلعہ ارسلان نے امان دینے کا حلف لیا، اہل موصل نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا، قلعہ ارسلان نے موصل میں داخل ہو کر ۵ ارجب ۵۷۷ میں قبضہ کر لیا، چکر مش کے لڑکے کو خلعت دیا، خطبہ میں خلافت آب کے بعد اپنا نام پڑھوایا، سلطان محمد کا نام خطبہ سے نکلوادیا، لشکر کے ساتھ اچھے سلوک کئے، قلعہ کو غزلی سے لے لیا، اپنی طرف سے اس کا حاکم مقرر کیا، قاضی ابو محمد عبداللہ بن قاسم شہر زوری کو عہدہ قضا پر کال رکھا اور زمام حکومت

ابوالبرکات محمد بن محمد بن حمیس کو عنایت کی۔

قلا دروس کا قبول اسلام | قلعہ ارسلان کے پہلے ہیوں میں سے امیر ابراہیم بن نیال ترکمانی والی قلعہ زیاد و دخرت،

کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا مناسب ہے، ابراہیم بن نیال کو آمد کی حکومت پر تاج الدولہ تنش نے مامور کیا تھا۔ اُس زمانہ سے آمد اسی کے قبضہ میں رہا۔ محمد بن جیق کا قبضہ قلعہ زیاد پر اس طرح سے ہوا کہ قلا دروس ترجمان بادشاہ روم قلعہ زیاد، الرہا اور انطاکیہ کا مالک تھا۔ جب سلیمان بن قطمش (قلعہ ارسلان کا باپ تھا) نے انطاکیہ کو قلا دروس رومی سے لے لیا اور نخر الدولہ بن جہیر نے دیا۔ بکر یہ قبضہ کر لیا تو قلا دروس رومی کمزور پڑ گیا قلعہ زیاد کو رستموند نے پہنچا سکا، محمد بن جیق کو موقع مل گیا، قلعہ زیاد کو قلا دروس سے چھین لیا۔ صرف الرہا، قلا دروس کے قبضہ میں رہ گیا۔ اس کے بعد قلا دروس، سلطان ملک شاہ کے دست مبارک پر اسلام لایا سلطان ملک شاہ نے اسے الرہا کی حکومت پر بحال رکھا۔

جاولی کا محاصرہ | آپ کو یاد ہو گا کہ جس وقت قلعہ ارسلان، نصیبین پہنچا تھا، اسی وقت جاولی نے موصل سے سنجار کا راستہ اختیار کیا تھا۔ پھر سنجار

سے ملک رضوان کا خط پا کر رجبہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ کوچ و قیام کرتا ہوا آخر ماہ رمضان ۵۵۵ھ میں رجبہ پہنچا۔ اور محاصرہ کر لیا۔ ان دنوں رجبہ میں بنو خیبار میں سے محمد بن سباق نامی ایک شخص حکومت کر رہا تھا۔ محمد بن سباق کو حکومت رجبہ پر ملک وفاق نے مامور کیا تھا۔ ملک وفاق کے مہلے پر خود سر حاکم بن گیا، حکمرانان دمشق کی اطاعت ترک کر کے قلعہ ارسلان کا مطیع ہو گیا تھا اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا۔ جاولی نے جب اس کا محاصرہ کیا تو ملک رضوان کو طلبی کا خط لکھا اور یہ شرط کی کہ رجبہ کو فتح کرنے کے بعد عسائیوں کی مدافعت کی جائے گی، ملک رضوان اس تحریر کے مطابق محاصرہ رجبہ پر آ پہنچا اور شریک محاصرہ ہوا۔ شہر چاہ کے محافظوں میں سے ایک گروہ نے جاولی سے سازش کر لی

حسب قرار داد نصف شب میں دروازہ کھول دیا۔ جاولی اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ محمد سباق نے یہ رنگ دیکھ کر اطاعت قبول کر لی اور اس کے ساتھ عیسائیوں کی مدافعت کے لئے روانہ ہوا۔

جاولی کا موصل پر قبضہ | قلیج ارسلان نے موصل پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے بیٹے ملک شاہ کو جس کی عمر گیارہ سال کی تھی حکومت موصل پر مامور کیا۔ حفاظت و انتظام کی غرض سے ایک فوج بھی دی اور ایک امیر کو نظم و نسق کے لئے بطور اتالیق متعین کیا۔ اس کے بعد جاولی سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ لیکن جاولی کی فوجی قوت سے قلیج ارسلان کے ہمراہی متاثر ہو گئے۔ ابراہیم بن نیال، خابور سے اپنے دارالحکومت آمد کوٹ آیا۔ قلیج ارسلان نے اپنے دارالحکومت سے مزید فوجیں طلب کیں۔ جاولی نے قلیج ارسلان کی فوج کی کمی کا احساس کر کے لڑائی چھیڑ دی، ماہ ذیقعد ۵۷۳ سنہ مذکور میں ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ قلیج ارسلان کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی، جاولی نے موصل میں داخل ہو کر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا۔ سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، چکر مش کے ہمراہیوں کو گرفتار کر کے تاوان وصول کیا۔

جاولی کا محاصرہ جزیرہ | اس کامیابی کے بعد جاولی نے جزیرہ کی طرف قدم بڑھایا، جیش بن چکر مش مع غزلی وہاں موجود تھا۔ اور اس کے باپ کے بہت سے غلام سرفروشی کرنے کو تیار تھے۔ ایک مدت تک جاولی محاصرہ کئے رہا۔ بالآخر چند نہر دینار پر مصالحت کر کے موصل واپس آیا، ملک شاہ بن قلیج ارسلان نے یہ رنگ دیکھ کر سلطان محمد کی خدمت میں نامہ نیاز مندی روانہ کیا، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

قتل صدقہ بن مزید | جس وقت صدقہ بن مزید والی حملہ اور سلطان محمد کے درمیان کشیدگی اور منافرت پیدا ہوئی، اسی وقت سلطان محمد نے صدقہ بن مزید پر فوج کشی کر دی، صدقہ مقابلہ ہوا، لڑائی ہوئی، میدان سلطان محمد کے لشکر کے ہاتھ

صدقہ شکست کھا کر بھاگا۔ اثنار جنگ میں مارا گیا، جیسا کہ ملوک حلقہ کے حالات میں اس واقعہ کو ہم لکھ آئے ہیں۔ سلطان محمد نے اس کے تمام مقبوضہ علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

فخر الدولہ ابوعلی بن عمار | فخر الدولہ ابوعلی بن عمار والی طرابلس، عبیدیوں کے مقابلہ میں خود مختار حکومت کا مدعی ہو گیا تھا اور ان سے قطع تعلق کر لیا

تھا۔ اسی زمانہ میں عیسائیوں نے سواحل شام پر دست درازی شروع کر دی اور آئے دن بلاد اسلامیہ پر حملہ آور اس کا محاصرہ کرنے لگے۔ فخر الدولہ ابوعلی ان کا مقابلہ نہ کر سکا، مسلمانوں کو اس سے سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ اس اثنار میں یہ خبر سننے میں آئی کہ سلطان محمد کی حکومت مستقل ہو گئی ہے، دشمنان شاہی زبردست ہو گئے ہیں، فخر الدولہ ابوعلی نے اپنے برادر عم رازد و المناقب کو طرابلس کی حکومت پر بطور اپنے نائب کے مقرر کیا، لشکرہوں کو چند مہینہ کی تنخواہیں اور روزیہ دیئے، شہر کی حفاظت کا انتظام کیا، جگہ جگہ پہرہ، چوکی مقرر کی، غرض ہر طرح سے طرابلس کو عیسائیوں کے حملہ سے مطمئن دے خطر کر کے بارگاہ سلطانی میں باریاب ہونے کی غرض سے دمشق روانہ ہوا۔

ابن عمار کی روانگی بغداد | غننگین والی دمشق نے گرم جوشی سے استقبال کیا، دمشق کے باہر نیچے نصب کئے گئے، عزت و احترام سے ٹھہرایا گیا چند

دن قیام کر کے بغداد کی جانب کوچ کیا سلطان محمد اور خلافت مآب نے اراکین دولت، سرداران لشکر اور رؤسائے شہر کو استقبال کا حکم دیا، کمال عزت و احترام سے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ فخر الدولہ ابوعلی نے بھی قیمتی قیمتی تحائف اور نذرانے دیباہ خلافت اور بارگاہ سلطانی میں پیش کئے عیسائیوں کے مقابلہ پر امداد کا طلب گار ہوا، مصارف فوج کی ذمہ داری ملی سلطان محمد نے امداد کا وعدہ کیا، فخر الدولہ ابوعلی نے بغداد میں قیام کر دیا، اس کے بعد امیر حسین بن اتابک غننگین نے سلطان محمد سے ملاقات کی، سلطان محمد نے اسے حکم دیا تھا

کہ شاہی فوج کے ساتھ امیر مودود کی ہمراہی میں جا ولی سقاوا کی سرکوبی کے لئے پہلے موصل کی جانب روانہ ہوا اس کے بعد فخرالدولہ ابوعلی کے ہمراہ عیسائیوں پر چڑاؤ کرنے کی غرض سے شام کی طرف کوچ کرے چنانچہ سلطان محمد نے ان کی مخالفت بغداد سے بقصد جنگ روانہ ہوا نہروان پہنچ کر فخرالدولہ ابوعلی کو بلا بھیجا خلعت دیا اور بہت مال اسباب دے کر رخصت کیا 'امیر بن حلیہ شاہ سلطان' انولج دمشق کے ساتھ فخرالدولہ کے ہمراہ دمشق کی جانب روانہ ہوا ذوالمناقب کی عہد شکنی آپ اور پڑپڑ آئے ہیں کہ فخرالدولہ ابوعلی طرابلس سے روانہ ہوئے کے وقت اپنے برادرزادہ ذوالمناقب کو طرابلس کی حکومت پر مقرر کر آیا تھا۔ ذوالمناقب نے فخرالدولہ کی روانگی کے بعد بد عہدی کی 'اہل طرابلس سے متفق اور ان کے ساتھ ہو کر دولت علویہ مصریہ کی اطاعت کا اعلان کیا، افضل بن امیر الجیش کے پاس اطاعت دنیا ز مندی کا عریضہ بھیجا۔ امداد اور رسد کی درخواست کی، افضل بن امیر الجیش، خلیفہ مصر کا وزیر تھا، ان دلوں حکومت و سلطنت پر اسے قبضہ حاصل ہو رہا تھا۔ اس نے شرف الدولہ بن ابوالطیب کو طرابلس کا والی مقرر کر کے روانہ کیا، خزانہ مال، غلہ اور بہت سا اسباب اس کے ہمراہ کر دیا۔ شرف الدولہ نے طرابلس پہنچ کر فخرالدولہ ابوعلی کے اہل و عیال اور ہوا خواہوں کو گرفتار کر کے ان کے مال و ذخائر کو ضبط کر لیا۔ اور سب کو کشتیوں پر بار کر کے مصر روانہ کر دیا۔

جا ولی کی سرکشی جا ولی کا تلخ ارسلان اور ابن چکر مش سے موصل کے لئے لینے اور ان دونوں کے اس کے ہاتھوں ہلاک ہونے کے واقعات ہم اوپر لکھ آئے ہیں، ان دونوں کے مارے جانے سے جا ولی کی حکومت موصل پر مستقل ہو گئی، چونکہ سلطان محمد نے جا ولی کو ان بلاد کی حکومت بھی دیدی تھی جسے اس نے بزور تیغ فتح کیا تھا یا آمدہ فتح کرتا اس وجہ سے اس کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا، فوج کی بھی ایک کافی تعداد جمع ہو گئی۔ خزانہ بھی بھر گیا تھا 'پھر کیا تھا باہلی کا دماغ بھر گیا، سلطان محمد کو جو کچھ سالانہ دیا کرتا تھا بند کر دیا، اس پر طرہ یہ ہوا کہ سلطان نے اسے جنگ صدقہ کے لئے بلا بھیجا وہ نہ گیا۔

اس پر مزید ستم یہ کیا کہ سلطان محمد کے خلاف، صدقہ سے سازش کرنی اور اس کے ساتھ ہو کر سلطان سے لڑنے کے لئے آمادہ ہو گیا۔

امیر مودود کا موصل پر قبضہ | جس وقت سلطان محمد کو ہم صدقہ سے فراغت ہوئی امیر مودود کو عساکر سلطانی کا امیر بنا کر اور موصل کی سند حکومت عطا کر کے جاولی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ امرا ابن برسق، سقمان قطبی، آقسنقر بیتی نصر بن مہلہل بن ابی اشوک کردی اور ابو الہیجا روائی اریل کو امیر مودود کی مدد پر مامور کیا، رفتہ رفتہ شاہی فوج، موصل پہنچی، موصل کے باہر پڑاؤ کیا۔ جاولی نے لڑائی کی پوری تیاری کی تھی، شہر پناہ پر پہرہ چوکی مقرر کر دی تھی، روسا شہر کو جن سے خطرہ محسوس ہوا تھا قید کر دیا تھا۔ شہر میں اپنی بیوی دختر برسق کو پندرہ سو جنگ آوروں کی جمعیت سے ٹھہرا کر شہر چھوڑ دیا۔ اس کی بیوی بھی ہنایت مدبرہ اور ہوشیار تھی، اس نے بھی بہت سے لوگوں سے تادان وصول کیا، استقلال و جرأت سے مقابلہ کرتی رہی، محاصروں کی دال گھائے نہیں گھلتی تھی، اتنے میں محرم ۵۷۷ھ کا دور آ گیا۔ چونکہ جاولی کی بیوی کی سخت مزاحی اور ظلم سے اہل شہر کا کیا ذکر ہے خود اس کی فوج والے بھی تنگ اور بد دل ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے بعض محافظین شہر پناہ نے امیر مودود سے سازش کر کے دروازہ کھول دیا، امیر مودود اپنی فوج کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا، درجہ جاولی نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا، آٹھ روز تک قلعہ نشین رہی نویں روز امیر مودود سے امان حاصل کر کے اپنے بھائی یوسف بن برسق کے پاس قیمتی قیمتی مال و اسباب لے کر چلی گئی امیر مودود نے موصل اور اس کے تمام علاقہ پر قبضہ کر لیا۔

جاولی اور ایلغازی | جاولی نے موصل سے روانہ ہونے کے وقت تمص کو ساتھ لیا دتیمص وہی ہے جس کو سقمان نے گرفتار کیا تھا۔ اور حکمران نے سقمان سے لے لیا تھا، نصیبین پہنچا، ایلغازی بن ارتق والی نصیبین سے سلطان محمد کے مقابلہ پر امداد

کی درخواست کی، الیغازی نے انکاری جواب دیا اور اپنے بیٹے کو فوج کے ساتھ نصیبین میں چھوڑ کر مار دین کی طرف روانہ ہو گیا۔ جاوہلی کو اس کی خبر لگ گئی، وہ بھی الیغازی کے پیچھے پیچھے چلا، مار دین میں پہنچ کر تنہا الیغازی کے پاس گیا، مجبوراً الیغازی نے جاوہلی کی موافقت کی اور اس کے ہمراہ نصیبین آیا، نصیبین سے روانہ ہو کر سنجار پہنچ کر محاصرہ کر دیا، اہل سنجار نے شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا، مقابلہ پرتل گئے، اس کے بعد ایک روز الیغازی کو موقع مل گیا، جاوہلی کو محاصرہ سنجار پر چھوڑ کر رات کے وقت نصیبین بھاگ آیا جاوہلی سنجار کا محاصرہ اٹھا کر رجبہ چلا گیا۔

قصہ بردویل کی رہائی | رجبہ کے قریب پہنچ کر جاوہلی نے قصہ بردویل کو پانچ برس کے بعد لیک

کثیر رقم لے کر ان شرائط سے رہا کیا:-

(۱) جس قدر مسلمان قیدی ہوں وہ رہا کر دیئے جائیں۔

(۲) بہ وقت ضرورت جس وقت طلب کیا جائے امداد کو آجائے۔ جب جاوہلی اور قصہ میں باہم مصالحت ہو گئی تو جاوہلی نے قصہ کو سالم بن مالک والی قلعہ جبر کے پاس بھیجا، قلعہ سپرد کرنے کا پیام دیا۔ سالم نے قلعہ حوالہ کر دیا، اتنے میں قصہ کا خالہ داد بھائی "جو سلیمین" والی تل باشر جو کیمچی سرداروں میں سے ایک نامور شخص تھا آ گیا۔ یہ بھی قصہ کے ساتھ گرفتار ہو گیا تھا۔ لیکن ہمیں ہزار فیہ دے کر رہا ہو گیا تھا۔ اس کے آتے ہی قصہ، انطاکیہ کی طرف، روانہ ہو گیا اور جو سلیمین بطور ضمانت قلعہ جبر میں رہ گیا۔ اس کے بعد جاوہلی نے قلعہ جبر کو، جو سلیمین سے لے لیا اور جو سلیمین کی جگہ اس کے اور قصہ کے سالوں کو ضمانت میں لے کر جو سلیمین کو بقیہ شرائط رہائی پوری کرنے کے لئے قصہ کے پاس روانہ کیا۔

قصہ جو سلیمین اور طنکری کی جنگ | جس وقت قصہ انطاکیہ پہنچا، والی انطاکیہ طنکری نے

کئے، الرہا اور سروج وغیرہ قصہ کے قبضہ میں تھا، لیکن جس وقت قصہ گرفتار کر لیا گیا تھا

اس وقت طنکری نے الرہا وغیرہ کو قمص کے افسروں سے چھین لیا تھا، قمص نے واپسی کا مطالبہ کیا، طنکری نے کہا سا جواب دیدیا، قمص ناراض ہو کر تل باشر چلا گیا، اتنے میں جو سلین آپہنچا، عیسائیوں کو اس سے بے حد مسرت ہوئی، سارا شہر چراغاں کیا گیا، طنکری نے یہ خیال کر کے کہ اگر ان دونوں کو قوت حاصل ہو گئی تو سخت خطرے کا سامنا ہو گا قمص اور جو سلین کا محاصرہ کر لیا۔ چند دن تک محاصرہ کئے رہا، قمص اور جو سلین نے موقع پا کر طنکری والی انطاکیہ کے مقبوضہ قلعوں پر حملہ کر دیا ابو سہیل ارمنی والی رعیان کیسوم اور شمالی حلب کے قلعہ داروں سے امداد کی درخواست کی، ابو سہیل ارمنی نے نایک ہزار سوار قمص کی امداد پر بھیج دیئے، قمص، جو سلین اور طنکری میں گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی، خونریزی کا دروازہ کھل گیا، پوپ اور پادریوں کی ایک جماعت نے درمیان میں پڑ کر باہم جنگ کرنے سے دونوں فریقوں کو روکا، ہمند و طنکری کا ماموں، بھی آگیا۔ پوپ نے طنکری کے خلاف فیصلہ کیا اور حکم دیا کہ الرہا وغیرہ قمص کو واپس دیا جائے، چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق ۹ صفر ۵۵۵ھ میں الرہا وغیرہ قمص کو واپس دیا گیا۔

اس فیصلہ کے بعد قمص نے فرات عبور کیا اور حسب شرائط رہائی، مال مقررہ کا اکثر حصہ اور مسلمان قیدیوں کو جاوولی کے پاس بھیج دیا۔

جاوولی کی روانگی رجب | قمص کو رہا کر کے جاوولی، رجبہ کی طرف چلا گیا، ابو النعم بدران اور ابو کامل منصور لیسراں صدقہ اپنے باپ کے قتل کے بعد سے سالم بن مالک کے پاس مقیم تھے، ان دونوں نے جاوولی سے امداد کی درخواست کی جاوولی نے ان کی پشت پناہی کے لئے ان کے ساتھ حملہ چلنے کا وعدہ کیا اور سب کے سب ابو الغازی تکین کو اس مہم کا سردار بنانے پر متفق ہوئے، ابھی روانگی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ امجد صبا درآپہنچا، سلطان محمد نے اسے رجبہ کی حکومت عنایت کی تھی۔ اس نے جاوولی کو راتے دی کہ ”تم عراق کی طرف بڑھنے کے بجائے شام کا قصد کرو۔ اس وقت شام امجد صبا

سے خالی ہو گیا ہے اور عیسائیوں کی چیرہ دستی روز بروز ترقی پر ہے، اگر تم ایسا کرو گے تو تمہیں سلطان محمد سے آئندہ کسی خطرے کا اندیشہ نہ رہے گا“ جاوہلی نے اس رائے کو پسند کیا۔ سامان جنگ درست کر کے رجب سے روانہ ہو گیا۔

اس کے بعد جاوہلی کے پاس سالم بن مالک والی قلعہ جبیر کا قاصد جاوہلی کا رقبہ کا محاصرہ پہنچا، سالم نے بنی نمیر کی زیادتی کی شکایت لکھی تھی اور امداد کا خواست گارہوا تھا، واقعہ یہ تھا کہ بنی نمیر نے بصرہ سے علی بن سالم والی رقبہ پر حملہ کیا تھا اور علی بن سالم کو قتل کر کے رقبہ پر قبضہ کر لیا تھا، ملک رضوان یہ خبر پا کر حلب سے رقبہ کی طرف روانہ ہوا لیکن بنی نمیر نے تاوان جنگ دے کر مصالحت کر لی۔ چنانچہ ملک رضوان واپس آیا، جاوہلی نے ملک شام جانے کے بجائے بنی نمیر کی سرکوبی کے لئے رقبہ کی طرف کوچ کر دیا، شتر دن تک بنی نمیر کا رقبہ میں محاصرہ کئے رہا، بنی نمیر نے تنگ ہو کر مصالحت کی درخواست کی، بہت سامان و اسباب اور گھوڑے دے کر جاوہلی سے صلح کر لی، جاوہلی نے محاصرہ اٹھا لیا اور سالم کو معذرت نامہ لکھ بھیجا۔

اسی اثناء میں حسین بن اتابک قطلغ تکین فخر الدولہ ابن عمار کے ساتھ جاوہلی اور ایلخازی جاوہلی کے پاس پہنچ گیا، حسین کا باپ گنچہ میں سلطان محمد کا اتابک تھا۔ سلطان محمد نے کسی بات پر نہ راض ہو کر قطلغ تکین کو قتل کر ڈالا، حسین، سلطان محمد کے دربار میں حاضر ہوا، سلطان نے تسلی دی اور اپنے خاص ہم نشینوں میں داخل کر لیا۔ پھر جب عیسائیوں کی چیرہ دستی کی خبر اسے سننے میں آئی تو فخر الدولہ ابن عمار کے ساتھ جاوہلی کے پاس بھیجا۔ تاکہ دربار شاہی کے ساتھ جاوہلی کے تعلقات خوش گوار ہو جائیں اور اس شاہی لشکر کو جو کہ موصل کا حصار کئے ہوئے ہے عیسائیوں پر جہاد کی غرض سے فخر الدولہ ابن عمار کے ساتھ روانہ کر دے، جاوہلی نے بطیب خاطر اسے قبول کیا اور حسین سے کہا ”تم موصل جا کر لشکر موصل کو عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کرو“

اپنے لڑکے کو بطور ضمانت مختارے حوالہ کرتا ہوں، ملک کا نظم و نسق اس شخص کے قبضہ اقتدار میں رہے گا جو سلطان محمد کی طرف سے مامور ہوگا، حسین، جادلی سے رخصت ہو کر اس سے قبل کہ موصل فتح ہو موصل پہنچا۔ شاہی لشکر کو عیسائیوں پر جہاد کی غرض سے کوچ کا حکم دیا، تمام سرداران لشکر نے اس حکم کی تعمیل کی۔ لیکن امیر مودود نے تعمیل سے انکار کیا اور یہ کہا کہ میں بغیر اجازت سلطان محمد، موصل سے کوچ نہیں کروں گا، چنانچہ امیر مودود، موصل کا محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ موصل کو فتح کر لیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

حسین ابن قطن، تلکین، سلطان کی خدمت میں واپس آیا، اور جادلی کی طرف سے نہایت خوبی سے نیاز مندانہ عرض و معروض کیا جس سے سلطان محمد کا دل صاف ہو گیا۔

اس کے بعد جادلی نے شہر بلس کی طرف کوچ کیا اور اسے ملک رضوان بن قنقش کے ملازموں کے قبضہ سے نکال لیا، شہر بلس کے رہنے والوں کی ایک جماعت کو قتل کیا، جس میں قاضی محمد بن عبدالعزیز بن الیاس مشہور فقیہ بھی تھے، یہ نہایت نیک مزاج اور متقی شخص تھے۔

ملک رضوان اور جادلی | اس واقعہ کی خبر ملک رضوان بن وفاق کو پہنچی، آگ بگولا ہو گیا، فوجیں مرتب کر کے جادلی سے جنگ کرنے کے لئے نکل کھڑا ہوا،

طنکری والی، انطاکیہ کو یہ واقعہ لکھ بھیجا، امداد کی درخواست کی، طنکری اپنی فوجیں لے کر رضوان کی کمک پر آ گیا، جادلی نے بھی تمص کے پاس امداد و اعانت کا پیام بھیجا اور جس قدر زور دیا اس کے ذمہ باقی تھا اسے معاف کر دیا۔ چنانچہ تمص اپنی فوج کے ساتھ جادلی کی کمک پر پہنچا جادلی اس وقت بیچ میں تھا، اتنے میں یہ خبر پہنچ گئی کہ موصل پر امیر مودود اور شاہی لشکر نے قبضہ کر لیا ہے، اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ جادلی کا تمام کارخانہ درہم بہم ہو گیا، اکثر ہزار ہوں کے ساتھ چھوڑ دیا، زنگی بن اسفندر گتاش، ہاندی کے ساتھ چھوڑ کر چلے گئے، صہبہ باد، ابدان بن صدقہ اور ابن جکر مش باقی رہ گئے، اتفاق سے رضا کاروں کا ایک گروہ جادلی کی کمک پر آ گیا جس سے جادلی کے قدم میدان جنگ میں جم گئے، تل باشر

پر پڑاؤ کیا، ملک رضوان بھی مع طنکری کے آگیا۔ لڑائی چھڑ گئی۔ عنوان جنگ ایسا تھا کہ ملک رضوان کو شکست ہوتی نظر آرہی تھی، سو اتفاق سے جاوولی کے رکاب کی فوج، ملک رضوان کے مفروز گروہ کے تعاقب میں بڑھی، جاوولی نے اسے واپس کرنے چاہا، چونکہ لڑچھا ہوا تھا اس لئے جاوولی کی کوشش بے کار ثابت ہوئی، مجبوراً میدان جنگ سے قدم وگمگائے، شکست اٹھا کر بھاگا۔ اصبہند صبا و اشام کی طرف چلا گیا، بدان بن صدقہ نے قلعہ جبر کا راستہ لیا، ابن چکر مش نے جزیہ ابن عمر میں جا کر دم لیا، بہت سے مسلمان مارے گئے، والی انطاکیہ نے جاوولی کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا، قمص اور جو سلین تل باشر کی طرف بھاگے، ان دونوں عیسائی امراء نے مسلمانوں سے اچھے سلوک کئے، جو مسلمان شکست پاکران کے پاس آتا تھا، اس کی عزت کرتے تھے زخمی ہوتا تھا تو اس کا علاج کراتے، بھوکوں کو کھانا کھلاتے، برہمنوں کو کپڑے پہناتے اور زادہ دے کر ان کے وطن پہنچا دیتے تھے۔

اس شکست کے بعد جاوولی، رجبہ چلا گیا، گنتی کے چند سوار اس جاوولی دربار شاہی میں | کی رکاب میں تھے، اتفاق یہ کہ امیر مودود والی موصل کا ایک دستہ فوج رجبہ کے گرد و نواح پر شب بخون مارنے کے لئے آگیا۔ جاوولی کو اپنی گرفتاری کا خطرہ پیدا ہوا۔ یہ رائے قائم کی کہ سوائے بارگاہ سلطانی کے مجھے کہیں پناہ نہ ملے گی، حسین بن قطفہ تکیں سے میرے مراسم اتحاد قائم ہیں وہ سلطان سے میری سفارش ضرور کرے گا، چنانچہ نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے قریب اصفہان، لشکر گاہ سلطان میں حاضر ہوا، حسین بن قطفہ تکیں کے یہاں قیام کیا اپنی غم بھری داستان سنائی۔ حسین، جاوولی کو اپنے ہمراہ لے ہوئے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان نے بغزت و احترام ملاقات کی اور اس سے بکتابش بن تکش کو لے کر اصفہان میں قید کر دیا۔

۵۵۵ھ میں سلطان محمد نے امیر مودود والی موصل عیسائیوں اور مسلمانوں کی جنگ | کو عیسائیوں کی جنگ پر مامور فرمایا۔ عثمان قطبی

الی دیار یکد آرمینیہ، ایامی (ایلیکی) وزنگی پسران برسق والیان ہمدان، امیر احمد بک والی راعہ ابوالنجار والی ارمل اور امیر ابوالغازی والی مارودین کو امیر مودود کی امداد کا حکم دیا، میر ابوالغازی بذات خود اس جنگ پر نہیں گیا تھا بلکہ اپنے بیٹے "ایاز" کو اپنی جگہ بھیج دیا تھا، چنانچہ مجاہدین اسلام، سیلاب کی طرح سنجاہ کی طرف بڑھے، عیسائیوں کے چند قلعے فتح کئے، شہر الرہا پر محاصرہ کیا، قتلوں محاصرہ کئے رہے، الرہا والے برابر مقابلہ کرتے رہے، قرب دھوار کے عیسائی امراء یہ سن کر اپنی اپنی فوجیں لے کر دوڑ پڑے، فرات عبور کر کے الرہا کو بچانے کی کوشش کی، لیکن لشکر اسلام کی کثرت اور رعب دواب نے انھیں فرات عبور کرنے سے روک دیا، فرات پر ٹھہر گئے، مسلمانوں نے اس خیال سے کہ عیسائی فرات کو عبور کر کے میدان میں آجائیں الرہا کو چھوڑ کر حران کی طرف کوچ کر دیا۔ جوں ہی مسلمانوں نے الرہا کا محاصرہ اٹھایا، عیسائی امراء الرہا میں داخل ہو گئے، رسد و غلہ اور روزمرہ کی تمام ضروریات کا کافی ذخیرہ الرہا میں جمع کر کے فرات کی جانب واپس ہوئے اور اسے جانب شامی سے عبور کر کے حلب کے مضافات پر لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔

محاصرہ تل باشر عساکر اسلامیہ نے الرہا کا محاصرہ اٹھانے میں سخت غلطی کی۔ اہل الرہا میں محاصرے کی شدت کے باعث مقابلے کی قوت نہ رہی تھی اور نہ ان کے پاس غلہ کا ذخیرہ باقی رہا تھا۔ صبح و شام میں فتح ہو جاتا۔ لیکن ماشاء اللہ عالم بشار کم کمین کا مضمون ہوا، عیسائیوں کی واپسی الرہا اور فرات کو عبور کرنے کی خبر سن کر شاہی لشکر الرہا کی طرف واپس لوٹا، اور پہنچے ہی اسے گھیر لیا، اب کیا تھا، الرہا اب وہ الرہا نہ رہا تھا شہر پناہ کی فصیلوں پر جنگی سپاہیوں کا پہرہ، غلہ اور ضروریات کا کافی ذخیرہ موجود ہو گیا تھا۔ فوج بھی کثرت سے موجود تھی۔ چونکہ کامیابی کی صورت نظر نہ آئی۔ محاصرہ اٹھا کر قلعہ تل باشر پر پہنچ کر محاصرہ کیا، پتیلایش دن تک قلعہ تل باشر کا محاصرہ کئے رہا، جب کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو نہ مجبوری قلعہ تل باشر کا

سے بھی محاصرہ اٹھا لیا، حلب میں داخل ہونے کا قصد کیا، ملک رضوان نے شہر پناہ کے دروازے بند کرا دیے، لٹنے سے انکار کر دیا، ستمان قطبی کا یا بس میں انتقال ہو گیا۔ اس کے ہمراہی اس کا تابوت لے کر اس کے شہر واپس ہوئے، اتنا راہ میں ایلغازی بن ارتق نے ان لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کی، فریقین میں دو دو ہاتھ چل گئے، ان لوگوں نے ایلغازی کو شکست دی۔ ایلغازی اپنا سامنہ لے کر رہ گیا۔

عیسائیوں کی بلاد اسلامیہ پر
ان واقعات کے بعد ابن برسق علیل ہو گیا، امیر احکب
والی مراغہ، سلطان محمد کی خدمت میں ستمان قطبی
کے مقبوضات حاصل کرنے کے لئے روانہ ہوا، قطیع تکین

والی دمشق نے امیر مودود سے میل جول پیدا کر لیا، امیر مودود اس کے ساتھ نہر عاصی پر اتر پڑا، اس سے لشکر اسلام منتشر ہو گیا، عیسائیوں کو اس کی اطلاع ہوئی، مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گئے، فوجوں کو مرتب کیا اور بلاد اسلامیہ کی تسخیر کے ارادے سے قامیہ کی طرف روانہ ہوئے، سلطان بن منقذ والی شیراز یہ خبر سن کر امیر مودود اور قطیع تکین کے پاس پہنچا، دونوں کو نصیحت و ملامت کی، عیسائیوں سے جہاد پر ابھارا، چنانچہ امیر مودود، قطیع تکین اور سلطان بن منقذ، شیراز آ گئے، ڈیرے ڈال دیئے، مورچے قائم کئے۔ عیسائیوں کے لشکر نے بھی ان کے مقابلہ پر پہنچ کر پڑاؤ کیا، لیکن مسلمانوں سے کچھ ایسے مرعوب ہوئے کہ جنگ کے بغیر قامیہ کی جانب لوٹ گئے۔

امیر مودود کا الرہا پر جہاد
منقذ میں امیر مودود نے الرہا اور سردج پر جہاد کی غرض
سے پھر فوج کٹھی کی، پہنچتے ہی الرہا اور سردج کے گرد و نواح

کو زبرد ہر کرے لگا، عیسائیوں کو اس سے سخت مصیبتیں اٹھانی پڑیں، جو سلین والی تل باختر نے موقع پا کر عساکر اسلامیہ پر ایک روز حملہ کر دیا، چند بار برداری کے اوٹ اور فخر پکڑ کر لے گیا، عساکر اسلامیہ نے یہ سن کر حملہ کی تیاری کی، جو سلین مقابلہ پڑایا اور بھاگ گیا۔

معرکہ طبریہ چونکہ آخر ۵۷۰ھ میں بغداد میں بادشاہ بیت المقدس اطراف دمشق پر سے امراء اسلام میں پھر ایک جوش پیدا ہوا، چنانچہ ۵۷۰ھ میں امیر مودود دالی موصل، نینک والی سنجار، امیر اياز بن المیخاری اور قطلغ تکین دالی دمشق نے متحدہ قوت سے عیسائیوں کے مقبوضات کی طرف جہاد کے ارادے سے قدم بڑھا یا۔ عزت عبور کر کے بیت المقدس کی تسخیر کے ارادے سے کوچ کیا، بغداد میں کو اس کی اطلاع ہوئی، جو سلین دالی تل یا شربھی اس کے ہمراہ تھا، اردن میں عیسائیوں نے پڑاؤ کیا، طبریہ کے قریب دونوں فریقوں نے صف آرائی کی، 'معرکہ کارزار گرم ہو گیا، عیسائیوں کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ ایک بڑا گروہ مارا گیا۔ بہت سے دریا تے طبریہ اور نہر اردن میں ڈوب کر مر گئے، لشکر اسلام نے ان کے کیمپ اور کسٹریٹ کو لوٹ لیا۔

امیر مودود کا قتل عیسائیوں کا شکست خوردہ لشکر، طرابلس اور انطاکیہ کے عیسائی لشکر سے جاملو، اپنی غم بھری داستان انھیں سنا کر امداد و اعانت کا خواست گار ہوا، انھوں نے نہایت جوش اور مسرت سے مفرد عیسائیوں کی درخواست قبول کی اور سب کے سب متفق ہو کر جنگ کے ارادے سے واپس ہوئے۔ جبل طبریہ کے دامن میں صف آرا ہوئے، عساکر اسلامیہ نے عیسائی لشکر کا محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد بند کر دی، چھبیس^{۱۵} یوم تک محاصرہ کئے رہے مگر کوئی عیسائی سورما کھلے میدان جنگ میں جنگ کے لئے نہ نکلا، عساکر اسلامیہ نے محاصرہ اٹھا کر عیسائی مقبوضات میں عکاسے بیت المقدس تک غارت گری شروع کر دی، گاؤں، قصبات اور شہروں کو تاراج کیا،

۱۵ مضمون مابین خطوط ہلالی میں نے تاریخ کامل سے اخذ کیا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر

جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۴ مطبوعہ لندن۔

جو عیسائی برسرِ مقابلہ آیا، مارڈالا، کسی عیسائی سردار کے کان پر چوں تک نہ بنگی۔ لشکر اسلام مظفر و منصور و دمشق پہنچا، امیر مودود نے فوجیوں کو آرام لینے کی غرض سے انھیں ان کے وطنوں کی طرف جانے کی اجازت دی اور بغضِ جہاد، آئندہ سال واپسی کا حکم دیا۔ خود قطنج تلکین کے پاس دمشق میں ٹھہر گیا، جامع دمشق میں جمعہ پڑھنے کو گیا تھا، جمعہ پڑھ کر قطنج تلکین کے ساتھ ہاتھ سے ہاتھ ملائے ہوئے جوں ہی صحن میں آیا ایک باطنی نے پہنچ کر چارکاری زخم لگائے جس کے صدمہ سے اسی دن شام ہوتے ہوئے پیام اجل کو لبیک کہہ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ قاتل اسی وقت گرفتار کر لیا گیا تھا۔ قطنج تلکین نے اسی دن امیر مودود کے قصاص میں اسے بھی قتل کر ڈالا۔

آقسنقر ہرستی | سلطان محمد کو اس افسوس ناک واقعہ کی اطلاع ہوئی، موصل اور اس کے صوبہ پر آقسنقر ہرستی کو مشہد میں مامور کیا، اپنے بیٹے ملک مسعود کو ایک عظیم فوج کے ساتھ آقسنقر ہرستی کے ہمراہ موصل روانہ فرمایا اور عیسائیوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا، بلادِ اسلامیہ کے حکمرانوں کو آقسنقر کی اطاعت و امداد کی ہدایت و تاکید کی۔ آقسنقر ہرستی کوچ و قیام کرتا ہوا موصل پہنچا، حسبِ فرمان شاہی چاروں طرف سے اسلامی فوجیں اکٹری جمع ہو گئیں، عماد الدین زنگی بن آقسنقر دیر سلطان الدین محمود فاتح جزیرہ و شام، اور نمیر والی سنجار بھی آگئے، آقسنقر ہرستی نے عساکرِ اسلامیہ کو مرتب کر کے جزیرہ ابن عمر کی طرف کوچ کیا، امیر مودود کے باپ نے اطاعت قبول کی، شہر حوالہ کر دیا اس کے بعد آقسنقر ہرستی مار دین پہنچا، البرغازی والی یار دین نے حسبِ ارشادِ سلطان اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے بیٹے ایاز کو مع فوج، آقسنقر ہرستی کے ہمراہ روانہ کیا۔ آقسنقر ہرستی نے اندرونی معاملات سے فراغت حاصل کر کے الرہا پر پہنچ کر محاصرہ کر دیا۔ دو مہینہ تک محاصرہ کئے رہا، زمانہ محاصرہ میں عیسائیوں سے لڑائیاں ہوتی رہیں۔ لیکن کوئی نتیجہ خیز جنگ نہ ہوتی، رسد کی کمی کی وجہ سے آقسنقر ہرستی کو محاصرہ اٹھا لینا پڑا۔

چونکہ آخر ۵۶۰ھ میں بغداد میں بادشاہ بیت المقدس اطراف دمشق پر
معرکہ طبرہ کی مرتبہ حملے کر چکا تھا اس وجہ سے قطنجکین والی دمشق کی تحریک

سے امراء اسلام میں پھر ایک جوش پیدا ہوا، چنانچہ ۵۶۰ھ میں امیر مودود والی موصل
نیرک والی سنجا، امیر ایزن المیخازی اور قطنجکین والی دمشق نے متحدہ قوت سے عیسائیوں
کے مقبوضات کی طرف جہاد کے ارادے سے قدم بڑھایا۔ غرات عبور کر کے بیت المقدس کی
تسخیر کے ارادے سے کوچ کیا، بغداد میں کو اس کی اطلاع ہوئی، جو سلین والی تل یا شربھی
اس کے ہمراہ تھا، اردن میں عیسائیوں نے پڑاؤ کیا، طبرہ کے قریب دونوں فریقوں
نے صف آرائی کی، معرکہ کارزار گرم ہو گیا، عیسائیوں کی فوج میدان جنگ سے بھاگ
کھڑی ہوئی۔ ایک بڑا گردہ مارا گیا۔ بہت سے دریا تے طبرہ اور نہر اردن میں ڈوب کر
مر گئے، لشکر اسلام نے ان کے کیمپ اور کمپوٹ کو لوٹ لیا۔

عیسائیوں کا شکست خوردہ لشکر، طرابلس اور انطاکیہ کے عیسائی لشکر
امیر مودود کا قتل سے جا ملا، اپنی غم بھری داستان انھیں سنا کر امداد و اعانت کا

نخواست گار ہوا، انھوں نے نہایت جوش اور مسرت سے مفرد عیسائیوں کی درخواست
قبول کی اور سب کے سب متفق ہو کر جنگ کے ارادے سے واپس ہوئے، جبل طبرہ کے
دامن میں صف آرا ہوئے، عساکر اسلام نے عیسائی لشکر کا محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی
آمد بند کر دی، چھبیس روز تک محاصرہ کئے رہے مگر کوئی عیسائی سورما کھلے میدان جنگ
میں جنگ کے لئے نہ نکلا، عساکر اسلام نے محاصرہ اٹھا کر عیسائی مقبوضات میں عکاسے
بیت المقدس تک غارت گری شروع کر دی، گاؤں، قصبات اور شہروں کو تاراج کیا

۱۵ مضمون ما بین خطوط ہلانی میں نے تاریخ کامل سے اخذ کیا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر

جلد ۱ صفحہ ۴۴۲ مطبوعہ لندن۔

جو عیسائی برسرِ مقابلہ آیا، مارڈالا، کسی عیسائی سردار کے کان پر جوں تک نہ رہی۔ لشکر اسلام منظر و منصور دمشق پہنچا، امیر مودود نے فوجیوں کو آرام لینے کی غرض سے انھیں ان کے وطنوں کی طرف جانے کی اجازت دی اور نجف جہاد، آئندہ سال واپسی کا حکم دیا۔ خود قطلع تکین کے پاس دمشق میں ٹھہر گیا، جامع دمشق میں جمعہ پڑھنے کو گیا تھا، جمعہ پڑھ کر قطلع تکین کے ساتھ ہاتھ سے ہاتھ ملائے ہوئے جوں ہی صحن میں آیا ایک باطنی نے پہنچ کر چارکاری زخم لگائے جس کے صدمہ سے اسی دن شام ہوتے ہوتے پیام اجل کو لبیک کہہ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ قاتل اسی وقت گرفتار کر لیا گیا تھا۔ قطلع تکین نے اسی دن امیر مودود کے قصاص میں اسے بھی قتل کر ڈالا۔

آقسنقر برستی | سلطان محمد کو اس افسوس ناک واقعہ کی اطلاع ہوئی، موصل اور اس کے صوبہ پر آقسنقر برستی کو مشہد میں مامور کیا، اپنے بیٹے ملک مسعود کو ایک عظیم فوج کے ساتھ آقسنقر برستی کے ہمراہ موصل روانہ فرمایا اور عیسائیوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا، بلاد اسلامیہ کے حکمرانوں کو آقسنقر کی اطاعت و امداد کی ہدایت و تاکید کی۔ آقسنقر برستی کو یحییٰ و قیام کرتا ہوا موصل پہنچا، حسب فرمان شاہی چاروں طرف سے اسلامی فوجیں اکٹری جمع ہو گئیں، عماد الدین زنگی بن آقسنقر پسر سلطان الدین محمود فاتح جزیرہ و شام، اور نمیر والی سنجار بھی آگئے، آقسنقر برستی نے عساکر اسلامیہ کو مرتب کر کے جزیرہ ابن عمر کی طرف کوچ کیا، امیر مودود کے باپ نے اطاعت قبول کی، شہر حوالہ کر دیا اس کے بعد آقسنقر برستی مار دین پہنچا، ابو الغازی والی یار دین نے حسب ارشاد سلطان اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے بیٹے ایاز کو مع فوج، آقسنقر برستی کے ہمراہ روانہ کیا۔ آقسنقر برستی نے اندرونی معاملات سے فراغت حاصل کر کے الرہا پر پہنچ کر محاصرہ کر دیا۔ دو مہینہ تک محاصرہ کئے رہا۔ زمانہ محاصرہ میں عیسائیوں سے لڑائیاں ہوتی رہیں۔ لیکن کوئی نتیجہ خیز جنگ نہ ہوئی، رسد کی کمی کی وجہ سے آقسنقر برستی کو محاصرہ اٹھالینا پڑا۔

شمیٹناط کی طرف چلا گیا۔

ان لڑائیوں اور زمانہ محاصرہ الرہا میں الرہا، "سروج اور شمیٹناط کے مضافات و ضلاع" لشکر اسلام کی غارت گری کی نذر ہو گئے، دیہات، قصبات اور شہر اُجڑ گئے۔

عیسائیوں کا ترک وطن و روانگی انطاکیہ | اسی اثناء میں کراسک عیسائی بادشاہ مرغش، کیسوم اور رعیان کا انتقال ہو گیا تھا، اس کی بیوہ، لشکر اور حکومت پر قابض ہو گئی تھی، برستی کی خدمت میں نیاز نامہ بھیجا، اطاعت و قریاں برداری کا اظہار کیا، برستی نے بھی اپنا سفیر روانہ کیا۔ بیوہ کراسک نے برستی کے سفیر کی عزت کی 'نذرانے' اور تحائف دے کر برستی کی خدمت میں واپس کیا۔ اس واقعہ سے بہت سے عیسائی ترک وطن کر کے انطاکیہ چلے گئے۔

ایاز بن ابوالغازی کی گرفتاری و رہائی | اس کے بعد برستی نے ایاز بن ابوالغازی کو اس وجہ سے کہ ابوالغازی نے برستی کے حکم کی تعمیل نہیں کی تھی گرفتار کر لیا ابوالغازی کو اس کی اطلاع ہو گئی، فوجیں مرتب کر کے برستی سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر دیا۔ چنانچہ ابوالغازی اور برستی سے معرکہ آرائی ہوئی، برستی شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا، ابوالغازی نے اپنے بیٹے ایاز کو قید سے چھڑایا جیسا کہ آپ ابوالغازی کے سلسلہ حکومت کے تذکرے میں پڑھیں گے۔

ابوالغازی کی گرفتاری | سلطان محمد نے ابوالغازی کو اس حرکت پر عتاب آموز خط لکھا، انجام کار اور شاہی قوت کی دھمکی دی، ابوالغازی بخوف سلطان قطنجکین والی دمشق کے پاس چلا گیا۔ والی دمشق قطنجکین اور عیسائی امراء شام نے باہم ایک دوسرے کی امداد کی قسمیں کھائیں ابوالغازی دیار بکر کی طرف پس ہوا۔ قزحان بن قراجہ والی حمص کو اس کی خبر لگ گئی، اچانک موت کی طرح ابوالغازی کے سر پر پہنچ گیا، ابوالغازی کے ہمراہی چند روز آرام کرنے کی غرض سے اپنے اپنے

شہروں کو چلے گئے تھے، چند سوار اس کی رکاب میں باقی رہ گئے تھے، قزجان کو اس ارادے میں کامیابی ہوئی، ابو الغازی کو گرفتار کر لیا۔ قطلغ تکیں والی دمشق اس خبر سے آگاہ ہو کر اپنی فوج کے ساتھ دوڑ پڑا۔ قزجان کو ابو الغازی کی رہائی کا پیغام بھیجا۔ قزجان نے انکاری جواب دیا اور یہ کہلا بھیجا، ”اگر قطلغ تکیں اُٹے پاؤں واپس نہ جائے گا تو میں ابو الغازی کو قتل کر ڈالوں گا۔“ آئندہ جو کچھ ہونا ہوگا ہوگا۔ قطلغ تکیں دمشق کی جانب واپس ہوا۔

قزجان نے ان واقعات کی دربار شاہی میں اطلاع کر دی تھی ابو الغازی کی رہائی اور حکم کا انتظار کر رہا تھا، اتفاق سے جواب آنے میں تاخیر ہوئی اس وجہ سے ابو الغازی سے قسم لے کر اور اس کے بیٹے ایاز کو بطور ضمانت کے اپنے قبضہ میں کر کے رہا کر دیا۔ چنانچہ ابو الغازی قید سے رہا ہو کر حلب گیا اور ترکمانوں کو جمع کر کے قزجان کا محاصرہ کر لیا۔ اپنے بیٹے ایاز کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ اتنے میں شاہی شکر آگیا۔

ابو الغازی اور قطلغ تکیں کی بغاوت آپ اور پڑھ آئے ہیں کہ ابو الغازی اور قطلغ تکیں والی دمشق نے سلطان محمد کے خلاف علم بناد بلند کر دیا تھا اور عیسائیوں کی قوت مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت بڑھ گئی تھی، سلطان محمد نے اس کا احساس کر کے ایک بڑی فوج جس کا سپہ سالار ”امیر ہرستی“ والی ہمدان تھا ابو الغازی، قطلغ تکیں کو ہوش میں لانے اور عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کی، اس جہم میں امیر جیش بک، ”امیر کشغره“ موصل اور جزیرہ کا شاہی لشکر بھی شریک تھا، ماہ رمضان ۵۵۵ھ میں یہ لشکر روانہ ہوا، دبیائے فرات کو ”رقہ“ کے قریب سے عبور کر کے ”حلب“ پہنچا۔ لولو، خادم والی حلب اور سپہ سالار لشکر حلب ”شمس الخواص“ سے حلب کو سپرد کرنے کا مطالبہ کیا، شاہی فرمان دکھلایا، لولو، خادم اور شمس الخواص نے

بظاہر حیلہ و حوالہ سے ٹالا اور خفیہ طور سے ابو الغازی اور قططنح تکین یہ واقعات لکھ بھیجے، امداد کے لئے بلایا۔ چنانچہ ابو الغازی اور قططنح تکین دونوں سواروں کی جمعیت سے آگیا۔ اہل حلب نے شہر حوالہ کرنے اور شاہی فرمان کی تعمیل سے انکار کر دیا، برستی نے شاہی افواج کو حماہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ حماہ "قططنح تکین" کے دائرہ حکومت میں تھا، برستی نے بروز تیغ اس کو فتح کر کے حسب فرمان سلطان قزجان والی حمص کو دے دیا۔ یہ امر امرار لشکر کو ناگوار گزرا۔

قلعہ فامیہ کا محاصرہ جب حماہ قزجان کو دیدیا گیا تو ایاز ابن ابو الغازی نے اپنے بیٹے کو ضمانت کے طور پر قزجان کے حوالہ کر دیا۔ ابو الغازی، قططنح تکین اور شمس الخواص شاہی لشکر کے مقابلہ میں امداد حاصل کرنے کی غرض سے انطاکیہ چلے گئے، برودیل والی انطاکیہ سے امداد طلب کی، اسی اثنا میں اتفاق سے بغدادیوں والی قدس شریف اور والی طرابلس وغیرہ عیسائی سلاطین بھی انطاکیہ میں آ گئے، لشکر اسلام سے جنگ کرنے کی بابت مشورہ ہوا۔ یہ رائے قرار پائی کہ اس وقت مسلمانوں سے جنگ نہ کی جائے، قلعہ فامیہ میں چل کر قیام کیا جائے اور جب موسم سرما آجائے اور لشکر اسلام موسم سرما کی وجہ سے متفرق ہو جائے تو مسلمانوں پر حملہ کیا جائے، دو ماہ تک اس قرار داد کے مطابق قلعہ فامیہ میں ٹھہرے رہے، موسم سرما آ گیا۔ لیکن اسلامی عسا کر موسم سرما میں متفرق نہ ہوئے اس سے عیسائیوں کا جوش ٹھنڈا ہو گیا، اپنے ارادوں اور تمناؤں کا خون کر کے اپنے اپنے شہروں کو لوٹ گئے۔ ابو الغازی، مارون کی جانب اور قططنح تکین دمشق کی جانب واپس گیا۔ عسا کر اسلامیہ نے کفرطاب (عیسائی مقبوضات) کی طرف حرکت کی، پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا، اور بزور تیغ قبضہ کر کے والی کفرطاب کو گرفتار کر لیا باقی ماندہ

لے سلطان محمد نے یہ حکم دیا تھا کہ اس مہم میں جتنے شہر فتح ہوں وہ سب قزجان کو دیئے جائیں ۱۲ مندرجہ اللہ

عیسائی جنگ آوروں کو قتل کر ڈالا اس کے بعد قلعہ فامیہ پر حملہ آور ہوئے۔ اہل قلعہ نے دروازہ بند کر لیا، قلعہ نہایت مضبوط تھا کسی طرف سے حملہ کرنے کا موقع نہ ملا۔

فامیہ سے ناامید ہو کر معرہ کی طرف واپس ہوا، معرہ بھی عیسائیوں کی غارت گری | عیسائیوں کے قبضہ میں تھا۔ جیوش بک عساکر اسلامیہ سے

علیحدہ ہو کر مراغہ کی طرف گیا اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر لیا، البقیہ اسلامی لشکر معرہ سے حلب چلا آیا۔ حسب دستور تمام اسباب اور خیموں کو آگے روانہ کرایا تھوڑی سی فوج حفاظت کی غرض سے ساتھ تھی، البقیہ فوج متفرق طور پر بے خوف و خطر کوچ کر رہی تھی، بردویل والی انطاکیہ، کفرطاب کے محاصرہ کی خبر سن کر پانچ سو سووار اور دو ہزار پیادوں کی جمعیت سے کفرطاب کی امداد کے لئے روانہ ہو گیا تھا۔ مسلمانوں کو اس کی خبر نہ تھی، بردویل ہی کے لشکر کے قریب پڑاؤ کر دیا، بردویل کو موقع مل گیا، فوراً حملہ کر دیا۔ تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ محافظوں اور غلاموں کو قتل کیا اور جیسے جیسے اسلامی لشکر متفرق طور پر آتا گیا تیرتیج کرتا گیا، ان واقعات کے اثناء میں امیر برستق "بھی آپہنچا، مسلمانوں کو خاک و خون پر لوٹتا ہوا دیکھ کر بھڑک اٹھا شمشیر بکف ہو کر لڑنے پر تیار ہو گیا، لیکن اپنے بھائیوں کے اصرار سے مجبور ہو کر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ جنگ سے اعراض کر کے کوچ کر دیا، عیسائیوں نے ایک کوس تک تعاقب کیا، جب "امیر برستق" ہاتھ نہ آیا تو واپس آئے چاروں طرف سے مسلمانوں پر مار دھاڑ شروع کر دی اور بے گناہوں کو قتل کر کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کیا۔

امیر برستق کی وفات | ایاز بن ابوالغازی کے مسلمان محافظوں نے یہ رنگ دیکھ کر المیہ کو قتل کر ڈالا، حلب اور دیگر بلاد اسلامیہ کے رہنے والے لشکر

اسلام کا یہ حال سن کر بے خوف جان و آئندہ ترک وطن کر کے اسلامی شہروں میں چلے آئے، فتح یابی اور امداد سے ناامید ہو گئے، البقیہ عساکر اسلامیہ شکست کھا کر اپنے اپنے شہروں کو لوٹ گیا، برستق اور اس کا بھائی زنگی اپنی امیدوں اور تمناؤں کو اپنے اپنے

سینوں میں بے ہونے ساتھ میں ملک عدم کو روانہ ہو گئے۔

ان واقعات کے ختم ہونے پر سلطان محمد نے موصل
جیوش بک اور مسعود بن سلطان محمد
کی موصل پر حکومت
اور ان شہروں کی حکومت "امیر جیوش بک" کو عنایت
کی جو آق سقر ہستی کے زیر حکومت تھے۔ اور اپنے
بیٹے مسعود کو اس حکومت میں شریک کر کے "امیر جیوش بک" کے ہمراہ روانہ کیا۔ ہستی نے رجب
میں قیام اختیار کیا، یہ بھی اس کے مقبوضات میں تھا۔ یہاں تک کہ سلطان محمد نے
وفات پائی۔

جاولی ستقاوا اور سلطان محمد
آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ جس وقت جاولی ستقاوا، سلطان محمد
کی خدمت میں باریاب ہوا، سلطان محمد اُس سے راضی
ہو گیا، اسے ملک فارس کی سند حکومت عطا کی، اپنے بیٹے جعفری بک کو جس نے حال ہی
میں رضاعت کا زمانہ پورا کیا تھا اس کے ہمراہ روانہ کیا اور یہ اقرار لیا کہ ملک فارس کی
ہر طرح سے اصلاح کی جائے گی، مفسدوں اور باغیوں کی سرکوبی کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت
نہ کیا جائے گا۔

جاولی کا قلعہ اصطخر پر قبضہ
جاولی ستقاوا، سلطان سے رخصت ہو کر فارس کی طرف روانہ
ہوا، "امیر بلداجی" کے مقبوضہ بلاد سے ہو کر گذرا، "امیر بلداجی"
سلطان ملک شاہ اول کے مخصوص غلاموں سے تھا، کلیل، سراۃ اور قلعہ اصطخر وغیرہ
بہد قابض ہو رہا تھا جاولی ستقاوا نے جعفری بک سے ملنے کی غرض سے بلداجی کو بلا بھیجا جو
"امیر بلداجی" جعفری بک کی خدمت میں حاضر ہوا، جعفری بک جیسا کہ جاولی نے اسے سکھا
رکھا تھا بول اٹھا "اسے پکڑ لو" جاولی ستقاوا نے اسی وقت بلداجی کو گرفتار کر لیا، مال و
اسباب کو لوٹ لیا، بلداجی کا بہت بڑا ذخیرہ اور خزانہ اس کے لہلہ و حال کے ساتھ قلعہ اصطخر میں تھا
قلعہ اصطخر کی محافضت پر اس کا وزیر نیسی مامور تھا۔ بلداجی کی گرفتاری سن کر باغی ہو گیا، بلداجی

کے اہل و عیال کو قلعہ سے نکال کر بلداجی کے پاس بھیج دیا اور قلعہ پر خود قابض ہو گیا، جب جاوہلی سقاوانے ملک فارس پر تسلط حاصل کر لیا تو قلعہ اصطخر کو بھی خیمی کے قبضہ سے نکال لیا۔ اپنا خزانہ اور ذخیرہ اس میں محفوظ کر دیا۔

اس کے بعد جاوہلی سقاوانے حسین بن مبارزہ امیر شہر انکارہ جاوہلی اور حسین بن مبارزہ | اگر دودائی نسا کو طلبی کا خطرہ واز کیا، حسین نے جواباً لکھا "میں سلطان کا خادم ہوں، مجھے حاضری میں غدر نہیں ہے۔ لیکن جو برتاؤ آپ نے امیر بلدی کے ساتھ کیا ہے وہ مجھے معلوم ہے اس خطرہ کے خیال سے میں حاضری سے معذور ہوں" جاوہلی سقاوانے اس مراسلہ کو دیکھ کر واپسی کا حکم دے دیا۔ قاصد نے واپس ہو کر حسین کو جاوہلی کی واپسی سے مطلع کیا، حسین نے بے حد خوشی منائی، جاوہلی تھوڑی دور چل کر ٹوٹ پڑا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے حسین کے سر پر پہنچ گیا، حسین سے کچھ بنائے نہ بنی، بھاگ نکلا قلعہ عدرالج میں جا کر پناہ لی۔

جاوہلی نے اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کر لیا، مال و اسباب پر قابض جاوہلی کی فتوحات | ہو گیا۔ اس کے بعد شہر نسا کی طرف کوچ کیا، اہل نسا نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے، شہر حوالہ کر دیا، جاوہلی نے نسا پر قبضہ کر کے ملک فارس کے اکثر شہروں کو اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ انھی میں "جہرم" تھا۔ پھر حسین کا قلعہ عدرالج پر جا کر محاصرہ کر لیا، مدتوں محاصرہ کئے رہا۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو شیراز کی جانب واپس ہوا اور کچھ عرصہ قیام کر کے گازرون پر حملہ کیا اور اس پر بھی بزدل تیغ قبضہ کر کے امیر ابو سعید بن محمد کے قلعہ پر محاصرہ کیا۔ دس برس تک محاصرہ کئے رہا۔ اثناء محاصرہ میں ابو سعید نے دو مرتبہ صلح کا پیام بھیجا۔ جاوہلی نے دونوں بار ابو سعید کے قاصدوں کو قتل کر ڈالا اور محاصرہ میں اور سختی کر دی، ابو سعید نے امان کی درخواست کی قلعہ حوالہ کر دینے کا اقرار کیا۔ چنانچہ جاوہلی نے قلعہ پر قبضہ کر کے ابو سعید

کومان دیدی۔ اس کے چند روز بعد ابوسعید کو جادلی سے کشیدگی پیدا ہوئی، موقع پا کر بھاگ گیا، جادلی نے اس کے لڑکے کو گرفتار کر لیا، اتفاق یہ کہ ابوسعید بھی گرفتار کر لیا گیا، جادلی نے اسے قتل کر ڈالا۔

فتح دارابجرد | اس ہم کو سر کر کے جادلی نے دارابجرد کی طرف قدم بڑھایا، ابراہیم والی دارابجرد میں مقابلے کی طاقت نہ تھی، اور مصالحت کا نتیجہ بھی کچھ اچھا

نظر نہ آیا۔ شہر چھوڑ کر ارسلان شاہ بن کرمان شاہ بن ارسلان بک بن قاروت بک والی کرمان کے پاس چلا گیا۔ جادلی نے دارابجرد پر محاصرہ کر دیا۔ اہل دارابجرد، قلعہ نشین ہو گئے، جادلی کی دال نہ لگی، محاصرہ اٹھا کر واپس ہوا اور کرمان کے راستہ سے دارابجرد کی طرف لوٹا، اہل دارابجرد نے یہ خیال کر کے کہ والی کرمان کی امدادی فوج آرہی ہے۔ جادلی کی فوج کو قلعہ میں داخل کر لیا، پھر کیا تھا، قیامت برپا ہو گئی، قتل عام کا بازار گرم ہو گیا، مال و اسباب لوٹ لیا گیا، گنتی کے چند آدمی جاں برہوئے۔

کرمان پر فوج کشی | اس فتح یابی کے بعد جادلی نے کرمان کا قصد کیا، حسین سردار شوانکارہ اکراد کو کرمان پر حملہ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا، حسین کو جب چھٹکارے کی کوئی صورت نہ آئی، مجبوراً تعمیل حکم کے لئے حاضر ہو گیا اور جادلی کے ساتھ کرمان گیا، جادلی نے والی کرمان کے پاس (قاضی ابوطاہر عبداللہ بن طاہر قاضی شیراز کی معرفت) یہ پیام بھیجا کہ شوانکارہ اکراد اسلطانی رعایا ہیں تم ان کو میرے پاس واپس کر دو ورنہ میں تم پر حملہ کروں گا، والی کرمان نے جواب دیا۔ مجھے شوانکارہ اکراد کو واپس کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے۔ لیکن چونکہ میں نے انھیں پناہ دی ہے۔ لہذا میں ان کی سفارش کرتا ہوں، اُن کو آپ کسی قسم کی تکلیف نہ دیجئے گا، جادلی نے والی کرمان کے قاصد کی بے حد عزت کی، انعام دیا اور خلعت عطا کیا اور اُسے اُس کے آقا والی کرمان کی طرف سے بدن کر کے اپنا جاسوس بنا کر واپس کیا۔ والی کرمان کا قصد

واپس ہو کر لشکر کرمان کو جو دزیرہ والی کرمان کی ماتحتی میں، سیرجان میں ٹھہرا ہوا تھا ایسی پٹی پڑھائی کہ دزیرہ نے اپنی فوج کو منتشر کر دیا، بات کی بات میں سیرجان اپنے محافظوں سے خالی ہو گیا، جاولی اسی وقت کا منتظر تھا فوراً اپنی فوج کو کرمان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور ایک قلعہ کا محاصرہ کر لیا، اس سے والی کرمان کو قاصد کی طرف سے ہنسی پیدا ہوئی، گرفتار کر لیا، حالات دریافت کئے تو معلوم ہوا کہ قاصد، جاولی سے مل گیا ہے، والی کرمان نے قاصد کو قتل کر کے اس کا مال و اسباب اور مکان لوٹ لیا، فوج کو تیاری کا حکم دیا، والی قلعہ (جس کا جاولی محاصرہ کئے ہوئے تھا،) بھی والی کرمان سے آ ملا۔

جاولی کی شکست | چنانچہ والی کرمان چھ ہزار سواروں کی جمعیت سے جاولی کی جنگ پر روانہ ہوا۔ اور والی قلعہ کی رائے سے معمولی راستہ کو چھوڑ کر اجنبی راستہ کو اختیار کیا۔ جاولی کو اس کی خبر لگ گئی، ایک سردار کو خبر لانے کی غرض سے روانہ کیا، اس سردار نے معمولی راستہ پر کسی کو نہ پایا۔ جاولی کے پاس آیا اور یہ اطلاع دی کہ لشکر کرمان میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی اس وجہ سے واپس گیا، جاولی مطمئن ہو گیا۔ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ لشکر کرمان نے جاولی کے لشکر پر چھاپہ مارا یہ واقعہ ماہ شوال ۷۸۷ھ کا ہے، جاولی شکست کھا کر بھاگا، لشکر کا زیادہ حصہ کام آ گیا۔ بہتیرے گرفتار کر لئے گئے۔ اسی اثنا میں خسرو اور ابن ابی سعد جن کے باپ کو جاولی نے قتل کیا تھا آ گئے، جاولی انھیں دیکھ کر گھبرا گیا، ان دونوں نے جاولی کو تشفی دی اور بہ حفاظت تمام شہر لٹا رہنچا دیا۔ اس کا بقیہ لشکر بھی ہر کسی طرح اپنی جان بچا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا تھا آ گیا، والی کرمان نے بھی جاولی کے قیدیوں کو رہا کر کے زاد سفر دے کر رخصت کر دیا، یہ بھی جاولی کے پاس آ گئے۔ جاولی والی کرمان سے بدلہ لینے کی تیاری کر رہا تھا کہ جعفر بنی بک ابن سلطان محمد کا ماہ

ذی الحجہ ۵۹۰ھ میں انتقال ہو گیا۔ اس وقت اس کی عمر پانچ برس کی تھی۔ جاولی کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے، تمناؤں کا خون ہو گیا۔ والی کرمان سے بدریغے کا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔

جاولی کا انتقال | والی کرمان نے سلطان محمد کی خدمت میں عرض داشت بھیجی، جاولی کی دست درازی کی شکایت کی اور یہ درخواست کی کہ جاولی کو آئندہ جنگ و جدال سے منع کر دیا جائے، سلطان محمد نے جواب دیا۔ تمہارے لئے مناسب یہ ہے کہ جاولی کو راضی کرو اور اس سرحدی قلعہ کو جس کا اس نے محاصرہ کر رکھا ہے۔ اسے دیدہ قاصد کے واپس آنے کے بعد ہی رجب الاول ۵۹۱ھ میں جاولی اپنی تمناؤں کو اپنے سینہ میں لئے ہوئے چل بسا۔ والی کرمان کو اطمینان حاصل ہو گیا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

سلطان محمد کی وفات | آخر ۲۴ ماہ ذی الحجہ ۵۹۱ھ میں سلطان محمد نے اپنی حکومت کے بارہویں برس سفر آخرت اختیار کیا، اپنی موت سے دس روز پہلے اپنے بیٹے محمود کے حق میں ولیعهدی کی وصیت کی اور تمام کاروبار سلطنت اسے سپرد کرنے کی ہدایت فرمائی۔ جب سلطان محمد نے وفات پائی تو حسب وصیت سلطان محمد اس کا بیٹا محمود تخت آرائے حکومت ہوا۔ اس کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا۔ محمود اس وقت قریب بلوغ پہنچ گیا تھا۔

سلطان محمد، نہایت شجاع، عادل، خوش خلق تھا۔ فرقہ باطنیہ کے خاتمہ میں اس نے بہت بڑا حصہ لیا جسے آپ فرقہ باطنیہ کے حالات میں پڑھ آئے ہیں یہ

۱۱ سلطان محمد کی ولادت ۸ شعبان ۵۸۹ھ میں ہوئی تھی۔ سنہ ۵۹۱ھ میں چار ماہ اور چھ دن کی عمر پائی، ذی الحجہ ۵۹۰ھ میں دعوے دار سلطنت ہوا۔ جامع بغداد میں بارہ ماہ اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور موقوف کیا گیا اسے بہت سے مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ رباعی ۵۹۱ھ پر،

باب سُلطان محمود بن سلطان محمد

سُلطان محمود نے تخت حکومت پر متمکن ہو کر قلمدان وزارت وزیر السلطنت ابو منصور کے سپرد کیا۔ خلیفہ مستنصر باللہ کی خدمت میں عرض داشت بھیجی، خطبہ میں نام داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ چنانچہ نصفاً تیرہویں محرم جمعہ کے دن، محمود کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا۔ بغداد کی پولیس افر پر طہرون (مجاہد الدین بہروز) کو بحال رکھا۔ سلطان محمد نے اسے اس عہدہ پر ۵۲۰ میں مامور کیا تھا۔

بہروز کی معزولی آقسنقر برستی رجبہ میں رہتا تھا، سلطان محمد نے آقسنقر برستی بطور جاگیر رجبہ عنایت کیا تھا، آقسنقر برستی، رجبہ میں اپنے بھائی عزالدین مسعود کو اپنا نائب مقرر کر کے سلطان محمد کے انتقال سے قبل جاگیر بڑھا۔ کی غرض سے سلطان محمد کی خدمت میں آ رہا تھا۔ اثنائے راہ میں یہ معلوم ہوا کہ سلطان کا انتقال ہو گیا ہے۔ بغداد کی جانب لوٹ پڑا۔ بہروز افسر پولیس بغداد کو اس کی اطلاع

دفعہ ۱۵۱۷ سے آگے، بالآخر رجب اس کے بھائی سلطان برکیاروق نے وفات پائی تو زمام حکومت مستقل طور سے اس کے قبضہ میں آئی۔ بڑی شان و شوکت اور عجب اب دلا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابوا

ہوئی، برستی کو بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا۔ برستی، سلطان محمود کی خدمت میں باریاب ہوا، چونکہ امراء و اراکین سلطنت، بہروز سے ناراض تھے اس وجہ سے عرض معوض کر کے بغداد کی پولیس افسری پر برستی کی تقرری اور بہروز کی معزولی کا حکم صادر کرایا۔ چوتھی برستی، دارالخلافہ بغداد میں اپنی تقرری اور بہروز کی معزولی کا فرمان شاہی لئے ہوئے داخل ہوا۔ بہروز بغداد چھوڑ کر تکریت بھاگ گیا۔ اس کے بعد سلطان محمود نے بغداد کی پولیس افسری پر امیر عماد الدین منکیرس کو مامور کیا۔ امیر منکیرس نے اپنے بیٹے حسین بن ازبک کو اپنا نائب بنا کر بغداد روانہ کیا۔ برستی کو اس کی خبر لگی تو جیں ترب کر کے مقابلہ پر آیا، لڑائی ہوئی، حسین کو شکست ہوئی اور مارا گیا۔ باقی ماندہ سلطان محمود کے پاس بھاگ آئے۔ یہ واقعہ خلیفہ مستنصر کے انتقال سے پہلے کا ہے۔

دُبْنِسْ بن صدقہ | وہیں بن صدقہ اسی زمانہ سے سلطان محمد کی خدمت میں تھا جب کہ اس کا باپ صدقہ مارا گیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں سلطان محمد نے اسے جاگیریں دی تھیں اور بے ہد عزت افزائی کی تھی اس نے حلقہ پر اپنی طرف سے سعید ابن حمید عمری کو مقرر کر رکھا تھا۔ سلطان محمد کی وفات کے بعد سلطان محمود سے اجازت حاصل کر کے سلطان محمود کے ساتھ حلقہ چلا آیا، اس خبر کو سن کر عرب اور کردوں کا ایک بڑا گروہ جمع ہو گیا۔

خلیفہ مستنصر باللہ کی وفات | ان واقعات کے بعد خلیفہ مستنصر باللہ بن مقتدی باقر اللہ نے ماہ ربیع الآخر ۶۸۸ھ میں وفات پائی اس کا بیٹا مسترشد باللہ تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ اس کا نام فضل تھا۔ ابونصور رکنیت بھی خلفاء عباسیہ کے سلسلہ میں ہم اے تحریر کر آئے ہیں۔

ملک مسعود اور برستی | ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ سلطان محمود نے اپنے بیٹے مسعود کو موصل کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ اس کا اتنا بک جوش بک

اس کے ساتھ تھا۔ جب سلطان محمد کی وفات کی خبر ملک مسعود کو پہنچی تو ملک مسعود نے موصل سے حله کے خیال سے کوچ کر دیا۔ اتابک جیوش بک، وزیر السلطنت فخر الملک، ابو علی بن عمار روائی مطرابلس، قسیم الدولہ زنگی بن آق سنقر والی سنجار، ابوالہیجا والی اربل اور کربادی بن خراسان ترکمانی والی بوازرج وغیرہ اپنی فوجوں کے ساتھ رکاب میں تھے۔ دُنبیں نے ان لوگوں کی مدافعت پر کرباندھی، مجبور ہو کر دارالخلافت کی جانب واپس ہوئے، برستی افسر پولیس بغداد خم ٹھونک کر میدان میں آیا اور دارالخلافت بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا۔ ملک مسعود نے یہ رنگ دیکھ کر جیوش بک کو برستی کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ ”ہم لوگ تم سے لڑنے کے لئے نہیں آئے بلکہ دُنبیں والی حله کے مقابلے میں تم سے امداد طلب کرنے کے لئے آئے ہیں“ آؤ! ہم اور تم مل کر دُنبیں پر حملہ کریں۔ برستی اس پیام سے راضی ہو گیا، باہم عہد و پیمان ہوا چنانچہ ملک مسعود نے ”بغداد پہنچ کر دارالملک میں قیام کیا۔“

برستی نے امیر منکبرس کے بیٹے حسین کو شکست
ملک مسعود اور برستی کی پیش قدمی

دے کر مارڈالا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں چنانچہ امیر منکبرس، فوجیں مرتب کر کے برستی کی گوشمالی کے لئے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ جب اسے اس امر کی اطلاع ہوئی کہ ملک مسعود، بغداد میں داخل ہو گیا ہے تو نعمانیہ کی جانب سے دجلہ کو عبور کر کے دُنبیں کے پاس پہنچا۔ امداد کی درخواست کی۔ امیر منکبرس کی آمد اور واپسی کی خبر ملک مسعود کو ہو گئی۔ لڑائی کا جھنڈا لے کر نکلا

جیوش بک، برستی وغیرہ امراء رکاب میں تھے۔ کوچ و قیام کرتا ہوا مدائن پہنچا۔ امیر منکبرس اور دُنبیں کی فوج کی کثرت نے کمرہمت توڑ دی۔ آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ بلا حیدال و قتال واپس ہوا۔ نہر صرصر کو عبور کر کے چاروں طرف غارت گری شروع کر دی۔ خلیفہ مسترشد نے ملک مسعود اور برستی کو ان کی زیادتیوں اور لوٹ مار

کی شکایت لکھ بھیجی اور باہم مصالحت کر لینے کی ہدایت کی۔ اس اثنا میں یہ خبر سننے میں آئی کہ امیر منکبرس اور دہلیش نے منصور برادر دہلی اور امیر حسین بن ازیک کی ماتحتی میں ایک بڑا لشکر دارالخلافہ بغداد کی حمایت کے لئے روانہ کیا ہے۔

برستی کی مراجعت | برستی یہ سنتے ہی اپنے لڑکے عزالدین مسعود کو اپنے لشکر پر نائب مقرر کر کے بوقت شب بغداد کی جانب لوٹ پڑا۔ پس

مڈبھیڑ ہو گئی اور لشکر منکبرس کو دریا عبور کرنے سے روک دیا۔ دو دن تک دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابل ٹھہرے رہے۔ تیسرے دن عزالدین مسعود کا خط پہنچا۔ لکھا تھا کہ "فریقین یعنی ملک مسعود اور سلطان محمود میں مصالحت ہو گئی ہے" اس خبر سے برستی کا سارا نشانہ اتر گیا، ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ بادل ناخواستہ جانب غزنی سے دریا عبور کر گیا، اس کے بعد ہی منصور اور حسین بھی اپنا لشکر لئے ہوتے بغداد میں داخل ہو گئے۔ جامع مسجد سلطانی کے قریب قیام کیا، برستی کا خیمہ فطرہ قبلہ (عقیقہ) پر نصب کیا گیا، مسعود اور جیوش بک نے بیمارستان کے قریب قیام کیا، دہلیش اور منکبرس رتہ کے نیچے قیام پذیر ہوئے عزالدین مسعود بن برستی نے اپنے باپ سے علیحدہ ہو کر منکبرس کے پاس قیام اختیار کیا۔

سلطان محمود اور ملک مسعود میں مصالحت | صلح کا سبب یہ ہوا کہ جیوش بک نے سلطان محمود کی خدمت میں عریضہ بھیجا تھا کہ مہری جاگیر اور

ملک مسعود کی جاگیر میں اضافہ کر دیا جائے۔ چنانچہ سلطان محمود نے آذربائیجان کو ان دونوں کی جاگیروں میں اضافہ کر دیا۔ اس کے بعد یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ یہ دونوں رجیوش بک اور ملک مسعود بغداد کی جانب جا رہے ہیں اس سے سلطان محمود کو ان

نے اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

دولوں کی بغاوت کا خطرہ پیدا ہوا۔ شاہی فوجوں کو موصل کی جانب بڑھنے کا حکم دیدیا۔ جیوش بک کے قاصد نے جو سلطان محمود کے دربار میں خط میں لے کر آیا تھا یہ واقعات لکھ بھیجے، اتفاق سے یہ خط منکبرس پولیس افسر بغداد کے ہاتھ لگ گیا، منکبرس نے اس خط کو جیوش بک کے پاس بھیج دیا اور سلطان سے اس کی اور ملک مسعود کی صفائی کر دینے کا ذمہ دار ہوا۔ چنانچہ منکبرس نے درمیان میں پڑ کر دولوں بھائیوں میں مصالحت کرا دی۔ پھر دولوں بھائیوں کو یہ اندیشہ دامن گیر ہوا کہ مبادا برستی اصلح میں خلل انداز ہو اس وجہ سے دولوں نے اتفاق کر کے برستی کو لشکر اور دار الخلافہ بغداد سے علیحدہ کر دیا۔ امیر منکبرس بغداد کا پولیس افسر مقرر ہوا۔

امیر منکبرس | چونکہ امیر منکبرس نے ملک مسعود کی ماں سے جس کا نام سر جہاں تھا عقد کر لیا تھا اس وجہ سے ملک مسعود پر امیر منکبرس کا اثر زیادہ تھا اور اسی کے مشورہ سے ملک مسعود تمام کام انجام دیتا تھا۔ امیر منکبرس نے بغداد کی پولیس افسری پر مقرر ہونے کے بعد رعایا کے مال و عزت پر دست درازی شروع کر دی ظلم و ستم کی کوئی حد باقی نہ رہی۔ ان واقعات کی خبر سلطان محمود کے کانوں تک پہنچی۔ طلبی کا فرمان بھیجا۔ امیر منکبرس حیلہ و حوالہ سے ٹالتا رہا۔ بالآخر منکبرس نے اہل بغداد کے خوف سے بغداد کو چھوڑ دیا واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

ملک طغرل بن سلطان محمد | ملک طغرل بن سلطان محمد اپنے باپ کی وفات کے وقت قلعہ سر جہاں میں مقیم تھا۔ ۵۵۵ھ میں اس کے باپ نے سادہ آوہ اور زنجان جاگیر میں دیا تھا اور امیر شیر گیر کو اس کا اتابک (اتالیق) مقرر کیا تھا۔ امیر شیر گیر وہی ہے جس نے اسمعیلیہ کے قلعوں کا محاصرہ کیا تھا جیسا کہ اسمعیلیہ کے حالات میں بیان کیا جا چکا۔ ملک طغرل کی عمر اس وقت دس برس تھی سلطان محمود نے تخت حکومت پر متمکن ہونے کے بعد سعدی (کنتخدی) کو اپنے بھائی (ملک طغرل)

کا اتابک اور اس کی حکومت کا مدبر اور منتظم مقرر کر کے روانہ کیا اور یہ ہدایت کردی کہ جس قدر جلد ممکن ہو ملک طغرل کو شاہی دربار میں لے آئے۔

ملک طغرل کی بغاوت | چونکہ امیر کسعدی کا دل سلطان محمود کی طرف سے صاف نہ تھا پہنچتے ہی ملک طغرل کو بغاوت پر ابھار دیا اور شاہی

دربار میں حاضری سے روک دیا۔ یہ خبر سلطان محمود تک پہنچی۔ سلطان محمود نے تالیف قلوب کے خیال سے خلعت، تحائف اور تیس ہزار دینار سرخ نقد روانہ کئے۔ اور جاگیر دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن اس پر بھی ملک طغرل کا دل اپنے بھائی کی خدمت میں حاضر ہونے پر مائل نہ ہوا۔ امیر کسعدی نے جواب میں عریضہ بھیج دیا کہ ہم لوگ شاہی اطاعت قبول کئے ہوئے ہیں، جس طرف موکب ہمایوں کا قصد ہوگا بروسچشم اس طرف چلنے کو حاضر ہیں۔

سلطان محمود کی ملک طغرل پر فوج کشی | کسی نے اپنے ارادہ کو ظاہر نہ کیا۔ فوجیں لے کر

اپنے بھائی پر حملہ کرنے کی غرض سے قلعہ شہران کی جانب روانہ ہو گیا۔ جہاں پر ملک طغرل کا خزانہ اور مال و اسباب تھا۔ شدہ شدہ اس کی خبر طغرل اور امیر کسعدی تک پہنچ گئی۔ دونوں نے پوشیدہ طور سے فوج لے کر شہران کو بچانے کے لئے کوچ کیا، لیکن راستہ بھول گئے۔ قلعہ شہران کے بجائے قلعہ سر جہان پہنچ گئے۔ اور سلطان محمود نے قلعہ شہران پہنچ کر جس قدر ملک طغرل کا خزانہ اور مال و اسباب کا ذخیرہ نکالے لیا۔ اسی قلعہ میں وہ تیس ہزار دینار بھی تھے جسے سلطان محمود نے تحائف و خلعت کے ساتھ ملک طغرل کو

ملہ یہ تحائف اور خلعت شرف الدین افشاریوں نے کر گیا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۳۸ مطبوعہ

۵۷۰ھ جمادی الاولیٰ ۵۷۰ھ میں دس ہزار سواروں کی جمعیت سے روانہ ہوا تھا۔ ایضاً منہ

۵۷۰ھ تاریخ کامل میں بجائے شہران، شہرستان اور نواٹ میں شہرستان لکھا ہے۔ ایضاً منہ

بھیجتے تھے۔ سلطان محمود چند دن تک زنجان میں قیام کر کے رہے چلا آیا۔ ملک طغرل اور امیر کسعدی نے قلعہ سر جھان سے گنج میں جا کر قیام کیا۔ رفتہ رفتہ اس کے ہوا خواہ اور ہماری اس کے پاس آ گئے۔ اس واقعہ سے دونوں بھائیوں کی کشیدگی اور منافرت بڑھ گئی۔

ملک سنجر | جس وقت سلطان محمد کی خبر وفات اس کے بھائی ملک سنجر کو خراسان میں پہنچی اس قدر رنج و غم کا اظہار کیا کہ بیان سے باہر ہے، عزاداری کے لئے زمین پر بیٹھا، سات روز تک شہر اور بازار بند رکھا۔ پھر جب اپنے برادر زادہ کے تحت آلا ہونے کی خبر سنی تو بگڑ گیا، بلاد جبل اور عراق کا قصد کیا۔ اپنے بھائی کی جگہ حکومت سلطنت کا دعوے دار ہوا۔

ملک سنجر کی غزنی پر فوج کشی | ۵۵۵ھ میں ملک سنجر نے غزنی پر فوج کشی کی تھی اور اسے بزدور تھن فتح کیا تھا۔ غزنی کی فتح کے بعد ملک سنجر کو یہ خبر لگی کہ وزیر السلطنت ابو جعفر محمد بن قنبر الملک ابو المظفر بن نظام الملک نے والی غزنی سے ملک سنجر کو غزنی کے ارادے سے باز رکھنے اور مصالحت کرا دینے کے لئے ثروت لی ہے اور اسی قسم کی حرکت کا ارتکاب اس نے ماوراء النہر میں بھی کیا ہے اس کے علاوہ بہت سامان و اسباب اہل غزنی سے بجز حاصل کیا ہے۔ روپیہ حاصل کر کے غرض سے اہل غزنی پر طرح طرح کے مظالم کئے ہیں اور امراء و اراکین دولت کی اہانت اور توہین کی ہے اسی قسم کی اور بھی شکایتیں گوش گزار ہوئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک سنجر نے بلخ واپس آ کر وزیر السلطنت کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا۔ اس کے خزانہ میں مال و اسباب اور جواہرات کے علاوہ دو کروڑ نقد موجود تھا۔

ابو جعفر وزیر السلطنت کے قتل کے بعد تلمذان وزارت شہاب الاسلام عبدالرزاق برادر نادہ نظام الملک معروف بہ ابن الفقیہ کے سپرد کیا گیا لیکن یہ اُس پایہ کا نہ تھا اور نہ اس میں مقتول وزیر کی طرح پھرتی تھی۔ چنانچہ جب ملک سنجر کو اپنے بھائی سلطان محمد کی

وفات کی خبر ملی اور دعوائے سلطنت کر کے اپنے بھتیجے سلطان محمود پر حملہ کرنے کا قصد کیا تو سابق وزیر کے قتل پر بہت کھچٹایا۔

سلطان محمود اور ملک سنجر | سلطان محمود نے ملک سنجر کے قصد سے مطلع ہو کر شرف الدین الانشیروان بن خالد اور فخر الدین طغرک کو تائف و نذرانے دے کر اپنے چچا ملک سنجر کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ عرض کی "میں آپ کا چھوٹا ہوں، دو لاکھ سالانہ حاضر کیا کروں گا اور مازندران بھی میں آپ کو دیتا ہوں آپ بھر پر نوج کشتی کی رحمت نہ اٹھائیے" ملک سنجر نے دونوں قاصدوں کو جواب دیا "یہ نہیں ہوگا میرا بھتیجہ محمود ابھی بچہ ہے۔ اس کا وزیر اور اس کا حاجب علی ابن عمر" اس پر قابو پا چکا ہے سوائے فوج کشتی کرنے کے۔ ورنہ کوئی چارہ کار نہیں ہے" شرف الدین اور فخر الدین یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ اور ناکام واپس آئے۔

امیرانز کی پیش قدمی و مراجعت | ملک سنجر نے سلطان محمود سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں تیار کیں امیرانز کو مقدمۃ الجیش کا سردار بنا کر جرجان کی جانب بڑھنے کا حکم دیا۔ سلطان محمود نے یہ خبر پا کر ممانعت پر کمر باندھی، اپنے حاجب علی ابن عمر کو جو کہ اس کے باپ کا بھی حاجب رہا ہے فوجیں دے کر روک ٹوک کی غرض سے روانہ کیا جس وقت علی ابن عمر امیرانز کے لشکر کے قریب پہنچا امیرانز اس وقت جرجان میں پڑاؤ ڈالے تھا، کہلا بھیجا۔ امیرانز! تم کو شرم نہیں آتی، کیا تم کو مرحوم سلطان محمد کی وصیت یاد نہیں ہے، کیا تمہیں یہ یقین ہے کہ ملک سنجر کی نیت اچھی ہے؟ اور وہ اپنے بھتیجے سلطان محمود کے ملک کی حفاظت کی غرض سے یہ تکلیف اٹھا رہا ہے، ہوش کے ناخن لو، وہ سلطنت و حکومت کا دعوے دار ہو کر آیا ہے، بہتر یہ ہے کہ تم لڑائی سے کنارہ کش ہو جاؤ۔" امیرانز اس پیام سے ایسا متاثر ہوا کہ جرجان سے واپس ہو گیا۔

سلطان محمود کی روانگی ہمدان | اتفاق سے سلطان محمود کے لشکر کا ایک دستہ امیرانز کے

لشکر پر پہنچ گیا تھا اور اس سے اُس نے کچھ حاصل کر لیا تھا۔ قصہ مختصر علی ابن عمر حاجب، سلطان محمود کی خدمت میں رے واپس آیا سلطان محمود نے علی ابن عمر کی اس خدمت کا اعتراف کرتے ہوئے لشکر یہ ادا کیا۔ اور چند دن رے میں قیام کر کے کرمان کی طرف کوچ کیا۔ جب کرمان میں عراق سے امدادی فوجیں امیر منکبرس اور منصور بن صدقہ ہمدان دُہش دغیرہ امراء کی ماتحتی میں آگئیں۔ تب سلطان محمود نے ہمدان کی طرف روانگی کا قصد کیا۔ ہمدان میں پہنچ کر اس کا وزیر السلطنت ربیب انتقال کر گیا ابو طالب سمیری کو عہدہ وزارت عنایت کیا۔

ملک سنجر کی سلطان محمود پر فوج کشی | ملک سنجر نے امیر آئز کی شکست کے بعد تین ہزار فوج اٹھا کر ہاتھیوں کے ساتھ اپنے بھتیجے سے

جنگ کرنے کے لئے کوچ کیا امراء کبار میں سے امیر ابو الفضل والی، سجتان کالط کا، خوارزم شاہ محمد، امیر آئز، امیر قماح اور علاء الدولہ کرشاسف بن فرامرزن کا کو یہ والی یزد ہمارہ تھا۔ علاء الدولہ کرشاسف، سلطان محمد اور ملک سنجر کی بہن کا داماد تھا اور سلطان محمد کے خاص الخواص امراء میں سے تھا۔ سلطان محمود نے اسے بلا بھیجا۔ سلطان محمد کے مرنے کے بعد ملک سنجر نے علاء الدولہ کو ملائے کی کوشش کی طلبی کا خط لکھا، اس وجہ سے علاء الدولہ نے سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہونے میں تاخیر کی، سلطان محمود نے اس کی جاگیر اور مقبوضہ شہر کو امیر قماح ساقی کو دیدیا۔ علاء الدولہ، ملک سنجر کے پاس چلا گیا۔ سلطان محمود اور ملک سنجر کی جنگ | قریب ساوا، ۱۲ جمادی الاول ۶۵۷ھ میں دونوں فریقوں نے صف آرانی کی سلطان محمود کی فوج

نے اس دریا پر پہنچتے ہی قبضہ کر لیا جو سادہ اور خراسان کے درمیان تھا سلطان محمود کی رکاب میں تیس ہزار فوج تھی۔ امراء کبار میں سے حاجب علی بن عمر، امیر منکبرس، آتابک

نے اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

غزغلی، امیر ہستی کے لڑکے، اتنقر بخاری اور قراہہ ساتی تھے۔ سات سوادٹ آلات حرب کے تھے۔ جوں ہی دولوں حریف صف آرا ہوئے۔ فوجیں مینہ میز مقابل ہوئیں۔ ملک سخر کے مینہ اور میسرہ کی فوجیں میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئیں۔ لیکن ملک سخر قلب لشکر کو لئے ہوئے ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ سلطان محمود سامنے سے حملہ پر حملہ کر رہا تھا۔

4. ملک سخر نے جنگ کا یہ رنگ دیکھ کر اپنے ہاتھی کو بڑھایا۔ ملک سخر کے ہاتھی کا بڑھنا تھا کہ تمام کالی بھینگ پہاڑیاں جو تعداد میں اٹھارہ تھیں دفعہ حرکت میں آگئیں سلطان محمود کا لشکر بھاگ نکلا۔ اتابک غزغلی گرفتار ہو گیا، اتابک غزغلی، ملک سخر کو ہمیشہ یہی لکھا کرتا تھا کہ میں آپ کے بھتیجہ کو آپ کی خدمت میں حاضر کروں گا جس وقت اتابک غزغلی ملک سخر کے دربار پیش ہوا، ملک سخر نے اس وعدہ پر جو وہ کیا کرتا تھا سخت برہمی کا اظہار کیا۔ اتابک غزغلی نے معذرت کی۔ ایک بھی نہ سنی۔ کوتوال کو حکم دیدیا اُس نے سر اتار لیا۔ سلطان محمود کسی نہ کسی طرح سے جان بچا کر نکل گیا۔ ملک سخر نے سلطان محمود کے نیمہ میں قیام کیا۔ سرداران لشکر نے حاضر ہو کر مبارکباد دی، شکست یافتہ گروہ کو بھی بلا بھیجا۔

دبئی ابن صدقہ نے خلیفہ مسترشد کی بارگاہ میں اس فتح کی خبر دی ملک سخر کا نام خطبہ میں داخل کئے جانے کی اجازت طلب کی۔ چنانچہ جمادی الاول سنہ مذکور کے آخری جمعہ میں ملک سخر کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا اور سلطان محمود کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا گیا۔

فتح کے بعد ملک سخر ہمدان چلا آیا اور اپنی فوج کی قلت اور سلطان محمود ملک سخر کا پیام صلح کی فوج کی کثرت کو محسوس کر کے سلطان محمود کے پاس صلح کا پیام

۱۱۸۲ اتابک غزغلی ظالم اور مفاک تھا اہل ہمدان پر بے حد ظلم کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے سزا موت دے کر اہل ہمدان کو اس کی ظالمانہ حرکات سے نجات دیدی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۸ مطبوعہ لیدن

ایضاً منہ (حوالہ ایضاً منہ)

۱۱۸۲ سلطان محمود نے شکست کے بعد مع وزیر السلطنت ابو طالب شمیری، علی ابن عمر حاجب اور قراہہ ساتی، صفہان میں جا کر قیام کیا

ایضاً منہ (ایضاً منہ)

بھیجا۔ ملک سنجر کی والدہ، سلطان محمود کی دادی، ملک سنجر کو سلطان محمود کی مخالفت اور اس سے جنگ کرنے سے روکتی تھی یہی وجہ تھی کہ ملک سنجر نے سلطان محمود کا شکست کے بعد تعاقب اور پائمالی کا قصد نہیں کیا۔ اور اسی کی ہدایت اور نیز تعیل حکم کی وجہ سے سلطان محمود کو صلح کا پیام دیا۔

برستی، ملک مسعود کے پاس آ اور ہانچان میں اُس وقت سے تھا جب کہ یہ بغداد سے نکلا تھا۔ اس واقعہ کے بعد ملک مسعود کی رفاقت ترک کر کے ملک سنجر کی خدمت میں چلا آیا تھا۔ اس کے بعد ملک سنجر ہمدان سے کرخی کی طرف روانہ ہوا۔ اتنے میں ملک سنجر کا قاصد جو صلح کا پیام لے کر سلطان محمود کے پاس گیا تھا واپس آیا۔ سلطان محمود نے یہ شرط پیش کی تھی کہ عنانِ حکومت آپ اپنے قبضہ اقتدار میں رکھے۔ لیکن اپنے بعد مجھے اپنا ولی عہد مقرر فرمائیے، ملک سنجر نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ چنانچہ دو دنوں نے اس شرط پر تمسک کھائیں۔ اور مصالحت ہو گئی۔ ماہ شعبان میں سلطان محمود بہت سے قیمتی تحائف لے کر اپنے چچا سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنی دادی کے پاس قیام کیا۔ ملک سنجر نے اس کے تحائف اور نذرانوں کو قبول کیا پانچ راس عربی گھوڑے اپنے بھتیجے کو دیئے ایک گنشی حکم اپنی ممالک محروسہ کے حکمرانوں کے پاس بھیج دیا کہ میرے نام کے بعد سلطان محمود کا نام خطبوں میں داخل کیا جائے اور میرے بعد یہی تاج و تخت کا وارث و مالک سمجھا جائے۔ اسی مضمون کی درخواست دارالخلافہ بغداد میں بھی بھیج دی سوائے رے کے تمام شہروں کو جس پر زمانہ جنگ میں قبضہ کر لیا تھا سلطان محمود کو واپس کر دیا۔ سلطان محمود نے بھی اطاعت قبول کی۔

قتل امیر منکبرس | امیر منکبرس، سلطان محمود کی شکست کے بعد بغداد کی طرف لوٹا تھا لوٹ مار کرتا ہوا بغداد کے قریب پہنچا۔ دو مہینے صدقہ لے ایک فوج جمع دی جس نے امیر منکبرس کو بغداد میں داخل نہ ہونے دیا۔ اپنا سامنے لے کر واپس ہوا۔ یہ وہ

زمانہ تھا کہ ملک سنجر اور سلطان محمود میں مصالحت ہو گئی تھی، بادل ناخواستہ ملک سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ملک سنجر نے سلطان محمود کے حوالہ کر دیا۔ چونکہ سلطان محمود اس سے اس کے ظلم و ستم اور بلا اجازت بغداد جانے کی وجہ سے ناراض تھا اس وجہ سے اسے قتل کر ڈالا۔

قتل علی ابن عمر حاجب | حاجب علی ابن عمر کی قدر و منزلت سلطان محمود کی آنکھوں میں اس وجہ بڑھی کہ امراء و اراکین دولت رشک و حسد کی نظروں

سے دیکھنے لگے۔ لگائے بھانے والے لگائے بھانے لگے۔ اس سے سلطان محمود کے آئینہ دل پر غبار آ گیا۔ قتل کی فکر کرنے لگا کسی ذریعہ سے علی ابن عمر کو اس کی خبر لگ گئی۔ ایک روز فیضیہ طور سے بھاگ نکلا۔ قلعہ برجین میں جا کر پناہ لی جہاں پر اس کا مال و اسباب تھا اور اہل و عیال رہتے تھے۔ لیکن اسے یہاں بھی آرام سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا۔ بخوف جان خورستان روانہ ہو گیا۔ ہمدان زنگی، اقویری بن برسق اور اس کا برادر زادہ ارغلی بن بلبکی خورستان پر حکمرانی کر رہے تھے۔ ان لوگوں نے علی ابن عمر کی آمد کی خبر پا کر روک تھام اور اپنے مقبوضہ شہروں میں داخل نہ ہونے دینے کی غرض سے فوج کے چند دستے روانہ کئے۔ قریب قشتر میں بھٹے ہوئی۔ علی ابن عمر کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی۔ گرفتار کر لیا گیا اور پابہ زنجیر خورستان لایا گیا۔ حکمرانان خورستان نے سلطان محمود کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ سلطان نے قتل کا حکم دے دیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے اسے قتل کر کے حسب حکم شاہی سر اتار کر دربار شاہی میں بھیج دیا۔

اس کے بعد ملک سنجر نے مجاہد الدین بہروز کو بغداد کی پولیس افسری پر واپس جانے کا حکم دیا چنانچہ مجاہد الدین بہروز دار الخلافہ بغداد واپس گیا اور دین میں بن صدقہ کا نائب معزول کر دیا گیا۔

سنقر شامی کا قتل | سلطان محمد نے امیر آقسنقر بخاری کو حکومت بصرہ پر مامور کیا تھا امیر آقسنقر نے اپنی جانب سے سنقر شامی کو متعین کیا۔ سنقر شامی

نہایت رحم دل اور نیک سیرت تھا۔ سلطان محمد کے مرنے کے بعد غزنی سردار ترکان اسمعیلیہ (جو دوبرس سے لوگوں کو جگ کرانے جاتا تھا) اور سنقرالب نے سنقرشامی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور بصرہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۵۵۸ھ کا ہے۔ سنقرالب نے سنقرشامی کے قتل کا ارادہ کیا، غزنی نے روکا۔ سنقرالب اپنے ارادہ سے باز نہ آیا۔ اور سنقرشامی کو قتل کر ڈالا۔ عوام میں تھوڑی سی شورش پیدا ہوئی۔ غزنی نے امن و سکون کی منادی کر دی لوگ خاموش ہو گئے۔

علی بن سکمان کا بصرہ پر قبضہ | ان دونوں بصرہ میں ایک اور امیر رہتا تھا، جس کا نام علی بن سکمان تھا۔ اس سال یہی امیر حج ہو کر اہل بصرہ کو جگ کرانے گیا تھا۔ اس واقعہ میں یہ موجود نہ تھا۔ غزنی کو خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا حج سے واپسی کے بعد علی بن سکمان، سنقرالب کے خون کا بدلہ مجھ سے لے لے اس وجہ سے غزنی نے بدویان عرب کو ابھار دیا۔ چنانچہ بدویان عرب نے قافلہ حجاج پر چھا پہ مارا، علی بن سکمان نے ان کے مقابلے پر کمر باندھی، جنگ شروع ہو گئی۔ لڑتا بھڑتا قریب بصرہ پہنچا بدویان عرب متواتر حملہ کر رہے تھے۔ غزنی نے علی بن سکمان کو بصرہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ علی بن سکمان ان دیہاتوں کی طرف چلا جو نشیبی جگہ میں تھے اور جب وہاں پہنچ گیا تو بدویان عرب پر دھڑکے حملہ کر دیا۔ بدویان عرب کے پاؤں اکھڑ گئے، شکست کھا کر بھاگے، غزنی نے یہ رنگ دیکھ کر اپنی فوج کو مرتب کر کے میدان کا راستہ لیا۔ دونوں فریقوں میں لڑائی ہونے لگی۔ اتفاق سے غزنی کو ایک تجھڑا لگا جس کے صدمہ سے جاں بزنہ ہو سکا اور مر گیا، علی بن سکمان فتح کا جھنڈا لئے ہوئے بصرہ میں داخل ہوا اور اس پر قبضہ کر لیا۔

آتسنقر بخاری کا بصرہ پر قبضہ | علی بن سکمان نے قبضہ بصرہ کے بعد آتسنقر بخاری والی عمان کے افسروں کو بشرط اطاعت ان کے عہدہ پر بحال رکھا اور آتسنقر بخاری کی خدمت میں فدویت نامہ روانہ کیا۔ حکومت بصرہ کی

درخواست کی اس وقت آتسنقر بخاری سلطان محمود کی بارگاہ میں تھا۔ انکاری جواب دیا۔ علی ابن سکمان نے خود مختار حکومت کا اعلان کر کے آتسنقر کے افسروں کو نکال دیا۔ یہاں تک کہ سلطان محمود نے آتسنقر بخاری کو ۵۱۳ھ میں بصرہ روانہ کیا اور اس نے علی ابن سکمان سے قبضہ لے لیا۔

ایک زمانہ دراز سے کرج نے آذر بائجان اور بلاد اران کو اپنی
تقلیس پر کرج کا قبضہ غارت گری کی جولاں گاہ بنا رکھا تھا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے
کہ کرج اور خزر ایک ہی گروہ کو کہتے ہیں لیکن صحیح وہ ہے جو ہم اوپر انساب عالم کے سلسلہ
میں بیان کر آئے ہیں، اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ خزر اور ترکمان ایک ہیں ہاں یہ ہو سکتا
ہے کہ کرج ان کے بعض شعوب سے ہوں قصہ مختصر جس وقت سلاطین سلجوقیہ کی حکومت
مستقل ہو گئی۔ اس وقت کرج، غارت گری سے رک گئے اور بلاد اسلامیہ جو ان کے
قرب وجوار میں تھے ان کے شر و فساد سے محفوظ ہو گئے۔ سلطان محمد کی وفات کے بعد
ان لوگوں نے پھر ہاتھ پاؤں نکالے بلاد اسلامیہ پر غارت گری کا ہاتھ بڑھایا۔ امیہ اور
تفچاق کے سربراہ بلاد اسلامیہ کو پامال کرنے لگے، بلاد اران اور نغجوان، آرس تک جس
کی سرحد کرج کے ملک سے ملتی تھی ملک طغرل کے قبضہ میں تھا۔ اور یہی کرج کی غارت
گری کا میدان بنا ہوا تھا۔ عراق بھی جو سلطان بغداد کا مقبوضہ ملک تھا اُن کی دست
بُرد سے محفوظ نہ رہ سکا۔ سرحدی حکمرانان اسلام نے کرج اور تفچاق کا یہ رنگ ڈھنگ
دیکھ کر باہم خط و کتابت کر کے فوجیں جمع کیں، دُیس بن صدقہ کے پاس جمع ہوئے۔ ملک
طغرل، اتابک کنغدی اور ابو الغازی بن ارتق بھی اپنی فوج لے کر آیا ہوا تھا تیس ہزار
لے صحیح یہ ہے کہ ارمن کرج کی ایک شاخ ہے خزر، ترکوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ لیکن اب
یہ ممالک روم کے قرب وجوار کی وجہ سے ان میں بل نہیں گئے۔ خط نسخ عطار
لے سرایا، سرہرہ کی جمع ہے۔ سرہرہ اُس فوج کو کہتے ہیں جو شب خون دینے کی رات میں چھاپہ مارا کرتی ہے۔

کی جمعیت سے کرج اور قفقاز کی طرف لشکر اسلام بڑھا۔ اتفاق یہ کہ لشکر اسلام میں اضطراب پیدا ہو گیا جس سے اسے شکست ہوئی۔ ایک بڑی فوج میدان جنگ میں کام آگئی۔ بیس میل تک کفار تعاقب کرتے چلے گئے اس کے بعد واپس ہو کر شہر تفلیس پر محاصرہ کیا، ایک برس تک محاصرہ کئے رہے۔ شاہ میں بزور تیغ شہر میں گھس پڑے قتل و غارت گری کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ ۱۲۵۶ء میں اہل تفلیس کا ایک وفد کرج کے مظالم کی داستان عرض کرنے کے لئے سلطان محمود کی خدمت میں بمقام ہمدان باریاب ہوا، سلطان محمود نے ان کی حمایت پر کمر باندھی، شہر تیرہ روز پہنچ کر قیام کیا، کرج کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں، اس کا نتیجہ ہم آئندہ بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ، ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ملک مسعود اپنے باپ سلطان محمد کی وفات کے وقت عراق میں تھا۔

قسیم الدولہ برقی اور سلطان محمود | دو لڑوں بھائیوں (یعنی ملک مسعود اور سلطان محمود) میں مصالحت، ملک مسعود کے موصل واپس جانے اور سلطان محمود کا ملک مسعود کو آذربائیجان دینے کا واقعہ تفصیل کے ساتھ آپ اوپر پڑھئے ہیں۔ قسیم الدولہ برقی بغداد کی پولیس افسری سے علیحدہ ہو کر ملک مسعود کے دربار میں حاکم

سلا یہ لڑائی تفلیس کے قریب ہوئی تھی۔ فریقین کی صف آرائی کے بعد قفقاز کے دوسو سوار لشکر اسلام کی طرف چلے۔ لشکر اسلام نے یہ خیال کر کے امان حاصل کرنے کے لئے آپس میں کچھ تعارض نہ کیا۔ یہاں تک کہ لشکر اسلام میں داخل ہو گئے اور نیزہ بازی کرنے لگے۔ لشکر اسلام کی صفیں دوہم برہم ہو گئیں۔ چند لوگ یہ خیال کر کے کہ لشکر اسلام کو شکست ہوئی، بھاگے۔ ان چند افراد کا بھاگنا تھا کہ ایک نے دوسرے کی بھاگنے میں اتھار کی، سارے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی، ایک دوسرے پر گرتا پڑتا بھاگ نکلا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۹۹ م مطبوعہ لندن۔

۱۲۵۶ء شہر تفلیس، جس زمانہ سے فتح ہوا تھا، مسلمانوں ہی کے قبضہ میں رہا۔ یہاں تک کہ کرج نے اس پر سلطانوں سے قبضہ حاصل کیا اور اسے اپنا دار الحکومت بنایا خط شیخ عطار حاشیہ تاریخ ابن خلدون جلد ۱۰ صفحہ ۹۹ م مطبوعہ

ہوا، ملک مسعود نے مراغہ کو بھی اس کی جاگیر (رجہ) پر اضافہ فرمایا۔ دُبَیْس بن صدقہ کو یہ ناگوار گزرا جیوش بک (ملک مسعود کا اتابک) کو لکھنا شروع کیا کہ تقسیم الدولہ برستی سلطان محمود سے سازش رکھتا ہے، جس طرح ممکن ہو اسے جلد تر گرفتار کر لو، میں تم کو بے مال و زردوں گا۔ اس کے ساتھ ہی یہ تحریک بھی پیش کر دی کہ تم ملک مسعود کی حکومت و سلطنت کا اعلان اور دعویٰ کر دو میں تمہارا ہاتھ بٹانے کے لئے تیار ہوں، ان افعال سے غرض یہ تھی کہ دونوں بھائیوں (ملک مسعود اور سلطان محمود) میں جھگڑا پڑ جائے۔ لڑائی کا نیزہ گز جائے تاکہ اس کی قدر و منزلت بڑھ جائے جیسا کہ برکیا روتی اور سلیمان محمد کی لڑائی کے زمانہ میں اس کے باپ صدقہ کا جاہ و جلال بڑھا تھا۔ کسی ذریعہ سے اس لگانے بجھانے کی خبر تقسیم الدولہ برستی کو ہو گئی، گرفتاری کے خوف سے سلطان محمود کے پاس چلا گیا۔ سلطان محمود نے عزت و احترام سے ٹھہرایا، قہر افزائی کی۔

اس کے بعد استاد اسماعیل بن علی اصنہانی طبرانی، ملک مسعود کی خدمت میں وزیر ابو علی کی معزولی حاضر ہوا۔ استاد ابو اسماعیل کا لڑکا ابو الولید محمد بن ابو اسماعیل ملک مسعود کا طفل زویس تھا۔ اس تعلق سے ملک مسعود نے وزیر اس سلطنت ابو علی بن عمار دہلی طرابلس کو معزول کر کے استاد ابو اسماعیل کو عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ یہ واقعہ ۵۱۳ھ کا ہے۔

جنگ سلطان محمود و ملک مسعود استاد ابو اسماعیل نے دُبَیْس کی تحریک کی تائید شروع کی۔ حکومت و سلطنت حاصل کرنے کی ترغیب دینے لگا۔

چنانچہ ایک قلیل مدت میں ملک مسعود کو اس کے بھائی سلطان محمود کی مخالفت پر ابھار دیا، سلطان محمود کو اس کی اطلاع ہوئی، لکھ بھیجا "اگر تم میری اطاعت اور فرمانبرداری میں رہو گے تو میں جاگیریں دوں گا، تمہارے مناصب بڑھاؤں گا، تمہارے ساتھ جسٹن ملہ استاد ابو اسماعیل لامیہ نجم کا مصنف ہے لامیہ نجم بیٹے پایہ کا قصیدہ ہے۔ حکمت اور امثال سے مملو ہے، عمدہ ترین قصاید میں شمار کیا جاتا ہے۔

سلوک سے پیش آؤں گا، اور اگر کسی کے کہنے سننے سے مخالفت کر دے تو یاد رکھو کہ تمہارے ساتھ وہی برتاؤ کیا جائے گا جو ایک دشمن کے ساتھ کیا جاتا ہے، ملک مسعود کے کان پر جوں تک نہ رہی، خوشامدیوں نے سلطان کے خطاب سے مخاطب کیا، پنج وقتہ نوبت بچنے لگی۔ ان بے وقوفوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ سلطان محمود کی لشکر کی کمی کا احساس کر کے ملک مسعود کو سلطان محمود پر حملہ کرنے پر تیار کر دیا، چنانچہ مسعود پندرہ ہزار فوج لے کر اپنے بھائی سلطان محمود سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ بمقام عقبہ استر آباد ہار بیچ الاول ستمبر کو دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہوا۔ سلطان محمود کے مقدمہ الجیش پر قسیم الدولہ برستی تھا۔ صبح سے شام تک نہایت سختی سے لڑائی ہوتی رہی، بالآخر قسیم الدولہ برستی نے ملک مسعود کے لشکر کو شکست دی، سرداران لشکر کا ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا۔ ان میں استاد ابوالمنعیل وزیر السلطنت بھی تھا۔ اسے پاؤں بچھیر سلطان محمود کے سامنے پیش کیا گیا۔ سلطان محمود نے کہا کہ اس کی بد اعتقادی اور الحاد مجھ پر ثابت ہو چکا ہے، اسے باریات سے سبک دوش کر دو۔ چنانچہ اپنی وزارت کے ایک سال کے بعد اسے قتل کر دیا گیا۔

استاد ابوالمنعیل اعلیٰ درجہ کا منشی اور شاعر تھا، کیمیا کا بے حد شائق تھا۔ اس فن میں اس کی بہت سی مصنفہ کتابیں ہیں جو ضائع ہو گئیں۔

سلطان محمود اور ملک مسعود میں مصالحت | جو میدان جنگ سے بارہ کوس کے فاصلہ پر تھا

اور وہیں روپوش ہو گیا، تمام فوج اور سرداران لشکر منتشر ہو گئے، چھوٹے چھوٹے چند چھوکرے ہمراہ تھے، اپنے بھائی سلطان محمود کی خدمت میں صلح اور امن کا پیام بھیجا۔ سلطان محمود نے آتسنقر برستی کو امان نامہ دے کر ملک مسعود کو حاضر کرنے کے لئے ملک مسعود کے پاس بھیجا، آتسنقر برستی پہنچنے نہ پایا تھا کہ چند فتنہ پردازوں اور مفسد امراء پہنچ گئے اور یہ

بجھایا، کہ آپ اپنے بھائی سلطان کے پاس نہ جائیے بلکہ موصل یا آذربائیجان میں قیام فرمائیے، دہیس بن صدقہ سے خط و کتابت کر کے فوجیں فراہم کیجیے اور ختم ٹھونک کر میدان جنگ میں آجائیے اور سلطنت و حکومت کا پھر دعویٰ کیجیے۔ ملک مسعود اس فقرے میں آگیا اور ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گیا، اس کے بعد آقسنقر برستی پہنچا، ملک مسعود کو نہ پایا، سراغ لگاتا ہوا چلا، ۳۰ کوس پر جا کر ملک مسعود سے ملا۔ سلطان کے خیالات سے آگاہ کیا، امان نامہ دکھلایا، ہر طرح سے تشفی و تسلی دی چنانچہ ملک مسعود اپنا ارادہ تبدیل کر کے آقسنقر برستی کے ہمراہ سلطان محمود کی طرف روانہ ہوا، سلطان محمود کے حکم سے سرداران لشکر نے استقبال کیا، سلطان محمود نہایت مہربانی سے پیش آیا، اپنی ماں کے پاس ٹھہرایا۔ معافہ کیا، گزشتہ واقعات پر رویا اور اپنے ساتھ رکھا۔ سلطان محمود کے یہ کام اخلاق تھے۔ ملک مسعود کے نام کا خطبہ آذربائیجان اور بلات موصل میں ۱۸ دن پڑھا گیا تھا کہ یہ واقعات پیش آئے۔

جیوش بک کی اطاعت | جیوش بک، محرکہ سے فرار ہو کر موصل پہنچا، موصل کے قریب جوار سے رسد و غلہ جمع کیا، فوجیں فراہم کیں جب اسے یہ خبر ملی کہ دونوں بھائیوں میں مصالحت ہو گئی۔ اور سلطان محمود نہایت الطاف و مہربانی سے پیش آیا تو یہ خیال کر کے کہ اب میں موجودہ حالت پر نہیں رہ سکتا، شکار کھیلنے کے بہانے سے زاب کی طرف روانہ ہوا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے سلطان محمود کی خدمت میں بمقام ہمدان حاضر ہوا۔ سلطان محمود نے اسے امان دی، حسن اخلاق بنے پیش آیا۔ اس شکست کی خبر دہیس کو عراق میں پہنچی، لوٹ مار شروع کر دی، افعال بقیعہ کا ارتکاب کرنے لگا دیہات، قصبات اور شہروں کو ویران کر دیا، سلطان محمود نے ان اعمال سے باز رہنے کے لئے لکھا۔ لیکن دہیس نے کوئی توجہ نہ دی۔

موصل اور واسطہ پر آقسنقر کی گورنری | جیوش بک کو سلطان محمود نے اپنے دربار میں حاضر

ہونے کے بعد اپنے بھائی طغرل اور اتابک کنتغدی کی طرف فوجیں بھیج کر روانہ کیا۔ چنانچہ جیوش بک گنجه کی طرف روانہ ہوا اور موصل بلا کسی حکمران کے رہ گیا۔ چونکہ آقسنقر برستی نے اس جنگ میں نمایاں خدمات انجام دی تھیں، فنون جنگ سے بھی پوری پوری واقفیت رکھتا تھا ہر کام میں مناسب مشورہ دیتا تھا، اور اس کے بھائی ملک مسعود کو شکست کے بعد سمجھا بھجا کرواپس لایا تھا اس وجہ سے سلطان محمود پر اس کا ایک خاص اثر تھا اور اس کی قدر افزائی کو وہ اپنا فرض سمجھتا تھا۔ موصل کی گورنری خالی ہونے پر آقسنقر برستی کو اس کی سند حکومت عطا کی سنجا اور جزیرہ کو موصل کے صوبہ میں ملحق کر دیا۔ ۵۱۵ھ میں آقسنقر موصل کی جانب روانہ ہوا۔ اس کی روانگی کے بعد سلطان محمود نے اپنے تمام سرداران لشکر اور گورنران ممالک محروسہ کے نام آقسنقر برستی کی اطاعت و عینیت سے جنگ کرنے اور ان سے بلاد اسلامیہ کو واپس لینے کا کفایتی فرمان بھیجا، آقسنقر برستی موصل میں پہنچ کر نظم و نسق کی درستی اور آبادی کی تدبیر کرنے لگا۔

۵۱۶ھ میں سلطان محمود نے واسط اور اس کے صوبہ کی حکومت بھی آقسنقر برستی کو عنایت کی عراق کا پولیس افسر مقرر کیا اور آقسنقر برستی نے عماد الدین زنگی ابن آقسنقر کو اس علاقہ کا اپنی طرف سے حاکم مقرر کیا۔ ماہ شعبان سنہ مذکورہ میں عماد الدین زنگی عراق کی طرف روانہ ہوا۔

جیوش بک کا قتل آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان محمود نے جیوش بک کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کے بعد اپنے بھائی طغرل کی جنگ پر روانہ کیا تھا،

اسی سلسلہ میں آذربائیجان کی حکومت بھی عنایت کی، امراء اور اراکین دولت کو جیوش بک کی ترقی مراتب ناگوار گزری، سلطان محمود سے اس کی چٹلی کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ سلطان محمود کو اس کے قتل پر تیار کر دیا چنانچہ ماہ رمضان ۵۱۶ھ میں سلطان محمود نے اس کو باب تبریز پر بار حیات سے سبک دوش کر دیا۔

جیوش بک ترکی الاصل تھا، سلطان محمود کا آزاد غلام تھا، عادل تھا، نیک سیرت تھا۔ جس وقت اسے موصل کی سند حکومت دی گئی، اس وقت اصل صوبہ میں کردوں کا بہت زور شور تھا۔ سارے صوبہ میں پھیلے تھے، بہت سے قلعہ بنوائے تھے، ان کے شرفیاء سے رعایا کا حال تنگ تھا۔ قانغے مسیح و سلامت نہیں جاسکتے تھے جیوش بک نے ان کے ختم کرنے اور زیر کرنے پر کمر بہت باندھی، کردوں کے اکثر قلعوں کو بزور تیغ فتح کر لیا، ہکا بکا زوزان، نکوسہ اور تحشیہ کا قلعہ سر کیا، اس کے خوف سے کردوں نے بلند پہاڑیوں اور دروں میں جا کر پناہ لی، امن و امان قائم ہوا، قانغے سلامتی کے ساتھ آئے جانے لگے۔

وزیر ابوطالب سمیری کا قتل | کمال ابوطالب سمیری وزیر السلطنت، سلطان محمود کے ہمراہ بہان جانے کے لئے روانہ ہوا۔ اپنے حشم خدم کے ساتھ چارہا تھا۔ راستہ تنگ، سوار اور پیادوں کا ازدحام، ناچار رکنا پڑا۔ اتنے میں ایک باطنی نے پہنچ کر چھرا بھونک کر بھاگا۔ غلاموں نے تعاقب کیا وزیر السلطنت تنہا رہ گیا، ایک دوسرا باطنی پہنچ گیا، اس نے وزیر السلطنت کو گھوڑے سے کھینچ کر زمین پر گرالیا اور چند زخم لگا رکاب کے سوار اور پیادہ کو ٹپڑے، دولوں باطنیوں نے ان کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ ایک تیسرے باطنی نے پہنچ کر وزیر السلطنت کا کام تمام کر دیا، یہ واقعہ اس کی وزارت کے چوتھے سال کا ہے۔

کمال ابوطالب نہایت بخلی بے حد ظالم اور بے انتہا نادان اور جرم انداز تھا۔ ۱۱۵۶ھ میں واقعہ اور اس کے بعد کا واقعہ ۱۱۵۷ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۴۲۴ و ۴۲۵ مطبوعہ لیدن ۱۱۵۷ھ باطنی ایک فرقہ تھا جس کو فرقہ حشیشیہ بھی کہتے ہیں، حسن بن صباح اس فرقہ کا بانی ہے، سلاطین اور اکابرین اسلام کا قتل کرنا، مسلمانوں کو نقصان پہنچانا ان کا فرض اولین تھا۔ اس فرقہ کا بہت زور شور ہوا۔ بہت سے قلعے ان کے قبضہ میں تھے۔

۱۱۵۷ھ میں واقعہ اور نیز اس کے بعد کا واقعہ ۱۱۵۸ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۴۲۴ و ۴۲۵ مطبوعہ لیدن

اس کے مارے جانے کے بعد سلطان محمود نے جتنے ٹیکس اُس نے لگائے تھے ان سب کو موقوف کر دیا۔

ملک طغرل کی اطاعت | ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ملک طغرل نے بمقام رے و سر جہان ۵۱۳ھ میں سلطان محمود سے بغاوت کی، مخالفت کا اعلان کیا سلطان محمود نے اُس کے زیر کرنے کی غرض سے فوج کشی کی۔ قلعہ شہران پر قبضہ کر لیا۔ ملک طغرل نے گنجه اور بلاد اران میں جا کر پناہ لی۔ اس کے ساتھ اس کا اتابک کسعدی (کنخندی)، بھی تھا، رفتہ رفتہ ملک طغرل کی شان و شوکت بڑھ گئی، کثیر التعداد فوج بھی جمع ہو گئی، بلاد آذربائیجان پر قبضہ کرنے کی ہوس ساقی اس اثنا میں اتابک کسعدی ماہ شوال ۵۱۵ھ میں مر گیا، آقسنقر ارمنی والی مراغہ کو کنخندی کی موت کی خبر سن کر عہدہ اتابکی کا لاپنج دامن گیر ہوا، ملک طغرل کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلطان محمود کی جنگ پر ابھلانا شروع کیا۔ چنانچہ ملک طغرل، آقسنقر ارمنی کے ہمراہ مراغہ کی جانب روانہ ہوا، اردبیل پہنچا۔ اہل اردبیل نے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ شہر پناہ کے دروازے بند کر دیے۔ ناچار تبریز کی طرف کوچ کیا، تبریز پہنچ کر یہ خبر سننے میں آئی کہ سلطان محمود نے امیر جوش بک کو آذربائیجان روانہ کیا ہے، اور اس علاقہ کی سند حکومت عطا کی ہے اور امیر جوش بک کچ قیام کرتا ہوا ایک بڑے لشکر کی افسری کے ساتھ مراغہ پہنچ گیا ہے۔ ملک طغرل کے ہوش جاتے رہے۔ تبریز سے (خوج) کی جانب کوچ کر دیا۔ حوصلہ پست ہو گئے۔ اپنے خیالات کی جانب سے شک و شبہ میں پڑ گیا، امیر شیرگیر کے پاس قاصد بھیجا، اعانت و امداد کی درخواست کی۔

امیر شیرگیر کی گرفتاری و رہائی | امیر شیرگیر غیر فہم حکومت سلطان محمد میں ملک طغرل کا اتابک تھا۔ کسعدی (کنخندی)، اتابک نے سلطان محمد کے انتقال کے تاریخ ابن خلدون میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا، میں نے یہ نام تاریخ کامل ابن اثیر سے نقل کیا ہے۔

کے بعد امیر شیرگیر کو گرفتار کر لیا تھا۔ سلطان سنجر نے اسے قید سے بجات دی۔ امیر شیرگیر قید سے رہا ہو کر اپنے مقبوضہ بلاد ابہر اور زنجان چلا آیا۔ امیر شیرگیر نے ملک طغرل کے خط کا جواب موافقت میں دیا اور اس کے ساتھ ساتھ ابہر کی طرف چلا۔ لیکن ان لوگوں کا جو قصد دارادہ تھا، پورا نہ ہوا، اراکین دولت نے متفق ہو کر سلطان محمد کی خدمت میں فتویٰ نامہ روانہ کیا اور ملک طغرل نے سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی۔ بد مزاجی ختم ہو گئی اور قتل و فساد رفع ہو گیا۔

وزیر شمس الملک کا قتل | وزیر السلطنت شمس الملک بن نظام الملک کی قدر و منزلت سے اراکین دولت محمودی ہمیشہ لگانے بچانے میں لگے رہتے تھے۔ اتفاق یہ کہ شمس الملک کے چچا زاد بھائی شہاب ابو الحسن وزیر سلطان سنجر کا انتقال ہو گیا۔ سلطان سنجر نے اس کی جگہ ابو طہر تہی کو عہدہ وزارت عطا کیا جو نظام الملک کے خاندان کا جانی دشمن تھا۔ ابو طہر نے شمس الملک وزیر السلطنت کی مخالفت پر سلطان سنجر کو کہہ سن کر ابھار دیا۔ سلطان سنجر نے سلطان محمود کو وزیر السلطنت شمس الملک کو سزائش کرنے کا حکم بھیج دیا۔ سلطان محمود نے اسے گرفتار کر کے طخایرک کو حوالہ کر دیا، طخایرک نے قلعہ حلبال میں قید کر دیا اور چند روز بعد مار ڈالا۔

مقتول وزیر شمس الملک کا بھائی نظام الدین احمد، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا وزیر تھا۔ خلیفہ مسترشد نے شمس الملک کی معزولی کی خبر پا کر نظام الدین احمد کو معزول کر کے جلال الدین ابو علی ابن صدوق کو عہدہ وزارت عطا کیا۔

کرج اور قیاق میں نفاق | ۵۸۵ھ میں ایک وفد ڈیویشن، اہل دریند، و شروان کا سلطان محمود کی بارگاہ میں فریادی صورت بنائے حاضر ہوا۔ کرج کے مظالم، لوٹ مار کی شکایت کی اور حمایت و امداد کا خواست گارہا، سلطان محمود نے

آراستہ کر کے ان کی امداد پر روانہ ہوا۔ کُرُج کے لشکر کے قریب پہنچا۔ لشکر کُرُج کی کثرت سے گھبرا گیا، وزیر السلطنت شمس نے واپس چلنے کی رائے دی، اہل مشروان نے دست بستہ عرض کیا "کُرُج کو بلا زیر و زبر کئے اگر موکب ہمایوں واپس ہوا تو مسلمانوں کی شامت آجائے گی" ان کے دل کمزور ہو جائیں گے، سلطان اپنے لشکر گاہ میں قیام فرمادیں ہم لوگ سینہ سپر ہو کر لڑیں گے" سلطان محمود نے کُرُج کا خیال چھوڑ دیا۔ خوف و خطر کی حالت میں رات گزاری، مشیت الہی سے اسی شب میں کُرُج اور قنقاق میں چل گئی۔ آپس ہی میں کٹنے مرنے لگے، صبح نہ ہونے پائی تھی کہ لشکر کفار یہ خیال کر کے کحریف کے مقابلہ میں ہمیں شکست ہوئی اور وہ ہم پر آپڑا ہے بھاگ نکلا سلطان موکب دشمنوں کے مقابلہ میں بلا جدوجہد کامیابی حاصل کر کے ہمدان واپس آیا۔

برستی کی معزولی | خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور دُوبیس بن صدقہ والی خلد سے مقام مبارکہ (اطراف غاند) میں معرکہ آرائی ہوئی تھی، برستی خلافت

آب کی رکاب میں تھا، اس واقعہ میں دُوبیس کو شکست ہوئی تھی جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا گیا۔ دُوبیس شکست پاکر غزیہ (نجد) پہنچا، اہل غزیہ (عرب نجد) سے امداد و اعانت کا خواست گار ہوا، لیکن انھوں نے صاف انکار کر دیا۔ منتفق کے یہاں پہنچا، یہی سوال پیش کیا، منتفق نے امداد کا اقرار کیا، چنانچہ دُوبیس ان کے ہمراہ بصرہ کی طرف روانہ ہوا، پہنچتے ہی بصرہ کو ٹوٹ لیا، اہل بصرہ کو قتل و پامال کیا، سلمان حاکم بصرہ کو مار ڈالا، خلیفہ مسترشد کو اطلاع ہوئی، برستی پر بے حد ناراضی کا اظہار کیا۔ تہدید آمیز فرمان بھیجا کہ تمھاری سستی اور غفلت سے اہل بصرہ اس حال بد کو پہنچے ہیں، مناسب ہے کہ اب بھی تم ان کی حمایت پر مستعد ہو جاؤ، ورنہ اس جانب کی ناراضگی کی کوئی حد نہ ہوگی، برستی نو حیں نے کربصرہ کی حمایت پر روانہ ہوا۔ دُوبیس بصرہ چھوڑ کر بھاگ گیا، عیسائیوں کے پاس پہنچا اور ان کے ساتھ حلب کے محاصرہ پر آیا، اہل حلب کی مستعدی سے عیسائیوں

کے دانت کھٹے ہو گئے، ناکام واپس ہوئے، دُوبیں ان سے علیحدہ ہو کر ملک طغرل بن سلطان محمد کے پاس پہنچا، پھلانہ بیٹھا گیا عراق پر فوج کشی اور قبضہ کی ترغیب دینے لگا جیسا کہ آپ ان واقعات کو ادھر پڑھ آئے ہیں۔

برقیہ زکونی کی تقرری | ان واقعات اور نیز اسی قسم کی اور شکایات سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے آئینہ دل میں برستی کی جانب سے غبار پیدا ہو گیا، سلطان محمود کو لکھ بھیجا کہ برستی کو عراق کی پولیس امیری سے معزول کر دو، سلطان محمود نے اس حکم کے مطابق برستی کو عراق کی امیری پولیس سے برطرف کر دیا۔ عیسائیوں پر جہاد کی غرض سے موصل جانے کا حکم دیا برقیہ زکونی کو عراق کی پولیس امیری عطا ہوئی۔ برقیہ زکونی کا نائب دار الخلافہ بغداد پہنچا، برستی سے چارچ لیا اور بغداد میں قیام پذیر ہوا۔

سلطان محمود نے اپنے چھوٹے لڑکے کو برستی کے پاس کام سیکھنے کی غرض سے بھیج دیا۔ برستی سلطان محمود کے لڑکے کو اپنے ہمراہ لے موصل پہنچا۔ اہل موصل نے نہایت جوش اور مسرت سے استقبال کیا اور برستی گورنری کے فرائض انجام دینے لگا۔

عماد الدین زنگی کی گورنری بصرہ | عماد الدین زنگی، امیر برستی کے حاشیہ نشین مصاحبوں سے تھا۔ جس وقت سلطان محمود کی بارگاہ سے برستی کو واسطہ کی حکومت عطا ہوئی برستی نے عماد الدین زنگی کو اپنا نائب مقرر کر کے واسطہ روانہ کیا۔ ایک مدت تک عماد الدین زنگی، واسطہ کا فرمان روا رہا۔ پھر جب برستی دُوبیں کی گوشمالی کے لئے بصرہ آیا اور دُوبیں، بصرہ چھوڑ کر چلا گیا تو برستی نے عماد الدین زنگی کو واسطہ سے طلب کر کے بصرہ کی حکومت پر مامور کیا۔ عماد الدین زنگی نے نہایت خوبی سے بصرہ کا نظم و نسق درست کیا، عرب کے ٹیڑوں کی دست برد سے اسے محفوظ رکھا۔ پھر جب برستی موصل کا گورنر ہوا تو منظم اور کفایت شعار ہونے کی وجہ سے عماد الدین زنگی

کو موصل طلب کیا۔ عماد الدین زنگی کو بار بار کی تبدیلی اور تقرری ناگوار گزری، مستعفی ہو کر سلطان محمود کے دربار میں بمقام اصفہان حاضر ہوا، سلطان محمود عزت و احترام سے پیش آیا اور بصرے کی سند گورنری عطا کی۔ عماد الدین زنگی کی دلی خواہش یہی تھی۔ ۱۱۵۵ھ میں بصرہ کی حکومت پر واپس آیا۔

حلب پر بستی کا قبضہ | عیسائیوں نے شہر صو کی تخییر کے بعد دوسرے بلاد اسلامیہ کو

جانے اور اس کی سازش نے سونے پر سہاگہ کا کام دیا۔ ریساپ کو یاد ہو گا کہ دُبین بصرہ سے شکست کے بعد عیسائیوں کے پاس چلا گیا تھا اور انھیں تخییر حلب کی ترغیب دے کر حلب

سے شہر صو میں خلیفہ آمرہ احکام اللہ علوی مصری کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا۔ عز الملک وزیر السلطنت

امیر الجیش افضل کا بیٹا ہوا حاکم تھا۔ عیسائی مجاہدوں نے کئی بار اسے لوٹا اور تاراج کیا ۱۱۵۶ھ میں

بلوشاہ فرانس نے صو کے سر کرنے کے لئے بہت بڑی فوج روانہ کی، عز الملک نے اتابک طغٹکین والی

دمشق سے امداد طلب کی، اتابک طغٹکین نے امیر مسعود کو اہل صو کی کمک پر مامور کیا، عیسائی فوجیں امیر

مسعود کی آمد کی خبر پا کر بلا کسی لڑائی کے واپس گئیں، امیر مسعود صو میں داخل ہوا۔ عز الملک نے حکومت ہاتھ

میں لی۔ لیکن خطبہ اور سکہ خلیفہ علوی مصری ہی کا جاری رکھا، خلیفہ آمر مصری اور امیر الجیش افضل کو اس

خبر سے بے حد مسرت ہوئی، ۱۱۵۶ھ تک مسعود، صو میں فرماں روائی کرتا رہا۔ امیر الجیش افضل کے

قتل کے بعد خلیفہ مصری نے مسعود کو بحیلہ و فریب معزول کر کے دمشق واپس کر دیا اور ایک دوسرے

شخص کو صو کی حکومت پر مامور کیا، عیسائیوں کو اس کی خبر گیری فوجیں فراہم کر کے ماہ ربیع الاول

۱۱۵۸ھ میں صو کا محاصرہ کر لیا، نہایت شدت سے لڑائی شروع کی، اتابک طغٹکین والی دمشق نے

صو کی حمایت پر کرباندھی، یانیاس کی طرف بڑھا لیکن عیسائیوں نے ذرا بھی پروا نہ کی، طغٹکین نے

خلیفہ مصری کو اس سے مطلع کیا، امداد کی درخواست کی، صدائے نبر فاست، کامفیون ہوا۔ ۲۲ محرم ۵۸۸ھ

سنہ مذکور میں عیسائیوں نے صو پر قبضہ کر لیا۔ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۴۴۴ و ۴۴۵ مطبوعہ لیدن

کے محاصرہ میں ان کے ساتھ آیا تھا، عیسائی فوجیں حلب پر آئیں۔ اہل حلب نے مدافعت پر کمر باندھی، تاش بیہ بن ارتق والی حلب نے برستی والی موصل سے امداد طلب کی، برستی نے اس شرط سے امداد کا وعدہ کیا کہ قلعہ حلب میرے نائب کے سپرد کیا جائے، تاش نے اس شرط کو منظور کیا، برستی فوجیں مرتب کر کے حلب کی طرف روانہ ہوا، عیسائی فوجیں برستی کی آمد کی خبر پا کر محاصرہ اٹھا کر کوچ کر گئیں، برستی بلا جنگ و جدال کامیابی کے ساتھ حلب میں داخل ہوا۔ قبضہ کیا۔ اس کے بعد کفرطاب کو بھی عیسائیوں سے چھین لیا۔ قلعہ اعزاز پر دھاوا کیا، قلعہ اعزاز جو سلین عیسائی بادشاہ کے قبضہ میں تھا، برستی نے اس پر محاصرہ ڈالا، عیسائیوں کو اس کی خبر لگی، چاروں طرف سے عیسائی مجاہدین جھرمٹ باندھ کر قلعہ اعزاز کے بچانے کے لئے سخت اور خون ریز جنگ نے فیصلہ کیا۔ برستی کو محاصرہ میں ناکامی ہوئی، حلب واپس آیا۔ مسعود نے اپنے لڑکے کو حلب کا نائب مقرر کیا اور دریائے فرات عبور کر کے موصل پہنچا۔

ملک طغرل دوہیس کی روانی عراق حلب سے عیسائی فوج کی واپسی پر دوہیس ان سے علیحدہ ہو گیا، ملک طغرل کی خدمت میں پہنچا، ملک طغرل نے عزت و احترام سے ملاقات کی، اپنے ہم نشینوں میں داخل کر لیا، دوہیس من چلا تھا۔ خاموش بیٹھ سکا، قبضہ عراق کی ترغیب دی، قبضہ دلانے کا ذریعہ، چنانچہ شاہ میں دونوں عراق کی طرف روانہ ہوئے، دو قاپہ پہنچے، مجاہد الدین بہرام نے تکریت سے حلیفہ مسترشد باللہ سے اصل کتاب میں ایسا ہی کھا ہے۔

۱۔ یہ واقعہ شاہ کا ہے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۳۴۴ مطبوعہ لیدن
۲۔ کفرطاب ملک شام کا ایک شہر ہے شاہ میں برستی نے اس پر عیسائیوں سے قبضہ حاصل کیا۔
تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۳۴۴ مطبوعہ لیدن۔

۳۔ معرکہ قلعہ اعزاز میں ایک ہزار سے زیادہ مسلمان کام آئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۳۴۴ مطبوعہ لیدن

عباسی کو ملک طغرل اور دُہیس کے ارادہ سے مطلع کیا، خلیفہ عباسی سُن کر آگ بگولا ہو گیا۔ تاریخ ۵۱۹ھ صفر ۱۰۱۹ء جنگ کے ارادے سے دارالخلافہ بغداد سے کوچ کیا۔ برتقش زکونی کو موکب ہمایوں کے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ خالص میں پہنچ کر نیمہ زن ہوا۔ ملک طغرل اور دُہیس اس سے مطلع ہو کر خراسان کا راستہ چھوڑ کر جلولا پہنچے اور خلافت مآب خالص سے وُسکرہ آگئے۔ وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ خلافت پناہی کے مقدمہ الحبش کا سروار تھا۔

دُہیس کی روانگی نہروان | ملک طغرل اور دُہیس میں یہ طے پایا کہ دُہیس، جلد سے جسد نہروان پہنچ کر نہروان کا پُل توڑ دے۔ خلافت مآب کے لشکر کو عبور سے روکے اور جب ملک طغرل آجائے تو اس کے بعد بغداد پر قبضہ کرنے کو بڑے اس قرارداد کے مطابق نہروان کی جانب دُہیس نے کوچ کیا، اتفاق یہ کہ ملک طغرل بیمار ہو گیا، پانی بھی زور کا برسا، نقل و حرکت سے مجبور ہو گیا، دُہیس تمھکا لاندہ بھوکا بارش اور سردی سے کانپتا نہروان پہنچا۔ تین دن ٹھہرے اور اشیاء خوردنی سے لدے دارالخلافہ بغداد سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے پاس جا رہے تھے دُہیس نے انھیں لوٹ لیا، آسودہ ہو کر کھایا پیئے کپڑے اتار ڈالے، دوسرے کپڑے پہنے، دھوپ میں پاؤں لیے کر کے سو گیا۔

ملک طغرل اور دُہیس کا ہمدان میں ظلم و جور | خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو ملک طغرل اور دُہیس کے ارادہ سے آگاہی ہوئی، لشکر کو کوچ کا حکم دیا، بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ اثنا براہ میں نہروان کے غریب جانب دُہیس مل گیا دُہیس آنکھیں ملتا اٹھا، زمین بوسی کر کے دست بستہ عفو تقصیر کی درخواست کی خلافت مآب نے قصور معاف کر دیا۔ اس کے بعد وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ، خلافت مآب کے دربار میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب کی رائے کی تعریف کی نہروان کے پُل کو قابل عبور بنانے

میں معروف ہوا۔ ویسے، برتقش زکونی سے باتیں کرنے لگا۔ خلافت آب اور وزیر السلطنت کو غافل پا کر چلتا بنا اور ملک طغرل سے جا کر مل گیا۔ خلافت پتا ہی بغداد کی جانب واپس ہوئے، ملک طغرل اور دبیں ہمان پہنچے۔ ملک طغرل اور دبیں نے ہمان پہنچ کر فساد مچا دیا، لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا، دیہات، قصبات اور شہروں کو لوٹ لیا۔ تاوان اور جہانوں سے رعایا کو پریشان کیا۔ سلطان محمود کو اس کی اطلاع ہوئی، گوشامی کی غرض سے لشکر بڑھا، ملک طغرل اور دبیں سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ نکلے، خراسان میں بخجری خدمت میں حاضر ہوئے، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور برتقش زکونی کی الٹی شکایت کی۔

برتقش زکونی کی ریشہ دوانی | خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو برتقش زکونی بغداد کے امیر پولیس سے نفرت پیدا ہوئی، دھمکیاں، تنبیہ کی، برتقش زکونی ماہ رجب ۵۵۵ھ میں بخجری جان بغداد چھوڑ کر سلطان محمود کے پاس چلا گیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی طرف سے کان بھرنے شروع کئے اور یہ مغالطہ دیا کہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے بے تعداد فوج مہیا کر لی ہے، قوت مافی بھی بڑھالی ہے اور وہ زمانہ قریب معلوم ہوتا ہے کہ حضور والا سے کوئی حیلہ وہاں نہ ڈھونڈھ کر کشیدگی کا اظہار کرے اور جنگ و جہال کا دروازہ کھولے، اس وقت بادشاہ سلامت پر مقابلہ ذرا دشوار ہو جائے گا۔ سلطان محمود یہ سن کر تاؤ میں آ گیا اور عراق کی روانگی کا ارادہ کیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے نرمی اور مہربانی سے روکنا چاہا اور یہ کہلا بھیجا کہ فی الوقت آپ عراق کا ارادہ ترک کر دیجئے۔ اس اطراف کی ویرانی اور بربادی بے حد بڑھ گئی ہے۔ جب ویرانی، آبادی سے اور گرانی ارزانی سے تبدیل ہو جائے تو اس قصد کو پورا کیجئے گا۔

سلطان محمود کی بغداد کی جانب پیش قدمی | سلطان محمود نے اصلیت کا کچھ خیال نہ کیا بلکہ برتقش زکونی کے پیدا کئے خیال کی اس سے

تصدیق کر لی اور نہایت عجلت سے بغداد کی جانب کوچ کیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اپنے اہل و عیال اور اولاد خلفاء کے ساتھ 'پاپیادہ' پار الخلافت بغداد سے ماہ ذی القعدہ ۵۵۵ھ میں غزنی بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ اہل بغداد خلافت مآب کی جدائی کی تاب نہ لا سکے زار زار رونے لگے۔

جنگ سلطان محمود و خلیفہ مسترشد باللہ | یہ خبر سلطان محمود تک پہنچی، بے حد شاق گزرا، خلافت مآب کی خدمت میں دار الخلافت واپس

جائے کا پیام بھیجا، خلافت مآب نے وہی شرط پیش کی، سلطان محمود کو اس شرط کے پیش کرنے سے غصہ آ گیا۔ تیزی سے بغداد کی جانب بڑھا، خلیفہ مسترشد غزنی بغداد میں قیام پذیر ہوا اور خادم عقیف کو فوج کی افسری کے ساتھ سلطان محمود کے نائب السلطنت کو روکنے کی غرض سے واسطو روانہ کیا، سلطان محمود کی طرف سے عماد الدین زنگی والی بصرہ مقابلہ پر آیا، عقیف کو شکست دی، عقیف کا لشکر پامال کیا گیا، بہترے قتل اور قید کئے گئے، خلیفہ مسترشد نے کشتیاں جمع کرائیں، قصر خلافت کے دروازے بند کر دیئے اور دربان ابن صاحب کو محل سرائے خلافت کی حفاظت پر متعین کیا۔

سلطان محمود کی بغداد میں آمد | ۱۲ روزی الحجہ سنہ مذکور میں سلطان محمود اپنے جاہ و حشم کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا، باب شمالیہ میں قیام کیا

خلیفہ مسترشد سے واپسی اور صلح کا نامہ و پیام کرنے لگا، خلیفہ مسترشد انکار ہی جواب دے رہا تھا۔ دوڑوں فوجوں میں ایک روز چل گئی، سلطان محمود کی فوج کا ایک دستہ محل سرائے خلافت میں گھس گیا تا جہ خلافت کو لوٹ لیا۔ یہ واقعہ یکم محرم ۵۵۶ھ کا ہے۔ باشندگان بغداد کو اس سے سخت غصہ اور اشتعال پیدا ہوا، "جہاد" "جہاد" چلا اٹھے، لڑکے، جوان اور بوڑھے تلواریں نیام سے کھینچ کر نکل پڑے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی بھی پردہ سے نکل آیا، بلند آواز سے "یا آل ہاشم" پکارنے لگا، بطل اور بگل بجنے لگا۔ دجلہ پر پل فوراً بنادیا گیا۔

ایک لہ میں سب کے سب اتر آئے۔ سلطان محمود کا لشکر محل سرسے خلافت، امراء اور وزراء کے مکالموں کی ٹوٹ میں مصروف ہوا۔ محل سرسے خلافت کے تہ خانہ میں ایک ہزار سپاہی چھپے تھے ان لوگوں سے ضبط نہ ہو سکا نکل پڑے، سلطان محمود کے امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کیا، عوام الناس نے سلطان محمود کے وزیروں، امیروں اور حاشیہ نشینوں کے مکانات کو لوٹ لیا۔ ایک گروہ کثیر کام آگیا۔ اس کے بعد خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے تیس ہزار جنگ آوران اہل بغداد اور سوار فوج کے ساتھ شرقی بغداد کی طرف عبور کیا۔ سلطانی لشکر نے مقابلہ اور بغداد سے نکال باہر کرنے پر کربا باندھی، بغداد کے ارد گرد خندقیں کھدوائیں، سلطانی لشکر پر شب خون اور حملہ کا تہیہ کیا، ابوالہیجا، کردی والی اربل نے مخالفت کی۔

اسی اثنا میں عماد الدین زنگی، بصرہ سے ایک خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کی مصالحت بڑا لشکر لے ہوئے براہ خشکی اور دریائے سلطان محمود کی کمک کو پہنچ گیا، اہل بغداد کے چھکے چھوٹ گئے، ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، حملہ اور شہنشاہ کے منصوبے ہوا ہو گئے، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے بھی لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ صلح کا نام و پیام ہونے لگا۔ باہم مصالحت ہو گئی، سلطان محمود نے اہل بغداد کی خطائیں معاف کر دیں۔ تاریخ آخر ۵۲۱ھ تک بغداد میں قیام پذیر رہا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے تہیہ کار گھوڑے اور بہت سا مال مدیۃ سلطان محمود کو دیا۔ سلطان محمود نے عماد الدین زنگی بن آسنقر کو کفایت شعار اور ریاست دانی ہونے کے باعث بغداد کو یولیس افسر مقرر کیا اور ہمدان کی جانب واپس ہوا۔

وزیر ابوالقاسم کی معزولی اور بجالی | چونکہ وزیر السلطنت، ابوالقاسم علی بن ناصر شادی کی امر اور دولت نے سلطان محمود سے جاوبے جا شکایتیں کیں، اور الزامات کے علاوہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے سازش کرنے کا الزام بھی لگایا تھا کیونکہ

یہ سلطان محمود اور خلیفہ مترشد باللہ عباسی سے صلح کرانے میں زیادہ کوشش کر رہا تھا۔ اس وجہ سے اثنائے سفر ہمدان میں سلطان محمود نے وزیر السلطنت ابوالقاسم کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ شرف الدولہ لاشیروان بن خالد کو بغداد سے طلب فرمایا وہ ماہ شعبان سنہ مذکور میں بمقام اصفہان حاضر ہوا، سلطان محمود نے اسے عہدہ وزارت عطا کیا۔ اس مہینہ وزارت کی، پھر معزول کر دیا گیا۔ بغداد واپس آیا۔ اس تبدیلی پر بھی وزیر سابق ابوالقاسم قیدی کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔ جب سلطان سبخرے میں آیا تو اس نے وزیر ابوالقاسم کو جیل سے نکال کر سلطان محمود کی وزارت پر آخر ۵۲۵ھ میں مقرر کیا۔

عزالدین ابن برستی کی وفات | صوبہ موصل پر قابض ہونے سے عزالدین ابن برستی کا عیب داب اور جاہ و جلال بڑھ گیا۔ قوت اور شوکت جیسا کہ پہلے حاصل ہو گئی، بلا و شام پر قبضہ کی ہوس پیدا ہوئی۔ سلطان محمود سے اجازت حاصل کئے دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ رجب پنج کر محاصرہ کیا اور قابض ہوا۔ حکومت کی نوبت نہ آئی کہ قبضہ کے فوراً بعد ہی مر گیا۔ سارا لشکر تتر بتر ہو گیا، تجہیز و تکلیفین سے بھی غافل ہو گیا۔ اس کے بعد دفن کیا گیا۔ اس کا لشکر موصل واپس آیا۔

امارت موصل پر عماد الدین زنگی کا تقرر | عزالدین کی وفات کے بعد عنان حکومت اس کے چھوٹے بھائی کو عزالدین کی جگہ کرسی امارت پر بٹھایا سند حکومت حاصل کرنے کی غرض سے قاضی بہار الدین ابوالحسن علی شہر زوری اور صلاح الدین محمد باغیسا کی امیر صاحب برستی کو عرض داشت دے کر سلطان محمود کے دربار میں بھیجا۔ یہ دونوں بغرض مشورہ نصیر الدین جعفر و عماد الدین زنگی کا مملوک تھا، کے پاس گئے صلاح الدین اور نصیر الدین سے سسرالی رشتہ تھا، نصیر الدین نے کہا تم لوگ بڑے نا سمجھ ہو، کیا تم جادوی کی حرکات سے ناواقف ہو، وہ بڑا چلتا پڑھتا ہے، کیا تم اس کی اطاعت بطیخا طر

پسند کرو گے۔ بہتر یہ ہے کہ عماد الدین زنگی کو طلب کر کے صوبہ موصل کی گورنری پر متعین کئے جانے کی درخواست کرو۔ اس مشورہ کے مطابق دولوں، وزیر السلطنت، شرف الدین نوشیروان بن خالد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا، "جزیرہ اور شام پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا ہے، حدود دارالدین سے عریض مصر تک عیسائیوں کے قبضہ میں ہے، برقی ایک شجاع اور باندہ بیر شخص تھا وہ عیسائیوں کے فریب اور چالاکیوں سے خوب واقف تھا اور ان کی روک تھام کے لئے کافی تھا، اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس کی جگہ جو مقرر کیا گیا ہے وہ ایک چھوٹا ہے، صوبہ موصل کی حکومت کے لئے ایک تجربہ کار، جنگ آزمودہ اور موہو سیاسی کا واقف کار شخص ہونا چاہئے جو عیسائیوں کو ان شہروں سے مار کر بھگائے۔ ہم لوگ آپ کی خدمت میں یہی عرض کر لے آئے ہیں، آمندہ آپ کو اختیار ہے" وزیر السلطنت نے ان دولوں کی معروضات کو بارگاہ سلطانی میں پیش کیا، سلطان ان دولوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا، حاضر ہونے کا مشورہ ہونے لگا، مارا کین دولت میں سے ایک گروہ نے عماد الدین زنگی کے حق میں رائے دی، تافضی بہار الدین اور دولت میں سے ایک گروہ نے عماد الدین زنگی کے حق میں رائے دی، تافضی بہار الدین اور صلاح الدین نے بہ نظر خوشنودی، عماد الدین زنگی کی طرف سے بطور نذر ایک بڑی رقم شاہی خزانہ میں داخل کی، سلطان نے کفایت شعاری اور شجاعت کی وجہ سے عماد الدین زنگی کو صوبہ موصل کا گورنر مقرر کیا۔ اس کی جگہ عراق کی پولیس انصری مجاہد الدین بہروز والی تکریت کو عنایت کی۔

عماد الدین زنگی کی روانگی موصل | عماد الدین زنگی شاہی حکم لے کر موصل روانہ ہوا۔ پہلے بوازیج پہنچا، قبضہ کیا، پھر موصل کی طرف کوچ کیا۔

جاولی کو اس کی خبر لگی۔ ذرا بھی چون و چرا نہ کی، باظہار اطاعت موصل سے نکل کر استقبال کیا اور اس کی رکاب میں موصل واپس آیا۔ عماد الدین زنگی ماہ رمضان ۵۵۲ھ میں داخل موصل ہوا۔ موصل کا نظم و نسق کرتے لگا۔ جاولی کو رجبہ کی حکومت دے کر رجبہ

رواند کیا، نصیر الدین جعفر کو قلعہ موصل پر اور چند اور قلعوں کا حاکم بنایا، صلاح الدین محمد باغیان کو امیر حاجب کا عہدہ عنایت کیا اور قاضی بہار الدین شہر زوری کو اپنے تمام مقبوضہ علاقہ کا قاضی القضاۃ مقرر کیا۔ قاضی بہار الدین کو مال دزر کے علاوہ جاگیر بھی دی، مناصب دیئے، ہر کام میں ان سے مشورہ لیتا، ان کے مشورے کے بغیر چھوٹا یا بڑا کام نہ کرتا تھا۔

زنگی کا جزیرہ ابن عمر پر قبضہ | زنگی نے جبل کے انتظام سے فارغ ہو کر قبضہ کی غرض سے جزیرہ ابن عمر پر قبضہ کیا۔ جزیرہ ابن عمر کی طرف قدم بڑھایا۔ برسقی کا خادم، جزیرہ کا فرماں روا تھا۔ وہ مقابلہ پر آیا۔ جنگ چھڑ گئی۔ لیکن دونوں فریقوں کے درمیان دجلہ حائل تھا جس سے عماد الدین زنگی کو کامیابی نہ ہوتی تھی۔ عماد الدین زنگی کو یہ تاخیر پسند نہ آئی لشکر کو حکم دیا کہ ”گھوڑے دجلہ میں ڈال دو اور کمال تیزی سے دجلہ عبور کر کے حریف سے میدان لے لو“ چنانچہ عماد الدین زنگی اور اس کے لشکر نے دجلہ میں گھوڑے ڈال دیئے۔ رکاب سے رکاب ملائے بات کی بات میں دجلہ عبور کر کے زلّٰۃ پر قبضہ کر لیا۔ حریف کی ایک پیش نہ گئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد حریف کو شکست ہوئی۔ جزیرہ میں داخل ہو کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ نفع مند گروہ نے چاروں طرف سے محاصرہ کر کے حملہ پر حملہ شروع کر دیا۔ بالآخر محصورین نے امان کا جھنڈا بلند کیا۔ امان کی درخواست پیش کی۔ قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں۔ عماد الدین زنگی نے قبضہ کر لیا۔

نصیبین کی مہم | اس مہم سے فارغ ہو کر عماد الدین زنگی نے نصیبین کو سر کرنے کی غرض سے کوچ کیا۔ نصیبین حسام الدین تہرناش بن ابوالغازی والی ماردین کے

ملعہ زلّٰۃ اس میدان کا نام ہے جو دیائے دجلہ اور جزیرہ کے درمیان میں تھا۔ اہل جزیرہ نے حملہ آور فریق کو دیا عبور کرنے سے روکنے کی انتہائی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ دیا عبور کرنے کے بعد زلّٰۃ میں جنگ ہوئی۔ شکست اٹھا کر شہر میں داخل ہو کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۵۵۰ مطبعہ لندن

قبضہ میں تھا۔ عماد الدین زنگی نے پہنچ کر محاصرہ کیا۔ حسام الدین نے اپنے چچا زاد بھائی رکن الدین داؤد بن سکمان (سقمان) بن ارتق دانی قلعہ کیفا کو ان واقعات سے مطلع کیا۔ امداد کی درخواست کی، رکن الدولہ نے بذات خود امداد و حمایت پر کمر باندھی۔ فوجیں فراہم کر لے لگا، حسام الدین ترمناش نے ماروین سے اہل نصیبین کو تشقی آمیز خط لکھا اور امید دلائی کہ پانچ دن کے اندر ہتھیاری کمک ایک بڑا لشکر پہنچ جائے گا، عماد الدین زنگی کا لشکر نصیبین کا محاصرہ کئے تھا قاصد جا نہیں سکتا تھا۔ اس وجہ سے یہ خط ایک پرنس کے بازو میں باندھ کر نصیبین کی طرف چھوڑ دیا۔ اتفاق سے عماد الدین زنگی کی فوج میں سے کسی سپاہی نے اس پرنس کو پکڑ لیا۔ بازو میں خط بندھا پایا۔ اپنے سردار عماد الدین زنگی کے پاس لایا۔ عماد الدین زنگی نے پڑھا۔ قلم خاص سے لکھ دیا۔ پانچ روز کے بجائے بیس یوم تک کی مہلت ہے اور پندرہ کے بازو میں باندھ کر چھوڑ دیا۔ اہل نصیبین نے حسام الدین کا خط پڑھا۔ عماد الدین زنگی کا لکھا ہوا چھوڑ دیکھ کر بدحواس ہو گئے۔ بیس دن برائے انتظار امداد ٹھہر رہے۔ اس اثنا میں عماد الدین زنگی نے بھی کوئی حملہ نہ کیا۔ اکیسویں دن اہل نصیبین نے امان کی درخواست کی عماد الدین زنگی نے امن کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا۔

زنگی کا خاں اور حران پر قبضہ | قبضہ نصیبین کے بعد عماد الدین زنگی نے سجار کا قصد کیا۔ اہل سجار نے مصالحت کر لی۔ عماد الدین زنگی نے سجار پر قبضہ کر کے خاں کو سر کرنے کی غرض سے ایک لشکر روانہ کیا۔ خاں بھی سر ہو گیا حران کی طرف بڑھا۔ اہل حران نے حاضر ہو کر اطاعت قبول کی۔ الربا، سرودج، بیرہ اور اس کے مضافات عیسائی حکمرانوں کے قبضہ میں تھے، جو سلین عیسائی دانی الربا ان مقامات کا فرماؤا تھا۔ عماد الدین زنگی نے اس سے مراسلت کر کے عارضی صلح کر لی تاکہ مقبوضہ و مفتوحہ علاقہ کا انتظام درست کر کے باطمینان تمام اس مہم کو پورا کر لے جس کا اس نے ارادہ ہے پرنس کا نام کسی مودع نے نہیں لکھا غالباً کوثر ہو گا۔ یہی جانور اس زمانہ میں نامہ بری کا کام دیتا تھا۔

کیا تھا اور جس غرض کے لئے اسے موصل کی گورنری عطا ہوئی تھی ہے

قططنغ ابہ کا حلب پر قبضہ | ماہ محرم ۵۲۲ھ میں عماد الدین زنگی نے فرات کو حلب کی جانب سے عبور کیا، عزالدین مسعود بن آقسنقر برسنقی جس

وقت حلب سے اپنے باپ کے قتل کے بعد موصل روانہ ہوا تھا۔ اپنے امراء دولت میں سے قرمان نامی ایک امیر کو مقرر کیا تھا، تھوڑے دن بعد قرمان کو معزول کر کے قططنغ ابہ کو مامور کیا۔ قططنغ ابہ، عزالدین کا حکم لے کر حلب پہنچا، قرمان نے چارج نہ دیا اور یہ کہا کہ مجھ سے اور عزالدین سے کچھ امور طے ہوئے ہیں۔ جب تک میں انہیں اس حکم نامہ میں نہ دیکھ لوں گا، حلب کی حکومت سے دست بردار نہ ہوں گا۔ قططنغ ابہ ان امور کو حاصل کرنے کے لئے عزالدین مسعود کی خدمت میں واپس ہوا۔ رجب پہنچا تو عزالدین مسعود کا انتقال ہو چکا تھا۔ حلب کی جانب پھر کوٹا، فضائل بن بدیع اور سرداران حلب نے قططنغ ابہ کی اطاعت قبول کی اور قرمان کو ایک ہزار دینار دے کر برطرف کیا۔ قططنغ ابہ نے قلعہ حلب پر نصف (ماہ جمادی الآخر ۵۲۳ھ) میں قبضہ کیا، قبضہ کرنا تھا کہ دماغ پھر گیا۔ ظلم، تعدی، بد اخلاقی اور مٹر وکات پر دست درازی شروع کر دی، اوباشوں اور مفسدوں کی بن آئی، یہی اس کے درباری اور ہم نشین بنے، اس وجہ سے عوام اور خواص کے دل اس سے برا فروختہ ہو گئے۔

بدرالدولہ سلیمان اور قططنغ ابہ کی جنگ | بدرالدولہ سلیمان بن عبد الجبار بن ارتق حلب کا سابق فرماں روا جس نے حکومت چھوڑ دی تھی موجود تھا۔ اہل شہر اس کے پاس گئے، قططنغ ابہ کے مظالم کی شکایت کی اور اس کے

ساتھ عماد الدین زنگی نے ان مقامات کو مسلمان حکمرانوں سے اس وجہ سے چھینا کہ وہ عیسائیوں کو ملک شام اور حمزہ سے اس وقت تک نہیں نکال سکتا تھا جب تک کہ یہ مقامات اور شہر اس کے قبضہ میں نہ آجاتے۔ اس کے علاوہ ان اسلامی حکمرانوں کا عدم وجود دولان برابر تھا۔ یہ عیسائیوں سے دبے ہوئے تھے، کمزور پڑتے تھے۔ بعض بعض انہیں خراج دیتے تھے۔ ان کی اطاعت کو کامیابی کا باعث سمجھتے تھے۔

ہاتھ پر امارت کی بیعت کر کے قطنخ ابہ پر حملہ کیا قطنخ ابہ قلعہ بند ہو گیا۔ اہل حلب نے محاصرہ کیا، ہبیاردانی بیچ اور حسن والی مراغہ، اہل شہر اور قطنخ ابہ سے مصالحت کرنے کے لئے آیا۔ لیکن مصالحت نہ ہو سکی۔ عیسائیوں کو اس کی خبر لگی۔ منہ میں پانی بھر آیا۔ حلب پر قبضہ کا لالچ پیدا ہوا۔ اہل حلب اور قطنخ ابہ کے باہمی جھگڑے سے فائدہ اٹھا، اچاچا جو سلین والی الرافوج نظام اور عیسائی مجاہدوں کو لئے حلب آپہنچا، اہل حلب نے زرتوان دے کر جو سلین کو واپس کیا، انطاکیہ کا عیسائی بادشاہ اپنی فوج لئے پہنچ گیا۔ آخر سند مذکور تک حلب کا محاصرہ کئے رہا اور اہل حلب قلعہ حلب کا حصار کئے رہے۔

حلب پر عماد الدین زنگی کا قبضہ | جب عماد الدین زنگی موصل، جزیرہ اور شام کا حکمران ہوا، تو اہل حلب اس کے مطیع ہو گئے۔ بدرالدولہ سلیمان اور قطنخ ابہ، عماد الدین زنگی کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے موصل روانہ ہوئے، حسن قراقوس حلب کا عارضی حکمران مقرر ہوا۔ چند دنوں بعد عماد الدین زنگی کی طرف سے صلاح الدین باغیانی ایک فوج لے کر حلب آیا۔ قلعہ پر قبضہ کیا۔ شہر کا انتظام درست کیا۔ اس کے بعد عماد الدین زنگی اپنے لشکر ظفر بیکر کے ساتھ حلب کی طرف روانہ ہوا۔ اثنا سفر میں بیچ اور مراغہ پر قبضہ حاصل کرتا ہوا حلب پہنچا۔ امرار لشکر اور سپاہیوں کو جاگیریں دے کر قطنخ ابہ کو گرفتار کر کے بدرالدولہ سلیمان کے حوالہ کر دیا۔ بدرالدولہ سلیمان، عماد الدین زنگی سے متنفذ ہو کر خاموشی سے قلعہ جبرجھاگ گیا عماد الدین زنگی نے حکومت حلب پر ابوالحسن علی بن عبدالرزاق کو مامور کیا۔

سلطان سنجر اور ملک ظفر | ملک ظفر اور دہلیس، سلطان سنجر کی خدمت میں بمقام خراسان حاضر ہوئے، دہلیس نے عراق پر قبضہ کی ترغیب دی، اور یزد بن نشین کیا کہ مسترشد باللہ عباسی خلیفہ بغداد اور سلطان محمود آپس کی

روک تھام اور مقابلے پر متفق ہو گئے ہیں، سلطان سنجر اس فریب میں آ گیا، عراق کی طرف روانہ ہوا۔ رہے پہنچ کر سلطان محمود کو طلبی کا خط لکھا (سلطان محمود اس وقت ہمدان میں تھا، سلطان محمود ہنایت عجلت سے مسافت طے کر کے سلطان سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا، سلطان سنجر نے اپنی فوج کو استقبال کا حکم دیا، اپنے برابر تخت پر بٹھایا آخر ۵۲۲ھ تک سلطان سنجر کی خدمت میں رہا، اس کے بعد سلطان سنجر خراسان کی جانب اور سلطان محمود ہمدان کی طرف واپس ہوئے۔ واپسی کے وقت سلطان سنجر نے سلطان محمود کو ہدایت کی کہ وہیں کو اس کے شہر کی طرف واپس کر دینا۔

سلطان محمود کی بغداد روانگی | اس کے بعد سلطان محمود، عراق روانہ ہوا۔ رفتہ رفتہ بغداد کے قریب پہنچا۔ وزیر السلطنت نے استقبال کیا۔ ۹۰ (محرم ۵۲۳ھ) میں دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ وہیں نے حاضر ہو کر ایک لاکھ دینار پیش کئے، گورنری موصل کی درخواست کی عماد الدین زنگی تک یہ خبر پہنچی، ایک لاکھ دینار اور بہت سے نذرانے و تحائف لے کر حاضر ہوا۔ شاہی دربار میں پیش کئے، سلطان محمود نے عماد الدین زنگی کو خلعت اور موصل واپس جانے کا ارشاد فرمایا، نصف سنہ مذکور (ماہ جمادی الآخر) میں بغداد سے روانہ ہوا۔ مجاہد الدین بہروز کو بغداد کا افسر نوپس مقرر کیا اور حملہ کی حکومت عنایت کی۔

سلطان محمود کی وفات | سلطان محمود نے اپنی وفات سے پیشتر چند راکین دولت کو جس میں عزیز الدین ابو نصر احمد بن حامد مستوفی، امیر الوزشتگیں معروف بہ شیرگیر اور اس کا لڑکا عمر تھا، وزیر السلطنت ابو القاسم الشاہادی کے کہنے سے گرفتار کر کے قتل کیا۔ اس کے بعد بیمار ہوا اور انتقال کر گیا۔

نہ سلطان محمود کی عمر بوقت وفات ۲۹ سال تھی، ۱۲ برس ۵ مہینہ ۲۰ یوم حکمرانی کی مشواہدہ میں وفات پائی، علیم اور عقلمند تھا، ناگوار باتیں سنتا اور باوجود قدرت کے سزا نہ دیتا تھا، طبعی نہ تھا، متقی تھا، امراء و راکین دولت کو رعایا کے مال پر دست دہازی سے روکتا تھا، مال بن ایشیہ ملکہ، صفراء، مہر بویون

باب

سلطان مسعود بن سلطان محمود

وزیر السلطنت ابوالقاسم اور اتابک آقسنقر حمدانی نے متفق ہو کر سلطان محمود کے بیٹے "داؤد" کو تخت حکومت پر بٹھایا، بیعت کی، صوبجات جبل اور آذر بدخشان میں سلطان داؤد نے محاصرہ اٹھالیا، سلطان مسعود تبریز سے ہمدان چلا آیا۔ عماد الدین زنگی گورنر موصل سے مراسلت شروع کی، امداد کا خواست گارہوا، عماد الدین زنگی نے امداد کا وعدہ کیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دربار خلافت میں عرض داشت بھیجی، بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی، سلطان داؤد نے بھی اس کے قبل اسی قسم کی درخواست دربار خلافت میں پیش کی تھی، خلافت مآب نے دونوں کی درخواست نامنظور فرمائی، اور یہ تحریر فرمایا کہ خطبہ میں صرف سلطان سنجر کا نام پڑھا جائے گا۔ اور خفیہ طور پر سلطان سنجر کو لکھ بھیجا کہ تم کسی کے نام کو خطبہ میں داخل کرنے کی اجازت نہ دینا۔ صرف تمہارا ہی نام کا خطبہ پڑھا جائے گا۔ سلطان سنجر کو اس تحریر کی وجہ سے ایک بہترین موقع انکار کا مل گیا۔

سلجوق شاہ کی بغداد میں آمد | سلطان مسعود کو عماد الدین زنگی کے وعدہ امداد سے بہت بڑی تقویت ہوئی، لشکر فراہم کر کے بغداد کی جانب کوچ کیا۔ لیکن اس کے پیچھے سے پہلے اس کا بھائی سلجوق شاہ دارا خلافت

بغداد پہنچ گیا، شاہی محل سرا میں قیام کیا۔ اتابک قراجا ساقی والی فارس و خوزستان ایک بڑی فوج کے ساتھ اس کی رکاب میں تھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی عزت و احترام سے پیش آیا۔ اپنی حمایت و امداد کا وعدہ اور حلف لے لیا۔

خلیفہ مسترشد اور سلطان مسعود میں مصالحت | زنگی کو بغداد آنے کے لئے کھٹا تھا۔ چنانچہ

عماد الدین زنگی موصل سے بغداد روانہ ہوا۔ اور سلطان مسعود کو چ و قیام کرتا عباسیہ خالص پہنچا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور سلجوق شاہ کی فوجیں اس کے مقابلہ پر آئیں اور قراجا ساقی عماد الدین زنگی کی مدافعت کے لئے روانہ ہوا، مقام معشوق میں ٹڈ بھڑ ہوئی، قراجا ساقی نے عماد الدین زنگی کو شکست دی، اس کے بہت سے ہمراہیوں کو گرفتار کر لیا، عماد الدین زنگی شکست کھا کر تکریت کی طرف بھاگا، نجم الدین ایوب (ملوک ایوبیہ کا مورث اعلیٰ) حاکم تکریت نے دریا عبور کرنے کے لئے کشتیاں فراہم کیں۔ چنانچہ عماد الدین زنگی و جلد عبور کر کے موصل چلا گیا سلطان مسعود، عباسیہ خالص سے ملکیہ پہنچا، سلجوق شاہ کا مقدمۃ الجیش سلطان مسعود کے مقدمۃ الجیش سے بھڑ گیا، لڑائی شروع ہو گئی۔ سلجوق شاہ کی طلبی پر قراجا ساقی ہنایت تیزی سے مسافت طے کر کے آ گیا، سلطان مسعود عماد الدین زنگی کی شکست سے مطلع ہو کر ہمت ہار گیا۔ لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی خدمت میں کہلا بھیجا "میرا چچا سلطان سنجر سے پہنچ گیا ہے۔ عنقریب بغداد پہنچا چاہتا ہے؛ اگر مجھے حکم دیں تو میں اس کی مدافعت کے لئے عراق روانہ ہوں، کامیابی کے بعد عراق خلافت مآب کا مقبوضہ قرار پائے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ سلطنت کی عنان میرے قبضہ میں رہے اور سلجوق شاہ میرے بعد تخت حکومت کا مالک ہوگا" خلافت مآب نے ان شرائط کو منظور فرمایا۔ فریقین نے قسین کھائیں، سلطان مسعود

نجم الدین ایوب سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کا باپ ہے۔ اسی حسن خدمت سے عماد الدین زنگی نے نجم الدین ایوب کو اپنے اراکین دولت میں شامل کر لیا جس آئندہ اس کے بیٹے صلاح الدین یوسف کو ملک مشرق وسطیٰ کا موعظہ ملا مہتمم

خوشی سے اچھلتا کودتا دارالخلافہ میں داخل ہوا۔ محل سرے شاہی میں قیام کیا اور سلجوق شاہ دارالشجہ و انس پیکر جنرل پولیس کے مکان میں ٹھہرا۔

خلیفہ مسترشد کی روانگی خانیقین | سلطان محمود کے انتقال کے بعد سلطان خجرجران سے مہجرات جبل کی طرف روانہ ہوا ملک طغرل (اس کا

بھتیجا، سلطان محمد کا بیٹا، ہمراہ تھا۔ رفتہ رفتہ رے پہنچا، فرادم لے کر رے سے ہمدان کا راستہ لیا۔ سلطان مسعود نے بھی روک تھام اور مدافعت کی غرض سے کوچ کیا، قراچاساتی اور سلجوق شاہ ہمراہ تھے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے ان لوگوں کے ساتھ چلنے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ اس وجہ سے روانگی میں تاخیر کی۔ سلطان مسعود اور سلجوق شاہ نے خلافت مآب کی خدمت میں قراچاساتی کو روانہ کیا۔ چنانچہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی، خانیقین کی طرف روانہ ہوا۔ خانیقین پہنچ کر قیام کیا، سلطان خجرجران کے نام کا خطبہ عراق سے موقوف کر دیا گیا۔

جنگ سلطان خجرجران و سلطان مسعود | چونکہ سلطان خجرجران نے دہلیس اور عماد الدین زنگی کو ملا لیا تھا۔ دہلیس کو حلاہ اور عماد الدین زنگی کو بغداد کی پولیس

افسری دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اس وجہ سے دہلیس اور عماد الدین زنگی میدان خالی دیکھ کر بغداد پر قبضہ کرنے کے لئے بڑھے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو اس کی خبر لگی۔ ان دونوں سے میل جول کی غرض سے بغداد کی طرف واپس ہوا، سلطان مسعود اور اس کا بھائی سلجوق شاہ سلطان خجرجران سے جنگ کے لئے روانہ ہوا لیکن سلطان خجرجران کی کثرت فوج نے آگے بڑھنے سے روک دیا، سلطان خجرجران ایک شب دروز کی مسافت طے کر کے قریب پہنچا۔ سلطان مسعود، دینور واپس آیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے انتظار میں جنگ کو بہ حیلہ و حوالہ ٹال رہا تھا لیکن جب کوئی موقع جنگ کو ٹالنے کا باقی نہ رہا تو تنہا بہ تقدیر مقابلہ پر آیا۔ عوران، نواح دینور میں دونوں حریف صف آرا ہوئے، قراچاساتی نے سلطان خجرجران پر حملہ کیا، معرکہ کارزار نہایت سختی سے گرم ہو گیا، قراچاساتی کو کئی زخم لگے، سلطان خجرجران کی فوج نے دفعہً حملہ کر کے

قراجا ساقی کی رکاب کے لشکر کو گھیر لیا۔ بہت سے ہمراہی مارے گئے قراجا ساقی گرفتار ہو گیا۔ سلطان مسعود کو شکست ہوئی۔ اس کے بہت سے سردار اور امرائے دولت کام آئے سلطان مسعود کے ہمراہیوں میں سے قزل نامی ایک سردار میدان جنگ سے پہلے بھاگا، اسے بھاگتا دیکھ کر نوح بھی بھاگ نکلی۔ یہ واقعہ ۵۲۶ھ کا ہے۔

ملک طغرل کی تخت نشینی | کامیابی کے بعد سلطان سنجر نے سلطان مسعود کے غیمہ میں قیام کیا، قراجا ساقی پابزنجیر پیش ہوا سلطان سنجر کے حکم سے قتل کر دیا گیا، اس کے بعد سلطان مسعود حاضر ہوا۔ سلطان سنجر نے گلے سے لگایا، عزت کی اور گنجہ کی حکومت پر واپس کیا، تمام ممالک محروسہ سلجوقیہ میں ملک طغرل بن سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا حکومت و سلطنت پر متمکن ہوا۔ سلطان محمود کے وزیر ابوالقاسم الشاذلی کو قلعہ دارن سپرد ہوا، آخر ماہ رمضان ۵۲۶ھ میں چچا اور بھتیجے نیشاپور کی جانب مظفر منصور واپس گئے۔

ملک طغرل اور سلطان داؤد کی جنگ | آپ ابھی پڑھ آئے ہیں کہ سلطان سنجر نے کامیابی کے بعد اپنے بھتیجے ملک طغرل کو تخت حکومت پر متمکن

کیا، ملک طغرل نیشاپور سے ہلان چلا آیا اور سلطان سنجر یہ سن کر کہ والی ماوراءالنہر احمد خاں باغی ہو گیا ہے، اصلاح اور سرکوبی کی غرض سے خراسان کی طرف روانہ ہوا اور چند روز تک ران

سلطہ اس لڑائی میں سلطان سنجر کے یمین میں ملک طغرل اور سلطان سنجر کا بھتیجہ قماح اور امیر امیران یمبرہ میں خوارزم شاہ اتسز بن محمد اور چند امراء لشکر اور طب لشکر میں خود سلطان سنجر تھا۔ ایک لاکھ سوار رکاب میں تھے۔ جس میں سے دس ہزار سوار طلب میں تھے۔ کالی کالی پہاڑیوں پر اترتے، کالی کالی مجتھ آگے تھا۔ ملک مسعود کے یمین میں قراجا ساقی اور امیر قزل۔ یمبرہ میں برقش زکونی اور یوسف جادوش تھا۔ قراجا ساقی نے سلطان سنجر کے قلب لشکر پر حملہ کیا۔ ملک طغرل اور خوارزم شاہ سرداران یمینہ و یمسولے چکر کاٹ کر قراجا ساقی کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ بہانیت سخت اور خونریز جنگ ہوئی، قراجا ساقی محاصرہ میں آ گیا باقیہ پاؤں بہت کچھ مارے۔ کامیاب نہ ہوا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۱۱۴ مطبوعہ لیدن

معاملات کے سلجھانے میں مصروف رہا۔ ملک داؤد کو موقع مل گیا۔ آذر بایجان اور گنجد میں خود مختار حکومت کا دعویٰ کر دیا۔ فوجیں فراہم کیں، ملک گیری کا حوصلہ بڑھا۔ ہمدان کی طرف کوچ کیا، تبرقش زکوئی، اتابک آقسنقر احمد ملی، اور طغرل بن برسق اپنی اپنی فوجیں لئے رکاب میں تھے۔ ملک طغرل کو اس کی اطلاع ہوئی، فوج مرتب کر کے میدان میں آیا۔ ملک داؤد کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی۔ سبب یہ ہوا کہ تبرقش زکوئی کی حرکات اور بے جا کارروائیوں کا فوج کو احساں ہو گیا، ترکمانوں نے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ آقسنقر اتابک بھاگ گیا۔ ملک داؤد کو شکست ہوئی۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۵۲۶ھ کا ہے۔

ملک داؤد شکست کے بعد ماہ ذی القعدہ میں دارالخلافہ بغداد پہنچا۔ اتابک آقسنقر ساتھ تھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے عزت و احترام سے شاہی محل سرا میں ٹھہرایا۔

سلطان مسعود اور سلطان داؤد | سلطان مسعود کا اپنے چچا سلطان نجبر سے شکست پانے، سلطان مسعود کے گنجد واپس جانے، ملک طغرل کی تخت نشینی سلطان داؤد کی لڑائی اور شکست، اس کے بعد سلطان داؤد کے بغداد جانے کے واقعات ہم اوپر لکھے آئے ہیں۔

جس وقت سلطان مسعود کو سلطان داؤد کی شکست اور روانگی بغداد کا حال معلوم ہوا سامان سفر درست کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ سلطان داؤد نے اس سے مطلع ہو کر بغداد سے باہر بڑے تپاک سے استقبال کیا گھوڑے سے اتر کر زمین، بوسی کی۔ ماہ صفر ۵۲۷ھ میں سلطان مسعود دارالخلافہ بغداد میں داخل ہوا، شاہی محل سر میں تیار کیا، سلطان مسعود اور سلطان داؤد کے نام کا جامع بغداد میں خطبہ پڑھا گیا۔ پھر دونوں نے متفق ہو کر آذر بایجان پر حملہ کا تہیہ کیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے امداد حاصل کرنے اور فوج بھیجنے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے درخواست منظور فرمائی۔

فتح آذر بایجان | چنانچہ سلطان مسعود اور سلطان داؤد ایک بڑی فوج کے ساتھ آذر بایجان

کے سر کرنے کے لئے روانہ ہوئے، مراغہ پہنچے، آقسنقر احمد ملی نے مال و زر اور بہت سے سفیری خیمے نذر کئے، سلطان مسعود نے بلا قتل و قتال صوبہ آذربائیجان پر قبضہ کر لیا، حاکم آذربائیجان اور اس کی فوج بھاگ گئی۔ شہر آذربائیجان میں جا کر قلعہ بند ہوا۔ سلطان مسعود اور سلطان داؤد نے پہنچ کر محاصرہ ڈالا۔ لڑائی ہوئی، بالآخر سلطان مسعود فتح یاب ہوا۔ محصورین کی ایک جماعت کام آگئی۔ باقی ماندگان بھاگ گئے۔

جنگ سلطان مسعود اور ملک طغرل | آذربائیجان کے قبضہ سے فارغ ہو کر سلطان مسعود ملک طغرل سے جنگ کرنے کے لئے ہمدان روانہ ہوا۔ چنانچہ اسے شکست دے کر ماہ شعبان ۷۵۲ھ میں ہمدان پر قبضہ کیا۔ ملک طغرل رے چلا گیا۔ پھر رے سے اصفہان واپس آیا۔ اس کے بعد آقسنقر احمد ملی کو ہمدان میں فرقہ باطنیہ کے ایک شخص نے قتل کر ڈالا، کہا جاتا ہے کہ سلطان مسعود نے آقسنقر احمد ملی کو قتل کرایا۔

ملک طغرل کی شکست | سلطان مسعود یہ سن کر ملک طغرل اصفہان میں ہے محاصرہ اور جنگ کی غرض سے اصفہان روانہ ہوا، ملک طغرل اصفہان چھوڑ کر فارس چلا گیا۔ سلطان مسعود نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ ملک طغرل کے تعاقب میں۔ یہ ظاہر تک پہنچا۔ ملک طغرل کے بعض سرداران لشکر نے تنگ آ کر سلطان مسعود سے امان حاصل کی، ملک طغرل کو اپنے ہمراہیوں سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا مجھے دھوکا دے کر سلطان مسعود سے جا ملیں، رے کا راستہ اختیار کیا۔ اثنائے سفر میں ہماہ شوال سنہ مذکور امیر شیر گز کے غلاموں نے وزیر السلطنت ابوالقاسم الشاہادی کو قتل کر ڈالا۔ ملک طغرل حکم ہر کہ بہ تنگ آید جنگ آید لوٹ پڑا، سلطان مسعود کے مقابلہ میں صف آرائی کی۔ ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ شدید لڑائیاں ہوئیں، ملک طغرل کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ حاجب تنکی، ابن قنبر، تاریخ کامل ابن اثیر، بجائے آذربائیجان، "ادبیل" لکھا ہے اور غالباً یہی صحیح ہے کیونکہ وہ قتل نہ ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۸۴ مطبوعہ لیدن۔

اور اکثر سرداران لشکر گرفتار ہو گئے۔ سلطان مسعود کے سامنے حاجب تنکی اور ابن بقر پیش کئے گئے۔ سلطان مسعود نے رہا کر دیا۔ اور ہمدان واپس آیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

معرکہ قزوین | ملک طغرل پر فتیاب ہونے کے بعد سلطان مسعود کو سلطان داؤد سلطان محمود کی بدعہدی اور بغاوت کی اطلاع ہوئی، فوراً فوج مرتب کر کے آذربائیجان پہنچا اور سلطان داؤد کا قلعہ آذربائیجان میں محاصرہ کر لیا۔ ملک طغرل نے فوجیں مہیا کر کے سلطان مسعود کے بعض شہروں پر قبضہ کر لیا۔ سپہ سالاروں کو انتظام کی غرض سے ان شہروں کی حکومت پر متعین کیا۔ سلطان مسعود یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ کوچ کا حکم دیا۔ قزوین میں مقابلہ ہوا۔ بوقت مقابلہ سلطان مسعود کے وہ سرداران لشکر جو ملک طغرل سے مل گئے تھے ملک طغرل کے لشکر میں آئے۔ اس وجہ سے ملک مسعود کو شکست ہوئی، یہ واقعہ ماہ رمضان ۵۲۸ھ کا ہے۔

سلطان مسعود کی بغداد میں آمد | شکست کے بعد سلطان مسعود نے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے بغداد واپس آنے کی اجازت طلب کی خلافت آب نے اجازت دیدی، اس وقت سلجوق شاہ (سلطان مسعود کا بھائی) نقشب سلاجی نائب سلطنت کے ساتھ اصفہان میں قیام پذیر تھا۔ سلطان مسعود کی شکست کی خبر سن کر نہایت تیزی سے راہ طے کر کے سلطان مسعود سے پشت بغداد پہنچ گیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے شاہی محل میں ٹھہرایا۔ خلعت و انعام سے سرفراز کیا۔ اس کے بعد سلطان مسعود اور اس کے اکثر مصائبی بحال پریشان بندہ پہنچے، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے لباس اگھوڑے، آلات حرب اور روپے دے دیے، سلطان مسعود ۵ اشوال سنہ مذکور میں محل سرائے شاہی میں داخل ہوا اور ملک طغرل نے ہمدان میں قیام کیا۔

۱۔ کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا۔

خلیفہ مسترشد باللہ اور سلطان مسعود بنی کشدگی | چند روز بعد خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے سلطان مسعود کو ملک طغرل کی مداخلت اور جنگ کے لئے ہمدان جانے کا حکم دیا۔ بہ نفس نفیس اس مہم میں شریک ہونے کا وعدہ فرمایا۔ لیکن سلطان مسعود نے کسی وجہ سے اس حکم کی تعمیل میں تاخیر سے کام لیا۔ بعض مراء سرواران لشکر خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دامن دولت سے وابستہ ہو گئے، بعض سلطان مسعود کو ملک طغرل سے سازش کا شبہ ہوا۔ سلطان مسعود نے چند لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ اس سے اور دل کو خوف پیدا ہوا۔ سلطان مسعود کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ خلیفہ مسترشد نے سلطان مسعود کو ان لوگوں کو واپس لانے کا حکم دیا، سلطان مسعود نے اس حکم پر کوئی توجہ نہ دی۔ خلیفہ مسترشد کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ دوڑوں کے دلوں میں کدورت بیٹھ گئی۔ کشیدگی اور رنجش بڑھ گئی، خلیفہ مسترشد نے امداد اعانت سے ہاتھ کھینچ لیا۔

اس اثنا۔ میں ہماہ محرم ۵۲۹ھ ملک طغرل کی وفات کی خبر پہنچی، | **ملک طغرل کی وفات** | سلطان مسعود بغداد سے ہمدان روانہ ہوا شرف الدین نوشیریان بن خالد کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ مسعود شرف الدین کو بغداد سے اپنے ہمراہ لایا تھا۔ رفتہ رفتہ فوجیں آگئیں، ہمدان اور جبل پرت قابض ہو گیا۔

جنگ سلطان مسعود و خلیفہ مسترشد باللہ | آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور سلطان مسعود میں قیام بغداد کے زمانہ میں ان امراء کی بدولت رنجش پیدا ہو گئی تھی جو سلطان مسعود کا ساتھ چھوڑ کر خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دامن دولت سے وابستہ ہو گئے تھے۔ پھر جب سلطان مسعود ملک طغرل کے انتقال کے بعد تو امراء حکومت کی ایک جماعت جن میں برقش زکونی، قزل قرا سنقر، خمار تکین والی، ہمدان، عبدالرحمن بن طغایرک اور دُبیس بن صدقہ کا نام خصوصیت

سے لیا جاتا ہے۔ سلطان مسعود سے علیحدہ ہو کر خوزستان چلی گئی۔ والی خوزستان "برسق بن برسق" نے ان لوگوں کی رائے سے موافقت کی اور ان کا ہمدرد بن گیا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے امان کی درخواست کی، دربار خلافت میں حاضری کی اجازت چاہی، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے دُوبیں بن صدقہ کے علاوہ تمام امراء کو امان دی، امان نامہ لکھ کر سید الدولہ بن انہاری کی معرفت بھیج دیا۔ اس وجہ سے دُوبیں بن صدقہ کو اپنے رفقاء سے خطرہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ مجھے گرفتار کر لیں علیحدہ ہو کر سلطان مسعود کی خدمت میں واپس گیا۔ بقیہ امراء بغداد گئے اور خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو سلطان مسعود سے جنگ کرنے پر تیار کیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی ان خود غرض امیروں کے کہنے میں آگیا، ان لوگوں کی عزت و توقیر بڑھائی۔ آخر رجب ۴۵۵ھ میں سلطان مسعود سے جنگ کرنے کے لئے بغداد سے کوچ کیا۔ والی بصرہ اثنا سفر میں بصرہ بھاگ گیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے امان دینے کا وعدہ کیا۔ طلبی کا فرمان بھیجا۔ لیکن والی بصرہ واپس نہ ہوا، اس سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی روناگی میں تاخیر کرنے لگا۔ لیکن سرداروں نے پھر جنگ پر ابھارا اور طرح طرح کے سبب باغ دکھا چنانچہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کمر بستہ ہو کر ماہ شعبان سنہ مذکور میں روانہ ہوا۔ برسق بن برسق اپنی فوج لئے بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا۔ اس وقت خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی فوج کی تعداد سات ہزار سے بڑھ گئی، عراق میں تین ہزار فوج اپنے خادم "اقبال" کے ساتھ چھوڑ کر آگے بڑھا، اطراف بلاد کے حکمرانوں نے دربار خلافت میں فدویت نامہ روانہ کیا، اطاعت فرمان برداری سے پیش آئے۔

ان واقعات کی اطلاع سلطان مسعود کو ہوئی، پندرہ ہزار کی جمیعت سے حقا بلہ کے لئے روانہ ہوا خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے لشکر کا ایک گروہ یہ سن کر علیحدہ ہو گیا۔ سلطان داؤد بن سلطان محمود نے آذربائیجان سے کہلا بھیجا "آپ دیور میں جا کر قیام فرمائیے، یہ جاننا ہر فوج لے کر آجائے تو مقابلہ کیجئے" خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے توجہ نہ کی۔ جنگ کے ارادے سے

کو چ کیا۔ عماد الدین زنگی نے موصل سے خلافت مآب کی ملک پر فوجیں روانہ کیں۔ اتفاق وقت سے نہ پہنچ سکیں اور لڑائی چھڑ گئی۔

اررمضان سنہ مذکور میں بمقام دایمرج دونوں حریف خلیفہ مسترشد باللہ کی گرفتاری | صف آرا ہوئے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی فوج کا

میسرہ سلطان مسعود سے مل گیا۔ میمنہ کو شکست ہوئی، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی گرفتار کر لیا گیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے ساتھ وزیر رشرق الدین علی بن طراونچی، قاضی القضاۃ بغداد، خلافت مآب کا خزانچی (ابن طلحہ)، ابن انباری، خطباء فقہاء اور علماء گرفتار ہوئے، خلافت مآب ایک خیمہ میں ٹھہرائے گئے۔ ان کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا، وزیر اور دیگر چند امراء پر ہزیمت قلعہ سر جھان بھیج دیئے گئے، البقیہ کو بغداد واپس کیا، سلطان مسعود ہمدان کی جانب واپس ہوا، امیر بک ابہ کو بغداد کا پولیس افسر مقرر کر کے روانہ کیا۔ آخر ماہ رمضان میں وارد بغداد ہوا۔ شاہی غلاموں کا ایک گروہ رکاب میں تھا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ بغداد کے عوام الناس کو اس سے صدمہ پہنچا جمع ہو کر ہنگامہ کر دیا، بہت سے عوام الناس مارے گئے۔

خلیفہ مسترشد باللہ اور سلطان مسعود میں مصالحت | اس کے بعد سلطان مسعود ماہ شوال سنہ مذکور میں ہمدان سے مراۃ روانہ ہوا۔ خلیفہ مسترشد

باللہ عباسی نظر بند رہا تھا۔ مصالحت کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ بالآخر ان شرائط پر مصالحت ہوئی۔ (۱) خلیفہ مسترشد باللہ عباسی، فوج فراہم نہ کرے۔

(۲) فادشین رہے۔ جنگ کے لئے محل مراۃ خلافت سے باہر قدم نہ نکالے۔

خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سلطان مسعود سے رخصت ہوا۔ سلطان خلیفہ مسترشد باللہ کا قتل | مسعود نے اظہار فدویت کے لئے اطاعت قبول کی، حفاظت کے

لے اسرار ماہین خطوط ہلالی میں نے تاریخ کامل سے نقل کیا ہے۔ دیکھو جلد ۱۱ صفحہ ۱۵ مطبوعہ لیدن

لئے جو لوگ مقرر تھے وہ علیحدہ ہو گئے، فرقہ باطنیہ کا ایک گروہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے خیمہ میں گھس گیا، کئی زخم کاری پہنچائے، قتل کیا، مثلثہ کیا۔ ہرمزہ چھوڑ دیا۔ مقتول خلیفہ کے ساتھ چند مصاحبین بھی قتل ہوئے۔ باطنیہ قاتلوں کا تعاقب کیا گیا۔ سب کے سب مار ڈالے گئے۔ یہ واقعہ نصف (۱۷) ذیقعدہ ۳۵۵ھ کا ہے۔ تقریباً ۱۸ سال خلافت کی، فصیح، بلنج، شجاع، عالی ہمت اور منشی تھا (۳۳ سال ۳ ماہ کی عمر میں)۔

خلیفہ راشد باللہ کی تخت نشینی | خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے قتل کے بعد سلطان مسعود نے جبکہ اب پولیس انسر بغداد کو لکھا کہ مقتول خلیفہ کے بیٹے ابو ہریرہ منصور کو حسب ولیعہدی تخت خلافت پر متمکن کر کے رسم بیعت انجام دے چنانچہ واقعہ قتل کے آٹھویں دن ابو جعفر منصور تخت نشین ہوا، اراکین دولت، ممبران خاندان خلافت اور ابوالعبید واعظ نے بیعت کی، الراشد کا لقب اختیار کیا۔

اقبال رخادم خلیفہ مسترشد باللہ عباسی، کو جب خلیفہ مقتول کے قتل کی خبر پہنچی، وجہ اس وقت بغداد میں مقیم تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں، تو دریائے دجلہ کو غزنی جانب سے عبور کیا، تکریت پہنچ کر مجاہد الدین بہروز کے پاس قیام پذیر ہوا۔

خلیفہ راشد باللہ و سلطان مسعود | سلطان مسعود نے بر نقش زکوٰۃ کو خلافت مآب کے پاس بھیجا۔

خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی قرارداد صلح کے مطابق چار لاکھ دینار کا مطالبہ کیا، خلیفہ راشد باللہ عباسی نے جواب دیا۔ ”میرے پاس اب کچھ نہیں ہے۔ جس قدر نقد موجود تھا وہ مقتول خلیفہ مسترشد کے ساتھ تھا اور وہ لوٹ لیا گیا“ اس کے بعد خلیفہ راشد باللہ عباسی نے فوج فراہم کی، کجھرایہ کو اس کی سرداری عنایت فرمائی، شہر نواہ سے عرب میں دستور تھا کہ جس مقتول کی بے عزتی کرتے تھے اس کے کان، ناک اور عھوٹناہل کاٹ دیتے تھے۔ اسی کو ”مثلثہ“ کرنا کہتے ہیں۔ مترجم۔

کی تعمیر میں مصروف ہوا برتقش زکونی اور بک ابے اتفاق کر کے محل سرے خلافت پر حملہ کیا، خلیفہ راشد کا لشکر تھا، پسایا باشندگان بغداد نے بھی راشد کی شکر کا ساتھ دیا، لڑائی ہوئی، برتقش زکونی اور بک ابے کو شکست ہوئی شہر بغداد سے خراسان کی طرف نکال دیے گئے، بک ابے واسطہ چلا گیا اور برتقش زکونی نے خراسان راستہ لیا۔

واقعات بالا کا مشہور ہونا تھا کہ سلطان داؤد ماہ صفر ۵۳۵ھ میں آذربائیجان سے بغداد پہنچا، محل سرے

ابو عبد اللہ اور حسن اقبال کی گرفتاری رہائی

شاہی میں قیام کیا۔ اس کے بعد ہی عماد الدین زنگی موصل سے، صدق بن دینس حملہ سے، غنیم بن ابی عسکر جادانی نخفم امور سلطنت صدق، برتقش بازار دار والی قرہ قیش کبیر والی اصفہان، ابن برسق اور ابن احمد ملی بغداد میں داخل ہوئے لشکر بغداد سے کجراہ اور طرزنطائی لٹنے کے لئے آئے۔ اقبال (خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا خادم) تکرہت سے بغداد آگیا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی نے اسے اور ناصر الدولہ ابو عبد اللہ حسن بن جہیر کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس سے اراکین دولت کو ناراضگی پیدا ہوئی اور یر السلطنت جلال الدین ابوالراضی بن صدق سوار ہو کر عماد الدین زنگی سے لٹنے آیا۔ اجازت لے کر ٹھہر گیا۔ باہم تبادلہ خیال ہوا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی اور عماد الدین زنگی کے معاملات کو سلجھا یا جس سے دونوں میں صفائی ہو گئی۔ اس کے بعد تافعی القضاۃ زینبی بھی عماد الدین زنگی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پناہ لی۔ اور اس وقت سے عماد الدین زنگی کے ساتھ رہے۔ بغداد سے موصل چلے آئے۔ اقبال خادم عماد الدین زنگی کی سفارش سے قید سے رہا کر دیا گیا۔ یہ بھی عماد الدین زنگی کے پاس آگیا۔

سلطان داؤد کا خطبہ | معاملات کی صفائی کے بعد خلیفہ راشد باللہ عباسی نے شہر پناہ کی تعمیر پھر شروع کی۔ سلطان داؤد۔ عماد الدین زنگی اور خلیفہ

راشد باللہ عباسی نے ایک دوسرے کی اعانت اور حمایت کی تمہیں کھائیں سلطان مسعود کا خطبہ موقوف کر دیا گیا۔ سلطان داؤد کا نام خطبہ میں داخل ہوا۔ سلطان داؤد نے برتقش بازدا

کو بغداد کا پولیس افسر مقرر کیا اور نوہیں مرتب کر کے سلطان مسعود سے جنگ کرنے کے لئے بغداد سے روانہ ہوا۔

اس کے بعد سلجوق شاہ برادر سلطان مسعود نے سلطان مسعود کی بغداد کی جانب پیش قدمی واسطہ پر حملہ کیا، اور قبضہ حاصل کر کے امیر بک ابہ کو گرفتار کر لیا، مال و اسباب لوٹ لیا، عماد الدین زنگی، سلجوق شاہ کو روکنے کے لئے روانہ ہوا۔ لیکن جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ باہم مصاحمت ہو گئی، بغداد واپس ہوا، سلطان داؤد سے ملنے کے لئے خراسان کا راستہ اختیار کیا۔ لشکر کی فراہمی اور آلات حرب جمع کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ سلطان مسعود بھی فوج آراستہ کر کے سلطان داؤد اور زنگی سے جنگ کے لئے روانہ ہوا، عماد الدین زنگی سلطان داؤد سے علیحدہ ہو کر مراغہ کا قصد کیا اور سلطان داؤد عمان کی جانب چلا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی یکم رمضان ۵۸۷ھ کو بغداد سے نکلا، خراسان کی طرف چلا، تین دن کے بعد پھر بغداد واپس آیا اور قلعہ بند ہو کر سلطان مسعود سے جنگ کا تہیہ کیا۔ سلطان داؤد کی طلبی پر سرداران لشکر جو بغرض جنگ روانہ ہوئے تھے خلافت مآب کے ساتھ بغداد میں قلعہ بند ہو کر سلطان مسعود سے جنگ کرنے کے لئے واپس آئے۔ سلطان مسعود کا دار الخلافہ میں اظہار اطاعت کا فدویہ نامہ پہنچا۔ اس کے ساتھ ہی اُن امراء کو بھی تہدید آمیز خط لکھا جو خلیفہ راشد باللہ عباسی کے پاس جمع تھے۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی نے ان امراء کی وجہ سے سلطان مسعود کی عرض داشت پر توجہ نہ کی۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

اس کے بعد سلطان مسعود نے بغداد کا محاصرہ کرنے کے سلطان مسعود کا محاصرہ بغداد لئے کوچ کیا، ملکیہ پہنچا، ابن الدین علی و عماد الدین زنگی کا مصاحب، مقابلہ پر آیا، لڑائی ہوئی، سلطان مسعود کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک نہ سکا واپس آیا، سلطان مسعود نے بغداد پہنچ کر محاصرہ کر دیا، اوباشوں کی بن آئی، تمام

مملکت بغداد میں غارتگری کرنے لگے، فوج نے بھی لوٹ مار میں اوباشوں کا ہاتھ بٹایا، تقریباً پچاس دن تک سلطان مسعود محاصرہ کئے رہا۔ جب کوئی کامیابی نہ ہوتی تو بہ قصد اصفہان محاصرہ اٹھا کر نہروان کی طرف روانہ ہوا۔ اتنے میں طرطائی والی واسطہ بہت سی جنگی کشتیاں لے کر پہنچ گیا۔ سلطان مسعود بغداد کی جانب لوٹ پڑا۔ وجہ کو غزنی کنارہ کی طرف سے عبور کیا، لشکر بغداد نے روکا لیکن کامیاب نہ ہوا۔ حامیان بغداد میں ہل چل پڑ گئی۔ باہم مخالفت پیدا ہو گئی۔ اور سب آذربائیجان کی جانب واپس ہوئے۔

خلیفہ راشد کی معزولی | عماد الدین زنگی غزنی بغداد میں تھا خلیفہ راشد باللہ عباسی، عماد الدین زنگی کے پاس چلا آیا اور اس کے ہمراہ موصل چلا گیا۔ جب بغداد اپنے

حامیوں سے خالی ہو گیا تو ہ از د قیعدہ ۴۵۸ھ میں سلطان مسعود اپنے جاہ و چشم کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا، فتنہ و فساد فرو ہو گیا، عوام الناس کو اطمینان حاصل ہوا۔ فقہاء قضاة اور علماء شاہی دربار میں طلب کئے گئے۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی کی معزولی کا استفتاء کیا قضاة اور علماء نے وجہ دریافت کی، سلطان مسعود نے خلیفہ راشد باللہ عباسی کا دستخطی خط پیش کیا خلیفہ راشد باللہ عباسی نے قلم خاص سے یہ حلف لکھا تھا "اگر میں بمقام سلطان مسعود فوج فراہم کروں یا سلطان سے جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہوں یا سلطان کے کسی امیر یا سردار سے جنگ کروں تو میں اپنے کو بار خلافت سے سبک دوش کر لوں گا" فقہاء اور قضاة نے خط پڑھا۔ معزولی کا فتویٰ دیا۔ اراکین خلافت نے بھی خلیفہ راشد باللہ عباسی کے عیوب ظاہر کئے اور معزولی سے اتفاق کیا۔ یہ اراکین خلافت وہ تھے جو خلیفہ مسترشد باللہ کی قید کے زمانہ میں خلیفہ کے ساتھ قید کئے گئے اور اہلیت نہ ہونے کی وجہ سے خلافت آب سلطان مسعود کے پاس رکھے گئے۔ جیسا کہ خلافت عباسیہ کے تذکرہ میں خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے حالات ہم لکھ آتے ہیں۔ چنانچہ خلیفہ راشد باللہ عباسی کی معزولی کے بعد ابو عبد اللہ محمد بن خلیفہ مستنصر باللہ کی خلافت کی بیعت لی گئی، المعتضی لامر اللہ کا خطاب دیا گیا، یہ حالات

تفصیل کے ساتھ اوپر گزر چکے ہیں۔

سلطان داؤد اور سلجوق شاہ کی جنگ | اس کے بعد سلطان مسعود نے قرا سنقر کو شاہی فوج کے ساتھ سلطان داؤد کے تعاقب پر روانہ کیا۔

کیا مرغ کے قریب ٹھہر رہی تھی، سخت لڑائی ہوئی، سلطان داؤد کا لشکر پامال ہوا۔ قرا سنقر نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا اور سلطان داؤد نے خوزستان جا کر دم لیا۔ ترکمانوں کا ایک گروہ جمع ہو گیا۔ سلطان داؤد نے انھیں مسلح کر کے تشرہ پر محاصرہ ڈالا، اس کا چچا سلجوق شاہ ان دنوں واسط میں تھا۔ سلطان مسعود کے حکم سے سلجوق شاہ نے سلطان داؤد سے جنگ کے لئے تشرہ پر دھاوا کیا۔ سلطان داؤد نے سلجوق شاہ کو شکست دی۔

شرف الدین الوشیریہ کی معزولی | شرف الدین الوشیریہ بن خالد کو معزول کیا،

کمال الدین ابوالبرکات بن سلامہ خراسانی کو قلمدان وزارت عطا کیا۔ پھر یہ خیرپا کر کہ معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی نے موصل چھوڑ دیا ہے سرداران عساکر شاہی کو جو اس کی رکاب میں بغداد میں موجود تھے اپنے اپنے شہروں کو واپس جانے کی اجازت دی۔ صدق بن دہیس والی حلد سے اپنی بیٹی کا عقد کیا۔ اس اثنا میں نقشب سلاجی، برحق بن برحق والی تشرہ اور سنقر خدنگین افسر پولیس ہمدان سرداران لشکر کا ایک گروہ حاضر ہوا۔ یہ سب سلطان داؤد کے ساتھ تھے، سلطان مسعود نے ان لوگوں سے خوشنودی ظاہر کی، نقشب کو بغداد کی پولیس افسری پر مامور کیا اور اسے ہمدان کی جانب واپس ہوا۔

جنگ سلطان مسعود و سلطان داؤد | چونکہ امیر بوزایہ والی خوزستان، امیر عبدالرحمن ظفر بک غلخان اور سلطان داؤد ابن سلطان

محمود، سلطان مسعود کی جانب سے مطمئن نہ تھے اور جنگ کا خطرہ پیش نظر تھا، اور امیر منکبرس والی فارس بھی اس خطرہ سے بے فکر نہ تھا۔ اس وجہ سے یہ سب فارس میں جمع

ہوتے اور متحد ہو کر سلطان مسعود سے جنگ کا عہد و پیمان کیا۔ پھر ان لوگوں نے یہ خبر پا کر کہ معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی، موصل سے مراغہ چلا آیا ہے معزول خلیفہ کو خط لکھا اور سلطان مسعود کے مقابلہ میں اتفاق و اتحاد کا پیام دیا، دوبارہ تخت خلافت پر متمکن کرنے کا وعدہ کیا۔ معزول خلیفہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا، یہ خبریں سلطان مسعود تک پہنچیں، غصہ سے کانپ اٹھا، ماہ شعبان ۵۳۲ھ میں روانہ ہوا۔ امیر منکبرس سامنے پڑ گیا۔ جنگ چھڑ گئی۔ آخر کار سلطان مسعود کو فتح نصیب ہوئی، امیر منکبرس جنگ کے دوران گرفتار ہو گیا۔ سلطان مسعود نے سزائے موت دی، فتح مند گروہ نے لوٹ مار شروع کر دی غارت گری کے لئے لشکر متفق ہو گیا۔

سلطان مسعود کی شکست | امیر بوزایہ اور عبدالرحمن طغرل بک تشر کے قریب تھے۔ ان کو موقع مل گیا۔ دونوں نے متفق ہو کر سلطان مسعود پر حملہ کر دیا، سلطان مسعود کی رکاب میں اس وقت نہایت قلیل لشکر رہ گیا تھا۔ اس لئے اسے شکست ہوئی، اس کے سرداران لشکر کا ایک گروہ جس میں صدق بن دُبیس والی حملہ، عنتریں ابو العساکر، بدر اتابک قراسنقر والی آذربائیجان تھے۔ گرفتار ہو گئے، امیر بوزایہ نے ان سب کو جیل میں ڈال دیا۔ جب اسے امیر منکبرس کے قتل کی خبر کی تصدیق ہو گئی تو سب کو مار ڈالا۔ شکست کے بعد سلطان مسعود نے آذربائیجان جا کر دم لیا۔ سلطان داؤد نے ہمدان پہنچ کر قبضہ کر لیا معزول خلیفہ راشد بھی آگیا، امیر بوزایہ نے جوان میں بڑا اور ان سب کا سردار تھا فارس جانے کی رائے دی، چنانچہ سب کے سب امیر بوزایہ کے ساتھ فارس پہنچے، امیر بوزایہ نے فارس پر قبضہ کر لیا۔

سلجوق شاہ کی بغداد پر فوج کشی | سلجوق شاہ اس وقت واسط میں تھا۔ جب اسے یہ خبر لگی کہ اس کا بھائی سلطان مسعود آذربائیجان گیا ہے تو دار الخلافہ پر قبضہ کرنے کے لئے بغداد روانہ ہوا۔ نقشب افسر پولیس بغداد اور

نظر خادم امیر لڑا۔ مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ اوباش اور بد معاشوں کی بن آئی، کھلم کھلا ٹوٹ مار اور غارت گری شروع کر دی۔ جسے جہاں پایا ٹوٹ لیا، لقمہ افسر پولیس بغداد سلجوق شاہ کی مدافعت سے فارس ہو کر بغداد آیا۔ کٹیروں کو سزائیں دیں۔ بہت سوں کو قید کیا۔ قتل کیا۔ اور ان کی جڑیں اکھاڑ کر پھینک دیں۔ اس کے بعد خود قیش نے ظلم و سفلگی شروع کر دی، اہل راء اور روسا کو بد معاشی اور غارت گری کا الزام لگا کر گرفتار کرنے لگا جیسا کہ پولیس کا دستور ہے، غلہ کی گرانی ہوئی۔ لوگوں کو اپنی عزت کی پڑ گئی۔ اکثر باشندگان بغداد بلادین ہو کر موصل وغیرہ چلے گئے۔

صدقہ بن دینس کے مارے جانے کے بعد حلب کی حکومت پر سلطان مسعود نے اس کے بھائی محمد بن دینس کو مقرر کیا، مہملہ بن ابوالعسا کر غتر مقتول کے بھائی محمد بن دینس کو نائب بنایا۔ جیسا کہ اس کے حالات میں اوپر ہم لکھ آئے ہیں۔

قتل خلیفہ راشد باللہ عباسی | امیر بوزایہ فارس پر قبضہ حاصل کر کے خوزستان کی جانب واپس ہوا، معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی، ملک داؤد اور خوارزم شاہ نے جزیرہ کا قصد کیا، جزیرہ پہنچ کر مار دھاڑ اور غارت گری شروع کر دی، سلطان مسعود اس سے مطلع ہو کر عراق کو ان کی دست برد سے بچانے کے لئے فوجیں لے کر روانہ ہوا، ملک داؤد سلطان مسعود کی روانگی سے مطلع ہو کر فارس ٹوٹ آیا۔ خوارزم شاہ اپنے دار السلطنت واپس گیا اور معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی نے عجمیوں کی امداد سے مایوس ہو کر تنہا اصفہان کا راستہ لیا۔ چند خراسانی غلاموں نے جو معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی کی خدمت میں تھے۔ ۲۵ رمضان ۵۳۲ھ میں اس کا کام تمام کر دیا، اصفہان کے باہر مدفون ہوا۔

وزارت کمال الدین محمد | آخر سنہ مذکور میں سلطان مسعود نے وزیر السلطنت ابوالبرکات بن سلامہ خراسانی (راکزینی) کو معزول کر کے کمال الدین محمد بن

اس کے قتل کا حکم صادر کیا، جلاوچوں ہی قتل کے ارادے سے تلوار تول کر بقیہ سلاخی کے پاس پہنچا، بقیہ سلاخی جلد میں کود پڑا ڈوب کر مر گیا۔ سر اُتار کر سلطان مسعود کی خدمت میں روانہ کیا گیا۔ سلطان مسعود نے مجاہد الدین بہر دز کو تکریت سے طلب کر کے بغداد کی شعلگی رانسکیٹر جیل پولیس کا عہدہ، عطا کی مجاہد الدین بہر دز نے نہایت خوش اسلوبی سے اس عہدہ کے فرائض انجام دیئے۔ ۳۶ھ میں سلطان مسعود نے اسے بھی معزول کیا۔ قزل امیر اور سلطان محمود کا غلام یزدجرد (یزدگرد) اور بصرہ کا حاکم اس خدمت پر مامور ہوئے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

محمد خوارزم شاہ | سلطان سنجر اور خوارزم شاہ کی جنگ سے ملوک خوارزم کی حکومت کی داغ بیل پڑتی ہے اور اسی زمانہ سے ان کی حکومت و سلطنت کا آغاز ہوتا ہے۔ محمد خوارزم شاہ کی ابتدائی حکومت کا حال ہم ادھر تحریر کر آئے ہیں۔ محمد بن الوشتکین اس کا نام تھا۔ خوارزم شاہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ جس زمانہ میں سلطان برکیاروق نے امیر داؤد حبشی کو خراسان کی گورنری عنایت کی تھی۔ اور کبھی نے اسے مارڈالا تھا تو سلطان برکیاروق نے محمد بن الوشتکین کو اس خدمت پر مامور کیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا آتسنز خراسان کا والی ہوا۔ یہ نہایت کفایت شعار اور منظم تھا۔ اس وجہ سے سلطان سنجر کی آنکھوں میں اس کی عزت بڑھ گئی، اپنے سرداران لشکر میں داخل کر لیا۔ اکثر لڑائیوں میں اس کی مردانگی و جرأت سے سلطان سنجر کو نفع ہوئی۔

جنگ سلطان سنجر و آتسنز | سلطان سنجر کے دربار میں اس کی بہت بڑی عزت و توقیر ہوتے گئی، خوارزم میں اس کی حکومت کو استحکام حاصل ہو گیا۔ لگائے بجھائے والوں نے سلطان سنجر سے لگا نا بھانا شروع کیا، موقع پا کر کہنے لگے۔ آتسنز کا مدد اب آسمان پر ہے، خود مختار حکومت کا دعویٰ دار ہو گیا ہے، سلطان کی وقعت اس کے دل میں ذرہ بھر نہیں ہے۔ "سلطان سنجر کا دل سننے سننے بھر آیا۔ فوج آماستہ کر دمحرم، ۳۷ھ میں جنگ کے لئے روانہ ہوا، آتسنز بھی مقابلہ کی غرض سے میدان میں آیا، لڑائی

ہوئی، آتسر مقابلہ پر نہ ٹھہر سکا، شکست کھا کر بھاگا، اس کی فوج کا ایک گروہ کام آگیا، آتسر کا بیٹا بھی مارا گیا جس سے آتسر کو بے حد صدمہ ہوا، سلطان سجری نے خوارزم پر قبضہ کر لیا، اپنے بھائی سلطان محمد کے بیٹے "غیاث الدین سلیمان شاہ" کو حکومت عطا کی، وزیر، اتابک اور چاب مقدر کچھ چند روز قیام کر کے بھاہ جادی الّا خرسندہ مذکور مرو واپس آیا۔

اسی سلطان سجری نے حدود خوارزم سے قدم باہر نکالا آتسر آتسر کا بلاد خوارزم پر قبضہ | کو موقع مل گیا، خوارزم آپہنچا چونکہ اہل خوارزم سجری فوج سے ناراض تھے، نہایت خوشی سے آتسر کے مطیع ہو گئے، سلیمان شاہ نے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے سلطان سجری کی خدمت میں جا کر دم لیا۔ آتسر نے کمال اطمینان سے بلاد خوارزم پر قبضہ کر لیا۔ حکمرانی کرنے لگا۔ اس کے حالات آئندہ لکھے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اتابک قرا سنقر | اس کے بعد اتابک قرا سنقر نے اپنے باپ "والی آذربائیجان" کا بدلہ لینے کے لئے فوجیں جمع کر کے خروج کیا جو کہ جنگ بوزایہ میں مارا گیا تھا۔

جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ اور جب سلطان مسعود کے قریب پہنچا تو اسے وزیر السلطنت کمال الدین کے قتل کا پیام دیا اور قتل نہ کرنے کی صورت میں مخالفت اور بغاوت کی دھمکی دی۔ چنانچہ سلطان مسعود نے کمال الدین وزیر کو قتل کر دیا ان واقعات کو بھی آپ ابھی پڑھ آئے ہیں۔

قرا سنقر کا بلاد فارس پر قبضہ | وزیر السلطنت کے قتل کے بعد اتابک قرا سنقر نے بلاد فارس پر حملہ کیا۔ امیر بوزایہ قلعہ بیضا میں قلعہ بند ہو گیا۔ اتابک قرا سنقر نے بلاد فارس پر بلا مقابلہ قبضہ کر لیا۔ اس سرے سے اس سرے تک تمام ملک چھان ڈالا۔ لیکن کسی وجہ سے ایک مقام پر ٹھہر کر حکومت نہ کر سکا سلجوق شاہ بن سلطان محمود بوزایہ سلطان مسعود کو فارس کی عنان حکومت سپرد کر کے آذربائیجان واپس آیا، میدان خالی پا کر امیر بوزایہ نے ۳۳۳ھ میں قلعہ سے نکل کر سلجوق شاہ پر حملہ کیا۔ سلجوق شاہ کو شکست ہوئی۔ جنگ کے دوران

گزنہ رکھ لیا گیا امیر نوزایہ نے فارس کے کسی قلعہ میں قید کر دیا۔ اور بلاد فارس پر پھر قابض ہو گیا۔
قراسنقر کی وفات | اس واقعہ کے بعد اتابک قراسنقر والی آذربائیجان و آران نے شہر اردبیل میں وفات پائی۔ اتابک قراسنقر ملک طغرل کا مملوک (غلام) تھا۔ اس کی جگہ جادلی الطغرل کو آذربائیجان کی حکومت عطا ہوئی۔

۳۵ھ میں سلطان مسعود نے امیر اسماعیل چہاردانگی
چہاردانگی کی بلاد فارس پر فوج کشی | کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ امیر نوزایہ کی سرکوبی اور بلاد فارس پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ چہاردانگی فارس کے ارادے سے روانہ ہوا، مجاہد الدین بہروز نے روکا چہاردانگی نے کوئی بات نہ سنی، وجہ کو عبور کرنے کا تہیہ کیا، مجاہد الدین نے بعض کشتیوں کو بے کار کر دیا اور بعض کو دجلہ میں ڈلو دیا، چہاردانگی نے مجبوراً حملہ کی طرف قدم بڑھایا، والی حملہ نے بھی مدافعت پر کربا نہ ہی، واسط کی جانب بڑھا طر نطای مقابلہ پر آیا، لڑائی ہوئی، طر نطای کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی، چہاردانگی نے واسط میں داخل ہو کر اسے خوب تاراج کیا، نعمانیہ اور اس کے قرب و جوار کے مقامات کو لوٹ لیا۔

شکست کے بعد طر نطای، بیٹیمہ پہنچا۔ حماد والی بیٹیمہ امداد کے لئے تیار ہو گیا۔ اُدھر چہاردانگی کی فوج چہاردانگی سے علیحدہ ہو کر طر نطای سے مل گئی، چہاردانگی کمزور پڑا۔ مقابلہ سے جی چرا کر تشر چلا گیا، سلطان مسعود کی خدمت میں معذرت نامہ بھیجا، سلطان مسعود نے قبول فرمایا۔
جنگ سلطان سنجر اور ترکان خطا | ان واقعات کا خلاصہ جو تاریخ ابن اثیر میں ہیں یہ ہے کہ آتسز بن محمد نے خوارزم پر قبضہ حاصل کرنے کے

بعد ترکان خطا کو جو اس وقت تک دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے اور مادراء النہر کے ترکوں کے بڑے جرگے تھے، سلطان سنجر کے مقبوضہ ممالک پر قبضہ کرنے کی تحریک کی ملک کا مرہبہ کی لالچ دیا، سلطان سنجر کی کمزوری کو ظاہر کیا، امداد اور ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔

قصہ مختصر ترکان خطائین لاکھ سواروں کی جمعیت سے سلطان سنجر کے ملک کو تسخیر کرنے کے لئے روانہ ہوئے، سلطان سنجر بھی ایک بڑی فوج لے کر مقابلہ کے لئے نکلا۔ نہر کو عبور کر کے ۳۵۵ھ میں ترکان خطائے تیغ و سپر ہوا، گھسان کی لڑائی ہوئی، خونریزی کی کوئی حد نہ رہی۔ آخر کار سلطان سنجر کو شکست ہوئی، ایک لاکھ فوج کٹ گئی، جس میں چار ہزار عورتیں تھیں، سلطان سنجر کی بیگم کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا، سلطان سنجر بحال پریشان ترنہ پہنچا اور ترنہ سے بلخ کا راستہ لیا۔ سلطان سنجر کی شکست کے بعد آتسرنے منہمرو پر حملہ کیا، بزدل تیغ گھس کر غارت گری اور پامالی شروع کر دی، فقہاء، علما اور رؤساء شہر کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔

سلطان مسعود کی طلبی سلطان سنجر کو اس شکست سے بے حد صدمہ ہوا، اس وقت تک کسی لڑائی میں اس کا علم سرنگوں نہیں ہوا تھا۔ اپنے بھتیجے سلطان مسعود کو لکھ بھیجا کہ تم اپنی فوج کے ساتھ رے آکر قیام پذیر ہوتا کہ امداد حاصل کی جائے چنانچہ عباس دانی رے بغداد چلا گیا اور سلطان مسعود اپنے چچا سلطان سنجر کے حکم کے مطابق بغداد سے رے آگیا بعض مورخین نے لکھا ہے کہ بلاد ترکستان میں کاشغر، بلاد سبق قراخاں کا قبول معلوم

ہیں۔ ان مقامات پر ملوک خانیہ ترکیہ حکمران تھے، ملوک خانیہ ترکیہ مسلمان بادشاہ ترک اور افراسیاب بادشاہ ترک کی نسل سے تھے۔ جو مشہور بادشاہ ملوک کینیہ فارس میں گزرا ہے۔ ملوک خانیہ ترکیہ کا جدِ اعلیٰ سبق قراخاں دائرۃ اسلام میں داخل ہوا۔ سبق قراخاں نے خواب دیکھا تھا کہ ایک بزرگ شخص آسمان سے اترتا اور سبق قراخاں سے ترکی زبان میں کہا جس کا مفہوم تھا "اسلام قبول کر دینا اور آخرت میں تجھے سلامتی حاصل ہوگی" چنانچہ سبق قراخاں نے خواب ہی میں سلام قبول کیا اور جب بیدار ہوا تو اپنے اسلام کو ظاہر کیا سبق قراخاں کے مرے پڑاؤں کے بیٹے موسیٰ بن سبق قراخاں نے عیان حکومت اپنے ہاتھ میں لی، نسل بعد نسل اسی کے خاندان میں ترکستان کی حکومت ارسلان خاں بن محمد بن یلمان بن داؤد بن بقراخاں بن ابراہیم المقلب بطلخان خاں ابن ابی بک المقلب بانصرارسلان بن علی بن موسیٰ بن سبق قراخاں تک پہنچی۔

قدر خاں کا خروج قتل | ارسلان خاں کے زمانہ میں قدر خاں نے خروج کیا اور ارسلان خاں کے قبضہ سے حکومت ترکستان نکال لی۔ ۶۹۴ھ میں سلطان سنجر کی امداد سے ارسلان خاں ترکستان کا دوبارہ حکمران ہوا اور قدر خاں کو سلطان سنجر نے مار ڈالا۔ اس کے بعد خوارزم نے ارسلان خاں پر خروج کیا اور ترکستان کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ سلطان سنجر نے پھر اس کی اعانت و امداد پر کمر باندھی اور ترکستان پر قبضہ دلادیا۔

ترکان قارغلیہ | ارسلان خاں کی فوج میں ترکوں کا ایک جگہ تھا جسے قارغلیہ اور اتراک غز یہ کہتے ہیں یہ وہی ترک ہیں جنہوں نے خراسان کو تاراج کیا تھا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ ان کے دو گروہ تھے۔ ایک گروہ جن کے نام سے موسوم تھا۔ ان کا سردار طوطی بن وادیک تھا۔ دوسرے گروہ کا نام برقی تھا۔ برغوث بن عبد الحمید اس کا سردار تھا۔ اہل سمرقند میں سے شریف اشرف ابن محمد ابن ابی شجاع علوی نامی ایک شخص، ارسلان خاں لقب بہ بقراخان کے دربار میں رہتا تھا۔ اس نے ارسلان خاں کے بیٹے کو حکومت و سلطنت کا لالچ دے کر باپ سے حکومت چھیننے پر آمادہ کیا۔ باپ اور بیٹے میں فتنہ و فساد کا بازار گرم ہو گیا۔

لے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب ذات شریف علوی نے ارسلان خاں کے بیٹے کی شہید ٹھونک کر دہلی سلطنت بنا کر مقابلہ کرکھڑا کیا ارسلان خاں نے شریف اشرف اور اپنے بیٹے کو بھی مار ڈالا۔ اس سے قارغلیہ کو نفرت پیدا ہو گئی، بغاوت اور نافرمانی کا اعلان کیا حکومت و سلطنت سے استعفا کے طالب ہوئے۔ ارسلان خاں نے سلطان سنجر سے قارغلیہ کی زیادتی اور بغاوت کی فریاد کی، امداد کا خواست گارہوا، چنانچہ سلطان سنجر اپنی فوج مظفر موج نے کر ارسلان خاں کی امداد کو سمرقند پہنچا اور ارسلان خاں سلطان سنجر کا بہنوئی تھا، قارغلیہ نے مقابلہ سے جی چڑایا امید ان خالی کر دیا، ایک روز سلطان سنجر شکار کو نکلا۔ اتفاق سے چند سوار قطر آئے سلطان سنجر نے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ تشدد کیا دیا فتنہ کرنے پیمان لوگوں نے ظاہر کیا۔ ارسلان خاں نے ہم لوگوں کو آپ کے قتل پر مامور کیا ہے۔ سلطان سنجر غضب ناک سمرقند واپس آیا اس وقت ارسلان خاں قلعہ میں تھا۔ محاصرہ کر کے گرفتار کر دیا اور پھر بخیر علاج بھیج دیا۔ کچھ تاریخ کامل بن ابی عبد الصمد وہ

ارسلان خاں نے سلطان سنجر سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان سنجر ۵۲۳ھ میں دریا سے
جیوں عبور کر کے سمرقند پہنچا، قارغلیہ نے میدان خالی کر دیا، سلطان سنجر سمرقند کی جانب واپس
ہوا، ارسلان خاں کو گرفتار کر کے بلخ کی جیل میں ڈال دیا۔ جہاں پر ارسلان خاں نے وفات پائی۔

حسن تکیں کی گورنری سمرقند | سلطان سنجر نے ارسلان خاں کی جگہ سمرقند کی حکومت پر قلیچ
طغاج ابو المعالی حسن بن علی بن عبد المومن معروف بہ

حسن تکیں کو متعین کیا، حسن تکیں خاندان سلطنت خانیہ میں سے تھا۔ ارسلان خاں نے اسے
شہر بدر کر دیا تھا۔ اس کا زمانہ حکومت دراز نہیں ہوا، تھوڑے دن بعد مر گیا۔ سلطان سنجر
نے محمود بن ارسلان خاں سابق حکمران سمرقند کو تخت حکومت پر متمکن کیا۔ یہ ارسلان خاں ہی
ہے جس کے قبضہ سے سلطان سنجر نے سمرقند کو نکالا تھا۔ اور محمود بن ارسلان، سلطان سنجر
کی بہن کا لڑکا تھا۔

کوہر خاں شاہ چین کی کاشغر فوج کشی | اس سے پہلے ۵۲۳ھ میں کوہر خاں چینی بادشاہ
چین سے ملک گیری کے شوق میں ایک بڑی فوج

لے کر حدود کاشغر آیا۔ زبان چین میں "کوہر" کے معنی "اعظم" خاں "کے معنی "ملک" پس
کوہر خاں کے معنی ہوئے۔ "اعظم الملک" یعنی شہنشاہ۔ الغرض والی کاشغر "احمد بن حسن خاں"
مقابلہ و مدافعت کے لئے میدان جنگ میں نکلا، سخت اور خونریز جنگ کے بعد کوہر خاں کو
شکست ہوئی، اس کے ہمراہیوں کا ایک بڑا گروہ کام آگیا۔

کوہر خاں اور خان محمود کی جنگ | اس واقعہ سے قبل ترکان خطا کا ایک گروہ چین سے نکل کر
ملوک خانیہ حکمرانان ترکستان کی خدمت میں آگیا تھا،

ارسلان خاں محمد بن سلیمان نے انھیں چینی سرحد پر خطاقت کی غرض سے ٹھہرا رکھا تھا،
اس خدمت کے عوض جاگیریں دی تھیں اور وظائف مقرر کر دیتے تھے۔ اتفاق سے ارسلان خاں
محمد بن سلیمان ان سے کسی بات پر ناراض ہو گیا، سزا دی، اس سے انھیں کسبیدیگی اور نفرت

پیدا ہو گئی، سکونت کے لئے ایک کشادہ اور سرسبز زمین تلاش کرنے لگے تاکہ آئندہ ارسلان خاں کے ساتھ ہو کر روزانہ جنگ سے محفوظ رہیں کسی نے ان سے بلا دسامون کی تعریف کر دی چنانچہ یہ سب اہل و عیال کے ساتھ بلا دسامون چلے گئے۔ جب دوبارہ کوہر خاں شاہ چین نے بلا دسامیہ کی طرف قبضہ اور تاراج کی غرض سے قدم بڑھایا تو ترکان خطا جو ارسلان خاں سے ناراض ہو کر بلا دسامون میں آکر آباد ہو گئے تھے کوہر خاں سے مل گئے۔ اس کے لشکر کی تعداد بڑھ گئی، سیلاب کی طرح بلا داورا النہر کی طرف بڑھا۔ خان محمود بن ارسلان خاں محمد ماہ رمضان ۵۳۵ھ میں اس طوفان کو روکنے کے لئے مقابلہ پر آیا۔ شدید جنگ کے بعد خان محمود کو شکست ہوئی، سمرقند واپس آیا۔ اس سے کوہر خاں کا رعب و اب بڑھ گیا۔ بلا داورا النہر اور اہل بخارا ان کے مقام کے شکار رہنے لگے۔

جنگ کوہر خاں اور سلطان سنجر | خان محمود نے سلطان سنجر کی خدمت میں عریضہ بھیجا، واقعات لکھے اور امداد کی درخواست کی، سلطان سنجر کو اس سے سخت صدمہ ہوا، لشکر کی فراہمی اور اسباب جنگ مہیا کرنے کا حکم دیا، خراسان، بختان رخانہ بنی خلف، غزنی، رملو غور، اور ماژدران کے سلاطین اپنی اپنی فوجیں لئے ہوتے سلطان سنجر کے پاس آکر جمع ہوئے، فوج کی جمعیت ایک لاکھ سے بڑھ گئی۔ آخر ۵۳۵ھ میں نہر عبور کر کے چینی بادشاہ سے لڑنے کے لئے بڑھے۔ محمود خان نے ترکان قارغلیہ کے مظالم اور زیادتیوں کی شکایت پیش کی۔ سلطان سنجر نے ان کی گوشمالی کا قصد کیا، ترکان قارغلیہ نے کوہر خاں بلوٹا چین کے پاس جا کر پناہ لی۔ کوہر خاں نے سلطان سنجر کو ترکان قارغلیہ کی سفارش کا خط لکھا۔ سلطان سنجر نے کوئی توجہ نہ کی، بلکہ تہدید آمیز خط لکھا۔ اسلام کی دعوت دی، اور اسلام قبول کرنے کی صورت میں جنگ اور کثرت فوج کی دھمکی دی۔ خط دیکھ کر کوہر خاں سخت برہم ہوا۔ دھمکے دے کر سلطان سنجر کے ایچی کو دوبارہ سے نکلوا دیا اور لشکر مرتب کر کے سلطان سنجر سے جنگ کے ارادے سے کوچ کیا۔ دونوں حریفوں کا مقام قتلوان میں بتاریخ ۵۳۶ھ مقابلہ ہوا۔

بادشاہ چین کی طرف سے ترکان قارغلیہ خم ٹھونک کر میدان میں آئے لشکر اسلام سے شاہ بختان تیغ و سپر ہونے کو نکلا، گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار اسلامی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ مسلمانوں کا ایک گروہ کثیر کام آگیا، شاہ بختان، امیر قراج اور سلطان سنجر کی بیگم گرفتار ہو گئے، کوہر خاں نے عزت و احترام سے ان لوگوں کو سلطان سنجر کے پاس بھیج دیا۔ ترکان خطا اور کفار اتراک بلاد ماوراء النہر پر قابض ہو گئے۔

۵۳۵ھ میں کوہر خاں بادشاہ چین مر گیا۔ اس کی بیٹی تخت حکومت کوہر خاں کی وفات پر متمکن ہوئی۔ تھوڑے دن بعد یہ بھی مر گئی۔ اس کی ماں کوہر خاں کی زوجہ، حکمران ہوئی۔ اسی زمانہ سے ماوراء النہر میں ترکان خطا کی حکومت و سلطنت کا سکہ چلنے لگا۔ یہاں تک کہ علاء الدین محمد خوارزم شاہ نے **۵۳۵ھ** میں ترکان خطا سے ماوراء النہر پر قبضہ حاصل کیا۔

سلطان سنجر اور خوارزم شاہ کی مصالحت **۵۳۶ھ** کے بعد آئسنر خوارزم شاہ سلطان سنجر کی شکست کے بعد **۵۳۶ھ** میں سرخس کی طرف قدم بڑھایا، اہل سرخس نے اطاعت قبول کی، مروشا، جہاں کا قصد کیا، ۱۱ م احمد باخرزی نے حاضر ہو کر باشندگان مروشا، جہاں کی سفارش کی، جنگ اور خوزنیزی سے روکا، چنانچہ خوارزم شاہ مروشا، جہاں کے باہر نیمہ زن ہوا، ابو الفضل کرمانی اور چند روسا، شہر کو مشورہ کی غرض سے طلب کیا۔ اس اثناء میں عوام الناس نے ہلڑ مچا دیا۔ خوارزم شاہ کے فوجیوں کو جو اس وقت مروشا، جہاں میں تھے مارا قتل کیا اور شہر سے نکال دیا۔ جھگڑا بڑھا، خوارزم شاہ نے قتل اور غارت گری کا حکم دیدیا۔ بزور تیغ گھس کر جی کھول کر پامال کیا۔ بہت سے علما مارے گئے۔

شوال سنہ مذکور میں خوارزم شاہ نیشاپور کی جانب واپس ہوا۔ علما، فقہاء اور صوفیاء کا وفد و پوٹیشن، خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ اہل نیشاپور کی طرف سے گزارش کی۔

”ہم لوگوں کے ساتھ وہ برتاؤ نہ برتے جاتیں جو اہل مروشا ہجہاں کے ساتھ برتے گئے۔ ہم لوگ آپ کے حکومت کے مطیع و فرمانبردار ہیں، خوارزم شاہ نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا۔ لیکن اصرار کر کے سلطان سنجر کا خزانہ لے لیا اور اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔ جامع مسجد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا۔

اس کے بعد خوارزم شاہ نے اپنی فوج کو نواحِ صغد (یہتی) میں پھیلا دیا، غارت گری اور قتل کا بازار گرم ہو گیا۔ چند روز تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ چونکہ ترکان خطا بلا و ماوراء النہر میں بکائے بے درمان کی طرح پھیل رہے تھے اور سلطان سنجران کی مدافعت میں مصروف تھا۔ اس وجہ سے خوارزم شاہ کی پیش قدمی کو نہ روک سکا۔ یہاں تک کہ ۵۳۵ھ کا دور آ گیا، سلطان سنجر کو ایک گونہ ترکان خطا کی جنگ سے فراغت ہوئی لشکر آراستہ کر کے خوارزم شاہ سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا۔ خوارزم شاہ قلعہ بند ہو گیا۔ لڑائی کا سلسلہ شروع ہو گیا، سلطان سنجر کے بعض سرداران لشکر شہر میں گھس گئے۔ سخت مقابلہ ہوا۔ قریب تھا کہ شہر پر قبضہ ہو جاتا۔ لیکن آتسنر (خوارزم شاہ) نے سخت اور شدید جنگ کے بعد انھیں شہر سے نکال دیا۔ اس کے بعد آتسنر (خوارزم شاہ) نے مصالحت کا پیام بھیجا۔ اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا اور تمام مقبوضہ علاقہ کو چھوڑ کر اپنے سابقہ مقبوضات کی حکومت پر قناعت کی۔ سلطان سنجر نے شرائط منظور فرما کر مصالحت کر لی۔ چنانچہ ۵۳۵ھ میں خوارزم کا محاصرہ اٹھا کر واپس آیا۔

سلطان مسعود اور اتابک زنگی کی مصالحت | ۵۳۵ھ میں سلطان سنجر دار الخلافہ بغداد جب عادت پہنچا اور موصل کے ارادے

سے لشکر مرتب کرنے لگا۔ کیونکہ جس قدر فسادات اور جھگڑے امراء و سرداران لشکر کی طرف سے پیدا ہوتے تھے وہ سب کے سب اتابک زنگی والی موصل کے سر تھوپ دیئے جاتے تھے۔ سلطان سنجر کو اس سے غصہ پیدا ہوا موقع کا انتظار کرنے لگا۔ جب اسے ترکوں اور خوارزم شاہ سے فراغت حاصل ہوئی تو اتابک زنگی کی اصلاح اور سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا۔

اتابک زنگی نے ابو عبد اللہ بن انباری کی معرفت فدویت نامہ روانہ کیا، لطف و مرحمت کی درخواست کی، بیس ہزار دینار نذر کئے، بشرط واپسی ایک لاکھ دینار کا وعدہ کیا۔ سلطان سنجر راضی ہو گیا۔ مصالحت ہو گئی۔

اور امور کے علاوہ جن کی وجہ سے سلطان سنجر نے اتابک سے مصالحت کی، ایک خاص سبب یہ واقع ہوا کہ اس واقعہ میں سیف الدین غازی (atabek zangi) کا بیٹا، محبت پدری کی وجہ سے سلطان سنجر کی خدمت سے علیحدہ ہو کر اتابک زنگی کے پاس چلا آیا تھا۔ اتابک زنگی نے اس کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی اور اُسے پاؤں سلطان سنجر کی خدمت میں بھیج دیا اور یہ لکھا کہ "میرا بیٹا حضور کی خدمت میں رہتا تھا۔ حضور کا مزاج مجھ سے برہم دیکھ کر فطری محبت کی وجہ سے میرے پاس بھاگ آیا۔ میں اسے پھر حضور کی بارگاہ میں واپس کرتا ہوں میں اور یہ 'دوڑوں حضور کے غلام ہیں اور ملک حضور والا کا ہے' اس سے سلطان سنجر کا دل نرم ہو گیا اتابک زنگی کی قدر و منزلت و جدہ ہو گئی۔ نہایت خوشی سے پیام مصالحت قبول کیا۔

بوزاہ کی بغاوت | بوزاہ ہوائی فارس و غزستان کو سلطان مسعود سے کشیدگی اور نفرت پیدا ہو گئی تھی جیسا کہ آپ اوپر آئے ہیں۔ **بہشت** میں محمد بن سلطان محمود برادر سلطان مسعود کی بیعت کی اور فوجیں آراستہ کر کے ماشون (قازان) کی جانب روانہ ہوا۔ امیر عباس والی رے بھی آلا اور اس رائے سے اتفاق کیا۔ سلطان شاہ بزلہ سلطان مسعود بھی ان لوگوں کی سازش میں شریک ہو گیا، آہستہ آہستہ اکثر شہروں پر ان باغیوں نے قبضہ کر لیا، سلطان مسعود کو اس کی خبر گئی ماہ رمضان سنہ مذکور میں بغداد سے روانہ ہوا امیر طغایرک امیر حاجب رکاب میں نکلا۔ اس کا ارکین دولت پر ایک خاص اثر تھا اور عام پہلک کا جھلن بھی اس کی طرف تھا۔ بغداد میں مہلہل، نصیر امیر الحاج اور بہروز کے غلاموں کا ایک گروہ خلافت و امن قائم رکھنے کی غرض سے چھوڑ دیا گیا۔ جس وقت دوڑوں لشکروں کا مقابلہ ہوا سلیمان شاہ ان کی جماعت سے نکل کر اپنے بھائی سلطان مسعود

کے پاس چلا آیا، امیر عبدالرحمن نے مصالحت کی گفتگو شروع کی، حسب خواہش صلح ہو گئی، امیر عبدالرحمن کو اس حسن خدمت کے صلہ میں اُن صوبجات کی حکومت کے علاوہ جس پر وہ پہلے سے حکمران تھا آذربائیجان اور اراں تا اخلال کی گورنری بھی جادلی طغرلی کی جگہ مرحمت کی گئی۔

ابوالفتح بن دراست کی معزولی کجالی | اسی سلسلہ میں ابوالفتح بن دراست کو جو کہ امیر بوزاہ کا وزیر تھا قلمدان وزارت سپرد کیا گیا،

۳۹۹ھ میں سلطان مسعود نے اپنے وزیر السلطنت یزدجردی کو معزول کر کے مرزبان بن عبداللہ بن نصر صفہانی کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا، اور یزدجردی معزول وزیر کو مرزبان بن عبداللہ وزیر حدید کی سپردگی میں دیا۔ مرزبان بن عبداللہ نے یزدجردی کا تمام مال و سبب ضبط کر لیا اور جیل میں ڈال دیا۔ پھر جب ۴۰۰ھ کا دور آیا اور امیر بوزاہ وغیرہ سے مصالحت ہو گئی تو امیر بوزاہ کو ایک حد تک سلطان مسعود پر قابو مل گیا اور اس کی حکومت و سلطنت پر اسے غلبہ حاصل ہوا۔ اسی کا نتیجہ یہ تھا کہ ابوالفتح بن دراست مرزبان کے بجائے عہدہ وزارت پر بچھرا مورا ہوا۔

عبدالرحمن طغایرک | عبدالرحمن طغایرک، سلطان مسعود پر بے حد قابو یافتہ ہو گیا تھا۔ اس حد تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ سلطان مسعود شاہ شطرنج کی طرح صرف

تحت حکومت کا مالک تھا۔ باقی تمام امور کے سیاہ سفید کا اختیار عبدالرحمن طغایرک کے قبضہ میں تھا، اس نے بک ارسلان معروف بہ ابن خاص بک ابن بلکری کو سلطان مسعود کی خدمت سے روک دیا، بک ارسلان سلطان مسعود کا خادم خاص اور پردہ تھا، سلطان مسعود کی اس پر نظر عنایت رہا کرتی تھی خلوت اور جلوت میں سلطان مسعود کی خدمت میں رہتا تھا۔ طغایرک نے اس خیال سے کہ سلطان مسعود سے علیحدہ ہو جائے بک ارسلان کو کسی شہر کا امیر مقرر کر کے بھیجنے کا ارادہ کیا، سلطان مسعود کو اس سے بے حد صدمہ ہوا۔

قتل طغایرک | بک ارسلان اور بعض سرداران فوج کو تنہائی میں طلب کر کے طغایرک کے قتل کا حکم دیا۔ کسی سردار کی ہمت نہ پڑی، زنگی جان دارنے اس کام کا بیڑا اٹھایا، بک ارسلان نے اس سے موافقت کی دیکھا دیکھی سرداران عسکر کا ایک گروہ بھی تیار ہو گیا، اس کے بعد ایک روز طغایرک اپنے جاہ و حشم کے ساتھ بھقاہ جنزہ ہوا خوری کو نکلا، زنگی جان دار نے بڑھ کر وار کیا، طغایرک گھوڑے سے زمین پر آ رہا بک ارسلان نے لپک کر طغایرک کا کام تمام کر دیا۔ سرداران لشکر نے جو اسی کام کے انجام دہی کے لئے ہمراہ تھے طغایرک کے ہمراہیوں کو شور و شغب سے روک دیا۔

امیر عباس والی سے کا قتل | اس واقعہ کی اطلاع سلطان مسعود کو دی گئی۔ سلطان مسعود اس وقت بغداد میں تھا، امیر عباس والی سے بھی اپنی فوج کے ساتھ بغداد میں ٹھہرا ہوا تھا۔ امیر عباس اس واقعہ سے بے خبر رہتا ہو گیا اور سلطان مسعود سے بدلہ لینے کا موقع ڈھونڈنے لگا۔ سلطان مسعود نے تالیف قلب کی، نرمی اور مہربانی سے پیش آیا۔ امیر عباس کا غصہ فروز ہو گیا۔ سلطان مسعود نے امیر عباس کے قتل کی بھی تدبیر شروع کی بعض سرداران لشکر اور اراکین دولت کو امیر عباس کے قتل پر آمادہ و تیار کیا، چونکہ سرداران لشکر اور اراکین دولت امیر عباس کے غلبہ حکومت سے تنگ آ گئے تھے قتل پر آمادہ ہو گئے، امیر بخش اور حرسوں محضے قتل کا بیڑا اٹھایا۔ ایک روز سلطان مسعود نے امیر عباس کو محل سرائے شاہی میں طلب فرمایا امیر بخش اور حرسوں محضے نے چند آدمیوں کو محل سرائے کی صحیحیوں میں چھپا دیا۔ امیر عباس محل سرائے شاہی کے دروازے پر پہنچا، دستہ فوج جاں نثاران نے صرف امیر عباس کو اندر داخل ہونے کی اجازت دی اس کے ہمراہیوں کو روک دیا۔ امیر بخش اور حرسوں امیر عباس سے باتیں کرتے ہوئے اُس طرف لے گیا جہاں پر اس کے قتل کے لئے آدمیوں کو چھپا رکھا تھا۔ دفعہ وہ سب نکل پڑے اور امیر عباس کا کام تمام کر دیا۔ اس کے خیمہ اور اسباب کو لوٹ لیا، اس واقعہ سے

تمام شہر میں واویلا اور ایک شور برپا ہو گیا۔ لیکن پھر خاموشی اور سکون کا عالم ہو گیا۔ یہ واقعہ ۵۴۵ھ مادی قعدہ میں پیش آیا۔

امیر عباس، سلطان محمود کا آزاد غلام تھا، عادل، نیک سیرت، فرقہ باطنیہ پر کثیر الجہاد اور مدبر تھا، رعایا اس سے بے حد خوش تھی۔

سلطان مسعود نے امیر عباس کے قتل کے بعد اس کے بھائی سلیمان شاہ کو قلعہ تکریت میں قید کر دیا اور بغداد سے اصفہان کا سفر اختیار کیا واللہ سبحانہ و تعالیٰ ولی التوفیق۔

امیر بوزارہ کی اصفہان پر فوج کشی | آپ ادھر پڑھ آئے ہیں کہ طغایرک، امیر عباس والی رے اور امیر بوزارہ والی فارس و خوزستان کو سلطان مسعود کی حکومت و سلطنت پر غلبہ حاصل ہو گیا تھا، یہ تینوں امیر ایک تھیلی کے چمچے تھے طغایرک، امیر عباس اور امیر بوزارہ کے درمیان سے سلطان مسعود کو شطرنج کا بادشاہ بنائے ہوئے تھا۔ جس وقت طغایرک مارا گیا۔ امیر عباس کو برا فرد تنگی اور اشتعال پیدا ہوا بدلہ لینے نہیں پایا تھا کہ فوراً ہی مار ڈالا گیا۔ اس کے دمے جانے کی خبر امیر بوزارہ کو پہنچی، غصہ سے کانپ اٹھا، ایک بڑی فوج لے کر ۵۴۵ھ میں اصفہان پہنچا۔ محاصرہ کیا۔ دوسری فوج کو ہمدان کے محاصرہ پر مامور کیا، تیسری فوج قلعہ مالکی بلاد کھف کے سر کرنے کے لئے روانہ ہوئی بلاد کھف، امیر نقش کو زخمی گورنری میں تھے۔ امیر نقش نے مدافعت پر کمر باندھی مردانگی اور جرأت سے لڑ کر دشمن کو پسپا کیا۔

امیر بوزارہ کا خاتمہ | امیر بوزارہ، اصفہان سے سلطان مسعود کی تلاش میں روانہ ہوا۔ سلطان مسعود نے جنگ سے پہلو تہی کرنا چاہا مگر کامیاب نہ ہوا۔ مرج ترانکین میں صف آرائی ہوئی، نہایت شدید مقابلہ ہوا، دونوں حریف جی توڑ کر لڑے اتفاق سے امیر بوزارہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر کر امیر بوزارہ زمین پر آ رہا، ایک فوجی سپاہی نے لپک کر گرفتار کر لیا، کشاکش کشاکش سلطان مسعود کی خدمت میں پیش کیا۔ اسی وقت سلطان مسعود

کے روہرو مار ڈالا گیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اثنار جنگ میں امیر لوزاہ کو تیر لگا تھا جس کے صدمہ سے گھوڑے سے گرا اور گر کر مر گیا۔ امیر لوزاہ کے مارے جانے سے سارا لشکر تتر بتر ہو گیا یہ لڑائی سلاطین سلجوقیہ کی بڑی لڑائیوں میں داخل ہے۔

امرا کی بغاوتیں بغداد کی بربادی | طغایرک، امیر عباس اور امیر لوزاہ کے مارے جانے کے بعد ہک ارسلان خادم خاص سلطان مسعود کی خدمت میں آ گیا۔ دربار شاہی میں امرا کی آمد و رفت ختم ہو گئی، اس سے امراء و اراکین دولت کو سلطان مسعود کی طرف سے نفرت پیدا ہو گئی، خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا ہمارے ساتھ بھی وہی واقعہ رونما ہو جو طغایرک اور امیر عباس وغیرہ کے ساتھ پیش آیا تھا اس وجہ سے امراء و اراکین دولت سلجوقیہ ابو رکن مسعودی والی گنجداران، بلقش کو زخر والی، جیل، حاجب خریطالی، محمود افسر پولیس بغداد، ابن طغایرک، امیر رکن مسعود اور فرقوب سلطان مسعود کا ساتھ چھوڑ کر عراق کی طرف روانہ ہو گئے، ان لوگوں کے ہمراہ اوران کا ہم خیال سلطان مسعود کا بھائی محمد بن محمود بھی تھا۔ یہ تمام امرائے سلجوقیہ کوچ و قیام کرتے ہوئے حلوان پہنچے، اہل بغداد میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہو گئی، غلہ گراں ہو گیا، خلیفہ مقتفی عباسی نے واپس جانے کا پیام بھیجا۔ لیکن کسی نے کوئی بات نہ سنی۔ ماہ ربیع الآخر ۴۳۵ھ میں بغداد میں داخل ہوئے۔ شرتی جانب قیام کیا، مسعود افسر پولیس بغداد تکریت بھاگ گیا، علی ابن دبیس والی حلب بھی ان لوگوں سے آلا۔ غریب بغداد میں خیمہ نصب کیا، خلیفہ مقتفی نے بغداد کی حفاظت کے لئے فوجیں فراہم کیں، امراء سلجوقیہ کے فوجیوں اور عوام الناس سے بغداد میں لڑائی چھڑ گئی، متعدد لڑائیاں ہوئیں۔

بغداد کی بربادی | اہل بغداد نے امراء سلجوقیہ کے لشکر کو بغداد سے نکال دیا۔ لوٹ کر پھر حملہ آور ہوئے، بغداد کی مڑکیں لگی اور کوچے مقتولوں سے بھر گئے۔ آبادی دیرانی سے اور امن بد امنی سے بدل گیا۔ محلہ کے محلہ مسلمان میدان بن گئے، لوٹ مار

اور غارت گری کی کوئی حد نہ رہی اس عام غارت گری سے عورتیں اور بچے بھی محفوظ نہ رہے۔ اس کے بعد امرا سلجوقیہ بارگاہ خلافت کے سامنے آئے رسم زمین بوسی ادا کی، معذرت کی، تمام دن خلیفہ مقتفی عباسی اور امرا سلجوقیہ سے نامہ و پیام ہوتا رہا۔ بالآخر اگلے دن بغداد سے نہروان کی طرف کوچ کر گئے۔ اس کے بعد مسعود افسر پولیس بغداد واپس آیا۔ اور ان غارت گروں نے نہروان پہنچ کر یہی حرکتیں شروع کیں۔ لوٹ مار اور قتل عام کیا۔

اس غارت گری کے بعد سے امرا منتشر ہو گئے۔ اور عراق خلیفہ مقتفی اور سلطان مسعود | چھوڑ دیا۔ نقش کو زخر خطر نطائی اور ابن دُبیس نے مسعود

میں پھر بغداد کا رخ کیا، ملک شاہ بن محمود برادر زادہ سلطان مسعود ان کے ساتھ تھا، خلیفہ مقتفی عباسی سے ملک شاہ کا نام خطبہ میں داخل کئے جانے کی درخواست کی، خلیفہ مقتفی نے انکار ہی جواب دیا، فوجیں فراہم کیں، سلطان مسعود کو اس حال سے آگاہ کیا، لیکن سلطان مسعود وعدے کے باوجود اپنے چچا سلطان سنجر کی وجہ سے ایفا و عہد نہ کر سکا۔

سلطان سنجر اور سلطان مسعود میں کشیدگی و مصالحت | سلطان سنجر نے بک ارسلان کی بابت سلطان مسعود کو لکھا "تم نے بک ارسلان

کو اس قدر بڑھا چڑھا دیا ہے کہ اور اراکین دولت و سرداران لشکر کو اس سے ناراضگی اور بددلی پیدا ہو گئی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ تم اسے اپنی خدمت سے علیحدہ کر دو اور اگر تم ایسا نہ کرو تو میں مداخلت کرنے پر آمادہ ہو جاؤں گا۔" سلطان مسعود نے یہ بات مختلف حیلوں سے ٹال دی اور اس حکم کی تعمیل نہ کی۔ سلطان کو غصہ پیدا ہوا۔ کوچ و قیام کرتا رہے پہنچ گیا۔ سلطان مسعود نے حاضر ہو کر عذر و معذرت کی اور راضی کر لیا۔

نہروان کا تاراج | نقش کو زخر کو جب اس کی اطلاع ہوئی کہ خلیفہ مقتفی عباسی نے سلطان مسعود کو لکھا ہے، اور امداد طلب کی ہے تو نہروان کو لوٹ لیا، علی ابن دُبیس وائی حلقہ کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد سلطان مسعود اپنے چچا سلطان سنجر

سے مل کر بغداد روانہ ہوا، ۵۴۴ھ میں بغداد پہنچا، طرظائی مرعوب ہو کر نعمانیہ بھاگ گیا، بقش کوزخ بھی نہروان سے کوچ کر گیا، علی ابن دبیس کو چھوڑ دیا، علی ابن دبیس نے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو کر معذرت کی، سلطان مسعود راضی ہو گیا۔

رجب ۵۴۵ھ میں بمقام ہمدان سلطان مسعود نے وفات پائی۔ زمانہ مسعود کی وفات | دعوائے سلطنت سے بائیس سال حکومت کی، اس کی حکومت کے زمانہ تک سلاطین سلجوقیہ کا ستارہ اقبال اوج پذیر رہا۔ اس کے بعد زوال شروع ہوا۔ اس کے مرنے سے گویا سلطنت سلجوقیہ کو موت آگئی۔

۱۵ سلطان مسعود بن سلطان محمد اہ وی الفعدہ ۵۴۵ھ میں پیدا ہوا۔ اس حساب سے ۴۵ برس کی عمر پائی۔ نہایت خلیق، خوش مذاق تھا۔ رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کرنا، خوش خلقی سے پیش آتا اور ان کے مال و زر پر دست و رازی نہ کرتا تھا۔ سلاطین سلجوقیہ میں اس سے زیادہ نرم دل کوئی بادشاہ نہیں ہوا۔ اس کے بہت سے اوصاف اور فضائل کتب تواریخ میں لکھے ہیں ہم نے بنظر اختصار اسی قدر پر اکتفا کیا۔ ایک ہفتہ تپ محرقہ میں بیمار رہ کر یکم رجب ۵۴۵ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۱۰۵ جلد ۱ مطبوعہ

باب

سلجوقیوں کا دور زوال سُلطان محمد بن سُلطان محمود

سُلطان مسعود نے اپنے برادر زادہ ملک شاہ ابن سُلطان محمود کو اپنا ولی عہد بنایا تھا۔ اسی بنا پر اس کے مرنے کے بعد امیر خاص ہک نے ملک شاہ کو تخت حکومت پر متمکن کیا، بیعت کی، شاہی افواج نے بھی سلامی دی۔

سُلطان مسعود کی وفات کی خبر دار خلافت بغداد پہنچی۔ مسعود بلال افسر پولیس بغداد تکریت بھاگ گیا۔ خلیفہ متقی لاملہ عبداسی کے حکم سے افسر پولیس بغداد اور امراء سُلطان مسعود کے مکانات مع مال و اسباب ضبط کرنے لگے، اس کے بعد سُلطان ملک شاہ نے ایک فوج سالار کرو کی ماتحتی میں حلقہ روانہ کی، سالار کرو نے حلقہ پر قبضہ کر لیا، مسعود بلال افسر پولیس بغداد یہ سن کر تکریت سے حلقہ آیا، سالار کرو سے ملا اور اس کی ہاں میں ہاں ملائی اور دوستی کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ سالار کرو اور مسعود بلال سے بے تکلفی کے مراسم پیدا ہو گئے، ایک روز موقع پا کر سالار کرو کو گرفتار کر کے دریا میں ڈبو دیا اور حلقہ پر قابض ہو گیا، خلیفہ متقی لاملہ عبداسی کو اس کی اطلاع ہوئی، آگ بگولا ہو گیا، وزیر السلطنت عون الدین ابن عمیرہ کو حلقہ پر فوج کشی کا حکم دیا۔ مسعود بلال فرات عبور کر کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی، شکست کھا کر بھاگا، وزیر السلطنت نے حلقہ پر قبضہ کر کے ایک فوج کوفہ کی طرف اور ایک فوج واسط بھیجی، چنانچہ کوفہ اور واسط بھی سر ہو گیا۔ اس اثنا میں سُلطان ملک شاہ کا لشکر واسط پہنچا۔ وزیر السلطنت

کی فوج نے واسط چھوڑ دیا، شاہی لشکر نے قبضہ کر لیا۔ خلیفہ مقفی عباسی کو اس کی خبر لگی
بہ نفس نفیس فوجیں لے کر واسط کی طرف کوچ کیا۔ شاہی لشکر یہ خبر پا کر واسط سے کنارہ کش
ہو گیا، خلافت مآب نے واسط پر قبضہ کر کے حلہ کی جانب کوچ کیا اور حلہ ہوتا ہوا آخر ماہ دھما
سنہ مذکور میں دار الخلافہ بغداد واپس آیا۔

ملک شاہ کی گرفتاری | امیر خاص بک کو جس نے سلطان ملک شاہ کو تخت حکومت
پر متمکن کیا تھا اور سب سے پہلے بیعت کی تھی، انفرادی اور
خود مختار حکومت کی ہوس پیدا ہوئی، چھ مہینے حکومت کے بعد ملک شاہ کو گرفتار کر کے جیل
میں ڈال دیا۔ محمد بن سلطان محمود کو خوزستان سے بلا کر تخت حکومت پر بٹھایا، جامع مسجد
میں اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا، نذر گزرائی، تحائف اور نذرانے پیش کئے، چونکہ سلطان محمد
کو امیر خاص بک کی حرکات کی اطلاع ہو گئی تھی اور لوگوں نے اس کی بد باطنی اور شرارت
کی چغلی کی تھی۔ اس وجہ سے سلطان محمد کے پیچھے کے دوسرے دن جب وہ دربار میں حاضر
ہونے کے لئے آیا تو سلطان محمد نے اسے اپنے دست مبارک سے قتل کیا۔ اس کے ساتھ
زنگی جان دار کو بھی موت کا پیالہ پلایا جس نے طغایرک کو قتل کیا تھا۔ امیر خاص بک کے
قتل کے بعد اس کا تمام مال و اسباب ضبط کر لیا گیا۔

امیر خاص بک | امیر خاص بک ایک ترکمانی کالاک تھا۔ کسی دربار سلطان مسعود کی خدمت
میں باریاب ہو گیا، چلتا پرزہ اور ہوشیار تھا، بعض بعض نمایاں کام
انجام دیئے، سلطان مسعود نے اسے اپنے مصاحبوں میں داخل کر لیا، شاہی افواج اور
امراء دولت کا سردار بنایا۔

الوغری ترکی معروف بشملہ امیر خاص بک کا خاص مصاحب اور ہوا خواہ تھا، اس
نے امیر خاص بک کو سلطان محمد کے پاس جانے سے روکا تھا۔ جب امیر خاص بک مارا گیا تو
شملہ خوزستان چلا گیا۔ اور اپنی حکومت و ریاست کا سلسلہ قائم کیا واللہ اعلم بغیبہ۔

ترکان غز غز (ترکوں کا ایک گروہ) ماوراءالنہر میں رہتا تھا، ترکوں کا یہ ایک جرگہ تھا، جس میں حکمرانان دولت سلجوقیہ بھی داخل ہیں، ماوراءالنہر عبور کرنے کے بعد انھوں نے یہیں سکونت اختیار کی، مذہباً مسلم تھے، جس وقت ترکان خطا، ملک چین کو ماوراءالنہر پر قابض ہوتے تو ترکوں کا یہ جرگہ جو غز کے نام سے موسوم تھا خراسان چلا آیا، اور اطراف بلخ میں سکونت اختیار کی، اس زمانہ میں محمود، ایاز، بختیار طوطی، ارسلان اور معز، ان پر حکمران تھے، امیر قماچ والی بلخ نے ان لوگوں کو بلخ سے نکالنے پر کربان دہی، ان لوگوں نے کچھ دے کر امیر قماچ کو باز رکھا۔ یہ لوگ صوم و صلوات کے پابند تھے زکوٰۃ دیتے تھے قافلوں کی حفاظت کرتے تھے اور امن و امان سے رہتے تھے کسی کو تکلیف دینا نہیں دیتے تھے۔

ترکان غز اور امیر قماچ کی جنگ چند روز کے بعد امیر قماچ کو ان کے اخراج کا سودا پھر پیدا ہوا، تمام جرگہ کو اپنے ملک سے نکل جانے کا حکم دیا۔ ترکان غز بگڑ گئے، شہر بدر ہوئے سے انکار کر دیا، حکم ہر کہہ تنگ آید، جنگ آمد مقابلہ کے خیال سے اپنے گروہ والوں کو جمع کیا، امیر قماچ دس ہزار سواروں کی لشکر کے ساتھ ترکان غز کے اخراج کے لئے روانہ ہوا، ترکان غز کے سرداروں نے حاضر ہو کر مال و زر پیش کیا، معذرت کی، واپس جانے کی درخواست کی، امیر قماچ نے ایک دُستی، لوبت، جنگ رسید کا مضمون ہوا، ترکان غز نے امیر قماچ کو شکست دی، اس کے لشکر کے ایک بڑے حصہ کو قتل کیا، رعایا پر بھی دست و داری کی، علماء و فقہا بھی اس پامالی و قتل سے محفوظ نہ رہے، عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لے گئے، لونڈی غلام بنایا، مدارس ویران کر دیئے، امیر قماچ بہتر خرابی جان بچا کر بھاگا مرو پہنچا، سلطان سنجر کی خدمت میں باریاب ہوا، تمام واقعات گوش گزار کئے۔

سلطان سنجر کی گرفتاری سلطان سنجر نے ترکان غز کو فتح چھوڑ دینے کا پیام بھیجا اور شاہی حکم پر عمل نہ کرنے کی نکتہ میں جنگ کی، دُستی دے، ترکان غز نے انتہائی نرمی سے جواب دیا، اخراج دینے کو تیار ہوئے، ملک چھوڑنے کے علاوہ اور احکام کی تعمیل پر آمادگی ظاہر کی، لیکن سلطان سنجر نے ان کی کوئی بات قبول نہیں کی، اور ایک

نوع سے ترکان غزہ پر حملہ کیا، تاجی گرامی جنگ آزمودہ سردار کا ب میں تھے نہایت شدید جنگ شروع ہوئی، آخر کار سلطان بخر کو شکست ہوئی، ترکان غزہ دور تک تعاقب کرتے گئے۔ سلطان بخر کے لشکر کا زیادہ حصہ کام آگیا، علاء الدین تہماج مارا گیا، اور سلطان بخر چند سرداران لشکر کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔

ترکان غزہ نے فاتحہ جنگ کے بعد سرداران لشکر کو مار ڈالا۔ **ترکان غزہ کا خراسان پر قبضہ** | باقی رہا سلطان بخر اس کے ساتھ بہ کمال ادب پیش آئے اس کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کی اور اس کے ساتھ مرو میں داخل ہوئے، مو، ملک خراسان کا دار الحکومت تھا۔ بختیار نے گزارش کی، ”مرد مجھے بطور جاگیر مرحمت فرمائیے! سلطان بخر نے جواب دیا، ”یہ دار السلطنت ہے اور دار السلطنت جاگیر میں نہیں دیا جاتا“ بختیار یہ سن کر ہنس پڑا، ترکان غزہ مذاق اڑاتے گئے، سلطان بخر یہ رنگ دیکھ کر سخت حکومت سے علیحدہ ہو گیا۔ خانقاہ مرو میں چلا گیا، اور ترکان غزہ بلا و خراسان پر قابض ہو گئے۔

ترکان غزہ نے قبضہ کے بعد ظلم و جور کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا، جو مظالم **ترکان غزہ کا ظلم و جور** | کبھی وقوع میں نہ آئے تھے اور جنصیں کالوں نے کبھی نہ سنا تھا وہ اہل خراسان پر کئے گئے، لوگوں پر مختلف قسم کے ٹیکس لگائے، بازار میں تین پیسے اٹکا دیئے اور حکم دیا کہ اسے سوئے سے بھردو، ”عوام الناس برا فروخت ہو گئے، لڑ پڑے، ترکان غزہ نے نیشاپور میں داخل ہو کر ایک طرف سے لوٹ لیا، عورتوں اور بچوں کے قتل سے بھی باز نہ آئے چھوٹے اور بڑے بھی قتل اور غارت گری سے محفوظ نہ رہے، گاؤں، قصبے اور شہروں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا، بلا و خراسان میں کوئی شہر ایسا نہ تھا، جہاں پر کہ علماء، صلحا اور قضاة ان کے مظالم کے شکار نہ ہوئے ہوں اور قتل و تباہ نہ کئے گئے ہوں۔ بلا و خراسان میں صرف ہرات اور سیستان چونکہ نہایت مضبوط و متحکم تھے، اس وجہ سے ترکوں کے ظلم اور غارت گری سے محفوظ رہے۔

۱۔ اس جنگ میں ترکان غزہ بہت بڑی غوریزی کی بلا امتیاز قتل کیا حسین ابن محمد اسابندی (باقی صفحہ ۲۳۰ پر)

امیر قماح اور امیر زنگی میں مناقشت | ابن اثیر نے بعض مورخین عجم سے نقل کیا ہے کہ عہد خلافت
خلیفہ مہدی ربا مقفی عباسی میں ترکوں کا یہ گروہ اقصا

سرحد ترک سے ماوراء النہر آیا اور داسرۃ اسلام میں داخل ہوا، مقنع کندی نے شعبہ اور خسرق
عادات دکھلا کر انھیں اپنا مطیع بنایا۔ ان کی وجہ سے مقنع کی قوت بڑھ گئی، جب مقنع کو اپنے اربوں
میں بخوبی کامیابی ہوئی اور اس کا مشن پورا ہوا، تو شاہی لشکر اس کی روک تھام اور سرکوبی
کے لئے چلا، ان ترکوں نے مقنع کو گرفتار کر کے شاہی لشکر کے حوالہ کر دیا، اسی قسم کی حرکت ان ترکوں
نے ملک خانیہ کے ساتھ بھی کی۔ اس کے بعد ترکان قارغلیہ نے ان کو زیر و زبر کر کے جلا وطن کیا۔

امیر زنگی بن خلیفہ شیبانی نے جو کہ طغراستان پر قابض تھا اپنے بلاد مقبوضہ میں بلا کر ٹھہرایا اپنی
فوج میں بھرتی کیا، امیر قماح وائی بلغ اور امیر زنگی میں ایک مدت سے عداوت کا سلسلہ چلا آ رہا
تھا۔ امیر زنگی نے ترکان غز، پراٹر اور امیر قماح پر بیڑہائی کی، امیر قماح نے ترکوں کو ملا لیا چنانچہ قوت
مقابلہ ترکان غز نے امیر زنگی کو دھوکا دیا۔ امیر زنگی کو شکست ہوئی۔ امیر زنگی اور اس کا لڑاکا گرفتار
ہو گیا۔ امیر قماح نے دونوں کی زندگی کا خاتمہ کرایا اور ترکان غز کو امیر زنگی کے مقبوضہ بلاد میں لے کر آئے۔

سلطان سنجر اور حسین غوری | حسین بن حسین غوری نے تسخیر پنج کا ارادہ کیا، امیر قماح مقابلہ
پہنچا۔ پر آیا۔ ترکوں کا یہ گروہ اس کی رکاب میں تھا۔ مقابلہ ہوا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۱ | قاضی علی ابن مسعود اور شیخ محمد بن محمد بن یحییٰ ترکوں کے ہاتھوں شہید کئے گئے۔

شعرانے مرثیہ لکھے، علی ابن ابراہیم کاتب کا مرثیہ زیادہ مشہور ہے جس کے چار اشعار یہ ہیں :-

مضی الذی کان عجیبا من فیہ یسیل بالفضل والافضال واحدیہ

مضی ابن یحییٰ الذی قد کان صریحا لا یرشہرو مصعبا حاکما سراجیہ

خدا خراسان من عہم ومن دسیرع لما ناعا الی الہ فاق ناعیہ

لما ماتوا مات الدین واسفا من ذالذی بعد محی الدین یحییہ

ہکذا فی الکامل لابن اثیر جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۷ مطبوعہ لیدن

ترکوں نے حسین غوری کا پلہ بھاری دیکھ کر امیر قماج کا ساتھ چھوڑ دیا، حسین غوری کی فوج میں مل گئے۔ امیر قماج کو شکست ملی، حسین غوری نے بلخ پر قبضہ کر لیا، سلطان سنجر کو اس واقعہ کی خبر لگی تو لشکر آراستہ کر کے بلخ پر حملہ کیا۔ حسین غوری کو شکست ہوئی بلخ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ شکست کے بعد دوبار سلطان سنجر میں حاضر ہوا، معذرت کی اور اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا، سلطان سنجر نے غزنی کی حکومت پر واپس کر دیا اور ترکان غز، اطراف طغارتان میں بدستور حکومت پذیر رہے، سلطان سنجر نے ان سے کوئی تعارض نہ کیا۔

امیر قماج کا خاتمہ | چونکہ امیر قماج کا دل ان ترکوں سے صاف نہ تھا۔ گزشتہ واقعہ میں بمقابلہ حسین غوری دھوکا دینے کی وجہ سے ناراض تھا اس وجہ سے

امیر قماج نے انھیں اپنے مقبوضہ شہروں سے نکل جانے کا حکم دیا، ترکان غز نے مقابلہ کی تیاری کی، ہر طرف سے ترکوں کے جروگلوں کو جمع کیا اور ارسلان بوتما ترکی کو امیر لشکر بنا کر نافرمانی پر تل گئے، امیر قماج بھی لشکر آراستہ کر کے سرکوبی کے لئے بڑھا، نہایت شدید لڑائی ہوئی، تمام دن لڑائی کا سلسلہ جاری رہا، آخر کار امیر قماج کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی، امیر قماج اور اس کا لڑکا ابو بکر گرفتار کر لئے گئے، ترکان غز نے انھیں مار ڈالا اور اطراف بلخ پر قابض ہو گئے، قتل، غارت اور پائمالی شروع کر دی، دیہات، قصبات اور شہر ویران ہو گئے۔

ترکوں کی مروہ میں غارتگری | سلطان سنجر نے ان واقعات سے مطلع ہو کر فوجیں فراہم کر لیں، مقدمۃ الجیش پر محمد بن البرک بن امیر قماج مقبول اور موید

ابن آبیہ کو مامور کر کے محرم ۵۷۰ھ میں بڑھنے کا حکم دیا۔ ان کی روانگی کے بعد خود بھی ایک بڑی فوج لے کر روانہ ہوا، ترکوں نے فدویت نامہ بھیجا، اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کرتے ہوئے مصارف فوج کشی کا تاوان دینے پر تیار ہوئے، سلطان سنجر نے درخواست نامنظور کی، تیغ و سپہ ہونے کے لئے ترکوں کے سر پہ پہنچ گیا، لڑائی چھڑ گئی، ترکوں نے شکست دے کر بلخ کی طرف پسپا کر دیا، پھر سلطان سنجر فوج کو مرتب کر کے دوبارہ بھڑا، ترکوں نے اس جنگ میں بھی اسے

شکست دی، مرو بھاگ آیا، ترکوں نے تعاقب کیا، سلطان سنجر اور اس کے لشکر پر ترکوں کا رعب اس قدر غالب ہو گیا تھا کہ مرو میں بھی ٹھہرنہ سکا۔ بھاگ نکلا۔ ترکوں نے مرو میں داخل ہو کر قتل، غارت گری اور پائمالی شروع کر دی۔ بڑے ایام، نامی گرامی، علما، اور فضاۃ کو شہید کیا۔ جس وقت سلطان سنجر مرو سے نکلا تھا، ترکوں نے گرفتار کر لیا اور اپنی عادت کے مطابق سلطان سنجر کو تخت پر بٹھایا، اطاعت و فرمانبرداری قبول کی۔ اس کے بعد مرو کی غارت گری پر پھر ہاتھ بڑھایا، اہل مرو نے مدافعت پر کمر باندھی۔ تیغ و سپر ہوئے لیکن ترکوں کی ظالمانہ قوت کا مقابلہ نہ کر سکے پسپا ہوئے، مجبور ہو کر تمبھار ڈال دیئے، شہر حوالہ کر دیا۔ ترکوں نے پہلے سے زیادہ پائمال کیا قتل اور غارت گری کی کوئی حد نہ رہی۔

طوس کی پامالی | سلطان سنجر کی گرفتاری کے بعد وزیر السلطنت طاہر بن محمد الملک بن نظام الملک اور تمام امراء خراسان سلطان سنجر سے جدا ہو کر نیشاپور چلے گئے۔ سلیمان شاہ بن سلطان محمود کو بلا کر تخت حکومت پر متمکن کیا چنانچہ ۱۱۹۵ جمادی الآخر سنہ مذکور میں سلیمان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، خراسانی لشکر کا جم غفیر جمع ہو گیا اور ترکوں پر حملہ کرنے کے لئے بڑھا۔ ترک بھی مقابلے کے ارادے سے نکلے۔ فریقین نے مرو کے باہر صف آرائی کی۔ ایک دوسرے سے تیغ و سپر ہوئے، خراسانی لشکر ترکوں سے مرعوب ہو رہا تھا۔ میدان جنگ سے بھاگ نکلا، نیشاپور میں پناہ گزیں ہوئے کا قصد کیا، ترکان غر تعاقب میں تھے، نیشاپور میں بھی نہ ٹھہر سکا، ترکوں نے طوس سے پہلی لڑائی ماہ محرم ۵۸۵ میں سلطان سنجر کے مقدمہ الجیش سے ہوئی مقدمہ الجیش کو شکست ہوئی اتنے میں سلطان سنجر پہنچ گیا۔ ترکوں نے معذرت کی، سلطان سنجر نے ایک نہ سنی، لڑائی ہوئی، سلطان سنجر پہا ہو کر تلخ پہنچا، ترکوں نے تعاقب کیا، سلطان سنجر نے پلٹ کر مقابلہ کیا پھر لڑائی ہوئی، سلطان سنجر شکست کھا کر مرو کی طرف بھاگا یہ واقعہ ماہ صفر سنہ مذکور کا ہے ترکوں نے مرو کا قصد کیا، خراسانی لشکر ترکوں کی آمد کی خبر سن کر خوف سے تھرا گیا، مرو چھوڑ دیا، ترکوں نے ماہ جمادی الاولیٰ سنہ مذکور میں مرو میں داخل ہو کر جو کچھ کو ہاتھ آیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۸ و ۱۱۹ مطبوعہ لیدن۔

میں داخل ہو کر آنت مچادی، علماء، زہاد اور رؤسا کو قتل کیا، مسیحیوں، منہدم کر دیں، عورتیں اور بچے تک ان کے مظالم سے محفوظ نہ رہے۔

نیشاپور کی ہر بادی قتل عام | طوس کو پامال کر کے، ماہِ شوال ۷۵۵ھ میں نیشاپور کی پائنتی کو بڑے بڑے طوس سے زیادہ نیشاپور میں مظالم کئے، سارا شہر مقتول سے بھر گیا۔ علماء اور صلحاء کا ایک گروہ جامع اعظم میں جا کر پناہ گزیں ہوا، ترکوں نے انھیں بھی چھوڑا۔ ۱۷ طوس میں منجملہ اُن علماء کے جو ترکوں کے ہاتھ شہید ہوئے، امام محمد مارسکی، علی موسوی نقیب علوی، اسماعیل بن حسن خلیب اور شیخ الشیوخ محمد بن احمد خصوصیت کے ساتھ کتبِ تواریخ میں مذکور ہیں۔ کسی نامی عالم اور شیخ کو قتل سے باقی نہیں چھوڑا۔ تاریخِ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۹ مطبوعہ لیدن

۱۷ ماہِ شوال ۷۵۵ھ میں ترکوں نے نیشاپور کو تاراج کیا، کوئی شخص مزارعت اور مدافعت کرنے والا نہ تھا کسی ایک متنفذ کو زندہ باقی نہ چھوڑا۔ صرف دو محلوں میں محض مقتول مردوں کی تعداد پندرہ ہزار تھی، غورٹوں اور بچوں کا اس میں شمار نہیں ہے جو عورتیں اور بچے باقی رہ گئے، انھیں غلام اور لونڈی بنالیا، سارا شہر مقتولوں سے پُر تھا۔ گلیوں میں ٹیلہ کی طرح کشتیوں کے پٹتے لگے تھے، عوام کا کیا ذکر ہے، بہت سے علماء اور صالحین کو قتل کیا جن میں محمد بن یحییٰ فقیہ شافعی تھے جن کا مثل اس زمانہ میں نہ تھا، طلب علم دور دراز ملکوں سے سفر کر کے ان کی خدمت میں آتے تھے۔ علماء نے ان کا مرقہ لکھا، ابو الحسن علی بن ابوالقاسم بیہقی کا مرقہ زیادہ مشہور ہے جس کے دو اشعار نقل کئے جاتے ہیں وہ ہوا ہذا۔

یا سائکاً دم عالم متبحر تدطاس فی اقصی الممالک صلیتہ
۱۔ باللہ قل یا ظلوم وکلاتھ من کان محی الدین کیف تمیتہ

فقیہ موصوف کے علاوہ عبدالرحمن بن عبدالصمد اکاف، ابوالبرکات فراوی، امام علی صباغ مشکلم احمد بن محمد بن حامد عبدالوہاب نقابادی، قاضی صاعد بن عبدالملک ابن صاعد، حسن بن عبدالحمید رازی اور بہت سے علماء کو ان ترکوں نے شہید کیا۔ قصہ مختصر ان ترکوں نے جو نام کے مسلمان تھے دنیا اسلام پر وہ مظالم کئے جو کفار نے بھی کبھی نہ کئے تھے۔ لخص از تاریخ کامل جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۹ مطبوعہ لیدن

ایک ایک کو قتل کیا۔ کتب خانہ جلا دیا۔ یہی مظالم اور زیادتیاں کا جوین اور اسفراین میں بھی کی گئیں، محاصرہ کیا، پامال کیا، باغات اجاڑ ڈالے، کھیتوں کو ہرباد کیا۔ بوڑھے، جوان، عورت اور بچے کوئی بھی ان کے مظالم سے محفوظ نہ رہا۔ ترکوں نے جس قدر مظالم ان مقامات میں کئے دوسرے شہروں پر نہیں کئے۔

وزیر طاہر بن فخر الملک کی وفات | سلطان سلیمان شاہ کی حالت کمزور تھی، خوش تدبیر اور منظم بھی نہ تھا، ترکوں کے مقابلے سے عاجز ہو گیا۔ ماہ شوال

۵۴۴ھ میں اس کا وزیر طاہر بن فخر الملک بن نظام الملک موت کی ٹھنڈی نیند سو گیا۔ سلیمان شاہ نے اس کے بیٹے نظام الملک دوم کو قلمدان وزارت سپرد کیا، ایک اسی کا دم تھا جس سے سلیمان شاہ کچھ نہ کچھ ترکوں کے مقابلہ پر اڑا تھا۔ اس کے مرنے سے بہت ہار گیا، سلطنت کا بار اٹھانہ سکا۔ ۵۴۵ھ میں جرجان واپس آیا، اراکین دولت نے جمع ہو کر بار حکومت سے اسے سبک دوش کر کے خان محمود بن محمد بن بقرخان ہمشیر زادہ سلطان خنجر کو اپنا سلطان بنایا۔ ماہ شوال میں خان محمود کو بلا کر تخت نشین کیا، اس کے نام کا جامع مسجد میں خطبہ پڑھا۔

ترکان غز کا محاصرہ ہرات | اس وقت ترکان غز، ہرات کا محاصرہ کئے تھے۔ خان محمود فوج آراستہ کر کے ہرات کو ترکوں کی دست برد سے چھڑانے کے لئے نکلا، ترکوں سے

متعدد لڑائیاں ہوئیں، اکثر لڑائیوں میں ترکان غز ہی کا میاب رہے۔ آخر کار ترکان غز ماہ جمادی الاول ۵۵۵ھ میں محاصرہ اٹھا کر مرو چلے گئے اور اہل مرو سے تاوان وصول کرنے لگے، خان محمود نے نیشاپور کی طرف کوچ کیا۔ نیشاپور پر موید نے قبضہ کر لیا تھا جیسا کہ آئندہ ہم لکھیں گے، اس کے بعد ترکان غز نے خان محمود کو صلح کا پیام دیا، ماہ رجب سند مذکور میں باہم مصالحت ہو گئی۔

موید کا نیشاپور پر قبضہ | موید سلطان خنجر کا غلام تھا۔ (الحی اب) نام تھا۔ موید کا لقب دیا تھا۔ اراکین دولت میں نہایت چلتا پرتہ اور با اثر شخص تھا۔ سرداران لشکر

۱۷۱۱ میں نے یہ نام تاریخ کامل سے نقل کیا ہے کتاب میں جگہ خالی ہے مترجم

اس کے اشارہ پر کام کرتے تھے۔ جس وقت ملک میں ترکان غز کا فتنہ رونما ہوا، امرام و طران سلطنت سلجوقیہ بلاد خراسان میں منتشر ہو گئے اور حکمرانان سلجوقیہ کمزور پڑے اور ترکوں کی مدافعت نہ کر سکے۔ اس وقت موید نے بڑھ کر عمان انتظام اپنے ہاتھ میں لی۔ سپہ سالاران سلجوقیہ کا ایک گروہ موید سے آلا۔ فوجیں اکٹھی ہو گئیں، نیشاپور، طوس، النسا، ابیورد، شہرستان اور دامغان پر قبضہ کر لیا اور لیڑے ترکان غز کو ان شہروں سے مار بھگایا، چونکہ موید نہایت خوش خلق، عادل اور نرم دل تھا۔ اس وجہ سے رعایا نے اس کی اطاعت قبول کی، بہت سے ہوا خواہ پیدا ہو گئے، جم غفیر اکٹھا ہو گیا۔ اس سے موید کی شان و شوکت بڑھ گئی، رعب داب کا سکہ چلنے لگا، خان محمود نے موید کو اپنی اطاعت کا پیام دیا، مذکورہ بالا مقامات کو حوالہ کر کے کام طلبہ کیا اور دربار شاہی میں حاضری کا حکم دیا، فریقین میں کاغذی گھوڑے دوڑنے لگے آخر کار سالانہ خراج دینے پر مصالحت ہوئی۔ موید نے زرخراج کی ادائیگی کی ضمانت دی، خان محمود پیش قدمی سے رُک گیا اور موید ان شہروں پر بدستور قابض رہا۔

ایتاخ کا رہے پر قبضہ | ایتاخ بھی سلطان سنجر کا ایک خادم تھا جس وقت ترکان غز کی غارت گری کا دور شروع ہوا، ایتاخ خراسان سے رے چلا گیا اور رے پر قابض ہو گیا، رے سلطان سنجر کے مالک محروسہ میں سے تھا، ایتاخ نے سلطان محمد شاہ بن محمود دلی بہدان و اصفہان وغیرہ کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ نذرانے و تحایف پیش کئے، چنانچہ سلطان محمد شاہ نے ایتاخ کو حکومت رے پر بحال رکھا۔ سلطان محمد شاہ کی وفات کے بعد ایتاخ نے اپنے ہاتھ پاؤں نکالے رے کے سرحدی شہروں پر قبضہ کر لیا، اس سے ایتاخ کی شان و شوکت بڑھ گئی، فوج کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی، جب سلیمان شاہ نے بہدان و فیہ کی عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی تو ایتاخ نے دربار شاہی میں حاضر ہو کر اطاعت و فرمانبرداری قبول کی۔ جس سے اس کی قوت میں روز افزوں ترقی ہو گئی، رے اور اس کے قریب دجوار پر اس کی خود مختار حکومت باقی رہ گئی۔ سلیمان شاہ جس زمانہ میں خراسان کا گورنر تھا، اس زمانہ سے ایتاخ سے ملاؤں و ملاوٹ تھا۔

سلیمان شاہ بن سلطان محمد بن ملک شاہ اپنے چچا سلطان
سلطان سلیمان شاہ بن سلطان محمد | سنجر کے پاس رہتا تھا۔ سلطان سنجر نے اسے اپنا ولی عہد

مقرر کیا تھا۔ خراسان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا، جس وقت ترکوں کا طوفان فتنہ و فساد
برپا ہوا اور سلطان سنجر گرفتار کر لیا گیا، اراکین دولت اور امرا خراسان نے سلیمان شاہ کو تخت حکومت
پر نشین کیا، سلیمان شاہ ترکوں کا مقابلہ نہ کر سکا۔ خوارزم کے پاس چلا گیا، خوارزم شاہ نے اپنی
بھینچی (اتیس کی لڑکی) سے سلیمان شاہ کا عقد کر دیا، لگائے بجھانے والوں نے لگا بجھا دیا۔
خوارزم شاہ کو سلیمان شاہ کی طرف سے بدظنی پیدا ہوئی، اپنے ملک سے نکال دیا، مصیبت زدہ
سلیمان شاہ اصفہان پہنچا، اصفہان کے افسران علی پولیس نے اصفہان میں داخل نہ ہونے دیا،
قاشان کا راستہ لیا۔ سلطان محمد شاہ بن سلطان محمود کو اس کی اطلاع ہوئی۔ قاشان میں فوج
بھیج دی جس نے سلیمان شاہ کو شہر میں جانے سے روک دیا، بحال پریشاں خورستان کی طرف
روانہ ہوا۔ ملک شاہ نے خورستان کی مالکہ ہندی کرنی، سلیمان شاہ بخف چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہوا۔

سلیمان شاہ کی بغداد میں آمد | سلیمان شاہ نے بخف میں قیام کرنے کے بعد خلیفہ متقی عباسی
کی خدمت میں عریضہ بھیجا اپنے حالات لکھے اور بغداد آئے۔

کی اجازت طلب کی خلافت آب نے کہلا بھیجا کہ تم اپنی بیوی کو بطور ضمانت بغداد بھیج دو
تو میں تم کو بغداد آنے کی اجازت دوں۔ چنانچہ سلیمان شاہ نے اپنی بیوی کو چند لونڈیوں اور
خادموں کے ساتھ بغداد بھیج دیا۔ خلافت آب نے بیگم سلیمان شاہ کو عزت و احترام سے ٹھہرایا
اور سلیمان شاہ کو بغداد داخل ہونے کی اجازت دی۔ وزیر السلطنت ابن بہیر قاضی القضاۃ
بغداد اور نقباء نے سلیمان شاہ کا استقبال کیا، خلیفہ متقی عباسی نے خلعت عنایت کیا سلیمان
شاہ نے باطمینان بغداد میں قیام اختیار کیا، یہاں تک کہ ۵۸۰ھ کا دور آیا۔ سلیمان شاہ کو سالخو
کے دربار میں حاضری کا حکم دیا گیا، قاضی القضاۃ رؤساء خاندان خلافت اور اراکین دولت کے
سامنے سلیمان شاہ نے خلیفہ متقی عباسی کی اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی، کسی حالت میں

عراق سے تعرض نہ کرنے کا اقرار کیا، خلیفہ متقی عباسی نے اس بنا پر بغداد میں سلیمان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھ جانے کی اجازت دی، اس کے باپ کے تمام خطابات عطا کئے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا، تین ہزار فوج عنایت کی، امیر دوران امیر حاجب والی حلب کو سلیمان شاہ کا مصاحب مقرر کیا۔

سلیمان شاہ کی سلطان محمد پر فوج کشی | ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں سلیمان شاہ اس شان و شوکت سے بلا جبل کی طرف روانہ ہوا اور خلیفہ متقی عباسی نے حلوان کی جانب کوچ کیا خلیفہ متقی نے ملک شہاد بن سلطان محمود کو طبری کا فرمان بھیجا، ملک شہاد دو ہزار سواروں کی جمعیت سے حاضر ہوا۔ خلیفہ متقی نے حکم دیا کہ تم سلیمان شاہ کے معاون و مددگار ہو میں تمہیں سلیمان شاہ کے بعد تاج و تخت کا وارث مقرر کرتا ہوں، چچا اور بھتیجے۔ ایک دوسرے کی امداد و اعانت کی قسم کھائی خلیفہ متقی عباسی نے مال خذر اور آلات حرث ابھیں عنایت فرمائے، ایلدکزد والی گنجر وارانہ بھی ان لوگوں سے آلا سب کے سب متفق ہو کر سلطان محمد سے جنگ کرنے کو نکلے۔

سلیمان شاہ کی شکست و گرفتاری | سلطان محمد کو اس کی اطلاع ہوئی، قطب الدین مودود بن زنگی والی موصل اور اس کے نائب

زین الدین علی کوچک کو یہ واقعات لکھ بھیجے، اتفاق اور امداد کی درخواست کی، قطب الدین مودود اور زین الدین علی نے سلیمان شاہ کے مقابلے میں ہمدردی و اطاعت کا بیڑا اٹھایا، سلطان محمد کو اس سے بے حد تقویت ہوئی، لشکر آراستہ کر کے اپنے چچا سلیمان شاہ کے مقابلہ کے لئے کوچ کیا، ماہ جمادی الاول میں جنگ شروع ہوئی، دونوں فریق جی توڑ کر لڑے، سلیمان شاہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی، سلطان محمد کامیاب ہوا، سلیمان شاہ گرتا پڑتا شہر زور کے راستے بغداد روانہ ہوا، شہر زور پر والی موصل کا قبضہ تھا زین الدین علی کی طرف سے امیر لوزان اس شہر کا حاکم تھا، زین الدین علی اور امیر لوزان نے سلیمان شاہ کو گرفتار کر لیا، و بجز است تمام

موصولے جا کر قید کر دیا، سلطان محمد کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور آئندہ بھی ہر کام میں ہمدردی و اعانت کا وعدہ کیا۔ سلطان محمد نے اس سے مسرت ظاہر کی اور شکر گزار ہوا۔

سلطان سنجر کا فرار | سلطان سنجر کی گرفتاری اراکین دولت سلجوقیہ کا انتشار پھر ان کے نیشاپور میں جمع ہونے اور خان محمود بن محمد کو حکمران بنانے کے حالات آپ اوپر پڑھ آئے ہیں قصہ مختصر اور پھر خان محمود نے ترکوں کی روک تھام کی اور آئندہ سنجر بن محمد بن اوشکان نے خوارزم میں ان کی مدافعت پر کمر باندھ ہی فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں، آخر کار ایک مریقی نے ملک خراسان کا کچھ نہ کچھ حصہ دبا لیا۔ اسی زمانہ میں اس کے سلطان سنجر کو موقع مل گیا ترکوں کی قید سے ماہ رمضان ۵۵۷ھ میں بھاگ نکلا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ امراء بھی بھاگ گئے جو اس کے ساتھ قید تھے۔ اگر تا پڑتا تو ترند پہنچا دیا۔ سچوں جو رکر کے مرد میں داخل ہوا جو اس کا دار الحکومت تھا۔ ۶ جمادی الاول ۵۵۷ھ سے ۱۰ رمضان ۵۵۷ھ تک قید رہا اس حساب سے تین برس چار مہینہ ہوئے۔

علی بگ سردار ترکان قازغلیہ نہایت سخت اور تند مزاج تھا جو سلطان سنجر کی حراست کر رہا تھا، اتفاق سے یہ مرگیا، ترکان قازغلیہ میں بھڑوٹ پڑ گئی۔ اس سے سلطان سنجر اور اس کے نظروں کو بھاگنے کا موقع مل گیا واللہ یفعل ما یشاء ویکلم ما یرید۔

سلطان محمد کا محاصرہ بغداد | سلطان محمد بن محمود نے اپنے چچا مسعود کے بعد اپنی تخت نشینی کے دستور سلاطین سلجوقیہ عراق و بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھتے جانے کی درخواست کی تھی، چونکہ خلافت آپ کو سلاطین سلجوقیہ کی بد اقتبالی اور حکومت کے خاتمہ کا خطرہ ہو گیا تھا۔ درخواست کو منظور نہ فرمایا۔ سلطان محمد کو اس سے برہمی پیدا ہوئی، ہمدان سے فوجیں لے کر عراق کے ارادے سے روانہ ہوا، قطب الدین والی موصل اور اس کے نائب زین الدین نے محاصرہ بغداد میں امداد کا وعدہ کیا۔ چنانچہ سلطان محمد ماہ ذی الحجہ ۵۵۸ھ میں بغداد پہنچا، خلیفہ متقی عباسی نے بھی لشکر فراہم کرنے کا

حکم صادر فرمایا، خطلو برس لشکر واسطے کر بیچ گیا، مہلہل اس سے علیحدہ ہو کر حلقہ چلا گیا اور قبضہ کر لیا خلیفہ متقی عباسی اور عون الدین ابن ہبیرہ نے قلعہ بندی شروع کی، پہل توڑ ڈالا کشتیاں بٹا دیں، اور ۲۲ محرم ۵۵۵ھ میں یہ منادی کرائی کہ کوئی شخص غزنی بغداد میں نہیں اس حکم کے مطابق باشندگان غزنی بغداد اپنا مال و اسباب حرم خلافت میں ٹھالائے اور غزنی بغداد کو خالی کر دیا۔

خلیفہ متقی عباسی نے مصلحت جنگ کے لحاظ سے خرسہ کے بالائی سلطان محمد کی مراجعت یہدان

تھا اسے چیل میدان بنا دیا، مغنیقین نصب کرائیں فوج کو محاصرہ کا حکم دیا، خلیفہ متقی بھی اپنی فوج اور باشندگان بغداد کو مسلح کر کے مقابلہ پر آیا، اتنے میں زین الدین کو چک لشکر لے کر موصل سے سلطان محمد کے پاس آ گیا۔ لڑائی شروع ہو گئی، محاصرہ میں سختی ہوئی۔ بغداد میں غلے کی آمد و رفت بند ہو گئی، کرائی بڑھ گئی، زین الدین کو چک اور اس کا لشکر جنگ میں خلیفہ کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوتاہی کر رہا تھا، بعض مورخ لکھتے ہیں کہ سلطان نوزدین محمود زنگی نے اپنے بھائی قطب الدین دلائی موصل کو خلیفہ کے مقابلہ میں جنگ کی ممانعت کی، اس وجہ زین الدین کو چک جو قطب الدین کا نائب تھا جنگ میں پیش قدمی نہیں کرتا تھا، غرض اسی اثنا میں سلطان محمد تک یہ خبر پہنچی کہ اس کا بھائی ملک شاہ، ایلدک زوائی اران اور ارسلان بن ملک طغرل بن محمد یہدان کے قصد سے روانہ ہو گئے، سننے ہی ہوش دھواں جاتے رہے۔ بغداد کا محاصرہ اٹھا کر نہایت تیزی سے ۲۷ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں یہدان کی طرف کوچ کیا اور زین الدین کو چک موصل واپس آیا۔

ملک شاہ اور امیر سقمس کی جنگ | ملک شاہ ایلدک زوائی اور ملک ارسلان نے یہدان کا محاصرہ کر لیا تھا، زیادہ دن گزرے پائے تھے کہ سلطان محمد کی آمد کی خبر مشہور ہوئی، محاصرہ اٹھا کر راستہ

ایتاخ افسر لوہیس رے نے مدافعت کی، لیکن کامیاب نہ ہوا، محاصرین نے ایتاخ کو شکست فاش دی اور رے کا پلوے ط سے محاصرہ کر لیا، سلطان محمد نے امیر سقمس بن تماز کو ایک بڑی فوج کے ساتھ ایتاخ کی کمک پر روانہ کیا، لیکن امیر سقمس رے اس وقت پہنچا جب کہ ملک شاہ اور اس کے ہمراہی سردار رے سے محاصرہ اٹھا کر بغداد جا رہے تھے، امیر سقمس سے اثناء راہ میں ٹڈ بھڑ ہو گئی۔ ملک شاہ نے امیر سقمس کو

شکست دی۔ اس کے لشکر کو لوٹ لیا، سلطان محمد کو اس کی خبر لگی، فوراً بغداد کی طرف روانہ ہو گیا، حلوان پہنچا تو یہ خبر سننے میں آئی کہ ایلدکوز دینور چلا گیا اتنے میں ایسا بج افسر لوہیں سے کا پیام بر پہنچا، عرض کیا کہ ہمدان پر سلطنت پناہ کا قبضہ ہو گیا ہے اور سلطان کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، شملہ والی خراسان اپنے دارالحکومت بھاگ گیا، ایلدکوز اور ملک شاہ کی فوج بتر تبر ہو گئی۔ اور یہ دونوں اپنے اپنے شہر واپس چلے گئے۔ سلطان محمد نے بغداد کا جانا ملتوی کیا، اران کی تسخیر کے ارادے سے بہلان کی جانب واپس ہوا۔ اران ایلدکوز کا مقبوضہ علاقہ تھا۔

اس کے بعد سلطان سنجر حکمران خراسان نے ماہ ربیع الاول ۵۵۵ھ وفات سلطان سنجر

میں سفر آخرت اختیار کیا، اپنے بھائی بہر کیا روق کے زمانہ سے خراسان کا حکمران ہوا، اس کے بھائی سلطان محمد نے اسے ولیعهد مقرر کیا، سلطان محمد کے مرنے کے بعد تخت سلطنت پر رونق افزہ ہوا، تمام سلاطین نے اس کی اطاعت کو ذریعہ عزت سمجھا، مالک اسلامیہ کے منبروں پر اس کے نام کا خطبہ چالیس سال تک سلطان کے لقب سے پڑھا گیا۔ اس کے پہلے بیس برس تک خطبوں میں ملک کے خطاب سے یاد کیا جاتا رہا۔ تین سال چار ماہ ترکوں کی قید میں رہا۔ قید سے خلاصی کے بعد وفات پائی، بغداد اور عراق سے اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا گیا، جاں کنی کے وقت حکومت خراسان پر اپنے ہم شیر زادہ محمد بن محمد بن بقرا خاں کو تاج و تخت کا مالک ادا ہونا جائز نہیں مقرر کیا۔ چنانچہ محمود نے جرجان میں سکونت اختیار کی، ترکوں نے مرو اور خراسان کو دبا لیا اور موید، میضا پور اور خراسان کے اس حصہ پر جو نیشاپور سے متصل تھا قابض ہو گیا، اسی صورت سے ۵۵۵ھ تک حکومت کا سلسلہ قائم رہا۔ اس کے بعد

نے سلطان سنجر بن ملک شاہ بن السپاہ سلطان کا بجا ضرر قریب انتقال ہوا۔ ماہ رجب ۵۵۵ھ میں بمقام سہار (دیوار حمزہ) میں پیدا ہوا، خراسان میں سکونت اختیار کی، مرو کو دار السلطنت بنایا، سخی ارقیٹ (اقلب نامی) اور عیب داب والا تھا، اس کے زمانہ حکومت میں بڑھتی نہیں ہوئی، ایک قریب مدفون ہوا جسے اس نے اسی غرض کے لئے بنوایا تھا اور دارالافتاء نام رکھا تھا، تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ ص ۴۸۴ مطبوعہ لیدن۔

درا بھی نہ سنا، اُسی بے ڈھنگی نثار پر قائم رہا۔ سلطان محمود اور مویہ ماہ صفر ۷۵۵ھ میں سرکردگی کے لئے روانہ ہوئے، ایتاخ یہ خبر پا کر بھاگ گیا، سلطان محمود ایتاخ نے تعاقب کیا، رستم شاہ مازندراں نے سلطان محمود اور مویہ کی خدمت میں نیاز مندی کا عہدہ بھیجا، نذرانے اور تحائف پیش کئے، سلطان محمود اور مویہ نے اسے قبول کیا۔ ایتاخ نے یہ رنگ دیکھ کر اٹھا۔ اطاعت کی غرض سے اپنے لڑکے کو بطور ضمانت سلطان محمود کی خدمت میں بھیج دیا۔ سلطان محمود کا غصہ فرو ہو گیا، پھر پیش قدمی دیکر مویہ کے ساتھ واپس آیا۔ ایتاخ جرجان، دہستان اور اس کے صوبہ پر قابض ہو گیا۔

جنگ مویہ و سنقر عزیزی | سنقر عزیزی، سلطان سنجر کے اراکین دولت میں سے تھا۔ اس کا دل بھی مویہ سے صاف نہ تھا۔ جس وقت مویہ جنگ ایتاخ میں مشغول و غریب

ہوا تو سنقر عزیزی سلطان محمود بن محمد کے لشکر سے علیحدہ ہو کر ہرات چلا گیا اور قبضہ کر لیا۔ ہرات میں ترکوں کا ایک گروہ رہتا تھا۔ اس نے سنقر کو حسین بادشاہ غوری سے مل جانے اور اس کے علم حکومت کے زیر اثر حکومت کرنے کی رائے دی چونکہ سلطان محمود کی حکومت کمزور پڑ رہی تھی اور کورنران صوبہ جات ملک کو دباتے جاتے تھے، سنقر کے دماغ میں یہ بات نہ آئی، خود مختار حکومت کا خیال پیدا ہوا۔ مویہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو جیس آراستہ کر کے ہرات پر لیغا کر لیا۔ پہنچے ہی محاصرہ کیا۔ سنقر کے ہمراہی ترک مویہ سے مل گئے، اطاعت قبول کر لی اور سنقر کو دھوکے سے مار ڈالا۔ سلطان محمود کا ہرات پر قبضہ ہو گیا۔ سنقر کے لشکر کا باقی ماندہ حصہ ایتاخ کے پاس چلا گیا تو اس اور اس کے نواسہ میں غارت گری کا بازار پھر گرم ہو گیا، ویرانی، تباہی اور بربادی کی کوئی حد نہ رہی واللہ اعلم مویہ اور ترکوں کی جنگ | اختیار کیا خراسان کی غارت گری اور قتل سے دست کش ہو گئے اور

تمام گروہ نے سلطان محمود بن خان محمد کے حکومت کی اطاعت قبول کر لی، مویہ اس کی دیوبند حکومت کا مدیر اور قاید تھا۔ شعبان ۵۵۳ھ میں ترکوں کے ہاتھ میں پھر کھلی پیدا ہوئی، بلخ سے مرو کی طرف غارت گری کے سلسلے، سلطان محمود اس وقت سرخس میں تھا۔ مویہ تھوڑی سی فوج

لے کر ترکوں کی روک تھام کے لئے رواد ہوا ایک مقام پر مقابلہ ہو گیا، جس میں موید کو کامیابی ہوئی، تعاقب کرتا ہوا مرو پہنچا ترکوں کا ایک بڑا گروہ کام آگیا، بہت سا مال و اسباب موید کے ہاتھ لگا، منظر و منصوبہ سرخس واپس آیا۔

ترکوں کی سرخس میں رت گری | اس کے بعد موید اور سلطان محمود نے ترکوں کی گوشمالی پر کرماندجی، فوجیں مرتب کر کے سرخس سے نکلے۔ ہر شوال سنہ مذکور میں ترکوں سے مقابلہ ہوا، تین بار لڑائی ہوئی ہر مرتبہ ترکوں کو شکست ہوئی چوتھی لڑائی میں ترکوں کا لشکر کامیاب ہوا، سلطان محمود کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی ایک بڑا گروہ کام آگیا، ترک مرو میں داخل ہوئے۔ اہل مرو کے ساتھ نرمی سے پیش آئے، علماء اور ائمہ وقت کی تعظیم و تکریم کی، اس کے بعد سرخس اور طوس کی طرف بڑھے، لوٹ اور غارت گری کا بازار گرم کیا دیہات قصبات اور شہر ویران ہو گئے اس واقعہ میں سرخس کے مقتولوں کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی تھی، غارت گری اور قتل سے فارس ہو کر مرو واپس آئے۔

جلال الدین عمر بن سلطان محمود | سلطان محمود بن محمد شکست کے بعد جرجان چلا گیا تھا مقابلہ کی قوت نہ تھی ترکوں کے آخری نتیجہ کا انتظار کر رہا تھا۔ ۵۵۷ھ میں ترکوں نے سلطان محمود کو بادشاہ بنانے کی غرض سے طلبی کی عرض داشت بھیجی سلطان محمود نے جان کے خوف سے بہانہ کر دیا۔ تب ترکوں نے اس کے بیٹے جلال الدین عمر کو بادشاہت کے لئے بلایا۔ سلطان محمود نے ترکوں سے عہد و اقرار اور حلف لے کر جلال الدین عمر کو بھیج دیا۔ ترکوں نے بڑی آؤ بھگت کی، عزت و احترام سے اپنا بادشاہ بنایا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الآخر ۵۵۷ھ کا تھا۔ جلال الدین عمر کی روانگی کے بعد سلطان محمود جرجان سے خراسان روانہ ہوا۔ تمام امراء و سبزیہ رکاب میں تھے۔ لیکن موید نہیں گیا۔

کو پھونچا اور ابیود پہنچا۔ امیر عمر بن حمزہ نسوی کو مٹا کر حکومت پر متعین کیا، امیر عمر نے جیسا کہ سلطان محمود چاہتا تھا مٹا، کی حفاظت و حمایت کی۔ لوٹ مار کا خاتمہ کیا۔ سلطان محمود انس

کے باہر قیام پزیر ہوا۔

چونکہ اہل طوس نے ترکوں کی اطاعت قبول نہیں کی تھی اس وجہ سے ترکوں طوس کی تباہی نے آخر ماہ جمادی الآخر سنہ مذکور میں نیشاپور سے طوس کا قصد کیا، اہل طوس نے اپنی قوت و طاقت کے مطابق مقابلہ کیا مگر کامیاب نہ ہو سکے، ترکوں نے طوس میں داخل ہو کر قتل و غارت گری کا کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ اسے تاراج کر کے نیشاپور واپس آئے اور جلال الدین عمر بن سلطان محمود کے ساتھ بہت کی طرف روانہ ہوئے۔ ہمارے جمادی الآخر سنہ مذکور میں سبزوار کا محاصرہ کیا، نقیب عماد الدین محمد بن یحییٰ علوی حسینی نے مدافعت پر مکرر باندھی، اہل سبزوار نے عماد الدین محمد کے اشارہ و حکم پر کام کیا نہایت جدوجہد و مستعدی سے ترکوں کا مقابلہ کرتے رہے، آخر کار ترک ناکام ہو کر ۲۷ جمادی الآخر سنہ مذکور میں لٹار اور ایہور کی جانب سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے واپس ہوئے۔

موید کا محاصرہ نیشاپور | آپ کو یاد ہو گا کہ جرجان سے جس وقت سلطان محمود خراسان روانہ ہوئے، مقابلہ ہو گیا۔ موید سرسبز پازوں رکھ کر بھاگا۔ ایک ترکی سپاہی نے گرفتار کر لیا، موید دھوکا دے کر اس کے قبضہ سے نکل بھاگا۔ مگر تاراج نیشاپور پہنچا۔ پھر سلطان محمود ترکوں کے ساتھ ماہ شعبان سنہ مذکور میں نیشاپور پہنچا تو موید نیشاپور چھوڑ کر چلا گیا ترکوں نے نیشاپور میں داخل ہو کر اہل نیشاپور کے ساتھ اچھے سلوک کے ساتھ قیام کر کے مرض اور موکی طرف کوچ کیا، موید اپنا لشکر لئے ہوئے پھر نیشاپور آ پہنچا۔ اہل نیشاپور مدافعت پر آمادہ ہوئے، موید نے محاصرہ کیا اور ہندو تیغ لڑ کر اسے فتح کیا۔ شہر لوٹ لیا۔ بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ غرض جو کچھ بھی ظلم و ستم کر سکا کر کے ماہ شوال ۵۵۵ھ میں بہت لوٹ آیا۔

ملک شاہ کی غارت گری | جس وقت سلطان محمد بن سلطان محمود محاصرہ بغداد سے واپس ہوا خلیفہ

عباسی نے اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔ سلطان محمد بہمان پہنچ کر بیمار ہو گیا اور اس کا بھائی ملک شاہ قہم اور قاشان کی طرف بڑھا اور انھیں ہزیمت بھرے طور سے لوٹا۔ قہم اور قاشان والوں سے تباہ و برباد کیا، غارت گری، مارتھاڑ کا ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ سلطان محمد نے ملک شاہ کو ان بے جا افعال اور ظالمانہ حرکات سے باز آنے کے لئے لکھا۔ لیکن ملک شاہ نے کوئی توجہ نہ دی، قتل و غارت کرتا ہوا صفہاں پہنچا۔ ابن خجندی اور روستا شہر کے پاس اپنی اطاعت اور فرماں برداری کا پیام بھیجا۔ خجندی اور روستا شہر نے معذرت کی، جواب دیا۔ ہماری گردنوں میں آپ کے بھائی سلطان محمد کی اطاعت کا طوق پڑا ہوا ہے۔ ہم اس عہد و اقرار اور قسم کو نہیں ٹوٹ سکتے جو آپ کے بھائی سے کر چکے ہیں۔ ملک شاہ یہ سن کر براہم ہوا، غارت گری اور قتل شروع کر دیا۔ سلطان محمد کو اس کی اطلاع ہوئی۔ بہمان سے ملک شاہ کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا۔ اس کے مقدمۃ الجیش دہراول کا سردار کر جان خادم تھا۔ ملک شاہ کی فوج سلطان محمد کی آمد کی خبر پا کر منتشر ہو گئی، ملک شاہ بغداد کی جانب روانہ ہوا، مقام قوس ریا فرسیمین میں موبدان اور منقر بہمانی مل گئے، ان دونوں نے غریب بغداد سے خوزستان جانے کی رستہ دی۔

چنانچہ ملک شاہ نے واسط کا قصد کیا۔ شرقی بغداد میں اتر پڑا۔

ملک شاہ کا خوزستان پر قبضہ | اس کے ہمراہیوں نے قرب وجوار کے دیہات کو تاراج کیا، عوام الناس کو بے بسی پیدا ہوئی، انھوں نے دریا کے بند توڑ دیئے جس سے بہت سے آدمی ڈوب گئے، ملک شاہ کو بچ و قیام کرتا خوزستان پہنچا، شملہ نے عبور سے روکا، ملک شاہ نے کہلا بھیجا۔ میرا ارادہ اپنے بھائی سلطان محمد کی خدمت میں حاضری کا ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی ارادہ نہیں۔ لیکن شملہ نے اس مراسلہ پر بھی توجہ نہ کی، مقابلے پر آمادہ رہا۔ ملک شاہ نے اُن کروڑوں میں قیام کیا جو وہاں مقیم اور سکونت پذیر تھے ملک شاہ نے ان لوگوں کی پیٹھ ٹھونکی، رفتہ رفتہ کروڑوں کا ایک گروہ جمع ہو گیا جو پہاڑوں اور جنگلوں میں رہتے تھے۔ ملک شاہ نے انھیں مسلح کر کے شملہ پر حملہ کیا، منقر بہمانی اور موبدان وغیرہ امرار لشکر بھرا تھے۔ اس واقعہ میں شملہ کو شکست ہوئی۔ اس کے

ہمراہیوں کا اکثر حصہ کام آگیا ملک شاہ نے خوزستان پر قبضہ کر کے فارس کی طرف قدم بڑھایا اور ہوا لموید بنصرہ من نیشا۔

سلطان محمد کی وفات سلطان محمد بن محمود بن ملک شاہ نے آخر ۵۵۵ھ میں وفات پائی۔ سلطان محمد وہی ہے جس نے بغداد کا محاصرہ کیا تھا، خلیفہ مقتدی عباسی کو اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا پیام دیا تھا اور خلیفہ مقتدی عباسی نے اسے منظور نہیں کیا تھا۔ محاصرہ بغداد سے واپس آ رہا تھا۔ اثنائے راہ میں بیمار ہوا ساڑھے سات سال حکومت کر کے سنہ مذکور میں سفر آخرت اختیار کیا۔

سلیمان شاہ مرنے کے وقت سلطان محمد نے اپنے لڑکے کو جو نہایت کم سن تھا سنقر احمد کو سپرد کیا اور کہا "اس بچے کو میں تمھارے سپرد کرتا ہوں اسے تم اپنے مقبوضہ شہرے جاؤ

اس کی پرورش و پرداخت کرو، مجھے امید نہیں ہے کہ میری نوج اس بچے کی اطاعت کرے گی" اس وقت کی بنا پر سنقر احمد بنی سلطان محمد کے لڑکے کو مراغہ لے گیا۔ لشکر شاہی کے اکثر حصہ نے سلیمان شاہ

سے سلطان محمد کی ولادت بلکہ رجب الآخر ۵۵۵ھ میں ہوئی اس حساب سے بتیں سال کی عمر پائی۔ عارضہ سہل میں انتقال ہوا جب موت کا وقت قریب آیا تو لشکر کو حاضری کا حکم دیا۔ جواہرات اور قیمتی قیمتی اسباب چنے گئے

شاہی خدام پیش ہوئے۔ طیارہ میں بٹھکران سب کو دیکھا، سوچا، کہنے لگا۔ "یہ فوجیں، یہ خدام، یہ مال و زر، یہ جواہرات اور قیمتی قیمتی اسباب میری تکلیف کو ذرہ برابر کم نہیں کر سکتے اور نہ میری موت کے مقررہ وقت کو ایک

لحظہ ٹال سکتے ہیں" عاقل، کریم اور رعب و اب والا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ لیدن۔

اس سلطان محمد کے مرنے کے بعد راکین دولت سلجوقیہ میں اختلاف پڑ گیا۔ ایک گروہ نے ملک شاہ براء سلطان محمد حرم کو تخت نشین کرنا چاہا۔ دوسرا گروہ سلیمان شاہ (سلطان محمد حرم کا چچا تھا) کے ساتھ ہو گیا ان امر کی

تعداد زیادہ تھی۔ تیسرا گروہ ارسلان شاہ کا ہوا خواہ ہو گیا جو ایلدک کے ساتھ تھا ملک شاہ بہ دعوائے

سلطنت خوزستان سے روانہ ہوا، اوکلا والی فارس اور شلمہ ترکمانی ہمراہ تھے، اصفہان پہنچا۔ ابن خجندی دلی

اصفہان نے اطاعت قبول کی، زکیر بن بطور نذر پیش کیا، عساکر شاہی مقیم ہران کو اپنی اطاعت کا پیام بھیجا، دہائی سنہ ۵۵۵ھ

مروم سلطان محمد کا چچا کو تخت حکومت پر بٹھایا اور اس کے ماتحت پر حکومت و سلطنت کی بیعت کی۔

زمین الدین مودود کی بیعت | سلطان محمد کی وفات کے بعد اکابر امر ہمدان نے اس کا ایک زمین الدین مودود اور وزیر مودود کے پاس سلیمان شاہ کی طلبی کا

پیام بھیجا۔ سب نے تخت نشین کرنے کی عرض سے اس پر اتفاق کیا، تمہیں کھائیں چنانچہ شاہی ثمان و شوکت سے سلیمان شاہ روانہ کیا گیا۔ زمین الدین علی کو چاکر کا ب میں تھا۔ بلاد جبل کے قریب پہنچا، شاہی فوج سے تپاک سے استقبال کیا، ہر مذرا ایک نہ ایک امیر باریاب ہونے کے لئے حاضر ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ بہت بڑی جمعیت ہو گئی، زمین الدین کو جان کا خطرہ پیدا ہوا موصل واپس آیا۔ اور سلیمان شاہ خدم و حشم کے ساتھ ہمدان میں داخل ہوا۔ اہل ہمدان نے گرم خوشی سے خیر مقدم کیا۔ حکومت و سلطنت کی بیعت کی۔

وفات خلیفہ متقی و خلافت مستجد | خلیفہ متقی لامر اللہ عباسی نے ماہ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں چوٹیں سال خلافت کر کے سفر آخرت اختیار کیا۔ اس خلیفہ نے خود

اختیاری کی قوت حاصل کر لی تھی، جس وقت سلطان مسعود سلجوقی کے بعد خاندان سلجوقیہ میں نفاق اور اختلاف پیدا ہوا اس وقت خلیفہ متقی عباسی، سلاطین سلجوقیہ کے اثر سے علیحدہ ہو گیا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا یوسف مستجد باللہ عباسی تخت خلافت پر رونق افروز ہوا، خود مختار حکومت میں اپنے باپ کے قدم بہ قدم چلا، بلاد ماہلی پر قبضہ کیا، الحف کو لے لیا اور اپنی طرف سے اس پر حاکم مقرر کیا جیسا کہ اس کے باپ کے زمانہ میں تھا۔ ان واقعات کو ہم ان دلائل کے حالات میں لکھ آتے ہیں۔

موید کا سرخس پر قبضہ | آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ جب ترکان غزنویان کو غلبہ حاصل ہو گیا تو ان لوگوں نے خان محمود کو بادشاہ بنانے کے لئے بلا بھیجا، خان محمود

تو جان کے خوف سے نہ گیا۔ لیکن اپنے بیٹے جلال الدین عمر کو ترکوں کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ ترکوں (یعنی حاشیہ ۲۴۷) سرداران لشکر چونکہ سلیمان شاہ کے ہوا خواہ تھے اس لئے انہوں نے انکار کر دیا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ لندن۔

نے جلال الدین عمر کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ اس کے بعد محمود جرجان سے لٹا روانہ ہوا اور ترکوں کا لشکر بھی آ کر مل گیا، موید مقابلہ نہ کر سکا، شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ محمود اور ترکی لشکر نسائیں داخل ہوا۔ کچھ عرصہ قیام کر کے محمود سرخس واپس گیا۔ موید پھر آ پہنچا، محاصرہ کر لیا، ترکی لشکر کو بزدور تیغ نکال کر قبضہ کر لیا، اور شہر کو ویران اور تباہ کیا۔ یہ واقعہ ماہ شوال ۵۵۵ھ کا ہے۔ پھر جب محمود سرخس سے واپس ہوا تو موید نے سرخس کا قصد کیا۔ محاصرہ کیا۔ اہل سرخس سے تیغ و سپر ہوا اور لڑکر اسے فتح کیا۔ سرخس کو سرکر کے بیہق کی طرف گیا۔ ۵۵۵ھ میں پھر سرخس کی جانب واپس ہوا، شہر بنیاد کو درست اور تعمیر کرایا اہل سرخس کے ساتھ اچھے سلوک کئے۔

قلعہ اثقیل کی تسخیر | قلعہ مختصر مویان شہروں پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد ان کے قریب وجار کے مفسدوں اور لٹیروں کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا۔ چنانچہ قلعہ اثقیل کو فتح کیا، فرقہ زیدیہ کے سرکشوں کی سرکوبی کی، ان کے قلعہ کو سمار و منہدم کر کے قلعہ خسرو جرد پر دھاوا کیا۔ قلعہ خسرو جرد، بیہق کے صوبہ میں تھا اس قلعہ کو کیخسرو بادشاہ فارس نے ہزار جنگ افروسیاب تعمیر کرایا تھا نہایت محکم اور مضبوط تھا۔ اہل قلعہ مقابلہ پر آئے۔ لیکن پسپا ہوئے اور موید نے اس پر قبضہ کر لیا، ایک دستہ فوج اس کی حفاظت پر مامور کر کے بتاریخ ۲۵ رجمادی الاول سنہ مذکور نیشاپور لوٹ آیا۔

خرہندہ کا قتل | چند روز بعد شہر کندہ متعلقات طرس ریاض بنیث (پرجڑھانی کی)۔ اس شہر پر ایک شخص خربندہ نامی قابض تھا۔ رہزنی، قتل اور غارت اس کا کام تھا۔ دن و رات قافلہ لوٹ لیتا، قریب وجار کے شہروں کو تاراج کرتا اور جو مقابل یا حرام ہوتا اسے مار ڈالتا تھا۔ غرض خراسان والے اس کی وجہ سے ایک بڑی مصیبت اور آفت میں مبتلا تھے موید نے نہایت مستعدی سے محاصرہ کیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار موید نے بزور تیغ قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ خربندہ اور اس کے ہمراہوں کو قتل کر کے اہل خراسان کو اس مصیبت سے بعوض تعالیٰ نجات دی۔ چونکہ اہل بیہق موید کی اطاعت سے پھر گئے تھے۔ اس وجہ سے ماہ رمضان سنہ مذکور

میں بہت ہی کا قصد کیا۔ اہل بہت ہی نے معذرت کی اور صلح ہو گئے۔

مؤید اور محمود کی مصالحت | ان واقعات کو سن کر متاثر ہوا مؤید کے پاس پیام صلح بھیجا،
نیشاپور اور طوس کی سند گورنری عطا کی اس وجہ سے خان محمود، ترکان غز اور مؤید کے درمیان مصالحت
ہو گئی، لڑائی اور جھگڑے کا خاتمہ ہو گیا۔

ترکانِ بزرگ | ترکوں کا بزرگ جرگہ خراسانی ترکوں کا ایک گروہ ہے اس کا سردار بقرخاں بن
داؤد تھا۔ خوارزم شاہ کی فوج نے ان پر حملہ کیا، تیغ و سپر ہوئے، ترک شکست
اٹھا کر بھاگے، ایک بڑا گروہ مارا گیا۔ بقرخاں گنتی کے چند ترکوں کے ساتھ جان بچا کر سلطان محمود
کی خدمت میں خراسان پہنچا، خوارزم شاہ کی شکایت کی، امداد کا خواست گار ہوا۔ سلطان محمود
کے ہمراہی ترکوں کو ایتاخ سے بظنی پیدا ہوئی کہ ہونہ ہوا ایتاخ ہی نے خوارزم شاہ کو ان ترکوں
کے مقابلہ اور جنگ پر ابھارا ہے۔ تیار ہو کر بقرخاں کے ساتھ لسا اور بیورو روانہ ہوئے ایتاخ
پر حملہ کا تہیہ کیا۔ ایتاخ میں ان کے مقابلہ کی قوت نہ تھی۔ شاہ مازندران سے امداد
کی درخواست کی۔ شاہ مازندران دلیم، کرو اور ترکمانوں کا لشکر لے کر ترکان غز اور بزرگ کے مقابلے
پر آیا، قلاع دہستان میں گھسان کی لڑائی ہوئی شاہ مازندران نے انھیں پانچ مرتبہ شکست دی۔
شاہ مازندران اور ترکوں کی جنگ | ایتاخ شاہ مازندران کے میمنہ میں تھا، ترکان غز اور بزرگ
نے اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر بے جگر سی سے شاہ مازندران
کے طلب لشکر پر حملہ کیا اس حملہ میں شاہ مازندران کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی
ترکان غز اور بزرگ نے شکست خوردہ فوج کو نہایت بُری طرح پامال

کیا۔ شاہ مازندران نے ساریہ جاکردم لیا۔ ایتاخ خوارزم چلا گیا۔ ترکان غز اور ہزریہ نے دہستان میں گھس کر لوٹ مار قتل غارت گری شروع کر دی، اہل جرجان کے ساتھ بھی اسی ظلم و جور سے پیش آئے۔ اسے بھی دیران کر دیا۔ اہل جرجان دہستان اپنی عزت و جان بچا کر دوسرے مقامات اور شہروں میں چلے گئے۔ یہ واقعات ۵۵۷ھ کے ہیں۔

ایتاخ کی قبر آلمین پر فوج کشی | اس واقعہ کے بعد ایتاخ کو جب درسا سکون ہوا تو بقرآلمین ایتاخ کی قبر آلمین پر فوج کشی پر چڑھائی کر دی جو صوبہ ترمذ میں پر قبضہ کئے ہوئے تھا۔ بقرآلمین کو ایتاخ کے مقابلہ میں شکست ہوئی۔ موید کے پاس بھاگ گیا اور اس کے حاشیہ نشینوں میں داخل ہو گیا۔ ایتاخ نے بقرآلمین کے مال و خزانہ کو لوٹ لیا جس سے ایتاخ کی قوت بڑھ گئی۔

لے

ملک شاہ کی وفات | ملک شاہ بن محمود اپنے بھائی سلطان محمد کی وفات کے بعد خوزستان سے اصفہان گیا۔ شملہ ترکمانی اور وکلا والی فارس ہمراہ تھے۔ ابن جنیدی رئیس اصفہان نے اطاعت قبول کی، اظہار اطاعت کی غرض سے زرکینہ زکبیا، اس کے بعد ملک شاہ نے ارکین دولت ہمدان کو اپنی فرماں برداری اور اطاعت کا پیام بھیجا، چونکہ اہل ہمدان کا رجحان اور میدان سلیمان شاہ و ملک شاہ کا چچا تھا، کی طرف تھا انکار کر دیا، اور سلیمان شاہ کو موصل سے طلب کر کے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ ملک شاہ اصفہان کا تنہا مالک ہو گیا۔ فوجیں فراہم کر لیں، مال و زر اور آلات حرب جمع کئے۔ خلیفہ مستنجد باللہ عباسی کی خدمت میں عرضداشت روانہ کی اور سلیمان شاہ کے بجائے اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی اور یہ شرط پیش کی کہ "اگر میری درخواست مقرون اجابت ہوگی تو میں حرب و دشورہ ساری تمام خدمات کی انجام دہی پر آمادہ ہوں اور اگر خلافت آب نے منظور نہ فرمایا تو پھر میں آپ کی اطاعت سے علیحدہ ہو جاؤں گا"

لے بیاض بالاصل

وزیر السلطنت عمید الدین ابن بہرہ کو یہ دھمکی ناگوار گزری ایک لونڈی کے ذریعہ سے ملک شاہ کو زہر دلا دیا، ملک شاہ مر گیا، طبیب کو یہ معلوم ہو گیا، شملہ اور کلا کو اس واقعہ سے مطلع کیا، لونڈی گرفتار ہو کر پیش کی گئی اس نے زہر دینے کا اقرار کیا۔

ملک شاہ کے مرنے کے بعد اہل اصفہان نے ملک شاہ کے اراکین دولت اور فوج کو شہر سے نکال دیا، سلیمان شاہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا، خطبہ میں اس کا نام داخل کیا، شملہ اپنا منہ لے کر خوزستان لوٹ آیا جن شہروں پر ملک شاہ نے قبضہ کر لیا تھا ان پر قابض ہو گیا۔

سلیمان شاہ تخت سلطنت پر قبضہ کرنے کے بعد لہو و
سلیمان شاہ اور شرف الدین کردباز | لعب میں مصروف ہو گیا، شب و روز شراب پیہست پڑا رہتا تھا، رمضان المبارک کا احترام تک نہ کیا، مسخرے، گویے اور رند مشرب دربار میں بھرے رہتے تھے، ان حرکات سے مروا لگی اور جرأت جاتی رہی، امر اور اراکین دولت حاضری دربار سے ترک گئے، شرف الدین کردباز خادم سے شکایت کی، شرف الدین کردباز نہایت سنجیدہ متین عقلمند، مذہبی خدام سلجوقیہ میں با اثر اور سلیمان شاہ کی حکومت و دولت کا منتظم و مدبر تھا۔ اس نے اراکین دولت کو تشفی دی، موقع کا منتظر رہا۔

سلیمان شاہ اور شرف الدین میں کشیدگی | ایک روز سلیمان شاہ ہمدان کے باہر اپنے محل مرلے میں معمول سے زائد پی کر بدست ہو گیا تھا۔ اس کے ہم نشین پاس بیٹھے ہوتے گپیں مار رہے تھے اور ہنسنے لگے، اتفاقاً کسی ضرورت سے شرف الدین کردباز حاضر ہوا۔ یہ رنگ دیکھ کر سلیمان شاہ کو نصیحت کی، سلیمان شاہ نشہ میں چرتھا، ہم نشینوں کو اشارہ کر دیا۔ وہ لوگ اس کا مذاق اڑانے لگے اور تہذیب کے دائرہ سے باہر ہو گئے، شرف الدین کردباز ناراض ہو کر چلا آیا۔ جب سلیمان شاہ کا نشہ اُترتا تو اپنے کئے پر پچھتایا۔ شرف الدین کردباز سے معذرت کی، شرف الدین کردباز نے معذرت قبول کر لی مگر دربار میں آنا جانا بند کر دیا، سلیمان شاہ کو اس سے خطرہ پیدا ہوا، ایتاخ والی رے کو شرف الدین کردباز کے مقابلہ کے لئے امداد کی

غرض سے طلبی کا پیام بھیجا، ایتنا کہ اس وقت بیمار تھا، حاضری کی معذرت کی اور صحت کے بعد
اور حاضری کا وعدہ کیا۔

سلیمان شاہ کا قتل شرف الدین کردباز کو اس کی خبر لگ گئی، رنج اور غصہ بڑھ گیا، اراکین
دولت کو بلایا، سلیمان شاہ کی معزولی کا مشورہ کیا، سب نے بالائے
سلیمان شاہ کو معزول کرنے کی قسمیں کھائیں، شرف الدین کردباز نے پہلا کام یہ کیا کہ سلیمان شاہ
کے ہم نشینوں کو گرفتار کر کر قتل کر ڈالا، سلیمان شاہ نے اعتراض کیا تو یہ جواب دیا کہ میں نے
تمہاری حکومت قائم رہنے کی غرض سے یہ فعل کیا ہے اس میں میری کوئی غرض نہیں ہے اس
کے بعد سلیمان شاہ کو دعوت کے بہانے اپنے گھر بلایا، امراء اور اراکین دولت کو بھی دعوت
دی، جوں ہی سلیمان شاہ اور وزیر السلطنت ابوالقاسم محمود بن عبدالعزیز عاقدی داخل ہوئے
دونوں مع خواص گرفتار کر لئے گئے یہ واقعہ ماہ شوال ۵۵۵ھ کا ہے۔ وزیر السلطنت اور خواص
اسی وقت باریجات سے سبک دوش کر دیئے گئے، سلیمان شاہ کو بھی چند روز قید رکھ کر قید
حیات سے آزاد کر دیا گیا۔

ملک ارسلان شاہ کی تخت نشینی اس کے بعد شرف الدین کردباز نے ایلدکز والی اران و
آذربائیجان کو خط لکھا مضمون یہ تھا کہ ”سلیمان شاہ کے
ناپاک وجود سے دنیا پاک ہو گئی ہے، جہاں تک ممکن ہو تم ملک ارسلان شاہ بن ظفر کو لے کر
ہمدان آ جاؤ، تخت سلطنت خالی ہے۔ اراکین دولت سلجوقیہ بیعت کرنے کے لئے تیار ہیں“ رفتہ
رفتہ ان واقعات کی ایتنا کہ اطلاع ہوئی، فوج لے کر ہمدان پر چڑھ آیا، شرف الدین کردباز کو
روائی کا الٹی میٹم دیا، شرف الدین کردباز نے حیلہ و حوالہ سے ٹالا۔ اتنے میں ایلدکز پہنچ گیا۔
جتنیں نہر افوج رکاب میں تھی ملک ارسلان شاہ بھی ہمراہ تھا۔ شرف الدین کردباز نے ہنایت
تپاک سے خیر مقدم کیا، ملک ارسلان شاہ کی تخت نشینی کی رسم ادا کی گئی، اور اراکین نے بیعت
کی۔

ایلدکز اتابک | ایلدکز اتابک نے ملک ارسلان شاہ کی ماں سے عقد کر لیا تھا۔ بہلولان محمد اور قزاق ارسلان عثمان دو بیٹے پیدا ہوئے، ملک ارسلان شاہ کی تخت نشینی کے بعد ایلدکز عہدہ اتابک سے سرفراز ہوا، اس کا بیٹا بہلولان محمد جو ملک ارسلان شاہ کا اخیانی بھائی تھا حاجب بنایا گیا۔ ایلدکز، سلطان مسعود کا غلام تھا۔ سلطان مسعود نے تخت حکومت پر متمکن ہونے کے بعد اسے اران اور کچھ حصہ آذربائیجان کی حکومت عنایت کی جس وقت سلاطین سلجوقیہ میں فتنہ و فساد کی گرم بازاری ہوئی تو ایلدکز نے سب سے علحدگی اختیار کی، سلطان سلجوقیہ میں سے کسی کا بھی ساتھ نہیں دیا، اپنے مقبوضہ بلاد میں حکمرانی کرتا رہا۔ اسی فتنہ کے زمانے میں ارسلان شاہ پہنچ گیا، ایلدکز نے عزت و احترام سے ٹھہرایا، یہاں تک کہ سلیمان شاہ کے انتقال کے بعد تخت حکومت پر متمکن کیا گیا۔ یہاں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

ایلدکز اور ایٹاخ میں اتحاد | ایلدکز نے ایٹاخ والی رے سے نامہ و پیام کر کے مصالحت کر لی، اتفاق اور اتحاد کا معاہدہ ہو گیا۔ اسی سلسلہ میں بہلولان ابن ایلدکز کا عقد ایٹاخ کی لڑکی سے ہوا جس سے رشتہ اتحاد اور زیادہ مضبوط ہو گیا، مستنجد باللہ عباسی کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ عراق اور بغداد میں ارسلان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کی درخواست کی، جیسا کہ سلطان مسعود کے زمانہ حکومت میں تھا ویسا ہی حسب دستور تمام امور جاری رکھنے کا اقرار کیا۔ مستنجد باللہ نے ایلی کی کو ذیل کر کے دربار سے نکلوا دیا۔

جنگ آقسنقر و ایلدکز | ایلدکز اور ایٹاخ میں مصالحت ہونے کے بعد ایلدکز نے آقسنقر احمد علی کو ارسلان شاہ کی اطاعت کا پیام بھیجا، آقسنقر نے انکار کر دیا اور یہ کہہا بھیجا کہ تم مجھے میری حالت پر چھوڑ دو، ورنہ یاد رکھو کہ میرے پاس بھی خاندان سلجوقیہ کا ایک شاہزادہ موجود ہے میں اس کی بیعت کر کے تخت نشین کر دوں گا۔

آقسنقر کی نگرانی اور تربیت میں سلطان محمد بن سلطان محمود کا لڑکا تھا جسے سلطان محمد نے بوقت وفات آقسنقر کو سپرد کیا تھا، چونکہ وزیر السلطنت ابن ہبیرہ بھی دار الخلافت بغداد سے آقسنقر سے اس لڑکے کے نام کا خطبہ پڑھنے کا وعدہ کر رہا تھا، اس وجہ سے آقسنقر کو اس جواب کی زیادہ حیرت ہوئی ایلدکڑ اس جواب سے برا فروختہ ہو گیا۔ ایک فوج بہلوان کی ماتحتی میں آقسنقر کو زیر کرنے کی غرض سے روانہ کی، آقسنقر نے شاہر بن سقان والی خلاط سے ایلدکڑ کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی، اتحاد اور موافقت کی قسم کھائی، چنانچہ شاہر نے آقسنقر کی کمک پر فوجیں بھیجیں، آقسنقر، ایلدکڑ کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی، آقسنقر فتح یاب ہوا، بہلوان شکست اٹھا کر ہمدان واپس آیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمود بن ملک شاہ | اصفہان میں ملک شاہ ابن محمود کی وفات کے بعد لشکر دارا کین دولت زنگی ابن وکلا سلجوقی والی فارس نے محمود ابن ملک شاہ کو ان لوگوں سے چھین لیا اور قلعہ امطر میں لے جا کر ٹھہرا دیا۔ جب ایلدکڑ نے ارسلان کو تخت نشین کیا اور دبا رخلانت میں اس کا نام خطبہ میں داخل کرنے کی درخواست کی، تو وزیر السلطنت ابن ہبیرہ، ایلدکڑ کے خلاف گوریزان صوبجات کو ابھارنے لگا۔ چنانچہ ادھر آقسنقر سے سلطان محمد کے اُس کمربچہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کا وعدہ کیا جو آقسنقر کے پاس تھا اور ادھر زنگی بن وکلا والی فارس کو لکھ بھیجا کہ تم محمود ابن ملک شاہ کو تخت حکومت پر شکن کر دو، میں دار الخلافت کے جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت دے دوں گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تم کو ایلدکڑ کے مقابلہ میں فتح حاصل ہو جائے۔ اس بنا پر زنگی نے محمود بن ملک شاہ کو تخت نشین کیا بیعت کی، فارس میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ محل سرا کے دروازے پر بیچ وقتہ نوبت بچے لگی، فوجیں مرتب کیں۔

جنگ ایلدکڑ وایتاخ | ایلدکڑ کو اس واقعہ کی خبر لگی، غصہ سے کانپ اٹھا۔ چالیس ہزار فوج

لے کر بقصد فارس، اصفہان روانہ ہوا، زنگی کے پاس ارسلان شاہ کی اطاعت اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے کا پیام بھیجا۔ زنگی نے صاف انکار کر دیا، ایلدکزنے کہلا بھیجا، ”مجھے خلیفہ مستنجد باللہ عباسی نے تمہارے مقبوضات کی حکومت عطا کی ہے، میں اُن پر قبضہ کرنے کے لئے جاتا ہوں۔ مزاحمت کرنا جو تو مقابلہ پر آ جاؤ“ اور ایک دستہ فوج کو ار جان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا، ارسلان بوقا والی ار جان (زنگی والی) فارس کا ایک امیر تھا، اُسے مقابلہ کیا، ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ آخر کار ایلدک کی فوج کو شکست ہوئی۔ ارسلان بوقا نے فتح کا بشارت نامہ زنگی کی خدمت میں روانہ کیا۔ زنگی نے وہ بار خلافت میں اس کی اطلاع دی اور امداد کی درخواست کی، وزیر السلطنت ابن ہبیرہ نے گویزان صوبہ جات کو زنگی کی امداد و اعانت کا حکم صادر کیا۔

ایتاخ کی شکست و مصالحت | چنانچہ ایتاخ رے سے دس ہزار فوج لے کر آ پہنچا۔ آتسنقر نے ایتاخ کی شکست و مصالحت | پانچ ہزار سوار کمک پر بھیجے۔ ابن بازو والی قزوین اور ابن طغایک رجو کہ ایلدک کے امراء اور اراکین تھے، ایتاخ کے پاس چلے آئے۔ زنگی نے بیہرم کو تیار راج کیا، ایلدکزنے زنگی کی مدافعت پر فوج روانہ کی، زنگی نے انھیں پناہ دکھا دیا۔ ایلدک کے پاس شکست کھا کر واپس آئے۔ ایلدکزنے آذر بایجان سے امدادی فوج طلب کی، چنانچہ بیس بن قزو ارسلان ایک بڑی فوج لے کر آ گیا، ایلدکزنے ایتاخ کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ دونوں حربوں کا ورشعبان سنہ مذکور میں مقابلہ ہوا۔ سخت اور خون ریز جنگ ہوئی۔ آخر کار ایتاخ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی، فوج کا اکثر حصہ کام آ گیا، نامی گرامی سردار مارے گئے، فتح مند گروہ نے ایتاخ کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ ایتاخ اپنی جان بچا کر رے میں داخل ہو کر قلعہ طبرک میں قلعہ بند ہو گیا۔ ایلدکزنے پنج کر محاصرہ کر لیا، ایلدکزنے اور ایتاخ میں صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ آخر دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ ایلدکزنے ایتاخ کو حراہ دقان دے دیا۔ صلح ہو گئی۔ ایلدکز بہمان واپس آیا۔

ماہ ربیع الآخر ۵۵۶ھ میں موید نے نیشاپور کے چند سرداروں کو اس موید کے کارنامے | وجہ سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا کہ اُن کے مورثوں اور آباؤ اجداد نے اہل نیشاپور کو غارت اور تباہ کیا تھا جس میں نقیب علویہ ابو القاسم زید بن حسن حسینی بھی تھا۔ اور یہ الزام لگایا کہ اگر تم لوگ ان کو قتل و غارت گری سے روکتے تو ضرور وہ رگ جاتے لگوا تم ہی لوگوں نے اُن افعال کا ارتکاب کیا اور تم ہی اس کے ذمہ دار ہو، غرض اس الزام میں مفسدہ پردازوں کی ایک جماعت کو سزائے موت دی۔

ان مفسدہ پردازوں نے مساجد، مدارس اور کتب خانوں کو بھی غارت کیا تھا۔ یہ سب مقامات بھی ان کی غارت گری اور تباہ کاری کی نذر ہوئے کسی چیز کو چھلایا اور کسی چیز کو زمین دوز کر دیا، علما، اور رؤسا کو قتل کیا۔ جس کا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ قید ہو کر قتل کئے گئے۔ اس کے موید شادباخ چلا آیا۔ اس کا شہر پناہ درست کرایا۔ ارد گرد کی خندقوں کی حرمت کرائی، حفاظت کی غرض سے دھس بندھوائے۔ اور وہیں قیام اختیار کیا۔ نیشاپور پھنسیل میدان ہو گیا۔

شادباخ کی از سر نو تعمیر | شادباخ کو عبداللہ بن طاہر نے اپنے زمانہ گورنری میں آباد کیا تھا۔ عبداللہ بن طاہر اور اس کے خدم و حشم شادباخ میں بستے تھے۔ عبداللہ بن طاہر کے بعد شادباخ دیران ہو گیا۔ الپ ارسلان نے پھر اسے آباد کیا۔ لیکن مذکورہ مفسدہ پردازوں نے اسے پھر دیران اور بر باد کر دیا۔ تب موید نے اسے آباد کیا اور از سر نو شہر کی عمارات تعمیر کرائیں۔ نیشاپور بالکل دیران ہو گیا۔ تاتاریوں نے شادباخ پر پھر حملہ کیا خان محمود خراسان کا بادشاہ ان بیڑے تاتاریوں کے ساتھ تھا۔ چنانچہ دو مہینے تک موید کا شادباخ میں محاصرہ کئے رہا۔ اس کے بعد کسی وجہ سے خان محمود حمام کے بہانے سے تاتاریوں سے علیحدہ ہو کر شہر ہٹا چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا۔ آخر شوال سنہ مذکور تک شادباخ کا تاتاری محاصرہ کے رہے۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو لوٹ مار کرتے ہوئے واپس ہوئے، دیہات قبضت

اور شہر طوس کو لوٹ لیا۔

خان محمود و جلال محمد کا انجام | جب خان محمود نیشاپور میں داخل ہوا تو موید نے رمضان ۷۵۵ھ تک عزت و احترام سے رکھا۔ اس کے بعد گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا، آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھر وادیں، مال و اسباب اور خزانہ جو کچھ اس کے ساتھ سب پر قبضہ کر لیا۔ خان محمود کے ساتھ جلال محمد بھی گرفتار کر لیا گیا تھا، چنانچہ دونوں بحالت قید موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ موید نے خطبہ میں مستنجد باللہ خلیفہ عباسی کے بعد اپنا نام داخل کرایا اور بادشاہت کا اعلان کیا۔

شہرستان پر قبضہ | ماہ شعبان ۷۵۵ھ میں موید نے شہرستان اور نواح نیشاپور سر کرنے پر اپنی توجہ مبذول کی۔ پہنچ کر شہرستان کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شہر نے تنگ ہو کر ہتھیار ڈال دیئے۔ موید کی فوج نے شہرستان لوٹ لیا، غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ لیکن بہت جلد موید نے اپنی فوج کو غارت گری سے روک دیا اور شہرستان اس کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

مہم قلعہ و سکرہ | شہرستان کی مہم سے فارغ ہو کر موید نے قلعہ و سکرہ (طوس) کا قصد کیا۔ ابو بکر جان دار اس قلعہ کا حاکم تھا۔ اس نے قلعہ بندی کر لی۔ موید ایک مہینہ تک محاصرہ کئے رہا۔ فتح نہ ہوا۔ چونکہ اہل طوس ابو بکر کی بد اخلاقی اور ظلم سے تنگ آ گئے تھے۔ محاصرہ اور جنگ میں موید کا ہاتھ بٹایا۔ ابو بکر نے اس کا احساس کر کے ہتھیار ڈال دیئے، قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں، موید نے ابو بکر کو جیل میں ڈال دیا۔ کرمان کی طرف بڑھا۔ اہل کرمان نے اطاعت قبول کی۔

فتح اسفرائن | اسفرائن کے سر کرنے کے تھے فوج روانہ کی۔ والی اسفرائن عبدالرحمن بن محمد قلعہ بند ہو گیا، موید کی فوج نے محاصرہ کر دیا۔ آخر کار عبدالرحمن نے بھی ہتھیار

لے بجائے ۷۵۵ھ کے ۷۵۶ھ پر ہیں دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ ص ۱۵۵ مطبوعہ لندن۔

ڈال دیے اور اپنے کو اس کے حوالہ کر دیا۔ موید نے اسے پابندِ ریح شاد باغ بھیج دیا، جہاں جیل میں ڈال دیا گیا اور ماہِ ربیع الآخر ۵۵۸ھ میں مار ڈالا گیا۔ فتح اسفراین کے بعد موید نے قہنداور نیشاپور کے گرد و نواح پر قبضہ کر لیا۔ حکومت و سلطنت مستقل ہو گئی، جیسا کہ اس سے پہلے امن و امان قائم تھا پھر اسی طرح قائم ہو گیا۔ پرانے شہر کو ویران کر کے شاد باغ کا نیا شہر آباد کیا۔

اس کے بعد موید کو بوشنج اور ہرات کے فتح کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ **بوشنج و ہرات پر فوج کشی** | فوجیں مرتب کر کے محارہ کر لیا۔ یہ دونوں مقامات ملک محمد بن حسین بادشاہ غوری کے قبضہ میں تھے۔ چنانچہ ملک محمد نے موید کی مدافعت پر فوجیں روانہ کیں۔ موید نے یہ خبر پا کر محارہ اٹھالیا۔ بوشنج اور ہرات جیسا کہ ملک محمد کے قبضہ میں تھا اس کے قبضہ میں رہے۔

کرج کی شہرانی پر فوج کشی | کرج نے ماہ شعبان ۵۵۶ھ میں شہرانی (صوبہ) راں، ہریش مارے گئے اور اکثر قید کر لئے گئے۔ شاہ ارمن ابن ابراہیم بن سکمان والی خلاط نے ایک بڑی فوج جمع کی جس میں مجاہدین بھی تھے اور باقاعدہ فوج بھی تھی، کو پتہ قیام کرتا ہوا کرج کے سر پر پہنچا۔ جنگ چھڑ گئی، شاہ ارمن ابن ابراہیم کو شکست ہوئی، مسلمانوں کا ایک بڑا گروہ گرفتار کر لیا گیا اور بہت سے اتناہر جنگ میں مارے گئے۔

جنگ ایتاخ و کرج | اس کے بعد ماہ شعبان ۵۵۸ھ میں تیس ہزار فوج سے کرج نے بلاد اصفہان کا کچھ حصہ دبا لیا، ایلدکوز کو اس کی اطلاع ہوئی، فوجیں مرتب کیں اور کرج سے بدلہ لینے کے لئے کوچ کیا، شاہ ارمن ابن ابراہیم بن سکمان والی خلاط اور آتسقر والی مراغہ بھی ایلدکوز کے ساتھ تھے۔ پچاس ہزار جنگ آور کاب میں تھے۔ ماہ صفر ۵۵۸ھ میں کرج کے شہروں میں داخل ہو کر میدان کا زرا گرم کر دیا۔ کرج سینہ سپر ہو کر لڑے۔ لیکن کامیاب نہ ہوئے، نعمندی کا سہرا لشکر

اسلام کے سر پر بندھا۔ بے شمار مرد، عورت اور لڑکے گرفتار کرتے گئے۔ امراء کرج میں سے ایک امیر زادہ مشرف بہ اسلام ہو گیا، لشکر اسلام ایک دستے کے کہیں گاہ میں بیٹھ رہا، کرج نے لشکر اسلام پر حملہ کیا اور فتح مندی کے خیال میں لڑتا ہوا بڑھا۔ لشکر اسلام آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا۔ جوں ہی کرج کہیں گاہ سے آگے بڑھے۔ امیر زادہ کرج نے کہیں گاہ سے مکمل کر حملہ کر دیا، کرج شکست کھا کر بھاگے، لشکر اسلام نے تلواروں پر رکھ لیا۔ دُور تک تعاقب کرتے چلے گئے اور بہت سے کرج مارے گئے اور بے شمار قید کر لئے گئے، لشکر اسلام مظفر و منصور مال غنیمت لے کر واپس ہوا۔

۵۵۰ھ میں موید وانی نیشاپور سے صوبہ قومس کی طرف قدم بڑھایا، بھٹلا قومس پر موید کا قبضہ اور دامغان پر قبضہ کر لیا۔ بسطام کی حکومت پر اپنے غلام تنکر کو مقرر کیا۔ تنکر اور شاہ مازندران سے کشمیک پیدا ہو گئی۔ جنگ تک نوبت پہنچی، چنانچہ ماہ ذی الحجہ ۵۵۰ھ میں دونوں فریق لڑ پڑے۔ شاہ مازندران کو شکست ہوئی، تنکر نے اس کے کیمپ کو لوٹ لیا۔

چونکہ موید اور ایلدکزن میں مراسم اتحاد تھے اس وجہ سے قومس پر موید کے قبضہ کے بعد سلطان ارسلان بن طغرل بن محمد بن ملک شاہ نے موید کو خلعت فاخرہ، جھنڈے اور بہت سے تحائف بھیجے، اور ملک خراسان کے جن شہروں کو وہ فتح کر چکا تھا ان کی بھی اور آئندہ جن شہروں کو بھی وہ فتح کرے ان کی حکومت و گورنری مرحمت فرمائی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی ہدایت کی۔ موید نے اس پر بے حد مسرت ظاہر کی، خلعت زیب بدن کیا۔ صوبہ قومس طوس اور تمام صوبہ نیشاپور میں سلطان ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا، اور سلطان ارسلان کے نام کے بعد خطبہ میں اپنا نام داخل کیا، جرجان اور دہستان میں خوارزم شاہ بن ارسلان بن آتسر کا اور اس کے بعد امیر ایتاخ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ مولج اور سرخس پر تاتاریوں کا قبضہ تھا۔ ہرات پر امیر ایتکین تاتاری حکومت کے تحت حکمرانی کر رہا تھا، ان مقامات میں سلطان سنجر کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ الفاظ یہ تھے۔ اَللّٰهُمَّ اَعْزِمِ السُّلْطَانَ السَّعِيدِ سُنْجَرَ

وَلَعَدَّ كَلَامًا مِّنْ ثَلَاثَةِ الْمَدِينَةِ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ دَلِيلُ التَّوَفِيقِ

ترکان قارغلیہ کا اخراج اور پابالی | خاقان چین نے سمرقند و بخارا کی حکومت پر خان جنر ابن حسین تکین کو مقرر کیا، خان جفر قدیم خاندان شاہی کا ممبر تھا۔ ۷۵۵ھ میں خاقان چین نے فرمان بھیجا کہ "ترکان قارغلیہ کو اپنے ممالک محمود سہ سے کاشغری طرف جلا وطن کر دو، وہ وہاں جا کر مقیم ہوں اور ہتھیار نہ باندھیں بلکہ کاشت کاری کریں اور روزی حاصل کرنے کی غرض سے دوسرے پیشے اختیار کریں" خان جفر نے ترکان قارغلیہ کے اخراج پر کمر باندھی، قارغلیہ نے ترک وطن کہنے سے انکار کیا۔ مخالفت پڑنے لگی، جمع ہو کر بخارا کی جانب بڑھے، اہل بخارا خان جفر سے مل گئے، یہ اس وقت سمرقند میں تھا اور بظاہر قارغلیہ کے شر سے بچنے کے لئے قارغلیہ سے ملے رہے یہاں تک کہ خان جفر اپنی فوج لے کر پہنچ گیا اور قارغلیہ پر حملہ کر دیا۔ قارغلیہ کو شکست فاش ہوئی، اللہ تعالیٰ نے اہل بخارا و سمرقند کو ان کے شر سے نجات دی۔

۷۵۹ھ میں امیر صلاح الدین سنقر سلطان خجرا کا خادم | بلا دھانقان پر قابض ہو گیا، غرستان پر فوج لے کر چڑھ گیا متعدد محلے کے آخر کار اہل غرستان نے اس کی اطاعت قبول کی۔ دھانقان اور غرستان کے قلعوں پر اس کی حکومت کا پرچم اڑنے لگا، امر غرستان کے ساتھ صلح و آشتی کا برتاؤ رکھا۔ ہر سال انھیں خراج ادا کرتا تھا۔

امیر اتیکین والی بہرات | امیر اتیکین والی بہرات اور ترکان غزنین مصالحت تھی، زمناذ مصالحت میں ترکان غزنی بادشاہ غور محمد بن حسین کو مار ڈالا جیسا کہ سلاطین غوریہ کے حالات میں بیان کیا گیا۔ امیر اتیکین کو مملکت غور کے سر کرنے کا خیال پیدا ہوا تو وہیں مرتب کر کے ماہ رمضان ۷۵۹ھ میں بلا غوریہ پہنچا کر ہائی کر دی۔ اہل غور مقابلہ پر آئے۔ لڑائیاں ہوئیں آخر کار انھیں لڑائیتوں میں امیر اتیکین مارا گیا۔

امیر ایتکین کا قتل | امیر ایتکین کے مارے جانے سے ترکان غز کو ہرات پر قبضہ کی سوجھی، جمع ہو کر ہرات پر چڑھ آئے۔ اہل ہرات نے اشیر الدین نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنا لیا تھا۔ لیکن اس پر یہ الزام لگا کر کہ یہ ترکان غز سے مل گیا ہے مار ڈالا۔ ابو الفتح بن علی بن فضل اللہ طغرانی کو ہرات کی امارت پر مامور کیا اور موید کی خدمت میں فدویت نامہ بھیج کر اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا ثبوت دیا۔ موید نے اپنے خادم سیف الدین تنکر کو ہرات کا حاکم مقرر کیا، اور ہرات کو ترکوں کی دست برد سے محفوظ رکھنے کی غرض سے ایک فوج بھیج دی، اور دوسرا لشکر سرخس اور مرو کی جانب روانہ کیا۔ ترکوں پر زمین تنگ ہو گئی، مجبور ہو کر ہرات سے محاصرہ اٹھا لیا اور موید کے علم حکومت کے سامنے گردن جھکا دی۔ چنانچہ ہرات وغیرہ پر موید کا قبضہ ہو گیا۔

شاہ مازندران اور تنکر | آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ موید والی نیشاپور نے قوس اور بسطام پر قبضہ کر کے اپنی طرف سے اپنے خادم تنکر کو مامور کیا تھا۔ ۵۹۵ھ میں شاہ مازندران رستم بن علی بن شہر یار بن قارن نے ایک فوج سابق الدین قزوینی کی ماتحتی میں ان مقامات کی تسخیر کے لئے روانہ کی قزوینی نے پہلے دامغان پر حملہ کیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ تنکر کو اس کی خبر لگی۔ خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا، قزوینی نے پہلے ہی حملہ میں تنکر کو شکست فاش دے کر ان شہروں پر قبضہ کر لیا۔ تنکر شکست کھا کر موید کے پاس نیشاپور واپس آیا۔ لیکن نچلا نہ بیٹھا۔ آئے دن بسطام اور قوس پر چھاپا مارتا رہا۔

شاہ مازندران کی وفات | ماہ ربیع الاول ۵۹۵ھ میں شاہ مازندران نے وفات پائی، علاء الدین شاہ مازندران نے اپنے باپ کی موت کو چھپایا۔ کسی کو اس واقعہ سے مطلع نہ ہونے دیا۔ جب تمام قلعوں اور شہروں پر قبضہ حاصل کر لیا تو اس واقعہ کو فہر کر کے رسم تخت نشینی ادا کی۔ ایقان (ایتانج) والی جرجان اور دہستان شاہ مازندران کی موت سے مطلع ہو کر علاء الدین سے ملنے کے لئے آئے اور ان حقوق و احسان کا درابھی خیال نہ کیا جو شاہ

مازندران نے ایقان پر کئے تھے۔ اس احسان فراموشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایقان کو اس لڑائی و جھگڑے سے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

موید کا محاصرہ لسا | ماد جمادی الاولیٰ ۵۵۳ھ میں موید نے شہر لسا کے محاصرہ اور سر کرنے کے لئے ایک فوج روانہ کی۔ خوارزم شاہ یک ارسلان بن آتس نے

بھی لسا کی حمایت پر اپنا لشکر بھیج دیا، جوں ہی خوارزم شاہ کا لشکر لسا کے قریب پہنچا، موید کی فوج محاصرہ اٹھا کر نیشاپور واپس آگئی۔ اہل لسا نے خوارزم شاہ کا شکریہ ادا کیا اور اس کے مطیع ہو گئے اور لسا میں اس کے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کیا۔

پھر لسا پر قبضہ کے بعد خوارزم شاہ کا لشکر ہستان کی طرف بڑھا اور قبضہ کر لیا۔ اہل ہستان نے اطاعت قبول کی۔ امیر لشکر خوارزم شاہ نے اپنی طرف سے پولیس افسر مقرر کیا۔

جنگ آقسنقر و ایلدکزر | آقسنقر احدیٰ والی مرانہ نے ۵۵۳ھ میں دار الخلافت بغداد میں عرض داشت بھیجی، سلطان محمد شاہ کے لڑکے کے نام کا خطبہ پڑھے

جانے کی درخواست کی جو اس کی کفالت اور نگرانی میں تھا۔ اور یہ لکھا کہ "اس کے علاوہ میری اور کوئی غرض نہیں ہے۔ اگر یہ درخواست قبول ہوگی تو میں عراق سے ذرا بھی متعارض نہ ہوں گا بلکہ بہت سامان و زر نذر کروں گا" خلافت آب نے نہایت خوشی سے درخواست منظور فرمائی۔ ایلدکزر کو کو اس کی اطلاع ہوئی۔ اپنے بیٹے بہلوان کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ آقسنقر سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ سخت جنگ کے بعد آقسنقر کو شکست ہوئی، مراغہ میں قلعہ بند ہو گیا۔ بہلوان مراغہ کا محاصرہ کر کے روزانہ جنگ سے آقسنقر کو تنگ کرنے لگا۔ آقسنقر نے مجبور ہو کر صلح کا پیام بھیجا۔ فریقین میں نامہ و پیام ہوئے لگا۔ باہم مصالحت ہو گئی۔ بہلوان اپنے باپ ایلدکزر کے پاس ہمدان واپس آیا۔

جنگ زنگی و شملہ | چونکہ زنگی بن وکلا دانی فارس نے اپنی فوج کے ساتھ سختی اور بد اخلاقی کا برتاؤ شروع کر دیا تھا۔ جاوہر جہا انھیں دباتا تھا اس وجہ سے فوج کے اکثر حصے کو

والی خوزستان سے خط و کتابت کر کے امیر بنانے کے لئے بلایا۔ چنانچہ اپنی فوج لے کر فارس کی طرف روانہ ہوا۔ زنگی اس سے مطلع ہو کر لڑنے کے لئے نکلا۔ دونوں نے خوب خوب زور آزمائی کی باہم تیغ و سپر ہوئے، آخر زنگی کو شکست ہوئی، اگر ادشوا نکار کے پاس جا کر پناہ لی، شملہ نے فارس پر قبضہ کر لیا۔

شملہ کی پسپائی و مراجعت | قبضہ فارس کے بعد شملہ کا دماغ بھی پھر گیا، اہل فارس پر مار کرنے لگا۔ دیہات اور قصبات کو ویران کر دیا۔ کوئی فریاد رس تھا اور نہ کوئی حامی۔ اہل فارس کو اس سے نفرت پیدا ہو گئی۔ لشکر فارس کا کچھ حصہ زنگی کے پاس پہنچا، شملہ کی زیادتیوں کی شکایت کی، زنگی کو بدلہ لینے کا موقع مل گیا۔ تھوڑی سی فوج فراہم کر کے فارس پر چڑھ آیا، شملہ فارس چھوڑ کر خوزستان چلا گیا۔ یہ واقعات ۵۶۶ھ کے ہیں۔

جنگ ایلدکروا یتانخ | یتانخ متعدد لڑائیوں اور جھگڑوں کے بعد رے پر اس شرط پر قابض ہوا کہ ایلدکروا یتانخ غالب کو سالانہ خراج جو باہم مقرر ہوا تھا ادا کرتا ہے۔ چند روز بعد جب یتانخ کی قوت درابرہ گئی تو فوجی مصارف کا بہاد کر کے خراج دینا بند کر دیا۔ ایلدکروا نے یتانخ پر چڑھائی کر دی۔ یتانخ مقابلہ پر آیا۔ گھسان کی لڑائی ہوئی یتانخ شکست کھا کر بھاگا۔ قلعہ طبرک میں قلعہ بند ہو گیا۔ ایلدکروا نے محاصرہ کیا۔ مدتوں محاصرہ کئے رہا۔ مگر کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی، ایلدکروا نے یتانخ کے غلاموں کو ملائے کی فکر کی۔ سمجھا بھجا کر جاگیر دینے کا لالچ دے کر یتانخ کے قتل پر تیار کر دیا۔ چنانچہ ان نمک حراموں نے ایک دن موقع پا کر یتانخ کا کام تمام کر دیا، پھر کیا تھا ایلدکروا نے رے اور طبرک پر قبضہ کر لیا۔ علی بن عمرو باغی کو گورنری عطا کی اور ان نمک حراموں کا زبانی شکریہ ادا کیا، یہ انعام دیا اور یہ جاگیر دی۔ نور ہی کیا تھا۔ مجبوراً یہ سب منتشر ہو گئے۔ جو غلام یتانخ کے قتل کا بانی مبنی تھا وہ خستہ و پریشان خوارزم شاہ کے پاس پہنچا۔ چونکہ خوارزم شاہ اور یتانخ میں اتحاد تھا اس وجہ سے

اس نمک حرامی کی پاداش میں خوارزم شاہ نے اس غلام کو سولی دیدی۔ ع

نتیجہ کار بد کا کار بد ہے

۵۶۵ھ میں ملک طغرل بن قاروت بک والی کرمان نے سفر
ملک طغرل کی وفات | آخرت اختیار کیا۔ اس کا بڑا بیٹا ارسلان شاہ کرمان کا حکمران

ہوا ملک طغرل کا چھوٹا لڑکا بہرام شاہ جھگڑا سلطنت و حکومت کا دعویٰ کیا۔ ارسلان شاہ
نے جنگ کی اور اسے شکست دی، بہرام شاہ بحال پریشان موید کے پاس نیشاپور پہنچا، موید
نے مال زر اور فوج سے اس کی مدد کی چنانچہ اپنے بھائی ارسلان شاہ سے لڑنے کے لئے
روانہ ہوا۔ اس لڑائی میں ارسلان شاہ کو شکست ہوئی، بہرام شاہ نے کرمان پر قبضہ کر لیا اور
ارسلان شاہ امداد کی غرض سے الیدکز کے پاس اصفہان پہنچا۔

الیدکز نے ایک فوج اس کی امداد پر متعین کی، ارسلان شاہ کرمان
ارسلان شاہ کی وفات | کی جانب کوٹا، الیدکز کی فوج نے پہنچتے ہی لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا

اور کرمان کو بہرام شاہ کے قبضہ سے نکال کر ارسلان شاہ کے سپرد کر دیا۔ بہرام شاہ فریادی
صورت بتائے مزا کھپتا نیشاپور میں موید کے پاس پہنچا۔ اور وہیں ٹھہر گیا، اتفاق یہ کہ اس
واقعہ کے بعد ارسلان شاہ کا انتقال ہو گیا، بہرام شاہ، کرمان واپس آیا اور قابض ہو گیا۔

خلافت مستفی باہر اللہ | اس کے بعد مستنجد باللہ عباسی خلیفہ بغداد نے وفات پائی اس کا بیٹا
مستنجد باللہ تخت خلافت پر متمکن ہوا چونکہ ہم خلفاء عباسیہ

کے حالات بالتفصیل اوپر لکھ آئے ہیں۔ اس وجہ سے یہاں پر ان خلفاء کے احوالات نہیں
لکھنا چاہتے۔ مستنجد اور مستفی کے پیش رو خلفاء کے حالات اس وجہ سے تحریر رکئے گئے ہیں کہ
وہ سلاطین سلجوقیہ اور بنو بویہ کے اثر اور قبضہ میں تھے۔ ان کی وفات اور خلافت کے حالات
سلاطین سلجوقیہ اور بنو بویہ کی حکومتوں کا ایک حصہ تھے۔ اور وہ خلفاء جو زمانہ خلافت مقفی
عباسی سے تخت خلافت پر متمکن ہوئے وہ شاہ شطرنج نہ تھے، خود مختار تھے، ان پر کسی

سلطان کا اثر اور دباؤ نہ تھا۔ سلطان مسعود سلجوقی کی وفات کے بعد سلاطین سلجوقیہ کمزور پڑ گئے ان کی حکومت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی، شرق اور مغرب میں چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہو گئیں اور بے خلفاء عباسی کو بغداد اور اس کے ممالک متصلہ میں خود مختار حکومت حاصل ہو گئی۔ اس سے پیشتر خلفاء عباسیہ کے مقبوضات میں سلاطین سلجوقیہ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا یہی امر سلاطین سلجوقیہ میں باہم نفاق و جھگڑا پیدا ہونے کا باعث ہوا، حکومت حاصل کرنے کی غرض سے باہم تیغ و سپر ہوئے۔ چنانچہ بعد کے خلفاء عباسی نے ان کے ممالک پر قبضہ کر لیا اور تنہا ان کے مالک ہو گئے۔ خلافت کے علاوہ حکومت کی عنان بھی انھی کے قبضہ اقتدار میں رہی۔ یہاں تک کہ خلیفہ مستعصم عباسی کی حکومت و خلافت کا ہلاک ہونے کا ہاتھوں خاتمہ ہو گیا۔ و تلت الايام ندامہ بین الناس۔

خوارزم شاہ کی وفات جس وقت خوارزم شاہ (ارسلان) بن آل سرتکوں سے شکست کھا کر خوارزم واپس آیا مریمض تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ ششمہ میں اس نے وفات پائی، اس کا چھوٹا بیٹا سلطان شاہ نے قبائے حکمرانی زیب دین کیا، اس کا بڑا بھائی، علاء الدین تکش خوارزم میں موجود نہ تھا۔ یہ خبر پا کر ترکان ختلان کے پاس چلا گیا۔ امداد کی درخواست کی، ترکان ختلان نے اس کی امداد پر کمر باندھی، خوارزم آئے اور قبضہ دلا دیا۔ سلطان شاہ گرتاپڑا مویہ کے پاس نیشاپور پہنچا، علاء الدین تکش کے مقابلہ میں امداد چاہی، مویہ اپنا لشکر آراستہ کر کے خوارزم روانہ ہوا، علاء الدین تکش مقابلہ پر آیا۔ دونوں فریق جی کھول کر لڑے، مویہ کو شکست ہوئی۔ جنگ کے دوران مویہ گرفتار ہو گیا۔ پابن زنجیر، علاء الدین تکش کے سامنے پیش کیا گیا، اور قتل کر دیا گیا۔

امارت بنی مویہ کا زوال شکست کے بعد مویہ کا لشکر نیشاپور واپس آیا اور اس کے بیٹے طغان، شاہ ابوبکر بن مویہ کو حکمران بنایا۔ طغان شاہ اور علاء الدین تکش، میں جو واقعات رونما ہوئے ان کو ہم ان کی حکومتوں کے تذکرے میں تحریر کریں گے مویہ کے خاتمہ

کا واقعہ اور طریقہ سے بھی بیان کیا گیا ہے اسے بھی ہم اسی مقام پر لکھیں گے۔

اس کے بعد خوارزم شاہ دشمنی میں ۶۵۹ھ میں نیشاپور پر چڑھائی کی دوسرے محاصرہ کیا، دوسری مرتبہ طغان شاہ بن موید کو شکست ہوئی، خوارزم شاہ نے طغان شاہ کو گرفتار کر کے خوارزم بھیج دیا، نیشاپور اور ان شہروں پر جو خراسان کے بنی موید کے قبضہ میں تھے قبضہ کر لیا۔ بنی موید کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ والہقا، اللہ وحدہ۔

ایلدکزی وفات اتابک شمس الدین ایلدکزی اتابک ارسلان شاہ بن ملک طغرل، والی ہمدان، اصفہان، رے اور آذربائیجان نے ۶۵۹ھ میں وفات پائی، وزیر

ملک شہر ریامیری سلطان محمود کا وزیر تھا، کا غلام تھا، وزیر اسطنت کے قتل کے بعد سلطان محمود کی خدمت میں رہنے لگا ترقی کر کے عہدہ کتائب سے ممتاز ہوا جب سلطان مسعود تخت آرائے حکومت ہوا تو اراکی کی گورنری پر مامور کیا گیا، باوجودیکہ مرکز حکومت سے دور تھا لیکن سلجوقی بادشاہ کی اطاعت کو باعث فخر سمجھتا تھا۔ رفتہ رفتہ آذربائیجان، ہمدان، اصفہان اور رے پر قبضہ کر لیا، اپنے پروردہ ارسلان شاہ بن طغرل کو تخت حکومت پر بٹھایا، اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور بدستور اس کا اتابک بنا رہا۔ اس کی فوج کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی تھی اس کا دائرہ حکومت قلعیس سے مکران تک وسیع ہو گیا تھا، ارسلان شاہ نام کا بادشاہ تھا۔ سیاہ و سفید کا مالک یہ خود تھا۔

ابن سنکی کا نہاد ندر پر قبضہ ایلدکزی کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا محمد بہلولان حکمران ہوا یہ سلطان پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ نظم و نسق کی غرض سے آذربائیجان کا سفر کیا، ابن سنکی برادر زادہ شملہ والی خوزستان کو موقع مل گیا۔ میدان خالی دیکھ کر نہاد ندر چڑھ آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل نہاد ندر نے مقابلہ کیا، ترکی بہ ترکی جواب دیا، ابن سنکی اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر شتر لوٹ آیا تو ایک دن کا محاصرہ سے اس راستہ سے جو آذربائیجان سے نہاد ندر آتا تھا نہاد ندر کی طرف چلا، اہل نہاد ندر نے

یہ سمجھ کر بہلوان کی امدادی فوج آ رہی ہے۔ شہر بپاہ کا دروازہ کھول دیا، ابن سکی بلذ تعاض شہر میں داخل ہوا قاضی امدروسا شہر کو گرفتار کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔ والی بپاہ ندکی ناک کاٹ لی، شہر بپاہ ند کو تاراج کر کے بقنعہ عراق ماسدان کی طرف قدم بڑھایا اور خوزستان کوٹ آیا۔

۳۵۵ء میں شملہ والی خوزستان نے بعض ترکمانوں پر حملہ کی تیاری کی ترکمانوں نے شملہ کی وفات | نے بہلوان بن ایلدکوز سے امداد کی درخواست کی، بہلوان نے ایک فوج ترکمانوں کی کمک پر بھیج دی، شملہ اور ترکمانوں سے جنگ چھڑ گئی۔ شملہ شکست کھا کر بھاگا۔ جنگ کے دوران ترکمانوں نے شملہ اور اس کے بیٹے اور بھتیجے کو گرفتار کر لیا، شملہ کو زخم کاری پہنچا تھا دو دن کے بعد مر گیا۔ شملہ ترکمان آئسریہ سے تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا خوزستان کا حکمران ہوا۔

بہلوان کا تبریز پر قبضہ | اسی سند میں بہلوان نے شہر تبریز پر یلغار کیا۔ شہر تبریز پر ولیعہدی اور وصیت کے مطابق اس کا بیٹا ملک الدین حکمران ہوا، بہلوان نے اس تبدیلی سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی، چنانچہ مراغہ پر محاصرہ کیا اور اپنے بھائی قزل ارسلان کو شہر تبریز سر کرنے پر مامور کیا، بہلوان نے مراغہ فتح کر کے اہل مراغہ سے اچھے برتاؤ کئے قاضی مراغہ کو انعام اور صلے دیئے قاضی مراغہ نے اہل تبریز سے خط و کتابت کر کے دونوں فریقوں میں صلح کرادی باہم عہد و پیمان ہو گیا۔ بہلوان تبریز کی حکومت پر اپنے بھائی قزل ارسلان کو مقرر کر کے مراغہ سے ہمدان واپس آیا۔

۳۵۶ء میں ارسلان شاہ سلجوقی کا جو کہ بہلوان بن ایلدکوز کی سلطان طغرل کی تخت نشینی | کفالت و نگرانی میں تھا اور اس کا مادری بھائی تھا مقام ہمدان میں انتقال ہو گیا۔ اس کا بیٹا سلطان طغرل تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔

وفات محمد بن بہلوان | اس کے بعد محمد بن بہلوان بن ایلدکوز نے ۳۵۷ء میں وفات پائی،

اس کا بھائی قزل ارسلان حکمران ہوا۔ اس کا نام عثمان تھا اس کے زمانہ حکومت میں رعایا بہت خوش حال تھی، تمام ممالک محروسہ میں امن و امان کا دورہ تھا۔ اس کے مرنے کے بعد ہی اصفہان میں خفیعہ اور شافعیہ کے درمیان اور رے میں اہل سنت والجماعت اور شیعوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ لڑائی کی نوبت پہنچ گئی، ٹوٹ، قتل اور آتش زنی کا بازار گرم ہوا۔ شہر کے اکثر مقامات جلا دیئے گئے۔

قزل ارسلان اور سلطان طغرل | بہلوان کا سلطان طغرل پر کافی اثر تھا۔ سکھ اور خطبہ سلطان طغرل کا تھا لیکن ننان حکومت بہلوان کے

قبضہ میں تھی۔ یہی سیاہ و سفید کا مالک و مختار تھا۔ بہلوان کے بعد قزل ارسلان نے بھی سلطان طغراں کو اپنے اثر میں لینے کا قصد کیا۔ لیکن قزل میں بہلوان کا سادہ و خجہ نہ تھا اور نہ اس کی طرح اس کے دماغ میں سیاست کا مادہ تھا۔ اس وجہ سے سلطان طغرل اس کے قبضہ اثر سے نکل گیا۔ اس کے حکم کو برداشت نہ کر سکا۔ ہمدان چھوڑ دیا۔ بعض اراکین دولت اور فوج کا کچھ حصہ آلا جس سے سلطان طغرل کی ہمت بلند ہو گئی، خراسان کے بعض مقامات پر قبضہ کر لیا۔ قزل ارسلان سے لڑائی ٹھن گئی، متعدد لڑائیاں ہوئیں ایک دوسرے کو مغلوب نہ کر سکے۔ ادھر قزل ارسلان نے دوبار خلافت بغداد میں عرضداشت بھیجی، خلافت پناہ کا میں بدول و جان مطیع ہوں، حسب دستور خدمت کے لئے موجود ہوں، حضور والا سلطان طغرل سے ہوشیار ہیں یہ نہایت چٹا پرزہ ہے، آپ میری امداد پر فویں بھیجیں میں سلطان طغرل سے فارغ ہو کر حاضر ہوں گا اور سلطان طغرل نے بھی اپنا لہجہ روانہ کیا۔ خلافت آج قزل ارسلان کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت فرمایا، دارالامارت کی تعمیر کا حکم دیا اور سلطان طغرل کے لہجے کو دوبارے ٹھکرایا اور بلا جواب پس کیا اور شاہی دارالحکومت کو زین دوز کر دیا۔

۵۸۳ھ میں خلیفہ ناصر الدین محمد بن عبد العزیز | وزیر جلال الدین عبد اللہ کی شکست گرفتاری | ایک فوج قزل ارسلان کی امداد پر وزیر السلطنت جلال الدین عبد اللہ بن یونس کی ماتحتی میں سلطان طغرل کے مقابلے کے لئے روانہ کی، ماہ صفر میں

یہ فوج کوچ و قیام کرتی قریب ہمدان پہنچی، اتفاق سے قزل ارسلان وقت پر نہ پہنچ سکا اور سلطان طغرل نے جنگ چھیڑ دی، وزیر السلطنت کو شکست ملی، سلطان طغرل نے لشکر بغداد کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور وزیر السلطنت کو گرفتار کر لیا لشکر بغداد بحال پریشان بغداد واپس آیا۔

جنگ سلطان طغرل قزل ارسلان | آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان طغرل اور قزل ارسلان بن ایلدکزن کے درمیان لڑائیاں ہو رہی تھیں،

آخر کار ان لڑائیوں میں قزل ارسلان کو کامیابی ہوئی، سلطان طغرل گرفتار ہو کر کسی قلعہ میں قید کر دیا گیا، تمام شہروں پر قزل ارسلان کا قبضہ ہو گیا، ابن وکلا روالی فارس و خوزستان نے بھی اطاعت قبول کی، قزل ارسلان کامیابی کے ساتھ اصفہان واپس آیا۔ اس وقت تک اصفہان میں جھگڑا و فساد کا سلسلہ جاری تھا، علما، شافعیہ کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے پھانسی دیدی، فساد و فساد فرو ہو گیا، ہمدان لوٹ آیا۔ ۷۵۵ھ میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا، بادشاہت کا اعلان کیا اور دروازے پر نوبت بجوائی۔

قتل قزل ارسلان | اس کے بعد ایک روز شب کے وقت بحالت خواب کسی نے قزل ارسلان کا کام تمام کر دیا، بہت جستجو کی گئی قاتل کا پتہ نہ چلا، اس کے غلاموں کی ایک جماعت کو اس شبہ سے کہ یہی قتل کے مرتکب ہوئے ہیں گرفتار کر لیا گیا۔

قزل ارسلان، کریم، حلیم، عادل، نیک سیرت اور خوش خلق تھا، برائی کا بدلہ نہ لینے کو زیادہ دوست رکھتا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد قلعہ بن بھلوان دقزل ارسلان کا بھتیجہ، حکمران ہوا۔ تمام شہروں پر جو قزل ارسلان کے قبضہ میں تھے قابض ہو گیا۔

ہمدان پر سلطان طغرل کا قبضہ | قزل ارسلان کے قتل ہونے کے بعد سلطان طغرل اس قلعہ سے جس میں قزل ارسلان نے اسے قید کیا تھا نکل آیا۔

شاہی فوجیں جمع ہو گئیں، ہمدان پر قبضہ کرنے کے لئے بڑھا، قلعہ بن بھلوان نے مدافعت پر مکر باندھی، ایک دوسرے سے تلخ و سپر ہوئے قلعہ شکست اٹھا کر رے چلا گیا اور سلطان طغرل نے

ہمدان پر قبضہ کر لیا۔

قتلغ نے رے پہنچ کر قلعہ بندی کر لی، خوارزم شاہ علاء الدین کش رے پر خوارزم شاہ کا قبضہ کو اپنی امداد پر بلا بھیجا۔ چنانچہ ششمین میں خوارزم شاہ رے کی جانب روانہ ہوا، رفتہ رفتہ قریب رے پہنچا، قتلغ کو خوارزم شاہ کی طرف سے شبہ پیدا ہوا، اپنے کئے پر ندامت ہوئی۔ مگر اس چارہ کار کیا تھا۔ رے کے قلعہ میں بیٹھ رہا۔ خوارزم شاہ نے رے اور قلعہ طبرک پر قبضہ کر لیا۔ سلطان طغرل سے مصالحت کر لی۔ اس اثنا میں سلطان شاہ برادر خوارزم شاہ کی نقل و حرکت کی خبر لگی جسے ان کے واقعات کے سلسلہ میں بیان کیا جائے گا۔ خوارزم شاہ رے پر اپنی جانب سے ایک حاکم مقرر کر کے ششمین میں خوارزم واپس آیا۔

سلطان طغرل اور خوارزم شاہ | جانب پیش قدمی شروع کی، خوارزم شاہ کی فوج پر جو رے میں مقیم تھی شب خون مارا۔ قتلغ پریشان ہو کر بھاگ نکلا، خوارزم شاہ کی خدمت میں امداد کا دوبارہ پیام بھیجا، معذرت کی، اتفاق سے جس وقت قتلغ کا قصد خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا اسی وقت خلیفہ عباسی کا ایلچی بھی فرمان لے ہوئے پہنچ گیا۔ خلافت مآب نے سلطان طغرل کی زیادتیوں کی شکایت تحریر کی تھی اور یہ لکھا تھا کہ تم ان شہروں پر قبضہ کر لو تاکہ امن و امان قائم ہو جائے۔ خوارزم شاہ نے خلافت مآب کے فرمان کو سراور آنکھوں پر رکھا اور نیشاپور سے رے روانہ ہوا۔ قتلغ نے اس کی اطاعت کو اپنی عزت کا باعث سمجھا اور اس کے ساتھ ہو لیا۔

جنگ سلطان طغرل و خوارزم شاہ | سلطان طغرل کو اس کی خبر لگی لشکر جمع ہونے کا انتظار کئے بغیر مقابلہ پر نکل گیا۔ ماہ ربیع الاول ششمین میں قریب سے دونوں فریقوں کی ٹڈ بھیر ہوئی، سلطان طغرل نے ہدف خوارزم شاہ پر حملہ کیا لڑتا ہوا خوارزم شاہ کے قلب لشکر تک پہنچ گیا، خوارزم شاہ کی فوج نے چاروں طرف

سے گھیر لیا۔ زخمی ہو گیا تھا۔ گھوڑے سے زمین پر آ رہا۔ کسی سپاہی نے سر اٹا لیا۔ خوارزم شاہ نے رے، ہمدان اور تمام شہروں پر قبضہ کر لیا، ہمدان اور اس کے صوبہ پر قتلغ بن بہلولان کو مامور کیا اور اکثر شہروں میں اپنے غلاموں کو جاگیریں دیں، مساجد کو ان کا سردار بنایا سلطان طغرل کے مارے جانے سے بڑا ملک شاہ کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

خوارزم شاہ اور خلیفہ ناصر | اس کے بعد خلیفہ ناصر الدین اللہ عباسی کے وزیر ابن عطاء اللہ ہمدان ۱۰ صغیانہ اور رے کو خوارزم شاہ کے غلاموں سے چھین لیا۔ چند روز بعد خوارزم شاہ نے پھر واپس لے لیا جیسا کہ خلفاء بنی عباسیہ کے حالات میں ہم لکھ آئے ہیں۔ خلیفہ ناصر عباسی کی طرف سے امر ابو بیہ میں سے ابو الہیجا ریحمن نے ۵۹۲ھ میں ہمدان کی جانب پیش قدمی کی، ازبک بن بہلولان نے ہمدان سے نکل کر بہ اطہار اطاعت نیاز حاصل کیا، ابو الہیجا نے گرفتار کر لیا۔ خلیفہ ناصر عباسی کو ناگوار گزرا، ازبک کو قید سے رہا کر دینے کا حکم صادر فرمایا اور ازبک کو خوش کرنے کی غرض سے خلعت بھیجے۔

امیر ابو الہیجا ریحمن، بیت المقدس کا حاکم تھا۔ امرامصر کا بااثر اور ممتاز فرد تھا۔ بیت المقدس اور اس کے ارد گرد کے علاقے اس کے زیر حکومت تھے۔ جب الملک العادل نے الملک الافضل سے دمشق چھین لیا تو بیت المقدس کی حکومت سے امیر ابو الہیجا ریحمن کو معزول کر دیا۔ وہ بغداد چلا آیا۔ خلیفہ ناصر عباسی نے اپنے اراکین دولت میں داخل کر لیا اور ۵۹۳ھ میں ہمدان کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔

ازبک بن بہلولان | ازبک بن بہلولان اپنے باپ کے مرنے کے بعد بلاد آذربائیجان پر رہا۔ حکومت پر قدم رکھتے ہی عیش و عشرت میں منہمک ہو گیا۔ انتظام مملکت سے غافل ہو کر رنگ رلیوں میں ڈوب گیا، کُرُج نے شہر دوسرے حملہ کیا اور

۵۹۴ھ ماہ شعبان میں خلیفہ ناصر عباسی نے ابن عطاء نائب وزیر کو عہدہ وزارت عطا فرمایا۔

اس کا نام مویہ الدین ابو عبد اللہ محمد بن علی مودن ابن قصاب تھا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۱۲ مطبوعہ لندن

محاصرہ کیا۔ اہل دیر نے ازبک بن بہلولان کے پاس وفد بھیجا۔ امداد کی درخواست کی، ازبک کے کانوں پر جوں تک نہ رنگی۔ کرج نے بزور تیغ دیر فتح کر لیا اور جی کھول کر اسے پامال کیا۔

قتل کوکبہ کوکبہ، بہلولان کا غلام تھا۔ ازبک کی کمزوری سے اسے ہمدان اور بلا جبل پر قابض ہو گیا، اپنے رفیق اید غمش دیر بھی بہلولان کا غلام تھا، کوکبہ اپنا معتمد علیہ اور دایاں بازو بنایا، اید غمش کو جب قوت حاصل ہو گئی تو حکومت کے لالچ میں کوکبہ سے لڑ گیا، اور اسے قتل کر کے تمام شہروں پر جو کوکبہ زیر حکومت تھے قابض ہو گیا۔ ازبک بن بہلولان و بادشاہ یا پڑا رہا۔ سیاہ و سفید کرنے کا اسے اختیار نہ تھا۔

ازبک اور وائی اربل آپ نے ابھی اوپر پڑھا ہے کہ ازبک تحت حکومت پر متمکن ہوتے ہی لذات اور لہو و لعب میں مصروف ہو گیا۔ انتظام سیاست

سے خوارزم شاہ کی خراسان سے واپسی کے بعد امرار اور خدام بہلولان نے متفق ہو کر کوکبہ کو جو کہ بہلولان کے غلاموں میں ایک با اثر اور صاحب الرائے شخص تھا اپنا امیر بنایا۔ اس کے تمام بلا تدریب پر قابض کر دیا۔ کوکبہ نے اصفہان سے خوارزمی عمال کو نکال باہر کرنے کی غرض سے اصفہان پر چڑھائی کی۔ قریب اصفہان پہنچا تو یہ معلوم ہوا کہ خلافت مآب کا لشکر اصفہان کے قریب پڑاؤ ڈالے ہے۔ امیر لشکر سیف الدین طغرل خادم خلیفہ عباسی کی خدمت میں معذرت کا عریضہ بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ خدام دولت نے خوارزمیوں کو نکالنے کی غرض سے اصفہان کا قصد کیا ہے اور کوئی غرض نہیں ہے۔ سیف الدین نے معذرت کو قبول کیا۔ کوکبہ خوارزمیوں کی مٹاؤ جتو میں طیس ربا و مقبوضہ اٹھیلیہ تک بڑھ گیا لوٹ کر پھر اصفہان آیا اور قبضہ کر لیا۔ بد بار خلافت میں اظہار طاعت کی غرض سے عریضہ بھیجا۔ اسے سادہ، ثم اور قاشان کی سند حکومت کی درخواست کی، اصفہان ہمدان، بخان اور قزوین علم خلافت کی حکومت کو تسلیم کرنے کے لئے لکھا، خلافت مآب نے درخواست کو قبول فرمایا۔ خوشنودی مزاج کی خلعت عنایت کیا اور غنور بر طبق درخواست روانہ کیا۔ اس سے کوکبہ کی شان شوکت کے چار چاند لگ گئے۔ فوج کثیر بھرتی کر لی، مستقل حکمران ہو گیا۔ ہم چشموں میں عظیم الشان او صاحب قوت تسلیم کیا گیا۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۲ صفحہ ۷۶، ۷۷، مطبوعہ لیدن۔

سے ایک قلم ہاتھ کھینچ لیا۔ والی اربل مظفر الدین کو کبریٰ اور ازبک میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ جس کی وجہ سے والی اربل نے ازبک کے مقبوضات کا قصد کیا، علاء الدین بن قرا سنقر احمدی والی مراغہ کے پاس گیا۔ امداد طلب کی۔ ازبک کے تمام حالات بتلائے۔ والی مراغہ نے والی اربل کی رائے سے اتفاق کیا اور اس کے ساتھ محاصرہ تبریز کو روانہ ہوا۔ ازبک نے اید غمش کو ان حالات سے مطلع کیا اس وقت ہمدان، اصفہان، رے اور تمام بلاد جبلیہ اید غمش ہی کے قبضہ اقتدار میں تھے اید غمش فوجیں لے کر غنیم کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا اور والی اربل کے پاس تہدید آمیز خط لکھا، والی اربل کے حواس باختہ ہو گئے۔ بلا قتل و قتال اپنے مرکز حکومت واپس گیا، علاء الدین بن قرا سنقر والی مراغہ بھی لوٹ گیا۔ لیکن اید غمش کا غصہ اس سے فرو نہ ہوا۔ ازبک کو ہمراہ لئے مراغہ پہنچا۔ اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ والی مراغہ نے اپنے مقبوضہ قلعوں میں سے ایک قلعہ دے کر معامحت کرنی اید غمش اور ازبک محاصرہ اٹھا کر واپس آئے۔

خوارزم شاہ کا مازندران پر قبضہ | حسام الدین اردشیر والی مازندران کے مرنے کے بعد اس کا بڑا بیٹا کا حکمران ہوا۔ اپنے منہجے بھائی کو اپنے مقبوضہ علاقہ سے نکال دیا۔ بحال پریشاں جرجان پہنچا، شاہ برتکش اپنے بھائی خوارزم شاہ کی طرف سے جرجان کا حاکم تھا۔ خوارزم شاہ سے اُس نے امداد کی درخواست کی خوارزم شاہ نے بشرط اطاعت امداد پر مکر باندھی، اپنے بھائی برتکش کو امداد پر متعین کیا۔ چنانچہ برتکش جرجان سے مازندران روانہ ہوا۔ اثنار راہ میں یہ خبر موصول ہوئی کہ والی مازندران جو اپنے باپ کے بعد حکمران ہوا تھا مرنے لگا ہے اور اس کا چھوٹا بھائی مازندران پر حکومت کر رہا ہے لیکن برتکش نے ارادہ تبدیل نہ کیا۔ مسافت طے کر کے مازندران پہنچا، اور ساریہ و آمد کی طرح مازندران پر غارت گری کر کے قبضہ کر لیا۔ خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور خراسان لوٹ آیا۔ سابق والی مازندران کا بھلا بیٹا جس نے خوارزم شاہ سے امداد کی درخواست کی تھی مازندران پر حکومت کرنے لگا۔ سابق والی مازندران کا چھوٹا بیٹا کا قلعہ کوری میں قلعہ بند ہو گیا۔ سارا مال و اسباب اور خزانہ اسی

کے قبضہ میں تھا۔ منجھلے بھائی سے نامہ و پیام شروع کیا، عنایت و الطاف کا خواست گاہ ہوا۔ منجھلے بھائی نے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا۔

۵۶۰ھ میں علاء الدین قرا سنقر احمدی دلی والی مراٹھ کی موٹ آگئی، ازبک کا مراٹھ پر قبضہ کوئی بڑا الزام نہ تھا۔ اس کے خادم نے عنان حکومت اپنے ہاتھ

میں لی اور اس سے ایک کم سن بچہ کو حکومت کی کرسی پر متمکن کیا، بعض اصرار دولت نے اس سے سرکشی کی اور بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اس نے ان کی گوشمالی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں، باغیوں کو شکست ہوئی۔ علاء الدین قرا سنقر کا کم سن بچہ مستقل طور سے حکمران ہو گیا۔ ایک برس کے بعد ۵۶۲ھ میں اس کا بھی پیام موت آگیا۔ اس کے مرنے سے خاندان قرا سنقر احمدی کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ ازبک بن بہلوان ان واقعات سے مطلع ہو کر تبریز سے مراٹھ آیا اور خاندان قرا سنقر کے تمام علاقوں پر قابض ہو گیا، صرف وہ قلعہ باقی رہ گیا جس میں قرا سنقر کا خادم قلعہ بند تھا۔ خزاں اور مال و اسباب اسی خادم کے پاس تھا۔

ایدغش اور سنکلی | ایدغش کے ابتدائی حالات اور حکومت حاصل کرنے کے واقعات آپ پر پڑھ آئے ہیں دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس وقت اس کا قلم استقلال کے ساتھ حکومت پر جم گیا، ہدان، اصفہان اور رے اور بلاد جلیلیہ پر قابض ہو گیا، کثیر تعداد فوج بھی جمع ہو گئی، شان و شوکت بھی بڑھ گئی، تو خود مختار حکومت کا مدعی ہوا۔ حوصلہ اس قدر بڑھا کہ اپنے آقائے نعمت بہلوان جس نے اس کو رباطن کو حکومت عطا کی تھی کے لڑکے ازبک پر چڑھائی کر دی ازبک اس وقت آذربائیجان میں تھا۔ بہلوان کے خادموں سے ایک شخص سنکلی نامی ایدغش کے روک تھام کے لئے اٹھا۔ مالک بہلوانیہ کا ایک بڑا گروہ ساتھ ہو گیا۔ بات کی بات میں کثیر فوج فراہم ہو گئی اس واقعہ میں ایدغش کو شکست ہوئی، سنکلی نے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا۔

ایدغش شکست کھا کر بغداد پہنچا۔ خلافت آپ نے اس کی آمد پر مسرت کا اظہار کیا۔

عزت و احترام سے ملاقات کی۔ یہ واقعہ ۶۷۰ھ کا ہے۔ ایدغش نے بغداد میں قیام اختیار کیا۔
قتل ایدغش | خلافت آب نے ایدغش کو خلعت دیا، لواء حکومت عطا کیا، جس قدر بلاواس
 کے قبضہ میں تھے، ان کی سند حکومت مرحمت فرمائی، فوجی امداد دینے کا وعدہ
 کر کے ۶۷۰ھ میں زحمت کیا۔ ایدغش بغداد سے ہمدان کی جانب واپس ہوا اور بغدادی افواج
 کے انتظار میں سلیمان بن برجم امیر ایوانیہ ترکمان کے پاس قیام کیا۔ سلیمان نے خفیہ طور
 سے سنکلی کو ایدغش کے حالات لکھ بھیجے اور ایک روز موقع پا کر ایدغش کا کام تمام کر دیا۔ سرتار
 کر سنکلی کے پاس بھیج دیا، ایدغش کے تمام ہمراہی منتشر ہو گئے۔ سنکلی نے ایدغش کے تمام
 مقبوضہ شہروں پر قبضہ کر لیا۔

سنکلی کی سرکشی | خلافت آب کو اس واقعہ سے سخت ناراضگی پیدا ہوئی، سنکلی کو تہدید آمیز
 اور ناراضگی کا خط لکھا۔ سنکلی نے کچھ بھی سماعت نہ کی، خلافت آب نے
 اس کے آقا ازبک بن بھلوان والی آذر بایجان کو اس کی شکایت لکھی، فوج کشی کی ترغیب
 دی، امداد کا وعدہ کیا۔ جلال الدین اسماعیلی والی قلعہ موت کو ازبک کی موافقت اور اس کے
 ساتھ ہو کر سنکلی سے لڑنے کا پیام بھیجا، اور باہم یہ قرار پایا کہ کامیابی کے بعد مساوی طور پر
 تینوں فریقوں میں ممالک مقبوضہ تقسیم کر دیے جائیں گے، خلافت آب نے فوج کی روانگی کا
 حکم دیا۔ اپنے خادم منقر معروف بہ وجہ السج کو سپہ سالار مقرر کیا، مظفر الدین کو کبریٰ بن
 دین الدین علی کو چک والی اربل و دتھرز و کو بھی شریک جنگ ہونے کا حکم صادر کیا۔ اور میدان
 جنگ کا سپہ سالار اعظم اسی کو مقرر فرمایا۔

سنکلی کی شکست و فرار | چنانچہ یہ نوچیں دل بادل کی طرح ہمدان کی طرف بڑھیں، سنکلی
 میں مقابلے کی قوت نہ تھی ہمدان چھوڑ کر بھاگ نکلا، پہاڑوں
 میں جا کر چھپ گیا۔ حملہ آور فوج نے تعاقب کیا، دامن کوہ میں پڑاؤ ڈالا۔ پہاڑ کی چوٹی پر سنکلی
 تھا اور نیچے حملہ آور فوج تھی۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ ازبک کی فوج میدان جنگ سے بھاگ

کھڑی ہوئی، سنکلی پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا، رات ہوئی تو ازبک اپنے مورچہ میں واپس آیا صبح کو پھر دو دن حریف باہم تیغ و سپر ہوئے۔ اس جنگ میں سنکلی کو شکست ہوئی۔ میدان جنگ سے بھاگ کر پہاڑ کی چوٹی پر چندے ٹھہر رہا تو غنیم کی فوج چارے کی کمی کی وجہ سے بھاگ جاتی۔ لیکن اس کی قسمت میں شکست لکھی تھی۔ جوں ہی رات نے اپنے سیاہ دامن فضائے عالم میں پھیلانے سنکلی بلندی کوہ سے اتر کر بھاگ گیا۔ تمام ہمراہی منسرو متفرق ہو گئے۔ پھر کیا تھا میدان خالی ہو گیا۔ فہمید گردہ نے سنکلی کے تمام علاقہ پر قبضہ کر کے حسب قرار داد باہم حصہ بخرہ کر لیا۔

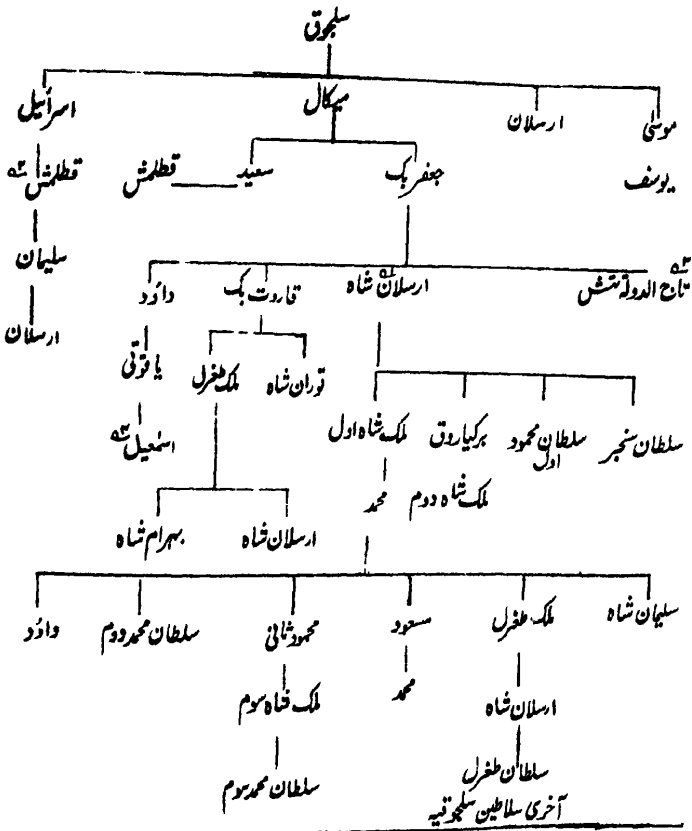
سنکلی کا خاتمہ | ازبک کو جتنے میں جو بلاد ملے تھے ان پر اپنے بھائی کے مملوک اغلش کو مقرر کیا۔ اغلش نے قبضہ کر کے نظم و نسق کی طرف توجہ کی، سنکلی گرتا پڑتا سادہ پہنچا۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے سنکلی کو گرفتار کر لیا اور سرانامہ کو ازبک کے پاس بھیج دیا۔ اور بلاد جیل میں حکومت قائم ہو گئی یہاں تک کہ ۱۳۱۵ء میں فرقہ باطنیہ کے ہاتھوں اس کی زندگی کے دن پورے ہو گئے، خوارزم شاہ نے ان شہروں پر قبضہ کر لیا جیسا کہ خوارزم شاہ کے حالات میں آپ پڑھیں گے۔ ازبک بن بھلون والی آذربائیجان داران نے خوارزم شاہ کے علم حکومت کی اعلیٰ قبول کی 'اپنے مقبوضہ علاقہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا ملک شاہ کے خاندان اور اس کے غلاموں کی حکومت کا سلسلہ عاقبت، خراسان، فارس اور تمام ممالک مشرق سے منقطع ہو گیا، صرف ازبک بلاد آذربائیجان پر قابض رہا۔

جلال الدین محمد کش کا قتل | اس کے بعد علاقہ میں تاری طوفان اٹھا محمد کش کے تمام مقبوضات اور مال نہر خراسان اور عراق عجم پر قبضہ کر لیا۔ ہندو تک ان کا اثر پہنچا ۱۳۱۵ء میں ازبک بھلون، چنگیز خاں کا مطیع ہو گیا اور چنگیز خاں کے حکم سے خوارزمیوں کو مار ڈالا، لوٹ کر خراسان آیا۔ اتنے میں جلال الدین محمد بن نکش ۱۳۱۵ء میں ہندو سے واپس آیا۔ عراق عجم اور فارس پر قابض ہو گیا، آذربائیجان پر قبضہ کرنے کو بڑھا رہا۔

آذربائیجان اور اران چھوڑ کر گنجه چلا گیا، جلال الدین نے قبضہ کر کے گنجه پر دھاوا کیا ازبک نے گنجه بھی چھوڑ دیا اور کسی قلعہ میں قلعہ بند ہو گیا۔ جلال الدین نے گنجه پر بھی قبضہ کر لیا اسی پریشانی اور بے سرو سامانی کی حالت میں ازبک کی موت آگئی، اپدکر کی خاندان کی حکومت ختم ہو گئی تاتاریوں نے تمام ملک پر قبضہ کر لیا۔ سلسلہ میں جلال الدین محمد نکش کو بھی مار ڈالا۔ جیسا کہ ان کے حالات آپ آئندہ پڑھیں گے۔

سلاطین سلجوقیہ کے حالات ختم ہو گئے۔ اب ہم یکے بعد دیگرے ان حکومتوں کے حالات لکھنے کی جانب توجہ کرتے ہیں جو سلاطین سلجوقیہ کی دولت و حکومت سے پیدا ہوتی تھیں۔ وراثت وارث الارض ومن علیہا و ہو خیر الوارثین۔

شجرہ سلاطین سلجوقیہ



۱۔ ارسلان یا الیہ ارسلان مودت اعلیٰ سلاطین سلجوقیہ والی رہے۔ یہ پہلا بادشاہ ہے جس نے سلاطین سلجوقیہ کی حکومت

کا بنیادی پتھر رکھا تھا۔

۲۔ تاج الدولہ تش والی بلاد شام

۳۔ والی آذربائیجان

۴۔ توران شاہ والی فارس

باب

ملوک خوارزم محمد بن انوشتکین

و

اتسز بن محمد

انوشتکین غرشی حکمرانان خوارزم کا مورث اعلیٰ اور جدا کبر انوشتکین "ترکی الاصل اور انوشتکین غرشی کہلاتا ہے" امر سلجوقیہ میں سے ملکا بک نامی ایک سردار نے اسے خرید لیا۔ چونکہ انوشتکین میں غیر معمولی شجاعت اور عقل و فراست تھی اس وجہ سے امیر ملکا بک اسے بہت زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ انوشتکین کا بیٹا محمد اپنے باپ کی طرح شجاعت اور دانائی میں یکتا نکلا۔ انوشتکین نے اسے نہایت عمدہ تعلیم دلائی چنانچہ آداب اور اخلاق کے زیور سے مزین و آراستہ ہو کر سن شعور کو پہنچا۔ امر سلجوقیہ میں مل جل گیا، بعض صوبجات کی حکومت پر متعین ہوا، نہایت کفایت شعار اور منظم تھا تھوڑے ہی دنوں میں شہرہ آفاق ہو گیا۔

ارسلان ارغون جب سلطان برکیاروق ابن سلطان ملک شاہ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور ارسلان ارغون برکیاروق کا چچا، مخالفت پر اٹھا، اور خراسان پر قبضہ کر لیا تو انوشتکین میں برکیاروق نے جوہن اپنے بھائی سنجر کی سرکردگی میں ارسلان ارغون کے سرکردگی کے لئے روانہ کیں۔ روانگی فوج کے بعد خود بھی روانہ ہو گیا۔ اثنائے راہ میں ارسلان ارغون کے مارے جانے کی خبر ملی، ارسلان ارغون کو اسی کے ایک غلام نے تنگ ہو کر مار ڈالا تھا۔

جیسا کہ آپ اور پڑھ آئے ہیں۔ برکیا روق نے اس خبر سے مطلع ہو کر ارادہ تبدیل نہ کیا بلکہ طرف خراسان اور مادر النہر کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان ڈالا، ارسلان ارغو کے نابھوں نے حکومت چھین لی۔ اپنے بھائی سخر کو مامور کیا۔

محمد بن سلیمان کی بغاوت | محمد بن سلیمان امیر امیران نے جو کہ برکیا روق کا قراہت مند تھا بغاوت و مخالفت کا جھنڈا بلند کیا۔ سخر نے مقابلے پر کمر باندھ دیا اور کامیاب ہوا۔ محمد بن سلیمان کو گرفتار کر کے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھر وادیں، برکیا روق خوارزم پر کابھی شاہ کو والی مقرر کر کے خراسان سے عراق واپس آیا زبان فارسی میں "شاہ" سلطان کو کہتے ہیں خوارزم کو شاہ کی جانب مضاف کر کے حسب عادت مضاف الیہ کو مضاف پر مقدم کر دیا کابھی شاہ ہو گیا،

قودز کی بغاوت اور قتل | برکیا روق کی واپسی کے بعد سرداران لشکر میں سے امیر قودز اور امیر بارتقاش جو کسی وجہ سے موکب شاہی کے ساتھ خراسان میں گئے تھے بغاوت اور مخالفت پر تیار ہو گئے۔ اور کابھی شاہ والی خوارزم پر جب کہ وہ سلطان برکیا روق کی خدمت میں باریاب ہوئے جا رہا تھا۔ مقام مرو میں حملہ کر دیا اور اسے مار ڈالا اور خوارزم پر قبضہ کر لیا۔ سلطان برکیا روق کو اس کی اطلاع ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ عراق عجم میں امیر انزاور موید الملک بن نظام الملک نے بغاوت پکڑ باندھ لی تھی، برکیا روق، امیر انزاور موید الملک کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا اور امیر داؤد حبشی بن ایتاق کو فوج کا سپہ سالار بنا کر قودز بارتقاش سے جنگ کے لئے خراسان واپس کیا۔ امیر داؤد دہرات کی طرف روانہ ہوا، امیر داؤد حبشی کی فوج جمع نہیں ہوئے پانی کمی کی قودز اور بارتقاش نے پیش قدمی کر دی، امیر داؤد حبشی نے جوں توں دریائے جیوں عبور کیا۔ بارتقاش نے بڑھ کرا گا روکا۔ ایک دوسرے سے تیغ دسمہ ہوئے۔ بارتقاش کو شکست ہوئی اور جنگ کے دوران امیر داؤد نے گرفتار کر لیا۔ اس واقعہ کی خبر قودز نے ایتاق کو پہنچا دیا

تک پہنچی، فوج نے بلوہ کو دیا، تو دزد بھاریا بھاگ گیا، دانی بخارا نے گرفتار کر لیا۔ لیکن چند روز بعد رہا کر دیا۔ اگر تا پڑتا سلطان سنجر کی خدمت میں پہنچا۔ سلطان سنجر نے بغاوت کے جرم میں باریات سے سبک دوش کر دیا۔ باقی رہا بارتقاش، وہ امیر داؤد کے پاس قید کی مصیبتیں بھگھلتا رہا۔

محمد بن اوششکین | فساد کا بازار سرد پڑ گیا۔ امیر داؤد حبشی کی حکومت کا سکہ جہم گیا۔ امیر داؤد حبشی نے حکومت خوارزم کے لئے محمد ابن اوششکین کو منتخب کیا، محمد اوششکین نے نہایت خوبی سے خوارزم کا نظم و نسق درست کیا، مصارف میں کفایت دکھائی، آئے دن کے فساد اور بد امنی کو روک دیا، اہل علم کو دوست رکھتا تھا۔ علماء اور فضلاء سے اس کی مجلس بھری رہتی تھی، عادل تھا، رعایا کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرتا تھا۔ ان وجوہ سے اس کا ذکر خیر تمام عالم میں پھیل گیا اور شان و شوکت بڑھ گئی۔ سلطان سنجر نے خراسان پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد محمد ابن اوششکین کو نہ صرف خوارزم کی حکومت پر بحال و قائم رکھا بلکہ اور زیادہ قدر افزائی کی، مراتب و مدارج علیا عطا کئے۔

محمد بن اوششکین کا خوارزم پر قبضہ | جن دنوں محمد بن اوششکین خوارزم میں موجود نہ تھا، کسی ہم پر گیا ہوا تھا۔ طغرل تکین محمد بن کنجی کے اُسجاہلے سے ایک ترکی بادشاہ خوارزم پر چڑھ آیا۔ یہ کنجی وی سی ہے جو خوارزم کا سابق بادشاہ تھا جسے امیر تووز اور امیر بارتقاش نے مار ڈالا تھا، محمد ابن اوششکین کو اس کی اطلاع ہوئی، سلطان سنجر کی خدمت میں نیفا پور اطلاعی عرض داشت بھیجی، امداد کی درخواست کی اور فوج فراہم کر کے خوارزم کو چھڑانے کی غرض سے روانہ ہوا۔ ترکی بادشاہ اور طغرل تکین محمد بن اوششکین کے چلے بنے۔ ایک دوسرے سے جدا ہو کر ہر ایک نے ایک ایک سمت کا راستہ لیا، محمد بن اوششکین کی قدم و منزلت اور بڑھ گئی۔

اتسز بن محمد بن اتوشکین | اس کے بعد محمد بن اتوشکین دانی خوارزم کا زمانہ وفات آگیا۔ اس کا لڑکا اتسز جانشین ہوا۔ یہ اپنے باپ کے قدم بقدم چلا،

اتسز زمانہ حکومت محمد ابن اتوشکین میں کئی بار لشکر کا سپہ سالار مقرر ہو کر دشمنوں کے مقابلہ پر گیا تھا اور کامیاب ہوا تھا۔ حکمران ہوتے ہی اس کی مردانگی، شجاعت اور سیاست کا دلکا بجنے لگا، شہر مقشلاک کی فتح نے اس کی شہرت و ناموری پر چار چاند لگا دیئے۔ ہر کہ دمہ کی زبان پڑس کی کفایت شعاری اور مہارت جنگ کا چرچا ہوتے لگا، شان و شوکت دوبالا ہو گئی، سلطان سنجہ نے اپنے دربار میں طلب کر کے مخصوص مصاحبوں میں داخل کر دیا۔ ہر سفر میں اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ لڑائیوں میں اسی کو لشکر کا سپہ سالار اعظم بنانا تھا۔ لگائے بھائے والوں کو حسد و رشک پیدا ہوا، چغل خوری شروع کر دی، وقت بے وقت باتیں جڑنے لگے کہ اتسز کے دماغ میں خوارزم کی خود مختار حکومت کا سودا سما گیا ہے، اس نے خوارزم میں اپنی حکومت قائم کر لی ہے۔

جنگ سلطان سنجر اور اتسز بن محمد | سلطان سنجر کو اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی، بلا تحقیق فوجیں لے کر خوارزم پر چڑھ گیا، اتسز بھی جنگ پر تیار ہو گیا،

لڑائی ہوئی، میدان سلطان سنجر کے ہاتھ رہا۔ اتسز کو شکست ہوئی۔ اتسز کا بیٹا اور اس کے بہت سے سردار و مصاحب سلطان سنجر کے حکم سے مار گرائے گئے اور خوارزم پر قبضہ کر کے غیاث الدین سلیمان شاہ ابن سلطان محمد اپنے بھتیجے کو حکومت عنایت کی، اتابک کو زمر اور حاجب مقرر کر کے ۵۵۳ھ میں مرد واپس آیا۔ چونکہ اہل خوارزم، اتسز سے بے حد خوش اور اس کے ممنون احسان تھے اور غیاث الدین سلیمان شاہ کا برتاؤ ان لوگوں کے ساتھ اچھا نہ تھا اس وجہ سے سلطان سنجر کی واپسی کے بعد ہی اتسز نے اہل خوارزم کے کہنے سے دوبارہ چڑھائی کر دی۔ اہل خوارزم نے نہایت خوشی سے قبضہ دیدیا۔ سلیمان شاہ اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس چلا آیا۔ اور اتسز خوارزم کا مستقل حکمران ہو گیا۔

جنگ سلطان سنجر و ترکان خطا | ۵۵۳ھ میں سلطان سنجر اور ترکان خطا سے معرکہ آرائی ہوئی۔

آپ ابھی اور پڑھ آئے ہیں کہ سلطان سنجر نے اتسر بادشاہ خوارزم کے بیٹے کو قتل کر ڈالا تھا اس سے اتسر کو غصہ درخ پیدا ہوا۔ خوارزم واپس آنے کے بعد اتسر نے ترکان خطا کو سلطان سنجر کی مخالفت اور اس کے مقبوضات پر قبضہ کی ترغیب دی تاکہ سلطان سنجر کی توجہ ترکان خطا کی جنگ کی طرف لگ جائے اور اتسر کے مقبوضہ علاقہ سے متعارض نہ ہو۔ چنانچہ ترکان خطا نے جو مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہ رکھتے تھے سلطان سنجر کے مقبوضہ شہروں کی طرف پیش قدمی کی۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ محمود بن محمد بن سلیمان بن داؤد بقر خاں بادشاہ خانیہ حکمران کاشغر اور ترکستان پر رجو کہ ہمیشہ زادہ سلطان سنجر تھا، ترکان خطا نے ملک گیری کی غرض سے حملہ کیا، محمود نے مدافعت پر کمر باندھی، ترقی خطا نے محمود کو بڑے طور سے شکست دی، محمود شکست کھا کر سمرقند واپس آیا اپنے ناموں سلطان سنجر کو یہ واقعات لکھے، ترکان خطا کے مظالم کی شکایت لکھی، امداد و اعانت کی درخواست کی، سلطان سنجر سلجوقی اور خراسانی لشکر لے کر ترکان خطا سے تیغ و سپر ہونے کے لئے چلا۔ دریا کو عبور کر کے یکم صفر ۳۲۷ھ میں ترکان خطا سے بھڑ گیا، گھمسان کی لڑائی ہوئی، سلطان سنجر کو شکست ہوئی بے شمار مسلمان مارے گئے، لشکر اسلام کے مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ مرد اور چار ہزار عورتیں بیان کی جاتی ہیں، اسی واقعہ میں سلطان سنجر کی بیگم قید ہو گئی۔ سلطان سنجر شکست کھا کر خراسان کی جانب واپس ہوا اور بادشاہ خطا نے ماوراء النہر پر قبضہ کر لیا۔ اور ماوراء النہر مالک محروسہ اسلام سے نکل گیا۔ ان واقعات کو ہم تفصیل کے ساتھ سلطان سنجر کے حالات میں لکھ آئے ہیں۔

مخمس مرو اور نیشاپور پر اتسر کا قبضہ | خراسان کا قصد کیا، سلطان سنجر ترکان خطا کے مقابلہ میں

شکست کھا کر ہمت ہار گیا تھا۔ کوئی مقابلہ کرتے والا نہ ملا۔ اتسر نے مخمس پر قبضہ کر لیا۔ امام محمد زیدی جو کہ زہد و تقویٰ اور علوم دینی کے ماہر تھے۔ اتسر سے ملے آئے، اتسر نے عزت و وقار سے ملاقات کی۔ ان کے ہندو نصاب کو گوش دل سے سنا اور قبول کیا۔ اس کے بعد اتسر

نے مرو شاہجان کی طرف قدم بڑھایا امام احمد باغوری نے حاضر ہو کر گزارش کی۔ آپ اپنی فوج کے ساتھ مرو کے باہر قیام فرمائیں، اہل مرو آپ کے مطیع و فراں بردار ہیں، اُن پر حملہ کرنے سے ناحق خونریزی ہوگی، افسر نے امام احمد کی سفارش قبول کی اور شہر مرو کے باہر پڑاؤ کیا۔ عوام الناس پر شامت سوار ہوئی، لہذا مچا کر خوارزمی فوج کے سپاہیوں سے بھڑک گئے، کسی کو قتل کیا، اور کسی کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ افسر کے مصاحبوں کو جو بغض و نفرت شہر میں گئے تھے کھینچ کر باہر نکال دیا۔ افسر کو اس سے غصہ پیدا ہوا کہ حکم دے دیا چنانچہ یکم ربیع الاول ۵۳۶ھ میں مرو کے عوام الناس سے لڑائی ہوئی، بہت سے مارے گئے جن میں اکابر علماء مرو کی ایک جماعت بھی تھی، کئی روز تک قتل عام کا بازار گرم رہا۔ علماء اور فقہاء کا ایک بڑا گروہ برہنہ سر پہا افسر کی خدمت میں اہل مرو کی غفوة و تقصیر کی غرض سے حاضر ہوا، افسر نے اپنے لشکر کو اہل مرو کے قتل عام سے منع کر دیا، اور ان کی خطائیں معاف کر دیں، لیکن سلطان سنجر کے اراکین اور سرداروں کے مال و متاع کو ضبط کر لیا اور سلطان سنجر کا خطبہ موقوف کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا۔ جس وقت خطیب کی زبان سے افسر بادشاہ خوارزم کا نام نکلا، اہل نیشاپور کا دل بھر آیا، انتقام اور مقابلہ کا جوش پیدا ہوا۔ لیکن آخری نتیجے نے روک دیا۔ خاموش ہو گئے۔

صوبہ بہق کا تاراج | مرو پر قبضہ کے بعد افسر نے صوبہ بہق کے سر کرنے کے لئے ایک فوج روانہ کی۔ پانچ یوم کے محاصرہ کے بعد شہر فتح ہو گیا، تمام صوبہ کو قتل و غارت گری کا نشانہ بنالیا، گاؤں، دیہات اور شہر تاراج کر دیئے گئے۔ چونکہ ترکان خطا افسر کی پشت پناہی پر تھے اور درپردہ یہ انھی کا کثرت تھا۔ اس وجہ سے سلطان سنجر ان افعال سے جو افسر بلا دخرا سان میں کر رہا تھا متعجب نہ ہوتا تھا۔ صبر کا بھاری چھرا اپنے دل پر رکھے ہوئے مسلمانوں اور بلاد اسلامیہ کی بربادی کو دیکھ رہا تھا۔

اس کے بعد ۵۳۷ھ میں ترکان غزوے دارا اسلام تھے اٹھے اور سلطان سنجر سے

لڑکر کامیابی کے ساتھ خراسان پر قابض ہو گئے۔ ترکوں کا یہ گروہ لوک سلجوقیہ سے علیحدگی کے بعد اور الانہر آکر مقیم ہوا تھا اور مذہب اسلام کا پابند تھا۔ جب ترکوں نے نظام اور الانہر پر مسلط قابض ہوئے تو ترکان غز کو ماوراء النہر سے نکال دیا۔ اطراف بلخ میں جا کر قیام اختیار کیا، لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ دن دواڑے قائم ٹوٹ پیتے تھے۔ دیہات اور قصبات کو تاراج کرتے تھے۔ سلطان سنجر نے ان کے خاتمہ پر کرباندھی، جو میں فراہم کیں، معرکہ آرا ہوا، لیکن مقابلہ نذر سکا شکست کھا کر بھاگا۔ گرفتار کر لیا گیا، اس کی آفتاری اور شکست اس کی حکومت کا شیرازہ بکھر گیا، جو کسی طرح سے پھر درست نہ ہو سکا۔ گورنران صوبجات نے اپنے اپنے صوبہ کو دیا، مستقل اور خود مختار حکمران بن گئے، ان کی دیکھا دیکھی غلاموں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے، جس کا جہاں سینک سا یا چلا گیا اور مملکت سلجوقیہ کے حصے بخرے کر لئے، اتسر بھی خوارزم اور اس کے صوبہ کو دیا بیٹھا، خود مختاری کا اعلان کیا۔ جس پر اس کی اولاد وراثت آئندہ حکمران ہوئی، پھر جب سلاطین سلاجوقی کی ہوا اور زیادہ بگڑی اور فضا حکومت پر ادبار کی گھٹائیں چھا گئیں تو اتسر کی اولاد نے خراسان اور عراق پر بھی قبضہ کر لیا۔ ان لوگوں کی بہت بڑی حکومت ہوئی جسے ہم فصل ان کی دولت و حکومت کے ضمن میں بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ واللہ ولی التوفیق بمنہ وکرہم۔

ارسلان بن اتسر | اتسر بن محمد بن التوشکیں والی خوارزم نے نصف شعبہ میں ساٹھ سال حکومت کر کے سفر آخرت اختیار کیا۔ نہایت عادل، نیک سیرت تھا، رعایا کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کرتا تھا۔ ارسلان بن اتسر خوارزم کا حکمران ہوا اگر کسی حکومت پر دشمن ہو کر اپنے بھائی کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں، پھر جب سلطان سنجر تاتاریوں کی قید سے نکل کر چلا آیا تو ارسلان نے فدویت نامہ بھیجا، اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کیا، سلطان سنجر نے خوارزم کی سند حکومت عطا کی۔ اس کے بعد ترکان خطائے تسخیر خوارزم کی فرض سے خروج کیا، ارسلان مقابلہ کے لئے نکلا، تھوڑی سی مسافت طے کی ہوئی کہ ایک مہلک مرض ساٹھے آکر کھڑا ہو گیا، خوارزم واپس آیا، سرداران لشکر میں سے نظر امیر کو قایم مقرر کر کے،

فوج کو روانہ کیا، حکم دیا ترکان خطا اور خوارزمی فوج سے ٹھہر جی رہی، ترکوں نے اس کو شکست دی، گرفتار کر لیا اور ماوراء النہر واپس لے گئے۔

باب

علامہ الدین تیکش بن ارسلان

اس واقعہ کے بعد ارسلان بن اتسز بادشاہ خوارزم اسی علالت محمود بن ارسلان میں جس کی وجہ سے ترکان خطا کے مقابلہ پر نہ جاسکا تھا انتقال ہو گیا اس کا چھوٹا بیٹا محمود تخت حکومت خوارزم پر متمکن ہوا اس کی ماں سلطنت و حکومت کا انتظام کرنے لگی ارسلان کا بڑا لڑکا علامہ الدین تیکش اس وقت خوارزم میں موجود نہ تھا اپنے مقبوضہ صوبہ میں تھا چھوٹے بھائی کی حکومت ناگوار گزری بادشاہ خطا کے پاس چلا گیا امداد کی درخواست کی خوارزم کی سرسبزی اور مال و دولت کی طمع دی بادشاہ خطا کے منہ میں پانی بھرا یا خوارزم کی زرینری سن کر مال بیک پٹری باہم عہد و پیمان کیا اور ایک بڑی فوج لے کر علامہ الدین تیکش کی امداد کی غرض سے خوارزم کی طرف کوچ کیا۔

موید کی گرفتاری و قتل سلطان شاہ اور اس کی ماں مویدای یہ والی نیشاپور کے پاس چلی آئی تھی مویدای یہ سلطان منجبر کے بعد نیشاپور پر قابض ہو گیا تھا نذرانے اور تحائف دیئے خوارزم کے مال و خزانہ کا لالچ دیا مویدای یہ فوجیں فراہم کر کے خوارزم کو علامہ الدین تیکش اور ترکان خطا کی دست برد سے بچانے کے لئے سلطان شاہ کے ساتھ روانہ ہوا بیس کوس کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا کہ علامہ الدین تیکش اس کی آمد سے مطلع ہو کر میدان میں آ گیا گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار موید کی فوج نے اپنا مورچہ چھوڑ دیا بھاگ نکلی موید

گرفتار ہو کر علاء الدین تکش کے سامنے پیش کیا گیا علاء الدین تکش نے قتل کا حکم صادر کیا جس کی تعمیل فوراً کی گئی، سلطان شاہ نے گرتے پڑتے دہستان میں جا کر دم لیا، علاء الدین تکش نے تعاقب کیا، دہستان کو پہنچ کر گھیر لیا، سلطان شاہ چھپ کر دہستان سے بھاگ گیا اس کی ماں گرفتار ہو گئی۔ علاء الدین تکش نے قتل کر دیا اور دہستان پر قبضہ کر کے خوارزم واپس آیا۔

سلطان شاہ دہستان سے نکل کر نیشاپور پہنچا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ طغان شاہ ابو بکر ابن مویذ نیشاپور میں حکومت کر رہا تھا، چند روز قیام کر کے سلطان غیاث الدین غوری کے پاس چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا۔

ترکان خطا کی علاء الدین تکش پر فوج کشی | ترکان خطا نے علاء الدین تکش سے ایفار عہد کا عائدہ ملیندہ ٹھہرایا۔ دو ایک روز حیلہ و حوالہ سے کام لیا، ایک روز چند آدمیوں کو ان کے قتل پر مامور کر دیا۔ ایک بھی جاں بر نہ ہوا اور اس عہدہ و اقرار کو جو اس نے ترکان خطا سے کیا تھا، بالائے طاق رکھ دیا، سلطان شاہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی، فطرت سے چھل پڑا، غیاث الدین غوری سے نصحت ہو کر بادشاہ خطا کے پاس پہنچا، علاء الدین تکش اپنے بھائی کی زیادتیوں کی شکایت کی امداد کا خواہاں ہوا اور یہ ظاہر کیا کہ اہل خوارزم مجھ سے زیادہ مالوس ہیں، میری صورت کو دیکھ کر علاء الدین تکش کا ساتھ چھوڑ دیں گے علاء الدین تکش سے بدلہ لینے کا یہ موقع اچھا ہے اس نے آپ کے ساتھ بھی بد عہدی کی ہے، بادشاہ خطا پہلے ہی سے خار کھائے بیٹھا تھا، فوراً تیار ہو گیا، ایک بڑی فوج لے کر خوارزم پر چڑھ آیا، محاصرہ کر لیا۔ علاء الدین تکش قلعہ بند ہو گیا، مدافعت کی تدبیریں کرنے لگا، فوج نے علاء الدین تکش کے حکم سے نہریں پانی جاری کر دیا، جوں کے بند کھول دیئے گئے، سیلاب عظیم برپا ہو گیا،

پینے کے دینے پڑ گئے، بادشاہ خطا کا لشکر ڈوبتے ڈوبتے بچا، محاصرہ اٹھا کر ناکام واپس ہوا، بادشاہ خطائے سلطان شاہ کو اس دھوکہ دینے پر بے حد اذیت کی، سلطان شاہ نے ندامت سے سر جھکا لیا۔

سلطان شاہ کا سرخس اور مرو پر قبضہ | اس کے بعد سلطان شاہ نے بادشاہ خطا کے سپہ سالار اعظم سے کہا - آپ میری معیت میں ایک فوج مرو کے قبضہ کے لئے روانہ کیجئے، میں قبضہ کا ذمہ دار ہوں، دینار غزی اس زمانہ سے مرو پر قابض ہے جن دونوں تاتاریوں اور سلطان خجندیہ میں جھگڑا ہو رہا تھا، دینار غزی ایک کمزور آدمی ہے۔ سپہ سالار نے فوج کو روانگی کا حکم دیا، سلطان شاہ نے سرخس کی طرف قدم بڑھایا، اور ان تاتاریوں سے جو اس پر قابض تھے تیغ و سپر ہوا، نہایت بے رحمی سے انھیں قتل و پامال کیا۔ دینار غزی نے سرخس چھوڑ کر ایک قلعہ میں پناہ لی۔ سلطان شاہ نے مرو کا قصد کیا، دلیٰ مرد نے مدافعت پر کمر باندھی، لڑائی ہوئی، آخر کار سلطان شاہ نے اس پر بھی بزدلتی قبضہ حاصل کر لیا اور وہیں قیام اختیار کیا، بادشاہ خطا کی فوج ماوراء النہر واپس آئی، لیکن سلطان شاہ خراسان میں تاتاریوں و ترکان غز سے برابر لڑتا رہا، اکثر مقامات پر قابض ہو گیا۔

طغان شاہ بن موید | دینار غزی نے آئے دن کی لڑائیوں سے تنگ آ کر سرخس طغان شاہ ابن موید والی نیشاپور کے حوالہ کر دیا، طغان شاہ نے اپنی طرف سے قراقوش نامی ایک امیر کو سرخس کی حکومت عطا کی، طغان شاہ نیشاپور چلا گیا، سلطان شاہ اس سے مطلع ہو کر سرخس پر چڑھ آیا۔ قلعہ کا محاصرہ کر لیا، طغان شاہ کو اس کی خبر لگی، فوج مرتب کر کے محاصرہ اٹھانے کے لئے سرخس آ پہنچا، جوں ہی دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا، طغان شاہ جنگ سے جی چڑا کر نیشاپور بھاگ آیا۔ یہ واقعہ ۵۵۵ھ کا ہے، قراقوش نے ہتھیار ڈال دیئے، قلعہ خالی کر کے اپنے آقا طغان شاہ کے پاس نیشا چلا گیا۔ سلطان شاہ نے سرخس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد طوس کو بھی لے لیا، نیشاپور کی زمین بھی طغان شاہ پر سلطان شاہ

کی آئے دن کی لڑائیوں سے تنگ ہو گئی یہاں تک کہ ۶۷۵ھ میں طغان شاہ مر گیا۔

سنجر شاہ بن طغان شاہ | طغان شاہ کے مرے پر اس کا بیٹا سنجر شاہ، حکمران ہوا، منکلی تکیں (سنجر کے دادا کا غلام) کو حکومت سنجر پر غلبہ حاصل ہو گیا، سیاہ و سفید کا مالک و مختار بن گیا، پھر امراء اور اراکین دولت کو ناگوار گزرا، اکثر امراء ترک رفاقت کر کے سلطان شاہ کے پاس سرخس چلے گئے، دینار غزی، ترکان غز کا ایک گروہ اپنے ساتھ لے کر کرمان چلا گیا اور اس پر قبضہ کر لیا، منکلی تکیں نے حکومت و دولت پر قابو پا کر خوب رنگ کھیلے، نیشاپور کے عام باشندوں پر طرح طرح کے مظالم کرنے لگا، اراکین دولت کو بلا کسی جرم کے قتل کر ڈالا۔ اس سے ایک شور مچ گیا۔

علاء الدین تمشک کا محاصرہ نیشاپور | خوارزم شاہ علاء الدین تمشک کو اس کی خبر لگی ماہ ربیع الاول ۶۷۵ھ میں نیشاپور پر فوج کشی کی، دو ہینہ تک محاصرہ کئے رہا۔ لیکن کامیابی کی صورت نظر نہ آئی۔ اہل نیشاپور مدافعت پر اڑے رہے۔ مجبوراً محاصرہ اٹھا کر خوارزم واپس آیا۔ پھر ۶۷۵ھ میں نیشاپور کے سر کرنے کے لئے نکلا۔ پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اہل نیشاپور نے امان حاصل کر کے قبضہ دیدیا، خوارزم شاہ نے منکلی تکیں کو مار ڈالا اور سنجر شاہ کو اقسام و عزت سے خوارزم لے آیا۔ جہان کی طرح ٹھہرایا، چند روز بعد یہ خبر سننے میں آئی کہ سنجر شاہ اہل نیشاپور سے خط و کتابت کر رہا ہے اور حکومت حاصل کرنے کی غرض سے ریشہ دوانی کر رہا ہے، اس بنا پر خوارزم شاہ نے سنجر شاہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھر وادیں۔ اسی حالت سے وہ خوارزم میں نظر بند رہا اور ۶۷۵ھ میں مر گیا۔

علاء الدین تمشک و سلطان شاہ | ابن اثیر نے اپنی کتاب کامل میں لکھا ہے کہ ابو الحسن بن ابوالقاسم بیہقی نے یہ واقعہ کتاب مشارب التجارب میں اسی طرح بیان کیا ہے، لیکن اس کے علاوہ اور مورخین یہ بیان کرتے ہیں کہ ارسلان بادشاہ خوارزم کے انتقال کے بعد اس کے دو بیٹوں لڑکوں علاء الدین تمشک اور سلطان شاہ میں حکومت و ریاست حاصل کرنے کی

بابت جھگڑا ہوا، علاء الدین تکش نے سلطان شاہ کو خوارزم سے نکال دیا۔ سلطان شاہ مرو چلا گیا اور ترکان غزے چھین لیا چند نذر بعد ترکان غزے سلطان شاہ کو مرو سے نکال دیا اور دوبارہ قابض ہو گئے۔ اس کے خزانہ کو لوٹ لیا۔ اکثر اراکین سلطنت کو قتل کیا، سلطان شاہ پریشان حال بادشاہ خطا (خو کفار ترک کا بادشاہ تھا) کے پاس گیا، امداد کی درخواست کی، مصارف جنگ کے علاوہ بہت سا سرمایہ دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ بادشاہ خطا ایک بڑی فوج لے کر مرو پر چڑھ آیا، مرو، سرخس، نسا، امدابیور سے ترکان غزہ کو نکال کر سلطان شاہ کو قلعہ دلاوا اور اپنے مرکز حکومت واپس گیا۔ سلطان غیاث الدین غوری حکمران ہرت البوشخ اور بادغیس

غیاث الدین غوری اور سلطان شاہ

ایبورو سے خط و کتابت شروع ہوئی، ایک نے دوسرے کو، اس کے ممالک محوسہ میں اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کے لئے لکھا، اور عدم تعمیل کی صورت میں ہتھی دی، ابھی خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ سلطان شاہ نے پیش قدمی شروع کر دی، غیاث الدین کے مقبوضہ خہروں پر شب خون ملنے لگا، تاوان اور جرمانہ جبراً وصول کرنے لگا۔ سلطان غیاث الدین ان واقعات سے مطلع ہو کر آگ بگولا ہو گیا، سلطان شاہ کی سرکوبی اور مدافعت کے لئے والی بختان کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں۔ اپنے ہمشیر زادہ بہاء الدین سام والی بامیان کو بطور کمک والی بختان کے ساتھ روانہ ہونے کے لئے لکھا، دلی بختان اور بہاء الدین سام کو چرہ قیام کرتے ہوئے ہرات پہنچے، سلطان شاہ میں مقابلے کی طاقت نہ تھی، مجبوراً ہرات چھوڑ کر مرو چلا گیا، جنگ کی نوبت نہ آئی، اتنے میں جاڑے کا موسم ختم ہو گیا، سلطان شاہ نے سلطان غیاث الدین غوری کو بھرپور معمول سابق خط لکھا، غیاث الدین غوری نے اپنے بھائی شہاب الدین غوری کو اس سے مطلع کیا، سلطان شہاب الدین غوری اس وقت ہندستان میں تھا۔ مطلع ہوتے ہی مشتعل ہو گیا، فوج کو اپنی کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے مسند طے کر کے خراسان پہنچا، خراسان میں سلطان غیاث الدین غوری اور والی بختان کی فوجیں پہلے سے موجود تھیں، سلطان شہاب الدین غوری کے آجائے سے بہت بڑی فوج جمع ہو گئی، طالقان میں سب سے پہلے لڑا، سلطان شاہ نے ترکان غزہ، مسندوں، لیڈوں و راہباشوں کو جمع کر کے فوج بلوائی اور طالقان میں غوری لشکر کے مقابلہ پر آیا، دو چھینے تک

ایک دوسرے کے مقابلہ پر پٹاؤ ڈالے سبہ۔ فریقین خم ٹھونک ٹھونک کے میدان میں آتے تھے مگر رڑتے نہ تھے۔

صلح نامہ کی مخالفت | سلطان شاہ اور سلطان غیاث الدین میں مصالحت کی خط و کتابت ہوئی تھی، آخر کار غیاث الدین بوشیخ اور بادغیس اور ہیورا کے قلعے سلطان شاہ

کو سہ کر صلح کرنے پر آمادہ ہوا۔ بہار الدین سام والی بامیاں اور والی بھتان نے اس سے مخالفت کی، جنگ پر آمادہ ہوئے، غیاث الدین ان لوگوں کو جنگ سے روک رہا تھا۔ اتنے میں سلطان شاہ کا ایلچی غیاث الدین کے دربار میں معاہدہ صلح لکھولنے کے لئے حاضر ہوا، امرا غوریہ اور سردان لشکر موجود تھے۔ اگرچہ یہ سب معاہدہ صلح کے مخالف تھے۔ لیکن غیاث الدین کے دباؤ سے کوئی دم نہیں مارتا تھا دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا رہے تھے۔ محمد الدین علوی ہروی جو غیاث الدین کی ناک کا بال بنا ہوا تھا اور اس کا اثر اس قدر تھا کہ بلا اجازت جو چاہتا کر گزرتا، غیاث الدین دم نہ مارتا، ٹھکر طیش و غضب کے لہجہ میں بولا "اس طرح سے صلح ہرگز ہرگز نہ کی جائے گی میں ایک چپہ زمین سلطان شاہ کو نہ دوں گا۔ ایسا چچا چلا یا کہ گلا پھٹ گیا، کپڑے پھاڑ ڈالے سر پہ مٹی ڈالی، بال دلچ ڈالے، ایلچی سے مخاطب ہو کر کہا: "جا اپنے بادشاہ سلطان شاہ سے کہہ دے کہ سلطان اعظم غیاث الدین نے صلح کر لی ہے۔ لیکن علوی ہروی تجھ سے تنگ و سپر ہونے کے لئے تیار ہے" اس کے علاوہ اور جو کچھ منہ میں آیا سخت سست کہہ کر غیاث الدین کی طرف مخاطب ہوا "حضور والا! جن ملکوں کو ہم نے تلوار کے زور سے اپنا خون بہا کر ترکان غز، بلوچیہ اور سنجہ سے حاصل کیا ہے، کیا وہ ممالک ہم اس شخص کو دیدیں جسے اس کے بھائی نے نکال دیا ہے۔ تن تنہا ادھر ادھر مارا پھرتا ہے۔ اور جب ہم اسے اپنے مقبوضہ شہر دیدیں گے تو اس کا بھائی بادشاہ خوارزم غزنی اور ہندوستان کا طالب اور خواہاں ہوگا، علوی سے یہ نہ ہوگا۔"۔

غیاث الدین نے خاموشی اختیار کی، رہاں کی اور نہ نہیں، "شہاب الدین نے فوج کو تیاری لے اصل کتاب میں نام نہیں لکھا ہے ایک ایچ جگہ چھوڑ کر صرف علوی ہروی لکھا ہے میں نے تاریخ کامل میں سے محمد الدین لکھا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۰ مطبوعہ لندن (مترجم)

کا حکم دیا، ایلچی واپس آیا۔

جنگ شہاب الدین غوری اور سلطان شاہ | سلطان شاہ کو تمام واقعات سے مطلع کیا، غوری لشکر لے پیش قدمی کی، مرو اور دیں پہنچ کر جنگ چھیڑ دی، سلطان شاہ کا لشکر سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا، ہنگامہ کار زار گرم ہو گیا، سلطان شاہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور اس کی ایک بہت بڑی تعداد گرفتار کر لی گئی سلطان شاہ بیس سواروں کے ساتھ جان بچا کر مرو پہنچا۔ اس کے بعد یقینہ السیف فوج بھی مرو گئی غیاث الدین نے قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اس واقعہ کی خبر علاء الدین تکش تک پہنچی، فطرت سے اُچھل پڑا، سلطان شاہ سے بدلہ لینے پر تیار ہو گیا، فوراً ایک فوج جیوں کی طرف روانہ کی تاکہ سلطان شاہ دریا عبور کر کے بادشاہ خطا کے پاس نہ جاسکے اور خود ایک فوج لے کر سلطان شاہ کی گرفتاری اور جنگ کی غرض سے روانہ ہوا کسی ذریعہ سے سلطان شاہ کو اس کی خبر لگ گئی، ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، سیدھا غیاث الدین غوری کی طرف روانہ ہوا، غیاث الدین غوری نے بڑی آؤ بھگت سے لیا۔ عزت و احترام سے اپنے محل سرا میں اتارا اور اس کے اعزاز و اراکین دولت کو جو جس مرتبہ کا تھا اسی کے ہم چشم کے یہاں ٹھہرایا۔

علاء الدین تکش اور غیاث الدین | موسم سرما ختم ہونے کے بعد علاء الدین تکش نے غیاث الدین غوری کو ایک مراسلہ بھیجا۔ جس میں سلطان شاہ کی ان زیادتیوں کو جو اس نے حکومت غوری کی مقابلے میں کی تھیں تحریر کیا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ اسے قید کر کے میرے پاس بھیج دیجیے۔ ”دوسرا مراسلہ غیاث الدین کے گورنر ہرات کو بھیجا، لکھا تھا کہ اگر سلطان غیاث الدین میرے مراسلہ کا خیال نہ کرے گا تو سلطان شاہ کو گرفتار کر کے میرے پاس نہ بھیجے گا تو میں کوئی خیال کئے بغیر غیاث الدین پر عرصہ زمین بھی تنگ کر دوں گا۔“

اتفاق سے جس وقت علاء الدین تکش کا ایلچی غیاث الدین کے دربار میں پہنچا، اسی وقت گورنر ہرات کا قاصد بھی اس خط کے ساتھ جو علاء الدین تکش نے اسے لکھا تھا حاضر ہوا غیاث الدین نے دونوں

مراسلات کو بغور پڑھ کر علاء الدین تکش کو جواباً تحریر کیا۔ یہ ناممکن ہے کہ میں سلطان شاہ کو گرفتار کر کے ہتھارے پاس بھیج دوں، وہ میرا جہان ہے اس نے میرے پاس اگر پناہ لی ہے، بہتر یہ ہے کہ مملکت خوارزم کا نصف حصہ سلطان شاہ کو دید و، خوارزم میں میرے نام کا خط پڑھو۔ میرے شاہی اقتدار کو تسلیم کرو اور میرے بھائی شہاب الدین سے اپنی بہن کا نکاح کر دو۔

علاء الدین تکش کی فوج کشی کی جھکی | خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) خط کو پڑھ کر بہت دیر تک سکوت میں رہا، پھر اپنے اہلکاروں اور اراکین دولت سے مشورہ کر کے تنبیہ کا خط لکھا، فوج کشی کی دھمکی دی، غیاث الدین نے جواب کی جگہ اپنے ہم شیر زادہ ابوغازی (الپ غازی) اور بہادر الدین وانی بستان کی سرکردگی میں غوری فوج کو خوارزم کی طرف بڑھنے کا حکم دیا، ان دونوں سپہ سالاروں کے ساتھ سلطان شاہ کو بھی روانہ کیا، اور موید وانی نیشاپور کو لکھا کہ ان کی حمایت و مدد اپنا فرض اولیں، سمجھو ہر وقت تیار رہو، (موید کی لڑکی غیاث الدین کی زوجہ تھی)، موید نے فوجیں مسلح کر کے نیشاپور کے باہر خوارزم کے راستہ پر پڑاؤ کیا، خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) لشکر غوری سے مقابلے کے لئے خوارزم سے روانہ ہوا، اتنا راہ میں یہ خبر لگی کہ موید، نیشاپور سے روانہ ہو کر خوارزم کے راستہ پر قیام پذیر ہے، دل میں خطرہ پیدا ہوا اور خوارزم واپس ہوا، مال و اسباب اور خزانہ لے کر دیارِ جموں عبور کر کے بادشاہ خطاکے پاس چلا گیا۔ اور خوارزم کو خالی کر دیا۔

وفات سلطان شاہ | اہل خوارزم کو اس سے سخت تر و کاسا منا ہوا، رتو سار شہر کا وفد سلطان شاہ اور ابوغازی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اطاعت و فرماں برداری کا اقرار کیا،

گورنر مقرر کرنے کی درخواست کی، مرنے میں آخر ماہ رمضان ۷۵۵ھ کا وقت آگیا، سلطان شاہ کی موت سامنے آکر کھڑی ہو گئی، دل کی دل ہی میں رہ گئی اور آخرت کا سفر اختیار کیا ابوغازی سلطان شاہ کے ہمراہ ہی اور مصاحبوں کے ساتھ اپنے ماموں غیاث الدین کے پاس واپس آیا۔ غیاث الدین سلطان شاہ کے سرداروں کو اپنی خدمت میں رکھ لیا اور جاگیریں مرحمت فرمائیں۔

علاء الدین تکش اور غیاث الدین غوری میں مصالحت | علاء الدین تکش اپنے بھائی سلطان شاہ کی خبر موت سن کر خوارزم واپس آیا، سرخس اور مرو پر

اپنا تختہ راس پکڑ چل پولیس، مقرر کیا، عمر مرغی امیر ہرات نے ایک دستہ فوج بھیج دیا۔ جس نے علاء الدین تکش کے تختہ کو سرخس اور مرو میں گھسنے نہ دیا اور یہ کہا کہ جب تک سلطان غیاث الدین کی اجازت نہ ہوگی سرخس اور مرو کی سرزمین میں قدم نہیں رکھ سکتے "خوارزم شاہ ر علاء الدین تکش) نے غیاث الدین کی خدمت میں پیام صلح بھیجا، سسرالی رشتہ قائم کرنے کی درخواست کی، الچی کے ساتھ بطور وفد نقہا خراسان اور نوسا، علویہ کو روانہ کیا ان لوگوں نے غیاث الدین کو سمجھایا "اور یہ ظاہر کیا کہ خوارزم شاہ سے مصالحت کرنا اس وجہ سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ مسلمانوں کی حمایت کرتا ہے ترکوں اور بادشاہ خطا کے مظالم سے بلاد اسلامیہ کو محفوظ رکھتا ہے اور اگر بادشاہ سلامت مصالحت خلاف مصلحت سمجھتے ہیں تو مرو کو مرکز حکومت بنائیں تاکہ خطا کے کافر ترکوں سے بلاد اسلامیہ محفوظ و مامون رہیں، چنانچہ غیاث نے علاء الدین تکش سے مصالحت کر لی اور اس کے بھائی کے تمام مقبوضہ بلاد کو اس کے حوالہ کر دیا۔

ترکان غز کو اس کی خبر ملی، منہ میں بانی بھر آیا، ٹوٹ اور غارت گری کا بازار گرم کر دیا دن دم لڑے لوٹنے لگے، دیہات، قصبات اور شہروں کو تاراج کرنے پر کمر باندھ لی، علاء الدین تکش (خوارزم شاہ) نے فوجیں فراہم کیں، سرخس، مرو، نسا، اودا، بیور کا شیلانہ، نظم و نسق درست کیا۔ حفاظت پر فوج کو متعین کیا، ترکان غز کا دندان شکن جواب دیا۔

جنگ علاء الدین تکش اور موید | ترکوں کے فسادات کا سدباب کر کے طوس کو سر کرنے کا خیال پیدا کیا، طوس پر موید کا قبضہ تھا۔ علاء الدین تکش کے حملہ

کی خبر پا کر طوس کے بچانے کے لئے فوج لے کر روانہ ہوا۔ علاء الدین تکش نے اس سے مطلع ہو کر طوس سے ہاتھ کھینچ لیا، مصلحتاً خوارزم کی طرف واپس ہوا۔ راستہ میں جس قدر کنوئیں اور چشمے ملے سب کا پانی خراب کرنا لگا۔ موید تعاقب میں چلا۔ پانی نہ ملنے سے سخت پریشان ہوا، جس وقت

کف دست میدان میں پہنچا اور فوج پیاس کی شدت سے بیتاب ہوئی، علاء الدین تکش نے پلٹ کر حملہ کر دیا، مویدی کی فوج مقابلہ نہ کر سکی، شکست کھا گئی، اور موید گرفتار ہو گیا، علاء الدین تکش کے سامنے پیش ہوا علاء الدین تکش نے فوراً گردن باردی، منظر و منہور خوارزم واپس آیا۔

علاء الدین تکش کی نیشاپور پر فوج کشی | نیشاپور میں موید کے قتل کے بعد اس کا بیٹا طغان شاہ حکمران ہوا، آئندہ سال علاء الدین تکش رنخوار شاہ

نے نیشاپور پر چڑھائی کی، محاصرہ کیا، طغان شاہ نے نیشاپور سے نکل کر مقابلہ کیا، قسمت میں شکست لکھی تھی گرفتار ہو گیا، علاء الدین تکش نے نیشاپور اور طغان شاہ کے تمام مقبوضہ علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ طغان شاہ اور اس کے اہل و عیال اور اعز کو خوارزم لے آیا اور وہیں ٹھہرایا، علاء ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ روایت پہلی روایت کی مخالف ہے جسے آپ اوپر پڑھ آتے ہیں اگر ان دونوں روایتوں میں تطبیق کا امکان ہوتا تو میں ضرور تطبیق کی کوشش کرتا۔ میں نے دونوں روایتوں کو اس وجہ سے لکھ دیا ہے کہ ناظرین پڑھ کر اپنے دل میں فیصلہ کر لیں کہ کون سی روایت صحیح اور قابل اعتماد ہے۔ مسافت بعیدہ کی وجہ سے میں نہیں طے کر سکا واللہ تعالیٰ اعلم۔

جنگ سلطان طغرل اور قطلغ | ہم اوپر سلاطین سلجوقیہ کے حالات میں لکھ آئے ہیں کہ ارسلان شاہ بن طغرل، ایلدکز اور اس کے بیٹے بہلولان کی کفالت میں تھا۔

سلطنت کا کاروبار، ملک کا نظم و نسق ایلدکز اور اس کے بیٹے بہلولان کے قبضہ میں تھا بہلولان کے بعد اس کا بھائی ازبک بن ایلدکز حکمران ہوا۔ اس نے سلطان طغرل کو قید میں ڈال دیا۔ ازبک کے مرے پر اس کا بھتیجا قطلغ بن بہلولان حکمران ہوا۔ قطلغ نہایت کمزور طبیعت تھا۔ سلطان طغرل کو موقع مل گیا جیل سے نکل بھاگا مشہور میں فوجیں فراہم کر کے قطلغ پر چڑھائی کر دی، قطلغ کو شکست ہوئی، رے جا کر دم لیا۔ خوارزم شاہ علاء الدین تکش سے امداد کی درخواست کی، علاء الدین تکش خوارزم شاہ فوجیں لے کر امداد پر آیا۔ قطلغ کو اپنے اس فعل پر پندامت ہوئی، ایک قلعہ میں قلعہ بند ہو گیا، خوارزم شاہ نے رے پر قبضہ کر لیا، قلعہ طبرک کو

بھی دبا لیا، جب اسے یہ خبر پہنچی کہ اس کا بھائی سلطان شاہ خوارزم کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے تو رے اور قلعة طبرک پر والی اور محافظ مقرر کر کے خوارزم واپس ہوا۔ راستہ میں یہ خبر سننے میں آئی کہ اہل خوارزم نے مقابلہ کیا اور سلطان شاہ کو ناکام واپس کر دیا۔ خوارزم شاہ کو اس سے بے حد مسرت ہوئی، خوارزم پہنچ کر موسم سرما ختم ہونے تک ٹھہرا رہا۔

اس کے بعد ۵۵۵ھ میں سلطان شاہ سے جنگ کرنے کے خوارزم شاہ کا قلعہ سرخس پر قبضہ لے کر مرو روانہ ہوا۔ صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا، والی قلعہ سرخس نے جو سلطان شاہ کی طرف سے تھا امان حاصل کر کے قلعہ سپرد کر دیا خوارزم شاہ نے قبضہ کر لیا، اور سلطان شاہ نے اسی سنہ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ میدان خالی ہو گیا کوئی مزاحمت کرنے والا نہ رہا خوارزم نے مرو، ابھورو، سنار، طوس اور تمام مقبوضات سلطان شاہ پر قبضہ کر لیا، مال اور خزانہ پر بھی قابض ہو گیا اپنے بیٹے علاء الدین محمد کو خوارزم سے طلب کر کے مرو کی حکومت دی اور اپنے بیٹے ملک شاہ کو نیشاپور کی حکومت پر مامور کیا۔ یہ واقعات ۵۵۵ھ کے ہیں۔

سلطان طغرل کی سے پرفوج کشتی | ۵۵۵ھ میں سلطان طغرل سلجوقی نے رے پر چڑھائی کی تھی۔ رے چھوڑ کر بھاگ نکلا، خوارزم شاہ کی خدمت میں امداد حاصل کرنے اور عہد پیش کرنے کی غرض سے اپنے لڑکے کو بھیجا۔ اتفاق سے جس وقت قتلخ ایلتاخ کا بیٹا خوارزم شاہ کے دربار میں باریاب ہوا اسی وقت خلیفہ عباسی بغداد کا ایلمی فرمان خلافت لے کر پہنچا جس میں سلطان طغرل سلجوقی کی شکایت تحریر تھی۔ اس فرمان میں سلطان طغرل سلجوقی کی شکایت کے علاوہ یہ بھی تحریر کیا تھا کہ خلافت نہایتیں سلطان طغرل کے مقبوضہ ممالک کی سند حکومت بھی عطا فرماتے ہیں اس سرکش کو نکال کر قبضہ کر لو۔ چنانچہ خوارزم شاہ، نیشاپور سے روانہ ہوا، قتلخ ایلتاخ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نیا زمندانہ حاضر ہوا اور اس کی رکاب میں رے کی طرف

چلا خوارزم شاہ نے پہنچے ہی سلطان طغرل پر اس سے قبل کہ وہ اپنی فوج کو جمع اور مرتب کر کے میدان جنگ میں حملہ کر دیا۔ تاج دار سلجوقی تلوار کھینچ کر خوارزمی فوج میں گھس پڑا، خوارزمیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر مار ڈالا یہ واقعہ ۲۴ ربیع الاول ۶۵۱ھ کا ہے خوارزم شاہ نے کامیابی کے بعد سلطان طغرل کا سردار اختلاف بغداد روانہ کیا اور ہمدان و بلاد جبل پر قابض ہو گیا۔

خوارزم شاہ اور وزیر مویہ الدین | وزیر السلطنت مویہ الدین بن قصاب کو خلیفہ ناصر عباسی نے خوارزم شاہ کی کمک پر بغداد سے روانہ کیا تھا۔ ہمدان

سے چند کوس کے فاصلہ پر آ کر ٹھہرا۔ خوارزم شاہ نے مویہ الدین کی طرف کوچ کیا، مویہ الدین کو خطرہ پیدا ہوا، کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا، خوارزم شاہ سے ملاقات تک نہ کی، خوارزم شاہ ہمدان واپس آیا۔ ہمدان اور اس کے تمام ملقات کی حکومت تطلق ایتابخ کو عنایت کی، اپنے غلاموں اور خادموں کو جاگیریں دیں، میا جی کو ان سب کا سردار مقرر کیا اور خوارزم واپس آیا۔

وزیر مویہ الدین کا خوزستان پر قبضہ | خوارزم شاہ کی واپسی کے بعد میا جی اور تطلق ایتابخ میں آن بن ہو گئی۔ ۶۵۱ھ میں دونوں گتھ گے تطلق

ایتابخ کو شکست ہوئی وزیر السلطنت مویہ الدین بن قصاب نے اس سے فائدہ اٹھایا، خوزستان پہنچ کر قبضہ کر لیا، خوزستان کے علاوہ گنر بلاد فارس پر بھی شملہ اور اس کے اطراف کے قبضہ میں تھے قاضی ہو گیا، بنی شملہ اور ان کے اطراف کو دلا اختلاف بغداد روانہ کر دیا، جمعیت خاطر کے ساتھ ملک کا نظم و نسق کرنے لگا۔

وزیر مویہ الدین کا ہمدان پر قبضہ | تطلق ایتابخ شکست کھا کر بحال پریشان وزیر السلطنت کی خدمت میں پہنچا، ۱۰ ماد کی درخواست کی وزیر السلطنت

نے اسے تسلی بخشی دی اور فوج لے کر اس کے ہمراہ ہمدان روانہ ہوا، میا جی اور خوارزم شاہ کا رد کا مقابلہ کے قصد سے نکلے۔ لیکن جوں ہی وزیر کے لشکر سے مقابلہ ہوا، میا جی اور خوارزم شاہ نے ہمدان کو خیر باد کہہ کر رے کا راستہ لیا اور وزیر السلطنت نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۶۵۱ھ کا ہے۔

وزیر مویٰ الدین کی سے پر فوج کشی | ہمدان پر قبضہ کرنے کے بعد وزیر السلطنت اور قسطنطینیہ
ایتنائے نے رے کا قصد کیا۔ خوارزمی لشکر نے رے
بھی چھوڑ دیا وامنان کی طرف روانہ ہوا۔ وزیر السلطنت کی فوج نے تعاقب کیا، بطام اور
جرجان تک تعاقب کر کے واپس آئی وزیر السلطنت نے رے اور اس کے قرب دجارج کے
تمام شہروں پر اپنی کامیابی کا جھنڈا لگا دیا۔

قسطنطینیہ کی بغاوت | ان واقعات کے بعد قسطنطینیہ نے وزیر السلطنت کے خلاف
بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ رے میں قلعہ بند ہو گیا وزیر السلطنت
نے سرکوبی پر کمر باندھی، رے پر محاصرہ کیا، چند روز بعد قسطنطینیہ مغلوب اور زیر ہوا رے
چھوڑ کر ساوہ چلا گیا۔ وزیر السلطنت نے تعاقب کیا مقام در بند کرخ میں مقابلہ ہو گیا،
ایک دوسرے سے گتھ گئے، قسطنطینیہ بہ نرا خرابی اپنی جان بچا کر معرکہ کارزار سے بھاگ نکلا
ساری فوج کٹ گئی، وزیر السلطنت نے ہمدان کا طرف کوچ کیا، تین چھینے تک ہمدان کے
باہر پڑاؤ کئے رہا۔

وزیر مویٰ الدین کی وفات | خوارزم (علاء الدین کش) نے وزیر السلطنت کی دست و بازو
سے متاثر ہو کر وزیر السلطنت کے ان افعال پر ناراضگی کا اظہار
کیا اور جن شہروں پر وزیر نے قبضہ کر لیا تھا ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ وزیر السلطنت
نے کچھ جواب نہ دیا، خوارزم شاہ سخت برہم ہوا، فوج مرتب کر کے ہمدان کی طرف بڑھا،
اتفاق یہ کہ خوارزم شاہ کے پہنچنے سے پیشتر وزیر السلطنت اس عالم سے کوچ کر گیا تھا۔
..... ماہ شعبان ۵۹۲ھ میں وزیر

کی فوج سے مقابلہ کی توجہ آئی، خوارزم شاہ نے اسے شکست دی اور نہایت سختی سے
پامال کیا، وزیر السلطنت کی نعش کو قبر سے نکالا، سر کاٹ کر خوارزم روانہ کیا اور یہ ظاہر
کیا کہ میں نے معرکہ کارزار میں وزیر کو قتل کیا ہے۔ الخضر ہمدان پر قابض ہو کر اسمعنان

سر کرنے کی غرض سے فوج روانہ کی اصفہان پر قبضہ ہونے کے بعد اپنے بیٹے کو اصفہان میں ٹھہرا کر خوارزم واپس آیا۔

سیف الدین طغرل | خوارزم شاہ کے واپس ہوتے ہی خلیفہ ناصر عباسی کا لشکر سیف الدین طغرل کی ماتحتی میں اصفہان آپہنچا۔ (سیف الدین طغرل وہی شخص ہے جس نے بلاد کوفہ کو عراق سے علیحدہ کیا تھا، اہل اصفہان نے خوارزمی سپاہ اور اس کے حکمران کے مظالم سے تنگ آ کر دربار خلافت میں یہ تحریک کی تھی کہ - "خلافت آج تھوڑی سی فوج اصفہان بھیج دیں ہم لوگ نہایت خوشی اور مستعدی سے قبضہ دلائیں گے" خوارزمیوں کے مظالم ہم پر بہت زیادہ ہو گئے ہیں" جب بغدادی لشکر اصفہان کے قریب پہنچا۔ خوارزم شاہ کی فوج نے اصفہان چھوڑ دیا، اپنے بادشاہ کے پاس چلی گئی، سیف الدین طغرل نے قبضہ کر لیا۔

کو کچہ کارے پر قبضہ | اس کے بعد بہلوان کے غلاموں نے جمع ہو کر اپنے سرداروں میں سے کو کچہ نامی ایک سردار کو اپنا امیر بنایا اور رے کی طرف قبضہ کرنے کے لئے بڑھے، رے پر قبضہ کر کے اصفہان پر دعواد کیا اور اسے بھی لے لیا، اس سے کو کچہ کے حوصلے بڑھے، بادشاہت کی سوچیں، دار الخلافہ بغداد میں نیا زمندی کا طریقہ بھیجا، رے جوار رے، سادہ، قم، قاشان اور اس کے ملحقات کی سند حکومت طلب کی، اصفہان، ہوان، زرخان اور مردویان خلافت کو حوالہ کرنے کے لئے لکھا، خلافت آج نے اس تقسیم و مفاہمت کو منظور فرما کر حکم نامہ روانہ فرمایا۔

ملک شاہ بن علاء الدین تگش | ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ خوارزم شاہ علاء الدین تگش نے اپنے بیٹے ملک شاہ کو شہر میں نیشاپور کی حکومت عطا کی تھی خراسان کو بھی اس کی گورنری میں شامل کیا تھا۔ اور اپنے بعد تخت و تاج کا اسے وارث قرار دیا تھا چنانچہ ۶۹۳ھ تک ملک شاہ نیشاپور پر حکومت کرتا رہا۔ اسی سنہ کے ماہ بچہ الآخر

میں مر گیا، ایک رز کا جس کا نام ہندو خاں تھا چھوڑ گیا، خوارزم شاہ نے اپنے دوسرے بیٹے قطب الدین محمد کو نیشاپور کی حکومت پر مامور کیا۔ اسی کو خوارزم شاہ نے اس سے پہلے مرو کی گورنری دی تھی۔

خوارزم شاہ اور خلیفہ ناصر | جس وقت خوارزم شاہ نے رے، ہمدان اور اصفہان پر قبضہ کر لیا، ابن قصاب اور عساکر بغداد کو شکست دی، خلیفہ ناصر عباسی کی خدمت میں خطبہ میں نام داخل کرنے کی درخواست کی، خلیفہ ناصر عباسی کو پس دیش ہوا، غیاث الدین غوری بادشاہ غزنوی کو لکھ بھیجا کہ - مابعد ملت و اقبال کا منشا یہ ہے کہ تم خوارزم شاہ پر حملہ کر کے اس کے مقبوضات پر قبضہ کر لو تاکہ خوارزم شاہ عراق کا ارادہ ترک کر دے، غیاث الدین غوری نے خوارزم شاہ کو ملک چھین لینے اور جنگ کی دھمکی دی، خوارزم شاہ فکر میں پڑ گیا، نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا نہ مقابلے کی قوت تھی اور نہ ملک چھوڑتے بننا تھا، غورو فکر کر کے بادشاہ خطا سے خط و کتابت شروع کی، غیاث الدین غوری کے مقابلے میں امداد چاہی اور اس کے دماغ میں یہ بات بٹھا دی کہ اگر امداد سے ذرا بھی پہلو تہی کی جائے گی تو غیاث الدین غوری بلا خوارزم پر اسی طرح قبضہ کر لے گا جیسے کہ بلخ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس وقت بادشاہ خطا کو سخت خطرہ پیش آئے گا اور ماوراء النہر پر قبضہ رکھنا دشوار ہو جائے گا۔

شاہ خطا کی بلخ پر فوج کشی | اس بنا پر بادشاہ خطا نے مملکت غوری پر چڑھائی کر دی۔ بہا - الدین سام دانی بامیان کو جو ان دنوں بلخ میں تھا، بلخ چھوڑ دینے کو لکھا، دیہاتوں، قصبات اور شہروں پر قتل و غارت گری کا ہاتھ بڑھایا، ابادہر خود خوارزم شاہ نے ہرات کی طرف پیش قدمی شروع کی رفتہ رفتہ طوس تک پہنچ گیا، امرغور محمد بن جربک حاکم طالقان، حسین بن خرمل اور خروش وغیرہ اس رنگ کو دیکھ کر خراسان میں جمع ہوئے، فوجیں فراہم کیں اور متفق ہو کر بادشاہ خطا کی فوج پر حملہ کیا، گھسان کی لڑائی ہوئی، آخر کار میدان امرار غوریہ کے ہاتھ رہا، بادشاہ خطا کو شکست ہوئی، مارتے مارتے جھونک

پہنچا دیا، بہت سے قتل کئے گئے اور بے شمار دریا میں ڈوب مرے۔

خوارزم شاہ کی اطاعت | بادشاہ خطائے شکست اور نقصان کا خوارزم کو ذمہ دار قرار دیا، اس وقت خوارزم شاہ کی پریشانی کی کوئی انتہا نہ تھی غیاث الدین غوری سے بگاڑ پہلے ہی سے تھا۔ بادشاہ خطا علحدہ مطالبہ کر رہا تھا۔ آخر کار بہت غور کے بعد سلطان غیاث الدین کی خدمت میں معذرت کی، سلطان غیاث الدین نے مکرر اصرار پر خوارزم شاہ کی معذرت قبول کی، خلیفہ عباسی کی اطاعت و فرماں برداری کی ہدایت کرتے ہوئے ان مقامات کو واپس لینے کا حکم دیا، جنہیں بادشاہ خطائے مسلمانوں سے چھین لیا تھا۔ جب خوارزم شاہ کو غیاث الدین کی جانب سے اطمینان ہو گیا تو بادشاہ خطا کو یہ جواب دیا کہ تمہاری قوم اور تمہاری فوج میری امداد پر نہیں آئی تھی، بلکہ تمہیں ملک گیری کی ہوس تھی، بلخ کو غوریلو کے قبضہ سے نکالنے میں یہ تکلیفیں پیش آئیں، میں سلطان غیاث الدین کی حکومت کا میطع ہو گیا ہوں مجھ سے کچھ امید نہ رکھو۔

جنگ خوارزم شاہ اور شاہ خطا | بادشاہ خطا اس جواب سے برہم ہوا خوارزم شاہ کو زیر کرنے کی غرض سے ایک بڑی فوج روانہ کی، خوارزم پر محاصرہ کیا خوارزم شاہ نے مدافعت نہ جنگ شروع کی، لشکر خطا بہت سا جانی اور مالی نقصان اٹھا کر واپس ہوا۔ لشکر خطا کا ایک حصہ اپنے ملک واپس گیا اور ایک حصہ نے بخارا جا کر پناہ لی۔ خوارزم شاہ نے تعاقب کیا، بخارا پر پہنچ کر محاصرہ کیا، اہل بخارا لشکر خطا کے ساتھ خوارزم شاہ کی فوج سے لڑ رہے تھے، آخر خوارزم شاہ کی فوج سے لڑ رہے تھے، آخر خوارزم شاہ نے ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد بزور تیغ ۷۹۹ھ میں اسے فتح کر لیا۔ اور کچھ عرصہ قیام کر کے خوارزم واپس آیا۔

میا جی کی بغاوت | ماہ ربیع الاول ۸۰۰ھ میں خوارزم شاہ (علاء الدین تغش) نے رے اور بلاد جبل کی طرف کوچ کیا گورنر میا جی اور امراء بھلاناہ باغی بنے بغاوت و مخالفت کا جھنڈا بلند کیا تھا، خوارزم شاہ کی آمد کی خبر پا کر میا جی رے چھوڑ کر بھاگ گیا، خوارزم شاہ

لے میا جی کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا، میا جی نے تعمیل نہ کی، خوارزم شاہ نے تعاقب پر کر باندھی۔ میا جی ایک مقام سے دوسرے مقام پر جا کر دم لیتا تھا اور خوارزم شاہ تعاقب میں تھا۔ میا جی کے بہت سے ہمراہیوں نے خوارزم شاہ سے امان حاصل کر کے میا جی کا ساتھ چھوڑ دیا، میا جی نے نازندران کے ایک قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ قلعہ بند ہو گیا، خوارزم شاہ نے ایک دستہ فوج کو محاصرہ اور تعاقب کا حکم دیا۔ چنانچہ میا جی پابہ زنجیر خوارزم شاہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔ خوارزم شاہ نے جیل میں ڈال دیا۔

خوارزم شاہ نے دربار خلافت میں ان واقعات کی اطلاع دی، خلیفہ ناصر عباسی بے حد خوش ہوا اسے اور اس کے بیٹے قطب الدین محمد کو خلعت عنایت کیا اور ان صوبجات کی سند حکومت مرحمت فرمائی، خوارزم شاہ نے دربار عام میں خلعت کو زیب بدن کیا، اور انتہائی مسرت و شادمانی کا اظہار کیا۔

خوارزم شاہ کا محاصرہ قلعہ موت | اس کے بعد خوارزم شاہ نے محمدوں کے سر کرنے کی طرف توجہ کی، قزوین کے قریب ان کا ایک قلعہ تھا اسے سر کیا، محمدوں نے قلعہ موت میں جا کر پناہ لی، خوارزم شاہ نے اس پر بھی محاصرہ کیا، صدر الدین محمد بن وازن رئیس شافعیہ سے اس محاصرے میں شہید ہوئے، خوارزم شاہ انھیں بے حدودت رکھتا تھا، دربار شاہی میں ان کی بے حد قدر و منزلت تھی۔ چند دن محاصرہ کر کے خوارزم کی جانب واپس ہوا، اثناء راہ میں محمدوں نے خوارزم شاہ کے وزیر نظام الملک مسعود بن علی کو بحالت غفلت مار ڈالا، خوارزم شاہ نے اپنے بیٹے قطب الدین محمد کو محمدوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ قطب الدین محمد نے قلعہ ترشیش پر محاصرہ کیا۔ محمدوں نے جنگ سے تنگ آکر صلح کا پیام دیا۔ ایک لاکھ دینار تاوان جنگ دینے کا اقرار کیا۔ قطب الدین محمد نے صلح سے انکار کیا، لڑائی جاری رکھی اتنے میں اس کے باپ نے غالباً مورخ نے محمد سے فرقہ باطنیہ مراد لیا ہے کیونکہ قلعہ موت ان کا مقبرہ مسکن تھا جس کا خوارزم شاہ نے آئندہ محاصرہ کیا تھا۔ مترجم

خوارزم شاہ کی علالت کی خبر پہنچی۔ مصالحت کر لی اور رتاوان (ایک لاکھ دینار) وصول کیے خوارزم واپس آیا۔

۵۹۶ھ میں خوارزم شاہ نیشاپور جارہ تھا۔ راہ میں علاء الدین تغش کی وفات | بیمار ہو گیا۔ مرض کی شدت بڑھی اپنے بیٹے قطب الدین محمد کو طلبی کا خط لکھا، قطب الدین محمد آئے نہ پایا تھا کہ خوارزم شاہ علاء الدین بن الپ ارسلان بن اتسز بن محمد اتوشکین کی موت سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔

اس وقت خوارزم شاہ کے قبضہ میں خوارزم، سمرقند، ہمدان قطب الدین محمد بن علاء الدین تغش | بلاد جلیلیہ اور زیادہ حصہ خراسان کا تھا اس کے مرے کے بعد قطب الدین محمد پہنچا، اراکین دولت نے قطب الدین محمد کے ہاتھ پر حکومت و امارت کی بیعت کی، علاء الدین کا لقب دیا یہی لقب اس کے باپ کا تھا، علاء الدین ثانی نے اپنے باپ کا جنازہ خوارزم پہنچا کر اس مدرسہ میں سپرد زمین کیا جسے علاء الدین خوارزم شاہ نے تعمیر کرایا تھا۔ خوارزم شاہ علاء الدین تغش نہایت عادل، نیک سیرت، فنون جنگ علاء الدین تغش کا کردار | کا ماہر، سیاسیات سے واقف، اصول فقہ اور فقہ مذہب امام ابوحنیفہ کا عالم تھا۔ باوجودیکہ غیاث الدین غوری، بادشاہ غزنوی اور خوارزم شاہ میں عداوت و مخالفت بہت دنوں سے قائم تھی۔ لیکن خوارزم شاہ کی قدر و منزلت کے خیال سے جب اس کی موت کی خبر غزنوی پہنچی تو غیاث الدین غوری نے تعزیت کا دربار کیا تین روز غزنوی کا بازار بند رہا۔

باب

علامہ الدین محمد بن تیکش اور تاتار

تخت نشینی | خوارزم شاہ قطب الدین محمد نے تخت حکومت پر شکن ہو کر اپنے بھائی علی شاہ کو کہ اپنے باپ علامہ الدین تیکش کی وفات کے وقت اصفہان میں تھا طلبی کا خط لکھا۔ اس بنا پر علی شاہ اصفہان سے خوارزم روانہ ہوا، اہل اصفہان نے اس کا مال و اسباب لوٹ لیا، کوچ و قیام کرتا ہوا اپنے بھائی کے پاس خوارزم پہنچا۔ خوارزم شاہ قطب الدین محمد نے خراسان کی حکومت دی، علی شاہ نے نیشاپور کا قصد کیا، نیشاپور میں ہندو خان بن ملک شاہ بن خوارزم شاہ علامہ الدین تیکش حکومت کر رہا تھا۔ ہندو خان کو اس کے دادا علامہ الدین تیکش بادشاہ خوارزم نے اپنے بیٹے ملک شاہ کے مرنے کے بعد ہی نیشاپور کی حکومت پر متعین کیا تھا، چونکہ ملک شاہ اور قطب الدین محمد علامہ الدین تیکش کے بیٹوں میں عداوت کا سلسلہ چلا آ رہا تھا اس وجہ سے ہندو خان اپنے چچا قطب الدین محمد سے خائف رہتا تھا۔ علامہ الدین تیکش بادشاہ خوارزم کے مرنے پر مال و اسباب اور شاہی خزانہ لوٹ کر مرو چلا گیا۔

جنگ علامہ الدین ثانی اور ہندو خان | اس کے بعد ہندو خان نے فوج فراہم کر کے خراسان پر دھاوا کیا، خوارزم شاہ علامہ الدین ثانی نے جنقر ترک کی احمقی میں ہندو خان کی مدافعت کے لئے فوجیں روانہ کیں، ہندو خان کو مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی، پست بہتی اور بزدلی سے بھاگ گیا۔ غیاث الدین غوری کے پاس پہنچا۔ غیاث الدین نے غزوہ

احترام سے ٹھہرایا، امداد و اعانت کا وعدہ کیا، جنق ترکی نے مرو میں داخل ہو کر ہندو خاں کی ماں اور اس کے لڑکوں کو بغزت و احترام خوارزم شاہ کی خدمت میں روانہ کیا۔

غیاث الدین غوری اور جنق ترکی غیاث الدین غوری نے محمد بن جربک والی طالقان کو لکھا کہ جنق ترکی کو مرو سے نکال کر قبضہ کر لو، چنانچہ محمد بن جربک نے طالقان سے مرو کا قصد کیا، جنق ترکی کے پاس خط بھیجا، مرو میں غیاث الدین کے نام کا خط پڑھنے کی ہدایت کی عدم تعمیل کی صورت میں مرو پر قبضہ اور جنگ کی دھمکی دی، جنق ترکی نے بظاہر خوارزم شاہ کو خوش کرنے کی غرض سے ترکی بہ ترکی جواب دیا، لیکن در پردہ امان کی درخواست کی، شہر سپرد کرنے کا اقرار کیا، یہی باعث تھا کہ غیاث الدین غوری کی طمع ملک گیری بڑھ گئی، خوارزم شاہ کے مالک مقبوضہ پر قبضہ کرنے کی ہوس ہوئی، اپنے بھائی شہاب الدین غوری کو خراسان پر فوج کشی کا حکم دیا واللہ اعلم۔

شہاب الدین غوری کی مرو پر فوج کشی جس وقت جنق ترکی گورنر مرو نے غیاث الدین غوری سے امان حاصل کر کے مرو حوالہ کر دیا، غیاث الدین غوری کو خوارزم شاہ کے مقبوضات خراسان پر قبضہ کی طمع دامن گیر ہوئی جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں، غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کو خراسان پر قبضہ کرنے کے لئے بلا بھیجا، غیاث الدین نے اپنے نائب عمر بن محمد مرغنی گورنر حرات سے خراسان پہنچا دیا، کی بات مشورہ کیا، عمر بن محمد مرغنی نے مخالفت کی۔ اتنے میں شہاب الدین، غزنوی، غور اور بھتان کی فوجیں لے ہوئے آگیا، ۱۰۱۵ھ جمادی الاول ۵۹۷ھ میں خوارزم شاہ کے مقبوضہ علاقہ کو سر کرنے کے لئے بڑھا، طالقان کے قریب جنق ترکی والی مرو کا خط موصول ہوا، لکھا تھا کہ "جتنی جلد ممکن ہو مرو پر آ کر قبضہ کر لیجئے۔ خوارزم شاہ میں اس قدر طاقت نہیں ہے کہ وہ مقابلہ کر سکے" شہاب الدین نے اپنے بھائی غیاث الدین سے اجازت لے کر مرو پر دھاوا کیا، خوارزمی سپاہ جو اس وقت مرو میں تھی مقابلہ پر آئی اہل مرو بھی خوارزمی فوج کے ساتھ لڑنے کے لئے نکلے، لڑائی ہوئی

شہاب الدین غوری نے انھیں مغلوب کر کے اپنی فوج کو شہر میں داخل کر دیا، ہاتھیوں کا جھنڈ لے کر شہر پناہ کے ڈھانے کو بڑھا۔ اہل شہر نے یہ رنگ دیکھ کر اطاعت قبول کی، شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا، خنجر ترکی شہاب الدین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مرو فتح کرنے کے بعد غیاث الدین غوری مرو میں داخل ہوا۔ خنجر ترکی کو ہرات بھیج دیا اور مرو ہندو خاں ملک شاہ کے حوالے کر دیا جیسا کہ اس سے وعدہ کیا تھا۔

مرو کو سر کر کے غیاث الدین غوری نے سرخس کا قصد کیا۔ سرخس صلح سرخس اور طوس کی تسخیر | امان سے فتح ہو گیا۔ اپنے چچا زاد بھائیوں میں سے زرنگی بن مسعود کو سرخس کی حکومت دی، لہذا اور ابورو کو بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا، طوس کی طرف قدم بڑھایا، تین دن کے محاصرہ و جنگ کے بعد اہل طوس نے امان کی درخواست کی، شہاب الدین نے انھیں امان دی اور طوس پر قبضہ کر لیا۔

جنگ غیاث الدین و علی شاہ بن خوارزم شاہ | اس کے بعد علی شاہ بن خوارزم شاہ کش (غلام الدین محمد کا نائب) وانی نیشاپور کے پاس شہر حوالہ کرنے اور اطاعت و فرماں برداری کا پیام بھیجا، علی شاہ نے شہر حوالہ کرنے اور اطاعت و فرمانبرداری سے انکار کیا۔ غیاث الدین نے حملہ کا حکم دے دیا۔ نیشاپور میں لڑائی کا نیزہ گر گیا۔ ایک طرف سے غیاث الدین نے حملہ کیا دوسری جانب سے اس کا بھائی شہاب الدین اپنی رکاب کی فوج لے کر بڑھا۔ ہافات کاٹ ڈالے، کھتیاں ہریا د کروں، دیہات اور قصبات کو اجاڑ دیا قتل و غارت کا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ بزور تیغ نیشاپور میں غوری فوجیں داخل ہو گئیں۔ الامان الامان کا شور مچا ہوا۔ امان دی گئی، علی شاہ گرفتار ہو کر غیاث الدین غوری کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ غیاث الدین غوری نے نہایت تپاک سے لیا عزت و احترام سے پیش آیا اور امر خوارزمیہ کا سردار بنا کر ہرات کی طرف روانہ کیا۔

لے اہل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

امارت خراسان پر ضیاء الدین محمد کا تقرر | خراسان کی حکومت پر اپنے چچا زاد بھائی اور داماد ضیاء الدین محمد بن علی غوری کو مامور کیا۔ نیشاپور کو مرکز حکومت بنانے کا حکم دیا، علاء الدین کے خطاب سے مخاطب کیا۔ سرداران غوریہ کی ایک جماعت کو علاء الدین کی خدمت میں رہنے کا اشارہ کیا۔ اہل نیشاپور کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا۔ جس کا جو مال یا اسباب لوٹ لیا گیا تھا اس کا کافی معاوضہ دیا۔ انعامات دیئے جانے دیئے، ان کاموں سے فارغ ہو کر ہرات گیا اور علی شاہ کو اپنے بھائی شہاب الدین غوری کو سپرد کیا۔

قراٹپیوں کا قتل عام | شہاب الدین غوری نے ہرات سے تہستان کی طرف کوچ کیا، رفتہ رفتہ ایک گاؤں میں پہنچا، جہاں کے رہنے والے اسماعیلیہ مذہب رکھتے تھے۔ کسی نے یہ خبر دی کہ اس گاؤں کے رہنے والے اسماعیلیہ فرقہ کے ہیں، شہاب الدین نے ان کے قتل کا حکم دیدیا پھر کیا تھا جتنے لڑنے والے تھے مار ڈالے گئے، لڑکے اور عورتیں لونڈی اور غلام بنائے گئے۔ ال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ مکانات منہدم کر دیئے گئے، گاؤں برباد ہو گیا۔ اس کے بعد ایک دوسرے قلعہ کی طرف قدم بڑھایا جو تہستان کے نواح میں تھا۔ یہ قلعہ بھی فرقہ اسماعیلیہ کا تھا۔ چند دن کے محاصرہ کے بعد ان کے ساتھ فتح ہوا۔ سرداران غوریہ میں سے ایک سردار کو اس کا حاکم مقرر کیا۔ بدعات دور ہو گئیں، شاعر اسلام قائم ہو گئے۔ اسی اثناء میں والی تہستان کا خط سلطان غیاث الدین کی خدمت میں موصول ہوا، لکھا تھا: آپ کے بھائی شہاب الدین نے ہمارے مقبوضات میں دست درازی شروع کر دی ہے، متعدد مقامات کو سر کر لیا ہے۔ ہم نے کوئی بد عہدی نہیں کی، پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کے بھائی نے عہد شکنی پر کمر باندھ ہی ہے؟ سلطان غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کے پاس اپنے ایک معتمد علیہ امیر کے وسیع کہلا بھیجا کہ فرقہ اسماعیلیہ کے مقبوضات پر دست اندازی نہ کرو۔ محاصرہ اٹھا کر میرے پاس چلے آؤ اس وقت شہاب الدین فرقہ اسماعیلیہ کے ایک قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا بھائی کا پیام پا کر پیچ و تاب کھانے لگا، بالآخر تعمیل حکم سے انکار

کر دیا غیاث الدین کے فرستادہ امیر نے کہا، آپ کو سلطانی حکم کی تعمیل کرنا ہوگی، اگر آپ تعمیل نہ کریں گے تو میں آپ کو تعمیل حکم پر مجبور کروں گا، امیر نے یہ کہہ کر شہاب الدین کے خیمہ کی طنائیں کاٹ دیں شہاب الدین کو اس سے حدودِ جہ کا غصہ پیدا ہوا مگر بھائی کا حکم تھا خاموش ہو گیا۔ محاصرہ اٹھا کر ہندوستان کا راستہ لیا۔

جب وقت علاء الدین محمد بن تکش معروف بہ خوارزم شاہ تک
علاء الدین محمد بن تکش کی نیشاپور پر فوج کشی | یہ شہزادہ بھی کرغیاث الدین اور شہاب الدین غوری کی فوجیں سان

سے واپس چلی گئیں اور شہاب الدین اپنے بھائی سے ناراض ہو کر ہندوستان چلا گیا ہے اس وقت غیاث الدین کے پاس خطرہ نہ نکلا، اور جن شہروں پر غوری فوج نے قبضہ کر لیا تھا ان کی واپسی کا مطالبہ کیا، البتہ کہنے کی صورتیں یہ دھکی دی کہ میں ترکانِ خطا سے امداد حاصل کر کے آپ کے مقابلہ پر آؤں گا، اس وقت آپ پر عرضین تنگ ہو جائے گا، چونکہ سلطان غیاث الدین عارضہ فقر میں مبتلا تھا، نقل و حرکت نہ کر سکتا تھا، جواب کے بھیجنے میں شہاب الدین کی واپسی کے انتظار میں تاخیر کی۔ خوارزم شاہ نے علاء الدین غوری نائب سلطان غیاث الدین کو نیشاپور میں تھا شہر خالی کرنے کے لئے لکھا اور جنگ کی دھمکی دی، علاء الدین غوری نے غیاث الدین کو اس سے مطلع کیا۔ غیاث الدین نے جواب میں لکھا، تم گھبراؤ نہیں نیشاپور میں قدم جمائے رکھو میں تمہیں کافی طور پر مدد دوں گا، خوارزم شاہ نے آخر وہ ارزی الحجہ، ۶۹۵ھ میں فوجیں فراہم کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا، ابورو کے قریب پہنچا۔

ہندو خان رعناث الدین کا آزاد غلام، ابورو چھوڑ کر ریزور کوہ غیاث الدین
نیشاپور کا محاصرہ | کے پاس بھاگ گیا، خوارزم شاہ نے مرو، نسا اور ابورو پر قبضہ کر لیا۔

نیشاپور پر حملہ کیا۔ نیشاپور میں علاء الدین غوری تھا۔ محاصرہ ڈال کر لڑائی چھیڑ دی۔ مدتوں جنگ کا سلسلہ قائم رہا۔ آخر کار علاء الدین غوری نے غیاث الدین کی امداد سے ناامید اور محاصرہ جنگ سے تنگ آکر امان کی درخواست کی۔ اور غوریوں کو کسی قسم کی ایذا نہ دینے کی خوارزم شاہ سے قسم لی اور شہر حوالہ کر دیا۔ خوارزم شاہ نے ان لوگوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کے، کسی قسم کی ایذا و تکلیف نہ دی۔

علاء الدین غوری کی روانگی ہرات | خوارزم شاہ نے شہر پر قبضہ کرنے کے بعد علاء الدین غوری سے کہا "بہتر ہوتا کہ تم درمیان میں پڑ کر سلطان

غیاث الدین سے میری صفائی کرا دیتے" علاء الدین غوری نے سینہ ٹھونک کر کہا "میں اس خدمت کو انجام دوں گا آپ مطمئن رہئے۔ لیکن علاء الدین غوری، غیاث الدین کے پاس فیروز کوہ نہ گیا بلکہ ہرات چلا گیا۔ وجہ یہ تھی کہ علاء الدین غوری کو غیاث الدین کی جانب سے وعدہ کر کے امداد نہ بھیجنے کی وجہ سے ملال پیدا ہو گیا تھا ہرات میں علاء الدین غوری کی جاگیر اور املاک تھے۔ حسن بن خرمیل جو کہ امراء غوریہ کا ایک بااثر شخص تھا نیشاپور ہی میں رہ گیا خوارزم شاہ نے اس کی بے حد عزت افزائی کی اور اپنا ممنون احسان بنالیا۔

علاء الدین محمد کا محاصرہ سرخس | ہم نیشاپور سے فارغ ہو کر خوارزم شاہ نے سرخس کا قصد کیا۔ امیر زنگی، سرخس کا گورنر تھا اور غیاث الدین کے قربت طلب

میں سے تھا۔ چالیس دن تک محاصرہ کئے رہا شب و روز لڑائی ہوتی رہی۔ شنت محاصرہ سے رسد کی آمد بند ہو گئی، اہل شہر اپنی ضروریات زندگی کو محتاج ہو گئے۔ امیر زنگی نے خوارزم شاہ کے پاس کہلا بھیجا "آپ شہر پناہ کا دروازہ چھوڑ دیجئے تاکہ اطمینان کے ساتھ ہم شہر خالی کر کے نکل جائیں" خوارزم شاہ اس فریب میں آگیا۔ شہر پناہ کے دروازے سے محاصرہ اٹھا لیا، امیر زنگی نے رسد غلہ اور دوزمرہ کی ضروریات کا کافی ذخیرہ شہر میں بھر لیا، کمزور امداد تاؤنوں کو جو محاصرہ سے تنگ آگئے تھے شہر سے باہر کر دیا۔ خوارزم شاہ سے کہلا بھیجا "اب آپ تشریف لائے جاؤ اور آپ کا فیصلہ جنگ سے ہوگا" خوارزم شاہ کو بے حذامت ہوئی، محاصرہ اٹھا کر چلتا ہوا لیکن روانگی کے وقت چند سرداران لشکر کو محاصرہ پر چھوڑ گیا۔

علاء الدین محمد کی مراجعت خوارزم | خوارزم شاہ کی روانگی کے بعد محمد بن خربک گدڑ نرطالقان امیر زنگی کی کمک پر روانہ ہوا.....

لے اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

خوارزمی فوجیوں نے یہ خبر پا کر سرخس چھوڑ دیا۔ چنانچہ امیر زنگی اور محمد بن خربک مردود چنچے مرو رود اور اس کے لواحق کا خراج وصول کیا۔ خوارزم شاہ نے تین ہزار فوج اپنے ماموں کی ماتحتی میں روانہ کی۔ محمد بن خربک نوسو سواروں کی جمیعت سے مقابلہ پر آیا۔ خوارزمی فوج میدان جنگ سے بھاگ نکلی بہت برے طور سے پامال ہوئی۔ بہت سے قید کر لئے گئے۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ خوارزم شاہ کو اس واقعہ کی خبر لگی۔ ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ ساری امیدیں خاک میں مل گئیں بادل ناخواستہ خوارزم واپس ہوا۔

حسن بن محمد مرغنی کی گرفتاری | خوارزم شاہ نے خوارزم چنچے کر غیاث الدین کی خدمت میں صلح کرنے کا مراسلہ بھیجا، غیاث الدین نے امیر کبیر حسن مرغنی کی معرفت جواب روانہ کیا، بظاہر صلح کرنا پسند کیا تھا، لیکن درحقیقت خوارزم شاہ کو فریب اور دھوکہ میں ڈالنا تھا، خوارزم شاہ اس فریب دہی کو ناگزیر کیا، حسن بن محمد مرغنی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور محاصرہ کے ارادے سے ہرات روانہ ہوا۔ حسن بن محمد مرغنی نے پوشیدہ طور پر اپنے بھائی عمر بن محمد مرغنی امیر ہرات کو یہ واقعات لکھ بھیجے چنانچہ عمر بن محمد مرغنی، خوارزم شاہ کے مقابلے پر تیار ہو گیا۔

ہرات پر خوارزم شاہ کی فوج کشی | ہرات پر خوارزم شاہ کی فوج کشی کا سبب یہ تھا کہ وفات پائی اس کے حاشیہ نشین امیروں میں سے دو بھائی جن میں ایک کا نام امیر حاجی تھا غیاث الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے، غیاث الدین، عزت و اقرام سے پیش آیا، ہرات میں قیام کرنے کا حکم دیا، ان دونوں بھائیوں نے محمد بن نکش (خوارزم شاہ) کو ہرات پر قبضہ کر لینے کا پیام بھیجا اور قبضہ کرانے کے ذمہ دار ہوئے، خوارزم شاہ کو غیاث الدین سے اس فریب و دھوکہ کا بدلہ لینے کا موقع مل گیا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ چنانچہ فوجیں مرتب کر کے ہرات پر حملہ کر دیا۔

لے مرغنی، ملک خور کا ایک قصبہ ہے جہاں کا حسن رہنے والا تھا۔

امیر حاجی کی گرفتاری | عمر بن محمد مرغنی نے شہر پناہ کے دوازوں کی کھیاں انھی مددوں بھائیوں کو والد کردی تھیں اور یہ خیال کر کے کہ یہ خوارزم شاہ کے مخالف ہیں جنگ کا سپہ سالار اعظم بھی انھی کو مقرر کیا تھا۔ کسی نے خوارزم شاہ سے ان کی ساز باز کا حال بہ حالت قید حسن مرغنی سے کہہ دیا۔ حسن مرغنی نے اپنے بھائی عمر مرغنی والی ہرات کو لکھ بھیجا، عمر مرغنی کو یقین نہ ہوا۔ حسن مرغنی نے امیر حاجی کا وہ خط جو اس نے خوارزم شاہ کو ہرات پر قبضہ کر لینے کے لئے لکھا تھا بھیج دیا۔ دیکھتے ہی عمر مرغنی کی آنکھیں کھل گئیں، پاؤں کے نیچے سے زین نکل گئی فوراً امیر حاجی اور اس کے بھائی اور اس کے تمام ساتھیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ خوارزم شاہ کے مقابلے پر خود کمر بستہ ہوا اس اثنا میں الپ غازی ہشیر فادہ غیاث الدین، غوری شکر لے کر آگیا اور خوارزم شاہ کے لشکر کو گھیر لیا، رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔

طالقان پر شب خون | ایک حصہ کو طالقان پر شب خون مارنے کے لئے بھیجا حسن بن خربک نے مقابلہ کیا، لڑائی ہوئی، خوارزم شاہ کی فوج کو شکست ملی۔ ساری فوج کٹ گئی ایک شخص بھی جاں برب نہ ہوا۔ اس کے بعد غیاث الدین نے اپنے بھانجے بوغانی کو غوری فوج کا انصر اعلیٰ مقرّر کر کے اہل ہرات کی لگ پر روانہ کیا، خوارزم شاہ محمد بن نکش کے لشکر کے قریب بوغانی نے مورچہ قائم کیا۔ رسد و غلہ کی آمد کے جو راتے کھلے تھے انھیں بھی بند کر دیا۔ خوارزم شاہ پر اب عرصہ زمین تنگ ہوا چاہتا تھا کہ غیاث الدین بھی تھوڑی سی تازہ دم فوج لے کر آ پہنچا، چونکہ غوریوں کے لشکر کا زیادہ حصہ ہندیش اس کے بھائی شہاب الدین کی رکاب میں تھا اور فوج کا کچھ حصہ مرغنی کی حفاظت پر تھا۔ اس وجہ سے خوارزم شاہ کی فوج پر پیش قدمی نہ کی، چالیس روز محاصرہ کو گذر چکے تھے۔

خوارزم شاہ کی مراجعت | خوارزم شاہ کو یہ خبر مل چکی تھی کہ طالقان کی جنگ میں خوارزمیوں کو شکست ہوئی ہے کوئی بے کوفی بھی جاں برب نہیں ہوا، شہاب الدین بھی

ہندوستان سے غزنی آرہے، گھبرا گیا، لینے کے دینے پڑ گئے اس خوف سے کہ مہاد میں ایسے محاصرہ میں نہ آجائیں کہ جس سے خلاصی ناممکن ہو۔ ہرات کا محاصرہ اٹھایا اور عمر مرغنی سے صلح کر کے مو جلا آیا۔ یہ واقعہ ۵۹۹ھ کا ہے۔

اس کے بعد شہاب الدین ہندوستان سے واپس ہو کر غزنی پہنچا خوارزم شاہ نے **معرکہ مرو** خراسان میں جو کچھ دست درازی کی تھی اس سے مطلع ہوا، فوجیں آراستہ کر کے غزنی سے تلخ آیا، تلخ سے خوارزم شاہ سے جنگ کے لئے ایمان پہنچا، اس کے ہاروں سے خوارزم شاہ کی مرو میں مذبح پھیر ہو گئی۔ دولوں حریف جی توڑ کر لڑے، جانین کے بہت سے آدمی کام آ گئے۔ خوارزم شاہ نے مرو چھوڑ دیا، خوارزم کا راستہ اختیار کیا، امیر خروانیٰ یخشاہد کو اس الزام میں کہ اس نے غیاث الدین سے سازش کر لی ہے قتل کر دالا۔

جنگ محمد بن خربک منصور ترکی خوارزم شاہ کی شکست کے بعد شہاب الدین طوس چلا آیا اور اس خیال سے کہ موسم سرما گزر جائے پھر خوارزم پر حملہ کیا جائے قیام کر دیا۔ اس اثنا میں پیغمبر گمشدہ گذار ہوئی کہ غیاث الدین اس کے بھائی کا انتقال ہو گیا ہے طوس سے ہرات واپس آیا، خوارزم پر حملہ کا ارادہ ترک کر دیا، مرو کی حکومت پر محمد بن خربک کو نامور کیا۔ خوارزمی سرداروں کی ایک جماعت ۵۹۹ھ میں مرو پر حملہ آند ہوئی۔ محمد بن خربک نے ان پر شب خون مارا، گنتی کے چند افراد جاں بر ہو سکے، خوارزم شاہ کو اس کی خبر گئی غصہ سے کانپ اٹھا، منصور ترکی کو ایک بڑی فوج کے ساتھ محمد بن خربک کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کیا، مرو سے دس کوس کے فاصلہ پر دونوں حریفوں نے صف آرائی کی نہایت سخت لڑائی ہوئی، خوارزمیوں نے غوری فوج کو شکست دی پسپا ہو کر مرو میں داخل ہو گئی۔ شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے۔ خوارزمی لشکر نے محاصرہ کیا۔ پندرہ روز کے محاصرہ و جنگ کے بعد محصور غوریوں نے امان کی درخواست کی۔ خوارزمیوں نے امان دینے اور قتل نہ کرنے کا حلف اٹھایا۔ محصور غوریوں نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ خوارزمیوں نے سب کو مار ڈالا۔

شہاب الدین کو اس خبر سے نہایت صدمہ ہوا مگر چارہ کار کچھ نہ تھا۔ خوارزم شاہ سے صلح کا نامہ و پیام کیا لیکن صلح نہ ہو سکی۔ ہرات کی حکومت پر اپنے ہم شیر زادہ بوغانی کو فیروز کوہ بلاد غور اور صوبجات خراسان کی حکومت پر ملک علاء الدین بن ابی علی غوری کو مامور کر کے ۵۹۹ھ میں غزنی واپس آیا۔ اور غزنی سے ہندوستان پر جہاد کرنے کی غرض سے لاہور روانہ ہوا۔

شہاب الدین کی واپسی کے بعد خوارزم شاہ نے ستھ کے خوارزم شاہ اور حسن بن حمیل | نصف میں ہرات پر پھر فوج کشی کی۔ بوغانی ہم شیر زادہ

شہاب الدین مقابلے کے لئے تیار ہوا، آخر شعبان سنہ مذکور تک محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا، دونوں طرف کی ایک بڑی جماعت کام لگئی، نامی گرامی سرداروں کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا لیکن بڑائی کا سلسلہ کسی طرح ختم ہی نہ ہوتا تھا۔ حسن بن حمیل خوزستان میں تھا جہاں پر اس کی جاگیر تھی خوارزم شاہ کو دھوکہ اور فریب دہی کی غرض سے پیام دیا کہ "آپ ایک فوج خراسان بھیج دیجئے میں شہاب الدین کا خزانہ اور ہاتھی ان کے حوالہ کر دوں" خوارزم شاہ کو لالچ دامن گیر ہوا، ایک ہزار سوار جس میں نامی گرامی سردار تھے خوزستان روانہ کئے، حسن بن حمیل اور حسین بن محمد مرغنی نے غفلت کی حالت میں خوارزم شاہ کی بھیجی ہوئی فوج پر حملہ کر دیا۔ گنتی کے چند افراد جانبر ہوئے، خوارزم شاہ کو اس کی خبر لگی، اپنے کئے پر بے حد پشیمان ہوا، لیکن پشیمانی سے کچھ نفع نہ ہوا۔

بوغانی، دانی ہرات کے پاس پیام بھیجا۔ اگر تم میری خوارزم شاہ کا ہرات پر قبضہ | بادشاہت تسلیم کر لو تو میں تمہیں اور تمام اہل ہرات

کو امان دیتا ہوں اور ابھی محاصرہ اٹھا کر چلا جاتا ہوں۔ بوغانی نے کچھ جواب نہ دیا، اس کے بعد اتفاق سے بوغانی طبل ہو گیا، اس خوف سے کہ مبادا شدت مرض کی وجہ سے دشمن کی ممانعت مذکور کے اور دشمن شہر پر قبضہ کر لے خوارزم شاہ کی خدمت میں شرائط مذکورہ کی منظوری کا پیام بھیجا اور خوارزم شاہ سے امان دینے کا حلف لے کر شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ منسلک و تحائف روانہ کئے اور خود نیا زمندی و اطاعت کے اظہار کی غرض سے خوارزم شاہ کی خدمت

میں حاضر ہوئے کے لئے سوار ہو کر چلا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں نہ پہنچنے پایا تھا کہ موت کا فرشتہ پہنچ گیا، جاں بحق ہو گیا، خوارزم شاہ نے محاصرہ اٹھا لیا مغنیقوں کو جلا کر سرخس چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہوا۔

شہاب الدین غوری کی خوارزم پر فوج کشی | جس وقت شہاب الدین کو اس امر کی اطلاع پہنچی کہ خوارزم شاہ نے ہرات کا محاصرہ کر لیا ہے اس کا گورنر دمیر لغانی جو اس کا بھانجہ تھا مر گیا ہے ہندوستان سے واپس ہوا، کوپچ و قیام کرتا خوارزم کی طرف روانہ ہوا۔ خوارزم شاہ، سرخس سے مرد چلا آیا تھا اور مرو کے باہر قیام پذیر تھا۔ شہاب الدین کی آمد کی خبر پا کر نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے شہاب الدین کے پہنچنے سے پہلے خوارزم پہنچ گیا۔ چاروں طرف سے ناکہ بندی کرنی خندقوں کو پانی سے بھریا اتنے میں شہاب الدین پہنچا، ہر طرف سے راستہ بند تھا شہر کے ارد گرد کی خندقوں میں پانی بھرا تھا، خوارزم تک پہنچنا دشوار ہو گیا۔ راستہ کی درستی میں مصروف ہوا چالیس دن ٹھہرا ہوا راستہ درست کرتا رہا۔ بہنزار خرابی و سخت بسیار خوارزم پہنچا، ایک دوسرے سے بھڑگئے، سخت لڑائی ہوئی، دونوں طرف سے ایک بڑا گردہ کام آگیا۔ نامی گرامی سردار مارے گئے جس مرغی غوری بھی اسی لڑائی میں مارا گیا، سرداران خوارزم کی ایک جماعت گرفتار ہو گئی، جسے شہاب الدین نے قتل کرا دیا۔

جنگ شہاب الدین غوری اور ترکانِ خطا | خوارزم شاہ نے ترکانِ خطا سے جو اس وقت ماوراءالنہر کے حکمران تھے، شہاب الدین کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی، چنانچہ ترکانِ خطا نے غوری غیروں پر حملہ کر دیا۔ شہاب الدین کو اس کی خبر لگی۔ خوارزم کا محاصرہ اٹھا کر ترکانِ خطا کی روک تھام کو چلا۔ اندخوی کے صحرائے مڈ بھیر ہو گئی یہ واقعہ اوائل ماہ صفر ۶۹۱ھ کا ہے، پہلی لڑائی میں شہاب الدین کو کامیابی ہوئی، بے شمار کفار مارے گئے۔ اور بہت سے قید کر لئے گئے، دوسرے دن کی لڑائی میں

شہاب الدین کا لشکر ترکان خطائے ڈر کر بھاگ نکلا، شہاب الدین چند جاں نثاروں کے ساتھ میدان جنگ میں لڑتا رہا۔ بالآخر یہ بھی کامیابی سے ناامید ہو کر اندھوئی میں داخل ہو گیا، ترکان خطائے چاروں طرف سے گھیر لیا، شہاب نے نامہ و پیام بھیج کر مصالحت کر لی، اور طالقان چلا گیا، اس وقت اس کے ساتھ صرف سات آدمی تھے، خزانہ اور مال و اسباب کٹ گیا تھا۔

شہاب الدین کی مراجعت غزنی | اس واقعہ سے سارے ملک میں شہاب الدین کے مرنے کی خبر مشہور ہو گئی، حسن بن خرمیل والی طالقان نے شہاب الدین کی وہی عزت کی جو اس کے شایان شان تھی اور اسی نیاز مندی سے لا جبراً اکٹھے ملنا چاہیے تھا۔ سب تکلیفیں دور کر کے تمام ضروریات مہیا کر دیں، شہاب الدین چند روز آرام کر کے غزنی روانہ ہوا، روانگی کے وقت حسن بن خرمیل کو اس خیال سے کہ مبادا خوارزم شاہ سے نہ مل جائے اور اس کا مطیع نہ ہو جائے اپنے ساتھ لیا اور امیر حاجب کا عہدہ عنایت کیا۔

شہاب الدین کے مرنے کی خبر سے امراء اور سرداران غریب میں بے حد اختلاف پیدا ہو گیا، منصفہ پر ہاروں کی بن آتی چاروں طرف ایک ہنگامہ مہیا ہو گیا جیسا کہ ہم اوپر بلوک غریب کے حالات کے سلسلہ میں تحریر کر آئے ہیں۔ شہاب الدین نے نہایت مستعدی اور مرواگی سے غزنی اور ہندوستان کی مخالفتوں اور ہنگاموں کو فرو کیا اور خوارزم شاہ کی گوشمالی کی طرف دوبارہ متوجہ ہوا۔

لے اُن ہنگاموں میں سے جو شہاب الدین کے مرنے کی خبر مشہور ہونے سے رونما ہوئے تھے ایک یہ بھی تھا کہ تاج الدین در شہاب الدین کا زرخیز غلام نے قلعہ غزنی کی طرف قہقہہ مہرٹھایا، قلعہ دار نے مدافعت کی، پسپا ہو کر اچھی جائے قیام پر واپس آیا لوٹ مار اور غارتگری شروع کر دی، شہاب الدین کو غزنی پہنچ کر تاج الدین دزکی دست و داری کی خبر ملی۔ آگ بگولا ہو گیا، گرفتار کر کے قتل کا قصد کیا، تمام خادموں نے سفارش کی، بچ گیا، لیکن اور قصدوں کو چن چن کر قتل کیا۔ دوسرے منگھمہ قابل ذکر یہ تھا کہ ایک غلام ایک بال ترنای، معرکہ جنگ سے بچ کر ہندوستان پہنچا، لختان میں داخل ہو کر سلطان شہاب الدین کے گورنر کو

شہاب الدین غوری کی شکست کی وجہ | ترکان خطا کے مقابلہ میں شہاب الدین کی شکست کا ایک سبب اور بھی تھا جسے ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جس وقت شہاب الدین 'خوارزم سے ترکوں کی سرکوبی کے لئے چلا۔ اثنار راہ میں ایک ایسا درہ پڑ گیا کہ جہاں پر پانی کا نام و نشان نہ تھا اگر کہیں پر پانی موجود بھی تھا تو نہایت قلیل تھا۔ اس وجہ سے شہاب الدین نے اپنی فوج کی متعدد ٹکڑیاں کر کے درہ سے روانہ کیا۔ ترکان خطاراستہ کی اہمیت سے واقف تھے۔ درہ کے دوسرے سر پر کھڑے ہو گئے۔ جوں جوں شہاب الدین کا لشکر متفرق طور پر آتا گیا موت کے گھاٹ اُتاتے گئے 'اور جہاں پر ہو جاتا تھا۔ وہ غرنی بھاگ جاتا تھا۔ لوٹ کر شہاب الدین کے پاس نہ آسکتا تھا۔ لہذا ایک کو دوسرے کی خبر نہ ہوئی آخر میں شہاب الدین ساتو کے ساتھ اس درہ سے ہو کر گورا، ترکان خطا بلائے ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑے۔ چار روز تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی، شہاب الدین نہایت استقلال اور ثبات قدمی سے لڑتا رہا۔

شہاب الدین غوری اور ترکان خطا میں مصالحت | پانچویں روز وائی سمرقند نے جو مسلمان تھا لیکن ترکان خطا کا مطیع تھا اور انھی کے لشکریں تھا پر شدیدہ طور پر شہاب الدین کو پیام دیا کہ جب تک ترکان خطا آپ سے خائف نہ ہوں گے جنگ سے باز نہ آئیں گے۔ انھیں ڈرانے کے لئے یہ تدبیر کیجئے کہ اپنے لشکر کے ایک حصہ کو آج شب میں کسی طرف بھیج دیجئے صبح کو سواران لشکر گھوڑے اڑاتے ہوئے میدان جنگ میں متحدہ (فقیرہ ۳۱۵) بہ حالت غفلت قتل کر کے شہر کا حاکم بن بیٹھا، اور یہ ظاہر کیا کہ "سلطان شہاب الدین معرکہ کام آگیا ہے اب میں بادشاہ ہوں" چنانچہ شاہی مال و اسباب اور خزانہ پر قبضہ کر لیا اور عایا کے ساتھ بے حد مظالم کئے، عمر بن نیزان نامی ایک شخص اس کا مشیر تھا وہی ان تمام دغاخیوں اور مظالم کا محرک تھا شہاب الدین نے ہندوستان پہنچ کر ان لوگوں کا غارتہ کیا۔ یہ واقعہ جمادی الآخر ۶۶۷ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ مطبوعہ لیدن

مکڑیوں کی صورت میں مختلف راستوں سے آجائیں ہیں ان دشمنان اسلام کو یہ فریب دوں گا کہ شہاب الدین کی کمک پر تازہ دم فوج آگئی ہے۔ اب تمھاری خیر نہیں ہے۔ مناسب ہے کہ صلح کر لو۔ چنانچہ شہاب الدین نے ایسا ہی کیا اور دالی سمرقند کے ترکانِ خطا کو دھمکایا اور ترکانِ خطا مصالحت پر راضی ہو گئے۔ باہم صلح ہو گئی، شہاب الدین کو اس خوفناک لڑجھان لیوا واقعہ سے نجات مل گئی۔ یہ واقعہ ۶۸۷ھ کا ہے اس کے بعد ہی شہاب الدین نے وفات پائی۔

حسن بن حمیل کی سازش ہرات (خراسان) کا گورنر شہاب الدین غوری کی طرف سے ۶۹۲ھ میں شہید ہو گیا اور عنانِ حکومت غیاث الدین محمود بن غیاث الدین ربر اور شہاب الدین نے اپنے ہاتھ میں لی، بلادِ غوریہ کو علاء الدین محمد بن اللو علی کے قبضے سے نکال لیا۔ حسن بن حمیل ان واقعات سے مطلع ہوا۔ ہرات کے سرداروں اور رؤسا کا ایک جلسہ طلب کیا۔ جن میں قاضی شہر بھی تھا۔ بنظاہر ان لوگوں سے خوارزم شاہ کی مخالفت اور جنگ کی قسمیں لیں اور پو شیدہ طور سے خوارزم شاہ سے سازش کر لی، غوریوں کی روک تھام کی غرض سے خوارزمی لشکر کو بھیجنے کی ذمہ داری کی اور اپنے بیٹے کو بطور ضمانت خوارزم شاہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے نیشاپور سے ہرات فوجیں روانہ کیں اور امیر لشکر کو ہدایت کی کہ حسن بن حمیل کے اشارہ و حکم پر عمل پیرا ہونا۔ غیاث الدین محمود ان واقعات کے آشنا۔ میں حسن ابن حمیل کو اپنی حکومت کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے لکھ رہا تھا۔ چونکہ حسن بن حمیل نے خوارزم شاہ سے سازش کر لی تھی۔ اس نے جیلوں والوں سے ڈال رہا تھا۔ کسی ذریعہ سے اس سازش کی اطلاع غیاث الدین محمود کو ہو گئی۔ سننے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ حسن بن حمیل کو ہوش میں لانے کی غرض سے فوج کشی کر دی۔

علی بن عبدالحق حسن ابن حمیل کو اس کی خبر لگی۔ سردارانِ لشکر اور رؤسا شہر سے مشورہ کیا، علی ابن عبدالحق مدرس نظامیہ ناظر اوقاف نے رائے دی، مناسب یہ ہے کہ آپ غیاث الدین محمود کی حکومت کی اطاعت قبول کر لیجئے، دھوکہ اور فریب چھوڑ دیجئے۔

حسن بن حرمل نے جواب دیا مجھے اندیشہ ہے کہ غیاث الدین محمود میرے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے لہذا آپ شاہی دربار میں حاضر ہو کر میری طرف سے بادشاہ سلامت کو اطمینان دلا دیجئے۔ علی ابن عبدالخالق تو یہ چاہتا ہی تھا کہ کسی طرح ہرات نے نکل کر غیاث الدین محمد کے پاس چلا جائے، فوراً سامان سفر درست کر کے روانہ ہو گیا۔ غیاث الدین محمود کو اصل واقعہ سے مطلع کر دیا۔

غیاث الدین محمود نے اپنے گورنر مرو کو بلا بھیجا، گورنر نے حاضری میں توقف کیا، گورنر مرو کی طلبی | اہل مرو دگر گئے، علانیہ کہہ بیٹھے کہ اگر تم غیاث الدین محمود کی اطاعت سے باہر ہوتے ہو تو ہم بھی تمہارے ساتھ نہیں ہیں، تمہیں غیاث الدین محمود کے حکم کی تعمیل کرنا لازم ہے، گورنر مرو بادلِ ناخاستہ دربار شاہی میں حاضر ہوا، غیاث الدین محمود نے خلعت غنایت کیا جاگیر دی۔ اس کے بعد گورنر طالقان، امیران، بن قیصر، کو طلبی کا فرمان روا | امیران بن قیصر کی معزولی کیا، اس نے بھی حاضری سے انکار کیا، غیاث الدین نے طالقان

کی حکومت اپنے باپ کے غلام "سونج" معوف بہ امیر شکار کو غنایت کی، حسن بن حرمل کو رحمت پوری کرنے کے خیال سے ابن زیاد کی معرفت خلعت روانہ کیا۔ حکومت ہرات کی سند بھی پٹنے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا، حسن بن حرمل خوارزم شاہ کے لشکر کے انتظار میں جیلوں سے وقت گذارتا رہا۔ یہاں تک کہ نیشاپور سے خوارزم شاہ کا لشکر آ گیا۔

خوارزم شاہ کی پیش قدمی و مراجعت | اس کے بعد ہی خوارزم شاہ بھی اپنے جاہ و حشم کے ساتھ آپہنچا، بلخ سے چار کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کے جنگ شروع کر دی، حسن بن حرمل کو اپنے کئے پر پشیمانی ہوئی، سمجھ لیا کہ خوارزم شاہ کی نیت بخیر نہیں ہے، حسن بن حرمل بڑا چالاک اور سیاست دان تھا۔ کسی ذریعہ سے خواندہی لشکر کو یہ باور کرایا کہ "حسن بن حرمل نے غیاث الدین محمود سے مصالحت کر لی ہے اور اس کا مطیع ہو گیا ہے اور غیاث الدین محمود نے اسے ہرات کی گورنری پر بحال رکھا ہے۔" لشکر خوارزم اپنا دیرہ خیمہ اٹھا کر خواندہ شاہ کے پاس چلا گیا۔ حسن بن حرمل نے بہت سے نذرانے اور تحائف انہی لشکریوں کی

معرفت خوارزم شاہ کی خدمت میں روانہ کئے۔

حسن بن حرمیل کی املاک کی ضبطی غیاث الدین محمود یہ خبر پا کر کہ خوارزم شاہ کا لشکر ہرات

خزانہ ضبط کر لیا۔ اس کے ہوا خواہوں اور سرداروں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ حسن ابن حرمیل نے بھی اس امر کو محسوس کر کے کہ اہل ہرات کا میلان غیاث الدین محمود کی جانب ہے، بلوے کے خوف سے غیاث الدین محمود کی اطاعت کا اظہار کیا مگر جب اہل شہر کو یہ معلوم ہوا کہ غیاث الدین، حسن ابن حرمیل سے ناراض ہے اور اس نے اس کی جاگیر، مال، اسباب اور خزانہ ضبط کر لیا ہے متفق ہو کر غیاث الدین کی خدمت میں عرض داشت بھیجی، شہر حوالہ کر دینے کا اقرار کیا۔ حسن ابن حرمیل نے اس سے اور اپنی جاگیر وغیرہ ضبط ہو جانے کی خبر سے مطلع ہو کر رد سار شہر کو جمع کیا، اپنے کئے پر پشیمانی ظاہر کی، معافی چاہی اور یہ کہا کہ میں نے خوارزم شاہ کے لشکر کو واپس کر دیا ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ اظہار اطاعت کی غرض سے ایک عرض داشت سلطان غیاث الدین محمود کی خدمت میں روانہ کروں، تم لوگ بھی میرے بیان کی تصدیق میں ایک علیحدہ پیچ دو، رد سار شہر لے اس رائے کو پسند کیا۔ جیسا کہ حسن ابن حرمیل نے کہا اور چاہا، عرض داشت لکھ کر حسن ابن حرمیل کے قاصد کی معرفت روانہ کی۔

خوارزم شاہ کا ہرات پر قبضہ حسن ابن حرمیل نے قاصد کو دوبارہ ہدایت کر دی تھی کہ:

فیروز کوہ کی جانب روانہ ہو، لیکن جب شب کی سیاہ چا سے دن کی روشنی چھپ جائے تو دوسری راہ سے نیشاپور چلے جانا اور خوارزم شاہ کے لشکر کو ہرات واپس لے آنا۔ چنانچہ قاصد نے ایسا ہی کیا۔ چوتھے دن قاصد اور خوارزم شاہ کا لشکر آوا۔ حسن ابن حرمیل نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا، خوارزم شاہ کا لشکر نثارہ بجاتا ہوا اس میں داخل ہو گیا۔ حسن ابن حرمیل نے ابن زیاد فقیہ کو جو غیاث الدین محمود کی ہوا خواہی میں زنا حصہ رہا تھا، گرفتار کر لیا۔ آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھر دایں، قاضی صاعد کو شہر۔

کر دیا۔ حکومت غوری کے ہوا خواہوں کو جلا وطنی کی سزا دی، بحال پریشاں گرتے پڑے غیاث الدین محمود کی خدمت میں فیروز کوہ پہلے گئے۔ شہر ہرات پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہو گیا۔

جنگ غیاث الدین محمود اور حسن بن حرمل | غیاث الدین محمود کو ان واقعات کی خبر لگی۔ فوراً ایک فوج علی ابن ابو علی کی ماتحتی میں حسن

ابن حرمل کی گوثالی اور ہرات کو خوارزمی لشکر کے قبضے سے نکال لینے کی غرض سے ہرات روانہ کی، امیر امیران والی طالقان بھی اس مہم میں تھا اور ہراول کا کمان افسر تھا۔ چونکہ غیاث الدین محمود نے اسے معزول کر دیا تھا اس وجہ سے ناراض تھا، حسن ابن حرمل سے سازش کر لی اور بوقت مقابلہ میدان جنگ چھوڑ دینے کا وعدہ کیا۔ حلف اٹھایا۔ چنانچہ حسن ابن حرمل نے غیاث الدین محمود کے ہراول پر حملہ کیا۔ امیر امیران دھچار ہاتھ لڑ کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ اس کا قرار ہونا تھا کہ غوریوں کا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ بہت سے سرداران لشکر گرفتار کر لئے گئے۔

حسن بن حرمل کی بادغیس پر فوج کشی | اس سازشی کامیابی کے بعد حسن بن حرمل نے بادغیس وغیرہ مقبوضات غوریہ پر دست درازی

شروع کی لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ غیاث الدین محمود، نفیس نفیس ہرات کے سہ کرنے پر تیار ہوا لیکن غزنی کی مہم اور علاء الدین والی بامیاں کی پیش قدمی نے روک دیا اور خوارزم شاہ نے صوبہ ہرات پر بلاغ تک قبضہ کر لیا۔

خوارزم شاہ نے شہاب الدین کے مارے جانے کے بعد تمام سرداراں غوریہ کو جو زمانہ جنگ خوارزم میں گرفتار ہو گئے تھے رہا کر دیا اور انھیں اختیار دیدیا، چاہیں تو خوارزم میں ٹھہریں اور اگر لبغی قوم اور ملک میں جانا چاہیں تو پہلے جلدیں، محمد بن بشیر کو جو غوریوں کا ایک بااثر شخص تھا خلعت دیا، جاگیر دی، اس کے علاوہ اور غوریوں کو کافی زادراہ اور مال و اسباب عنایت کیا۔

خوارزم شاہ کا محاصرہ بلخ | اس کے بعد بلخ کی تسخیر پر اپنے بھائی علی شاہ کو مامور کیا، عمر بن حسین غوری مقابلہ پر آیا۔ مدافعت پر کمر باندھی، علی شاہ مجبوراً

پیچھے ہٹا۔ بلخ سے چار کوس کے فاصلے پر پڑا ڈوٹالا۔ اپنے بھائی خوارزم شاہ کو اس کی اطلاع کی آمد کا خواست گار ہوا۔ چنانچہ خوارزم شاہ ماہ ذیقعدہ ۶۷۳ھ میں بلخ کے سر کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ بلخ پہنچ کر محاصرہ کیا اور لڑائی شروع کر دی۔ والی بلخ، بہاؤ الدین والی، بامیاں کی اولاد کی امداد کے بھروسہ اور اشتہار میں اپنے حریف سے تیغ و سپر ہوتا رہا۔ چونکہ والی بامیاں ہم غزنی میں مصروف تھا۔ والی بلخ کی مدد نہ کر سکا۔ چالیس دن تک خوارزم شاہ محاصرہ کئے رہا۔ لیکن ذرہ بھر کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ محمد بن بشیر غوری کو عمر بن حسین غوری والی بلخ کے پاس پیام صلح لے کر بھیجا۔ اسباب دینے کا وعدہ کیا بشرط یہ لگائی کہ ”ہمارا شاہی اقتدار تسلیم کرلو“ والی بلخ بہت بہادر شخص تھا۔ نکاحا جواب دیدیا۔

بلخ پر خوارزم شاہ کا قبضہ | خوارزم شاہ نے ہرات واپس جانے کا ارادہ کیا۔ ابھی روانگی کی ہوتی نہ آئی تھی کہ یہ خبر مشہور ہو گئی کہ بہاؤ الدین والی بامیاں کی اولاد کو جو غزنی میں سر کرنے لگی تھی تاج الدین دزنے گرفتار کر لیا۔ خوارزم شاہ نے محمد بن بشیر غوری کو دوبارہ والی بلخ کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ جس کے بھروسہ پر تم پھولے تھے وہ تو گرفتار ہو گیا ہے اب تمہارے لئے مناسب یہ ہے کہ تم میرا شاہی اقتدار تسلیم کر لو اور مطیع ہو جاؤ والی بلخ نے بادل ناخواستہ خوارزم شاہ کی اطاعت قبول کی، خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کا اقرار کیا۔ خوارزمی دربار میں اظہار اطاعت کی غرض سے نیاز مند آنے حاضر ہوا، خوارزم شاہ غزوہ احترام سے پیش آیا۔ خلعت دے کر بلخ کی حکومت پر کمال رکھا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۶۷۳ھ کا ہے۔

خوارزم شاہ کا جوہر جان پر قبضہ | اس کے بعد خوارزم شاہ نے جوہر جان پر حملہ کیا۔ علی ابن ابو علی نے شہر حوالہ کر دیا۔ چونکہ جوہر جان، ابن حرمیل کی جاگیر میں تھا اس وجہ سے خوارزم شاہ نے اس کی عنان حکومت ابن حرمیل کو عنایت کی۔ علی ابن ابو علی شہر حوالہ کرنے کے بعد فیروز کوہ چلا گیا۔ غیاث الدین والی فیروز کوہ نے

اس بزدلی اور پست ہمتی پر کہ علی ابن ابو علی نے مقابلہ کئے بغیر دشمن کو شہر حوالہ کر دیا، قتل کا حکم دیا۔ لیکن امراء دارا کہین دولت کی سفارش سے علی ابن ابو علی کی جان بچ گئی۔

خوارزم شاہ نے ہرجان پر قبضہ کر کے عمر بن حسین والی بلخ کو بلخ سے بلا بھیجا اور جب وہ خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا تو گرفتار کر کے پابند خوارزم روانہ کر دیا اور خود بلخ پر پنج کر قابض ہو گیا اور جعفر ترکی کو اپنا نائب مقرر کیا۔

خوارزم شاہ نے بلخ پر قبضہ کر کے ترمذ کی طرف کوچ کیا۔ ان **ترکان خطا کو ترمذ کی حوالگی** | دلاؤ عماد الدین دعو بن حسین والی بلخ کا لڑکا، ترمذ پر حکمرانی

کر رہا تھا۔ خوارزم شاہ نے محمد بن علی بن بشیر کو عماد الدین کے پاس بھیجا اور یہ کہلا یا۔ تمھارا باپ (عمر بن حسین) میرے خاص الخاص امراء میں داخل ہو گیا ہے۔ اس کا شمار میرے اکابرین دولت میں ہے اس نے بطیب خاطر مجھے بلخ سپرد کیا ہے، میں نے اسے خوارزم کسی اور وجہ سے روانہ نہیں کیا۔ بلکہ اس سے میرا مقصود یہ ہے کہ اہل خوارزم پر بھی اس کی عزت و توقیر کا اظہار ہو جائے۔ تم میرے بھائی ہو۔ ترمذ کی کیا حقیقت ہے میں تمھیں بہت بڑا صوبہ بطور جاگیر دوں گا۔ تم میرے پاس نیا زمندانہ حاضر ہو جاؤ۔ والی ترمذ نے اس امر کو محسوس کر کے کہ ایک طرف سے خوارزم شاہ محاصرہ کئے ہوئے، دوسری جانب ترکان خطا کا ٹڈی دل لشکر پڑا ہے اور جو میرے حامی مددگار دلوک بامیان، تھے وہ غزنی میں قید ہو گئے ہیں امان کی درخواست کی اور خوارزم شاہ سے امان دینے کا حلف لے کر ترمذ حوالہ کر دیا۔ خوارزم شاہ نے ترمذ ترکان خطا کو دیدیا۔ یہ سب اس وقت تک حالت کفر میں تھے۔

خوارزم شاہ نے بظاہر یہ فعل نہایت قبیح کیا۔ لیکن اس میں درپردہ یہ راز تھا کہ ترمذ پر ترکان خطا کو قبضہ دیدینے سے ملک خراسان کا سر کرنا آسان ہو جائے گا اور ملک خراسان کو سر کرنے کے بعد ترکان خطا کو ان کے ملک سے نکال باہر کرنا آسان ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور اس وقت لوگوں پر یہ عیاں ہو گیا کہ خوارزم شاہ نے ترکان خطا کو ترمذ مکرو فریب سے حوالہ

کیا تھا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

خوارزم شاہ کا طالقان پر قبضہ | خوارزم شاہ نے ترمذ پر قبضہ حاصل کر کے طالقان کا قصد کیا۔ طالقان کی عنان حکومت سوخ امیر اشکار کے قبضہ اقتدار

میں تھی، غیاث الدین محمود کا گورنر تھا۔ خوارزم شاہ نے اپنی حکومت کی اطاعت کا پیام بھیجا، سوخ نے انکاری جواب دیا، فوجیں مرتب کر کے میدان جنگ میں آگیا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا، سوخ گھوڑے سے اتر پڑا، آلات حرب پھینک دیئے، زمین بوسی کی رسم ادا کی۔ دست بستہ عفو تقصیر کی درخواست کی، خوارزم شاہ یہ خیال کر کے کہ شاید سوخ نشہ میں ہے ذرہ بھر متوجہ نہ ہوا، طالقان میں داخل ہو کر جو کچھ مال و اسباب تھا سب پر قبضہ کر لیا، اور اپنی طرف سے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو طالقان کا حکمران بنایا۔

اس کے بعد خوارزم شاہ نے قلعہ جات کالوین اور مہار پر دھاوا کیا۔ حام الدین علی بن علی حاکم قلعہ جات مذکورہ خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ خوارزم شاہ مجبوراً پیچھے ہٹا۔ اور اس ہم سے دست کش ہو کر ہرات چلا گیا۔

خوارزم شاہ نے ہرات کے باہر پڑاؤ کیا۔ غیاث الدین کا ایلچی قیمتی قیمتی نذرانے اور تحائف لے کر حاضر ہوا۔ اس سے لوگوں کو سخت تعجب ہوا۔

اسفرائین پر قبضہ | ابن حرمیل خوارزمی لشکر لے کر اسفرائین پہنچا۔ ماہ صفر ۶۵۲ھ میں امان و اسفرائین پر قبضہ | صلح کے ساتھ اسے فتح کر لیا۔ حرب بن محمد بن ابراہیم والی بختان کو خوارزم شاہ کی اطاعت و فرمانبرداری کا پیام دیا، حرب بن محمد خلف کی اولاد سے تھا، ابن سبکتگین کے زمانہ حکومت میں بختان کی عنان حکومت اس کے قبضہ میں آئی تھی، حرب نے حیلہ و حوالہ سے مالنا شروع کیا۔ صاف جواب نہ دیا۔

قاضی صاعد کی گرفتاری | خوارزم شاہ کے زمانہ قیام ہرات میں قاضی صاعد بن فضل خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوئے انھیں ابن حرمیل نے گزشتہ سال ہرات

سے نکال دیا تھا وہ غیاث الدین کی خدمت میں چلے گئے تھے۔ ایک سال بعد واپس آئے۔ ابن حریمل نے خوارزم شاد سے جڑویا کہ یہ غوریوں سے ملے ہوئے ہیں اور رجعت پسندوں کے سرور ہیں، خوارزم شاہ نے گرفتار کر کے قلعہ زوزن میں قید کر دیا۔ صفی ابو بکر بن محمد سرخی کو عہدہ قضا پر مقرر کیا، صفی ابو بکر بن محمد سرخی سہرات کے عہدہ قضا پر قاضی صاعد اور ان کے لڑکوں کی طرف سے بطور نائب مامور تھے۔

مازندران کی مہم | حسام الدین اردشیر والی مازندران کے انتقال پر اس کا بڑا لڑکا کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا اپنے منجھلے بھائی کو نکال دیا۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہ آیا، سیدھا جرجان چلا گیا۔ جرجان میں ملک علی شاہ اپنے بھائی خوارزم شاہ بن کش کی طرف سے حکومت کر رہا تھا۔ امداد کی درخواست کی، اپنے بڑے بھائی کے مظالم کی شکایت کی، ملک علی شاہ نے اپنے بھائی خوارزم شاہ کو تمام واقعات لکھ بھیجے۔ خوارزم شاہ نے مازندران پر فوج کشی کی اجازت دیدی۔ چنانچہ ملک علی شاہ مستقیم میں جرجان سے مازندران کی تعمیر کے لئے روانہ ہوا۔ اس زمانہ میں حسام الدین اردشیر کا بڑا لڑکا جس نے اپنے منجھلے بھائی کو نکال دیا تھا مر گیا تھا اور اس کا چھوٹا بھائی مازندران پر حکومت کر رہا تھا۔ ملک علی شاہ کو پج و قیام کرتا مازندران پہنچا۔ والی مازندران کا منجھلا بھائی بھی ساتھ تھا غارتگری کا بازار گرم ہو گیا تعصبات، دیہات اور فہر تماچ ہو گئے۔ موجودہ والی مازندران قلعہ کورہ میں قلعہ نشین ہو گیا ملک علی شاہ نے تمام شہروں مثلاً ساریہ اور آمل وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ ملک علی شاہ جرجان واپس آیا اور والی مازندران کا منجھلا لڑکا قلعہ کورہ کے علاوہ تمام صوبہ مازندران پر خوارزم شاہ کی حکومت کی ماتحتی میں حکومت کرنے لگا۔

نرکان خطا، تاتار | ہم ان واقعات کو کہ جس وقت سلطان خجریں ملک شاہ کو شکست ہوئی تھی اور تاتاریوں نے لودرا، التہرہ پر قبضہ کر لیا تھا اور پر بیان کرائے ہیں۔

نرکان خطا جنہیں اب ہم تاتاری کے نام سے موسوم کریں گے ایک بلوچہ فشین، طاند بدوش گروہ تھا۔

جو شہروں میں سکونت اختیار نہیں کرتا تھا، بلکہ جنگل اور کھلے میدانوں میں خیموں میں قیام کرتا تھا۔
 نیکوں کو یہ لوگ خرگاہ کہتے تھے۔ آتش پرستی ان کا مذہب تھا۔ یہ زیادہ سراطرف اور کندہ بلاد ساغون
 اور کاشغر میں رہتے تھے۔

سلطان سمرقند و بخارا، ملوک خانیہ میں سے تھا۔ جن کے آباد اجداد مذہب اسلام سے مشرف
 ہو چکے تھے اور قدیم خاندان شاہی سے تھے۔ سلطان سمرقند و بخارا "خان خانان" کے لقب سے
 یاد کیا جاتا تھا جس کے معنی "سلطان السلاطین" کے ہیں۔

تاتاریوں نے ماوراء النہر اور اکثر اسلامی علاقوں پر خراج مقرر کر رکھا
 تاتاری غلبہ سے بیزاری تھا، آئے دن ایک نہ ایک معصیت مسلمانوں پر تاتاریوں کے
 ہاتھوں نازل ہوا کرتی تھی۔ سلطان سمرقند و بخارا کو یہ ناگوار گورا، مسلمانوں کی ذلت اور بلاد اسلامیہ
 پر تاتاری کارفروں کا غلبہ اور قبضہ ناپسند ہوا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں پیام بھیجا۔ تاتاریوں
 کے مظالم کی فریاد کی اور اس امر کا اقرار کیا کہ جس قدر خراج تاتاریوں کو ان صوبوں سے ملتا ہے
 اسی قدر آپ کو دیا جائے گا۔ مزید ہراں آپ ہی کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا اور سکھ مسکوک ہوگا۔
 اس امر کے اطمینان کے لئے کہ آئندہ کسی قسم کا دھوکا نہ دیا جائے گا سمرقند اور بخارا کے مشہور امراء
 اور رؤسا کو خوارزم شاہ کی خدمت میں حلف لینے اور بطور ضمانت اس کی خدمت میں رہنے کے
 لئے بھیج دیا خوارزم شاہ کو اس سے اطمینان ہو گیا۔ فوج کو تیاری کا حکم دیا اور اپنے ممالک مقبوضہ
 کا انتظام کیا۔

اپنے بھائی علی شاہ کو جرجان کے علاوہ طبرستان
 مصالحت مابین خوارزم شاہ و غیاث الدین محمود پر مامور کیا، امیر کزک خان کو جو اس کا
 ماموں اور دولت خوارزمی کا ایک بااثر ممبر تھا، نیشاپور کی حکومت عطا کی اور ایک بہت بڑی فوج
 اس کی رکاب میں متعین کی۔ امیر امین الدین ابو بکر کو شہر نوزن کی حفاظت پر مامور کیا دایم امین الدین
 مزدوری کا پیشہ کرتا تھا چلتا پرزہ ہوشیار تھا۔ ترقی کرتے کرتے گورنری کے عہدے تک پہنچ گیا۔

اتنا وقار بڑھا کہ کرمان کا حکمران ہو گیا تھا۔ امیر جلدک کو شہر جام کی خلافت سپرد کی، ہرات کی حکومت پر حسن بن حرمیل کو بدستور قائم رکھا۔ ایک ہنوز جنگ آدرہل کو ہرات میں رہنے کا حکم دیا۔ مرو اور نرس و غیرہ پر بھی ایک نائب مقرر کیا، غیاث الدین محمود سے مصالحت کر لی جس قدر بلاد غور اور کریمین اس کے قبضہ میں تھے ان پر اس کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا۔

اس کے بعد اپنی فوج جمع کر کے خوارزم بھیجی۔ یہاں سے بھی ایک خوارزم شاہ کی گرفتاری بڑا لشکر مرتب کر کے جیحوں کو عبور کیا۔ سلطان سمرقند اور بخارا سے

ملا اور اپنے ساتھ لے کر تاتاریوں پر دھاوا کر دیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ مدتوں سلسلہ جنگ جاری رہا کبھی تاتاری غالب آجاتے تھے اور کبھی خوارزم شاہ کو کامیابی حاصل ہو جاتی تھی۔ آخر کار مسلمانوں کو شکست ہوئی، خوارزم شاہ کو تاتاریوں نے گرفتار کر لیا۔ لشکر اسلام بحال پریشاق خوارزم واپس آیا۔ اور یہ خبر مشہور ہو گئی کہ خوارزم شاہ میدان جنگ میں کام آگیا۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ سارے ملک خراسان میں تالطم پیدا ہو گیا۔ ہر ایک گورنر کو خود مختار حکومت کا سودا تھا۔

کزک خاں والی نیشاپور، ہرات کا محاصرہ کئے تھا والی نون بھی گورنروں کی خود مختاری شریک محاصرہ تھا۔ اس خبر بد کو سن کر دونوں نے محاصرہ اٹھا لیا اور اپنے اپنے مقبوضہ علاقوں میں واپس آئے۔

کزک خاں والی نیشاپور نے نیشاپور پنچ کر نیشاپور کا شہر پناہ و دست کرایا، کثرت سے فوجیں فراہم کیں، غلہ سامان خود دولوش اور آلات حرب جمع کر کے خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا۔ ملک علی شاہ برادر خوارزم شاہ طبرستان میں تھا۔ اس کا داغ بھی آسمان پر چڑھ گیا۔ خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ موقوف کر کے اپنا نام خطبہ میں داخل کر لیا اور بادشاہ بن بیٹھا۔

جس وقت تاتاریوں نے خوارزم شاہ کو گرفتار کیا تھا اس کے ساتھ ایک امیر خوارزم شاہ کا فرار کبیر ابن مسعود نامی بھی گرفتار ہو گیا تھا۔ ابن مسعود نے خوارزم شاہ کی قید خانہ سے خلاصی کی یہ صورت نکالی کہ اس نے اپنے کو سلطان خوارزم شاہ ظاہر کیا اور خوارزم شاہ

کنا پنا خادم، تاتاری جس نے ان دونوں کو گرفتار کیا تھا اس دھوکے میں آگیا۔ چنانچہ اس مسعود کو سلطان خوارزم شاہ مجھ کر شاہی اعزاز سے پیش آئے لگا چند ہزار تین مسعود لے جو سلطان خوارزم شاہ بنا ہوا تھا تاتاری سے کہا ”خرچ کی تلخی ہے، تمہارا ہاتھ بھی خالی ہے اگر تم اجازت دو تو میں اپنے خادم کو خوارزم بھیجوں اپنی خیریت سے اپنے اہل و عیال کو مطلع کروں اور روپیہ منگو کر تمہیں بھی دوں اور خود بھی روزانہ کی فاقہ مستی سے نجات پاؤں“ تاتاری اس چکمہ میں آگیا اجازت دے دی، ابن مسعود نے ایک خط لکھ کر خوارزم شاہ کو دیا جو خادم بنا ہوا تھا اور خوارزم کو روانہ کر دیا۔ خوارزم شاہ کو پچ و قلام کرتا ہوا خوارزم پہنچا۔ اہل خوارزم نے بے حد خوشی منائی سارے ملک میں خوارزم شاہ کے آئے کا ٹھنڈا رپٹ گیا۔

اراکین دولت نے خوارزم شاہ کو جو کچھ اس کے بھائی علی شاہ نے طبرستان میں اور کزنک خاں نے نیشاپور میں کیا تھا اس سے مطلع کیا، اُن دونوں کو بھی خوارزم شاہ کی قید تاتار سے نجات پانے اور بخیریت خوارزم آنے کی خبر ہو گئی۔ پاؤں کے نیچے سے زمین ٹھل گئی۔ کزنک خاں عراق چلا گیا اور علی شاہ نے غیاث الدین محمود کی خدمت میں جا کر پناہ لی غیاث الدین محمود نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔

خوارزم شاہ نے نیشاپور کی اصلاح کی جانب توجہ کی۔ خوارزم سے نیشاپور پہنچا۔ شہر کی حالت پر نظر کر کے اپنی طرف سے ایک گورنر مقرر کیا۔ اس کے بعد ہرات گیا۔ اس وقت تک اس کا لشکر ہرات کا محاصرہ کئے تھا سرداران لشکر کو اس حسن خدمت پر کہ وہ گذشتہ واقعات سے متاثر نہیں ہوئے اور نہ ان میں کسی قسم کی تبدیلی واقع ہوئی انعامات دیئے۔ یہ واقعات سننے کے ہیں۔

ابن حریمیل کی گرفتاری | خوارزم شاہ کا لشکر ہرات میں ابن حریمیل کے پاس تھا، طرح طرح کی زیادتیاں کرنے لگا ابن حریمیل کو ان کے یہ افعال پسند نہ آئے، جس وقت خوارزم شاہ دریائے جیحون عبور کر کے تاتاریوں سے تھک و سپرد ہوا ابن

حرمیل نے خوارزم شاہ کے سامنے لشکر کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں ان کے افعال و کردار ناشرانہ کی شکایت لکھ بھیجی اور محذرت کی 'خوارزم شاہ کو ابن حرمیل کا یہ فعل ناگوار گذرا۔ مصلحت وقت کے خیال سے ابن حرمیل کو لکھ بھجا۔ جو کچھ تم نے کیا مناسب کیا اب تم میرے لشکر کو میرے پاس بھیج دو مجھے تا تار یوں کے مقابلہ میں اس سے بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ اس کے بجائے میں امیر جلدک بن طغرل والی جام کو تمہاری امداد پر جانے کے لئے لکھتا ہوں، امید ہے کہ غمغریب وہ تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔' پوشیدہ طور سے امیر جلدک کو ہدایت کی کہ جس طرح سے ممکن ہو ابن حرمیل نمک حرام کو گرفتار کر کے ہرات پر قبضہ کر لو۔ چنانچہ امیر جلدک دو ہزار سواروں کی جمعیت سے ہرات روانہ ہوا۔ ہرات کی امارت پر امیر جلدک کے دانت پہلے سے لگے تھے۔ اس کا نائب سلطان نجر کے عہد حکومت میں ہرات کا حاکم رہ چکا تھا۔ کوچ و قیام کرنا ہرات کے قریب پہنچی۔ ابن حرمیل نے روانہ ہوا اور امراء ہرات کو استقبال کا حکم دیا۔ اور خود ان کے پیچھے استقبال کے لئے روانہ ہوا وزیر السلطنت خواجہ صاحب نے ابن حرمیل کے اس فعل سے مخالفت کی۔ ابن حرمیل نے کچھ نہ سنا۔ جو ہی ابن حرمیل اور جلدک کا مقابلہ ہوا۔ ابن حرمیل آداب بجالانے کے لئے گھوڑے سے اتر پڑا امیر جلدک کے سپاہیوں نے ابن حرمیل کو گھیر لیا۔ ابن حرمیل کا لشکر بھاگ نکلا۔ امیر جلدک کے سپاہیوں نے ابن حرمیل کو گرفتار کر لیا۔

ابن حرمیل کا قتل | ابن حرمیل کا لشکر شہر میں داخل ہو کر قلعہ بند ہو گیا وزیر السلطنت خواجہ صاحب نے شہر بنہا کے دروازے بند کر دیئے اور غیاث الدین محمود کی حکومت کی اطاعت کا اظہار کر دیا۔ امیر جلدک نے محاصرہ کیا اور وزیر السلطنت کو شہر حوالہ نہ کرنے کی صورت میں ابن حرمیل کو مار ڈالنے کی دھمکی دی۔ وزیر نے شہر حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ امیر جلدک نے ابن حرمیل کو پیش کیا۔ ابن حرمیل نے وزیر سے شہر حوالہ کرنے کے لئے کہا۔ وزیر نے ابن حرمیل اور امیر جلدک کو گالیاں دیں۔ برا بھلا کہا امیر جلدک نے جھٹلا کر ابن حرمیل کو اس کے سامنے نہ بچ کر ڈالا۔

ابن الدین البکر کی روانگی ہرات | خوارزم شاہ کی خدمت میں اس کی اطلاع دی خوارزم شاہ نے کزلک خان نائب السلطنت پشاپور اور امین الدین البکر نائب حکومت زوزن کو امیہ چلک کی کمک اور محاصرہ ہرات پر روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ دس ہزار فوج کی جمیعت سے کزلک خان اور امین الدین البکر روانہ ہوا اور ہرات کا محاصرہ کیا اسی اثناء میں جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں خوارزم شاہ کو تاتاریوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی۔ گرفتار کر لیا گیا۔ کچھ عرصہ تاتاریوں کی قید میں رہا۔ پھر اس سے کسی طرح نجات پا کر خوارزم پہنچا۔ پھر خوارزم سے نیشاپور پہنچا۔ نیشاپور سے نکل کر اس فوج میں پہنچا جو ہرات کا محاصرہ کئے ہوئے تھی۔ سرداران لشکر کو انعام دیئے۔ ان کی ثابت قدمی کی قدر کی۔

خوارزم شاہ کا ہرات پر قبضہ | وزیر خواجہ اس وقت تک ہرات میں قلعہ بند تھا۔ چونکہ وزیر خوارزم شاہ کا پیغام دیا۔ وزیر خواجہ نے سختی سے انکاری جواب دیا خوارزم شاہ نے محاصرے میں سختی کی۔ اہل شہر شدت اور طول محاصرے سے تنگ آ گئے تھے۔ آپس میں مصیبت سے نجات پانے کی بابت گفت و شنید کرنے لگے۔ اس کی خبر وزیر خواجہ کو ہو گئی۔ ایک دستہ فوج کا بھیج دیا جس نے جماعت کے سرداروں کو گرفتار کر لیا۔ اس سے شہر میں ہلچل مچ گیا۔ تمام شہر میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا، وزیر خواجہ فتنہ و فساد فرو کرنے میں مصروف ہوا۔ اہل شہر نے خوارزم شاہ کو اس سے مطلع کر دیا۔ خوارزم شاہ نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیدیا۔ اہل شہر نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا خوارزمی لشکر شہر میں گھس پڑا۔ جنگ و جدال کا بانا گرم ہو گیا۔ بزدلتیغ شہر پر قبضہ کر لیا۔ وزیر خواجہ پاہر بنجیر خوارزم شاہ کی خدمت میں پیش کیا گیا خوارزم شاہ نے قتل کا حکم دیدیا اسی وقت مار ڈالا گیا۔ یہ واقعہ ۶۵۷ھ کا ہے۔ ہرات کی حکومت پر اپنے داموں امیر ملک کو مقرر کر کے خوارزم واپس آیا، ہرات کے فتح ہونے سے سارا خراسان قبضہ میں آ گیا۔

غیاث الدین محمود اور علی شاہ کا قتل | خوارزم شاہ نے خوارزم میں پہنچ کر اپنے ماموں امیر ملک گورنر ہرات کو فیروز کوہ دارالحکومت سلاطین غوریہ کے سر کرنے کا فرمان بھیجا۔ اس وقت فیروز کوہ کے تحت حکومت پر غیاث الدین محمود غیاث الدین رونق افروز تھا۔ خوارزم شاہ کا بھائی علی شاہ بھی فیروز کوہ میں غیاث الدین محمود کے یہاں پناہ گزیں اور مقیم تھا۔ چنانچہ امیر ملک ایک بڑی فوج لے کر فیروز کوہ روانہ ہوا۔ غیاث الدین محمود اس کی آمد کی خبر پا کر گھبرا گیا۔ انہارا طاعت کی غرض سے امیر ملک کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ امان کی درخواست کی۔ امیر ملک نے درخواست منظور کر لی۔ غیاث الدین محمود علی شاہ برادر خوارزم شاہ امیر ملک سے ملے آئے۔ امیر ملک نے دونوں کو گرفتار کر کے بارہ حیات سے سبک دوش کر دیا۔ یہ واقعہ ۷۸۵ھ کا ہے۔

فتح فیروز کوہ | فیروز کوہ کے قلعہ ہوجانے سے خوارزم شاہ محمد بن ملکش کا پورے ملک خراسان پر قبضہ ہو گیا اور سلطنت و حکومت غوریہ کا سلسلہ حکومت ختم ہو گیا۔ سلاطین غوریہ کی حکومت کا بڑی اور بہترین حکومتوں میں شمار تھا۔ واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

جنگ خوارزم شاہ اور تاتاری | خراسان کے نظم و نسق سے فارغ ہو کر خوارزم شاہ نے تاتاریوں سے بدلہ لینے کا تہیہ کیا۔ فوجیں جمع کیں۔ اپنے ہمدرد اور معاونین و ایوانی سمیت دہلی کو ساتھ لے کر دیا گئے۔ جہوں عبور کیا۔ تاتاریوں کا بڑی دل بھی مقابلہ پر آیا۔ اس وقت تاتاریوں کا بادشاہ طانی کوہ نامی ایک شخص تھا۔ سو برس یا اس سے کم دیش اس کی عمر تھی۔ نہایت تجربہ کار جنگ آزمودہ نرم و گرم زمانہ دیکھے ہوئے تھا اور ہر لڑائی میں مظہر منصور ہوتا تھا۔ ۸۰۰ھ میں دعویٰ حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ محمد لڑائی میں ہوئیں جس کی نظیر صفحہ تواریخ میں نظر نہیں آتی۔ بالآخر تاتاریوں کو شکست ہوئی ایک بڑا گروہ میدان جنگ میں کام آگیا۔ بے شمار گرفتار کر لئے گئے۔ تاتاریوں کا بادشاہ بھی پکڑ لیا گیا۔ خوارزم شاہ نے اس کی بے حد عزت کی۔ اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔

طائیکوہ شاہ تاتاری گرفتاری | چنانچہ جنگ کے بعد خوارزم شاہ نے طائیکوہ تاتاری بادشاہ کو خوارزم روانہ کر دیا اور خود بدولت ماوراء النہر کی طرف دریا کی طرح بڑھا۔ یکے بعد دیگرے شہروں کو فتح کرتا اور کنتک پہنچ گیا اور کنتک میں اپنی طرف سے ایک شخص کو حکمران مقرر کر کے خوارزم واپس آیا۔

خوارزم پہنچ کر والی سمرقند سے اپنی بہن کا عقد کر دیا اور اسے بعزت و احترام سمرقند واپس جانے کی اجازت دی۔ اور جیسا کہ سمرقند میں تاتاریوں کے زمانہ میں تاتاریوں کی طرف سے ایک سیاسی افسر رہتا تھا اسی طرح سے اپنی طرف سے ایک افسر کو مامور کیا والتدیوید بنصرہ من یشاہ۔ والی سمرقند نے اپنے مرکز حکومت میں واپس آکر ایک برس تک نہایت **والی سمرقند کی بغاوت** | وفا شکاری سے زندگی بسر کی۔ خوارزم شاہ کا سیاسی افسر مع اپنی

فوج کے سمرقند میں آزادی سے رہا۔ ایک برس بعد والی سمرقند کو خوارزمیوں کی ہمدان پاسبان ہونے لگی۔ ان کی ہر بات ناگوار گزرتے لگی۔ اپنے فوجیوں اور رعایا کو خوارزمیوں کے قتل کا حکم دے دیا۔ چاروں طرف سے ماردھارا شروع ہو گئی۔ نہایت کم مدت میں خوارزمیوں کے وجود سے سمرقند پاک و صاف ہو گیا۔ والی سمرقند نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ کجنت اپنی بیوی زخوارزم شاہ کی بہن کے قتل کے ارادہ سے محل سرا میں گھس پڑا۔ اس غیب سے دروازہ بند کر لیا۔ خوشاد کی رحم اور جان بخشی کی درخواست کی۔ بارے والی سمرقند کو رحم آگیا۔ چھوڑ دیا۔ ان زیادہتوں سے فارغ ہو کر بادشاہ تاتاری کی خدمت میں اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا اور امانت و امداد کا خواست گارہا۔ ان واقعات کی اطلاع خوارزم شاہ کو ہوئی۔ آگ لگے لگے ہو گیا۔ حکم دے دیا کہ جس قدر **فتح سمرقند** | سمرقند والے حکومت خوارزم کی حدود میں ہیں قتل کر ڈالے جائیں۔ لیکن پھر کچھ سوچ

کر اس حکم کو منسوخ کیا اور فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے فوجیں روانہ کیں۔ سب کے آخر میں خود معانہ ہوا۔ دریائے جیوں کو عبور کر کے سمرقند پر جاؤڑا چاروں طرف سے گھیر کر جنگ شروع کر دی۔ والی سمرقند شہر چھوڑ کر تلخ نشین ہو گیا۔ شہر پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہو گیا قتل و غارت گاہ

بازار گرم ہو گیا۔ تین روز تک قتل عام ہوتا رہا۔ تقریباً دو لاکھ تر تھ ہوئے۔ اس کے بعد خوارزم شاہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور اسے بھی بزور تاخت فتح کر لیا۔ والی سمرقند اپنے چند اعزہ و ملاقاتیوں کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ اس کے مارے جانے سے لوگ خانیکہ کے آثار صفحہ دنیا سے نیست و نابود ہو گئے۔

واللہ ولی النصر بمنہ وفصلہ۔
خوارزم شاہ نے سمرقند اور اس کا قلعہ سر ہونے کے بعد اپنے گورنروں کو تمام صوبہ دارانہ شہروں پر امور کیا اور مظفر منصور خوارزم واپس آیا۔

ترکوں کا بلاد ساغون میں قیام | ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ترکوں کا ایک گروہ بلاد ترکستان

اور کاشغر چلا گیا تھا اور وہ لوگ مادر النہر میں پھیل گئے تھے۔ بلوگ خانہ و ایوان ترکستان کی فوجی خدمت کو اپنے اعزاز کا باعث سمجھتے تھے۔ ارسلان خان محمد بن سلیمان بادشاہ ترکستان نے انھیں اپنے ان سرحدی علاقوں پر جو ملک چین سے متصل تھے، حفاظت پر مامور کر رکھا تھا انھی مقامات پر ان کی جاگیریں تھیں ان کے علاوہ وظائف اور تنخواہیں بھی مقرر تھیں۔ اگر ان سے کوئی غلطی فرود گذشت یا امن عامہ میں خلل واقع ہو جاتا تھا تو ارسلان خان انھیں سزا میں مبتلا اور لڑا کر انھیں زیر کر دیتا تھا۔ لیکن چند روز بعد ترکوں نے بلوگ خانیکہ کی حدود مملکت میں رہنا پسند نہ کیا۔ غلامی کی زندگی سے نفرت پیدا ہوئی۔ اس کے ملک کو چھوڑ کر دوسرے ملک کی تلاش میں نکل پڑے۔ چنانچہ بلاد ساغون میں جا کر قیام اختیار کیا۔

شاہ چین اور تاتار | کوخان مادشاہ اعظم ترک نے چین سے ۵۲۲ھ میں خرچ کیا۔ تاتاریوں کا یہ گروہ اس کے ساتھ گیا۔ خان محمود بن محمد بن سلیمان بن واژد بقرخان

دہمشیر زادہ سلطان بنجر مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ کوخان نے اسے شکست دی۔ خان محمد نے اپنے ماموں سلطان بنجر سے کوخان کی زیادتیوں کی شکایت کی۔ امداد کا خواست گارہوا سلطان بنجر نے بلوگ خراسان اور ساکر اسلامیہ کو لے کر دیا۔ چچوں عبور کیا، ماہ صفر ۵۳۳ھ میں بادشاہ چین کوخان اور اس کے ہمراہی تاتاریوں سے ڈبھڑھوئی جس میں ان لوگوں نے سلطان بنجر کو شکست دی۔ سلطان

سنجر کی بیگم گرفتار ہو گئی۔ کوخان نے اسے بہت و احترام سلطان سنجر کے پاس بھیج دیا، یعنی ترکوں نے اس جنگ کے بعد بلاد ماوراء النہر پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد کوخاں بادشاہ چین مر گیا۔ اس کی لڑکی تخت نشین ہوئی۔ زیادہ دن نہ گزرنے پائے تھے کہ یہ لڑکی مر گئی، اس کی ماں (زوجہ کوخاں) اور اس کا بیٹا محمد تخت حکومت پر رونق افروز ہوئے۔ اس وقت سے ماوراء النہر انھی ترکوں کے قبضہ میں رہا۔ یہاں تک کہ خوارزم شاہ علاء الدین محمد بن تکش نے ان سے چھین لیا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کرتے ہیں۔

کشی خاں اس واقعہ سے قبل ایک عظیم واقعہ پیش آیا تھا جس میں تاتاریوں کی قوت اور عظمت فنا ہو گئی اور وہ یہ ہے کہ انھیں تاتاریوں کا ایک گروہ ترکستان سے باہر محدود چین میں جا کر آباد ہو گیا تھا۔ اس گروہ کا سردار کشی خاں نامی ایک شخص تھا۔ اس گروہ سے اور ان تاتاریوں سے جنھیں خوارزم شاہ کے مقابلے پر شکست ہوئی تھی۔ قرب کے باعث جیسا کہ اکثر ہوا کرتا ہے عداوت اور دشمنی چلی آ رہی تھی۔ جب کشی خاں اور اس کے گروہ کو تاتاریوں کی شکست کی خبر ملی۔ اپنی پرانی دشمنی نکالنے اور اپنے پُرانے دشمن کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کو اٹھ کھڑا ہوا۔ نوچیں فراہم کیں اور طوفان کی طرح سے بدبخت تاتاریوں کو زیر کرنے کے لئے بڑھلا اور تاتاریوں نے خوارزم شاہ کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ عفو و تقصیر کی درخواست کی اور یہ پیام بھیجا کہ ”اگر آپ ہماری اعانت سے ذرا بھی پہلو ہٹی کریں گے تو ہم لوگوں کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔ لہذا اس سے قبل کہ وہ ہمارے سروں پر پہنچ کر ہمیں زیر و زبر کریں آپ ہماری امداد پر تیار ہو جائیں“ ادھر کشی خاں بادشاہ ترک نے بھی مراسلہ بھیجا کہ ”آپ ہم دونوں میں سے کسی کی مدد نہ کریں۔ ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ ہماری اور آپ کی مصالحت ہوگی آپ ہم کو اور تاتاریوں کو نبٹ لینے دیں۔“

تاتاریوں کی ہریادی خوارزم شاہ نے دونوں فریقوں کو ایسا جواب دیا کہ دونوں فریقوں کو خوارزم شاہ کی طرف سے اطمینان ہو گیا۔ خوارزم شاہ اپنی فوجیں

رزم گاہ سے تھوڑے فاصلہ پر پراؤ ڈالے رہا اور ایسا رویہ اختیار کیا کہ دونوں فریق اخیر تک یہی سمجھتے رہے کہ خوارزم شاہ ہماری کمک پر آیا ہے۔ قصہ مختصر ترکوں اور تاتاریوں میں چھڑ گئی۔ تاتاریوں کو شکست ہوئی۔ میدان جنگ سے بھاگ نکلے ترکوں نے قتل اور قید کرنا شروع کر دیا۔ خوارزم شاہ جو اسی وقت کا منتظر تھا ترکوں کے ساتھ ہو کر تاتاریوں پر ٹوٹ پڑا۔ جماعت کی جماعت کام آگئی۔ چند افراد جاں بدر ہوئے۔

خوارزم شاہ اور کُشلی خاں فتح یابی کے بعد خوارزم شاہ نے کُشلی خاں بادشاہ ترک کے پاس سفارت بھیجی اور یہ ظاہر کیا کہ میری ہی امداد سے تاتاریوں نے مقابلہ میں آپ کو کامیابی ہوئی ہے کُشلی خاں نے اس کا اعتراف کیا اور لشکر گزار ہوا، مدتوں دونوں میں مراسم اتحاد قائم رہے۔ ایک مدت کے بعد خوارزم شاہ اور کُشلی خاں سے تاتاریوں کے ٹہروں اور مال و اسباب کی تقسیم میں جھگڑا ہو گیا۔ خوارزم شاہ اپنی کمزوری کو محسوس کر کے جنگ سے پہلو ہٹا کر تاتاریوں کو موقع پا کر چوکنا نہ تھا اور کُشلی خاں خوارزم شاہ کو ملامت کرتا اور بار بار یہی لکھتا تھا کہ یہ کام بادشاہوں کا نہیں ہے۔ چوروں اور بزدلوں کا کام ہے، بادشاہت کا دعویٰ ہے تو مقابلہ پراؤ، خوارزم شاہ اس تاؤ میں نہ آتا اور موقع کو ہاتھ سے نہ دیتا تھا۔ اسی اثناء میں کُشلی خاں نے کاشغر، بلاد ترکستان اور ساغون پر قبضہ کر لیا۔ کُشلی خاں کی بڑھتی ہوئی قوت سے خوارزم شاہ کو خطرہ پیدا ہوا اس خیال سے کہ ساش، فرغانہ، کاشان اور استیعاب پر بھی کُشلی خاں قابض نہ ہو جائے اسے دیران کر دیا۔ وہاں کے رہنے والوں کو بلاد اسلام میں لاکر آباد کیا۔ اس زمانہ میں یہ مقامات عمدہ ترین مقامات میں شمار کئے جاتے تھے۔ آباد تھے، سرسبز تھے، خوش منظر تھے۔ اللہ تعالیٰ کے شہروں میں ان سے زیادہ اچھا کوئی شہر نہ تھا۔

ترکوں میں اختلاف اس کے بعد ترکوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ان میں سے ایک گروہ کُشلی خاں کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ جو منغل کے نام سے موسوم تھا۔ اس گروہ کا سردار چنگیز خاں تھا۔ کُشلی خاں ان کی لڑائیوں میں مصروف ہو گیا نہ کہ عہد کر کے خراسان چلا گیا۔

اور خوارزم شاہ کو اس کے حال پر چھوڑ گیا۔ ان کے جو کچھ واقعات رونما ہوئے ہم انھیں آئندہ بیان کر دیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ابوبکر تاج الدین ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ خوارزم شاہ محمد بن تغش کے باپ کے امراء میں سے ایک امیر ابوبکر نامی تھا جسے تاج الدین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ ابتدا یہ بہت غریب آدمی تھا، اونٹوں کی حفاظت اور چرائے پر مامور تھا۔ قسمت نے یاوری کی خوارزم شاہ کی خدمت تک پہنچ گیا۔ چلتا پڑتا اور ہوشیار تھا۔ ترقی کر کے سروان ہو گیا۔ (سروان اس زمانے میں پیشوائے مجاہدین کو کہتے تھے) کثایت شمار اور منتظم تھا خوارزم شاہ نے امارت کے عہدے سے ممتاز کر کے قلعہ زوزن کا حاکم بنا دیا ایک مرتبہ خوارزم شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کرمان کا علاقہ میرے مقبوضہ قلعہ سے ملا ہوا ہے اگر حضور والا میری اعانت پر آمادہ ہوں اور تھوڑی سی فوج میری موجودہ فوج پر اضافہ فرمادیں تو یہ خانہ زاد نہایت قلیل مدت میں کرمان پر قبضہ کرے۔ خوارزم شاہ نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اس کے ساتھ ایک فوج ساتھ میں کرمان روانہ کی۔

ابوبکر تاج الدین کا کرمان اور سندھ پر قبضہ ان دنوں کرمان کا والی محمد بن حرب ابوالفضل تھا جو عہد حکومت بخجری میں بختان کا گورنر رہا تھا۔ ابوبکر تاج الدین نے پہنچے ہی نہایت کم مدت میں کرمان فتح کر لیا۔ اس کے بعد کرمان کے اطراف کو رفتہ رفتہ سر کر کے اپنے ماترہ حکومت کو سندھ تک بڑھالیا۔ سندھ فتح ہونے کے بعد ملک فارس کے قصبوں میں سے شہر ہرہر پہنچا جو کہ بحر فارس کے ساحل پر واقع ہے وہاں گیا۔ شہر ہرہر کے والی کا نام ملک تھا۔ ملک نے اطاعت قبول کی۔ خوارزم شاہ کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا۔ ابوبکر تاج الدین نے بہت سامان و اسباب اس سے حاصل کر کے خوارزم شاہ کے دربار میں روانہ کیا۔ والی ہرہر کی اطاعت جو کہ ہرہر بہت بڑھا بند گاہ تھا۔ تجارتی جہازوں کا مرکز تھا اقصاء ہندوچین، یمن اور عمان وغیرہ کی کشتیاں یہاں آکر لنگر انداز

ہوتی تھیں اس وجہ سے بلاد مذکورہ کے حکمران، والی، سرزم کے مطیع رہتے اور اس کی دوستی کو باعث فلاح و بہبودی سمجھتے تھے۔ والی ہرزم کے مطیع ہو جانے سے اس علاقہ کے بعض مقامات پر بھی خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ لیکن حکمران کیش اور والی ہرزم سے عداوت کا سلسلہ جیسا کہ اس سے پیشتر تھا اسی طرح قائم رہا دونوں والیان ملک میں مدت دراز سے آن بن ہلی آ رہی تھی دونوں میں سے کسی کی تجارتی کشتی دشمن کے ساحل پر نہیں جاتی تھی، اور خوارزم شاہ، سمرقند کے اطراف میں اس خوف سے چکر لگا رہا تھا کہ کشتی خاں بادشاہ ترک اس پر کہیں قبضہ نہ کرے۔

خوارزم شاہ نے بلاد خراسان اور بامیان وغیرہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد تاج الدین اور والی غزنوی کو اپنی حکومت کی اطاعت کا پیام بھیجا۔

تاج الدین دز سلاطین غوریہ کے بعد غزنوی پر قابض ہو گیا تھا جیسا کہ آپ سلاطین غوریہ کے حالات میں پڑھ آئے ہیں۔ تاج الدین نے اپنے راہین دولت کو جمع کر کے خوارزم شاہ کا پیام سنایا اور مشورہ طلب کیا امیر کبیر قطیع نکین سلطان شہاب الدین غوری کا غلام، اور اس کے تمام ہمراہی یک زبان ہو کر بولے "مناسب یہ ہے کہ آپ خوارزم شاہ کی اطاعت قبول کر دیجئے، ہم میں اس سے مقابلے کی قوت نہیں ہے۔ اس کے نام کا خطبہ پڑھئے اور سکے مسکوک کرائیئے" چنانچہ تاج الدین دز نے خوارزم شاہ کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے فدویت نامہ بھیج دیا۔ اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اور اس کے نام کا سکے مسکوک کرایا۔

اس کے بعد تاج الدین دز قطیع نکین کو اپنا نائب بنا کر شکار کھیلنے چلا گیا۔ قطیع نکین نے خوارزم شاہ کی خدمت میں پیام بھیجا۔ "میدان خالی ہے۔ جلد تشریف لائیے" اور غزنوی پر قبضہ کر لیجئے" چنانچہ خوارزم شاہ نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے غزنوی پہنچ گیا۔ غزنوی اور اس کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ جس قدر غوری اور بالخصوص ترک لے مار ڈالے گئے، تاج الدین دز کو اس کی اطلاع ہوئی لاہور بھاگ گیا۔

قطنغ تکیں کا انجام | خوارزم شاہ نے غزنی پر قابض تکیں کو حاضری کا حکم دیا۔ سخت وسعت کر لیا۔ چار سو غلام اور تیس اونٹ مال و اسباب جرملے میں وصول کر کے باریجات سے سبک دوش کر دیا۔ یہ واقعہ ۵۹۳ھ یا بروایت بعض ۵۹۴ھ کا ہے۔ اپنے بیٹے جلال الدین منکبرس کو غزنی کا حاکم مقرر کر کے خوارزم واپس آیا۔

تسخیر بلاد جبل | ۵۹۵ھ میں خوارزم شاہ محمد بن تکش نے المرہا، ہمان اور تمام بلاد جبل کو قطنغ تکیں اور بقیہ امراء سلجوقیہ سے لے لیا تھا۔ موید الدین ابن قصاب وزیر سلطنت خلیفہ ناصر الدین المذہبسی اس سے جھگڑ پڑا خوارزم شاہ نے اسے دبا لیا اور قتل کر ڈالا جیسا کہ خلافت عباسیہ کے حالات میں ہم لکھ آئے ہیں۔

ازبک بن محمد کا اصفہان پر قبضہ | اس کے بعد خوارزم شاہ محمد بن تکش دوسری ہم میں مشغول ہو گیا اور ان جھگڑوں سے جو ابن قصاب سے پیش آگئے تھے غافل ہو گیا۔ یہاں تک کہ ۵۹۵ھ میں انتقال کر گیا۔ اس کے بعد علاء الدین محمد بن تکش خوارزم شاہ کا لڑکا تخت حکومت پر حکم ہوا۔ سلاطین سلجوقیہ کے موالی میں سے بہلوان یکے بعد دیگرے تمام علاقہ جبل پر قابض ہوتا گیا۔ ازبک بن بہلوان نے سلاطین سلجوقیہ سے بد عہدی کی اور خوارزم شاہ کی حکومت کا مطیع ہو گیا۔ ان میں سب کے بعد جو حکمران ہوا وہ اغماش (اعلمش) تھا۔ یہ ایک مدت تک علاء الدین محمد بن تکش خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھتا رہا۔ اس کے بعد ایک باطنی نے اسے مار ڈالا۔ ازبک بن محمد بن بہلوان کو ملک گیری کا لالچ دامن گیر ہوا، اصفہان 'رے' ہمان اور جبل کے پورے علاقے پر دانت لگائے، سعد بن زنگی والی فارس کو بھی جسے سعد بن وکلا کے نام سے موسوم کرتے ہیں اپنے مقبوضہ ممالک پر خود مختار حکومت کا شوق چڑایا۔ چنانچہ ازبک انہیں مرتب کر کے صوبہ اصفہان کی جانب بڑھا اور اہل اصفہان کی دوستی اور سازش سے قابض ہو گیا، رے، قزوین اور سمنان کو

سعد زنگی نے دبا لیا۔

خوارزم شاہ کی ماوراء النہر سے فوج کشی اس طوائف الملوکی کی خبر خوارزم شاہ کو سرتند میں ملی۔ ملک گیری کی ہوس بڑھی، تو جس فراہم کر کے سلاطین میں دھاوا کر دیا اور ایک فوج ماوراء النہر اور ترکوں کی سرحد کی طرف روانہ کی۔ توس پہنچ کر بارہ سواریوں کو لے کر فوج سے علیحدہ ہو گیا۔ اس کا مقدمۃ الجیش رے کے قریب پہنچ گیا۔ سعد زنگی نے کئے باہر ایک میدان میں خیمہ ڈالے پڑا تھا۔ یہ خیال کر کے کہ یہ اہل رے کا لشکر ہے جو میری روک تھام کے لئے آیا ہے سوار ہو کر لڑنے کو نکلا اور لڑائی چھیڑ دی۔ لیکن جب اسے یہ معلوم ہوا کہ یہ خوارزم شاہ کی فوج ہے میدان جنگ خالی کر دیا۔ خوارزمی لشکر نے گرفتار کر لیا۔

اُزبک کی اطاعت اس واقعہ کی خبر اُزبک کو اصفہان پہنچی۔ خوارزم شاہ کے خوف سے اُزبک تھرا گیا۔ اصفہان کو خیر باد کہہ کر ہمدان کا راستہ لیا شارع عام کو چھوڑ کر جنگل اور پہاڑی دروں کو طے کرتا ہوا اُزبک بایجان پہنچا۔ اپنے وزیر ابو القاسم بن علی کو معذرت نامہ لے کر اطاعت و فرماں برداری کے اظہار کی غرض سے خوارزم شاہ کے دربار میں بھیجا۔ خوارزم شاہ نے اس کی معذرت کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اُزبک نے سالانہ خراج خوارزم شاہ کے خزانہ میں داخل کر دیا۔

سعد زنگی کی رہائی و اطاعت ادھر نصرت الدین البکر نے سعد زنگی کا بیٹا اپنے باپ کی گرفتاری کا حال سن کر رنگ کھیلنے شروع کئے۔ اپنے باپ کی معزولی کا اعلان کر کے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ ادھر خوارزم شاہ نے سعد زنگی کو اس شرط پر راکر دیا کہ قلعہ اصفہر خوارزم کے حوالے کر دے اور بقیہ علاقہ میں سے مالیہ کا تیسرا حصہ بطور خراج ادا کیا کرے۔ چنانچہ اس شرط کی ایفا کی غرض سے سرداران دولت خوارزمیہ کو قلعہ اصفہر پر قبضہ پینے کے لئے سعد زنگی کے ہمراہ روانہ کیا۔ شیراز پہنچنے پر یہ معلوم ہوا کہ نصرت الدین البکر اپنے باپ کے خلاف حکومت فاس پر قابض ہو گیا ہے اور وہ شہر حوالہ کرنے کے خلاف

ہے سعد زنگی کے بعض امراء نے نصرت الدین ابوبکر کو سمجھا، بکھا کر راضی کیا۔ باپ کی خدمت میں حاضر ہوا شیراز لے گیا اور عثمان حکومت کو اپنے ہاتھ میں لے کر حکمرانی کرنے لگا۔ خوارزم شاہ کو باڈشا تسلیم کر کے اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ گویا اس طرح پر سادہ، قزوین، جرجان، ابھر، ہمدان، اصفہان، قم، قاشان اور تمام بلاد جبل پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے مصاحب اور امراء شہروں پر قابض ہو گئے۔ امیر طابین کو ہمدان کی حکومت پر مامور کیا اور اپنے بیٹے رکن الدود کو نادر شاہ کو سب کا افسر علی بنایا۔ جمال الدین محمد بن سائق شادی کو اس کی وزارت کا عہدہ عطا کیا۔

خوارزم شاہ اور خلیفہ ناصر الدین اللہ | جس وقت خوارزم شاہ محمد بن تمش کا قدم، حکومت و سلطنت پر چھیا کہ چاہیے استقلال کے ساتھ جم گیا اور دائرہ حکومت وسیع ہو گیا، مسلمانوں میں دربار خلافت بغداد میں درخواست بھیجی کہ جس طرح سلاطین سلجوقیہ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اسی طرح میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے خلافت آپ نے درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت نہ فرمایا۔ معذرت کرنے کی غرض سے شیخ شہاب الدین سہروردی کو خوارزم شاہ کے پاس روانہ کیا۔

شیخ شہاب الدین سہروردی کی سفارت | خوارزم شاہ نے شیخ شہاب الدین سہروردی کی بے حد عزت کی۔ نہایت تپاک سے اقبال کیا شیخ شہاب الدین نے تقریر کی ابتدا اس حدیث سے کی ہے۔ خوارزم شاہ دورانہ بیٹھ کر کمال ادب سے سنتا رہا۔ جو کچھ عرض و معروض کیا ادب کا پہلوئے ہوئے تھا۔ شیخ بہت دیر تک وعظ و پند کرتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو جو نبی عباس کی ایذا اور تکلیف نہ دینے کے بارے میں تھے، کمال خوبی سے بیان کئے۔ خوارزم شاہ نے گزارش کی حاشا اللہ میں نے کبھی کسی نبی عباس کو کسی قسم کی ایذا اور تکلیف نہیں دی۔ شیخ کے وعظ سننے کا اسے اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

مجھ سے زیادہ استحقاق خلافت مآب کو ہے۔ مجھے معتبر ذریعہ سے یہ خبر ملی ہے کہ خلافت مآب کے حکم سے نبی عباس کا ایک گروہ مدت دراز سے قید کی مصیبتیں جھیل رہا ہے "شیخ نے جواب دیا۔ خلافت مآب جب کسی شخص کو بہ نظر اصلاح اور تادیب قید کی منزا دیتے ہیں تو مورد الزام نہیں ہو سکتے۔ اسی اصلاح کی غرض سے عنان خلافت انھیں دی گئی ہے۔ قصہ مختصر خوارزم شاہ نے شیخ کو رخصت کیا۔ شیخ بغداد واپس آئے۔

بعض کا بیان ہے کہ خوارزم شاہ نے بلاد جبل پر قبضہ حاصل نوارزم شاہ کی مراجعت کر کے بغداد کا قصد کیا۔ کوچ دقیام کرتا عقبہ سرا باد پہنچا۔ بے حد ہنس پڑا۔ حیوانات مر گئے۔ آدمیوں کے ہاتھ پاؤں کٹ کر گر گئے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی خلافت مآب کی طرف سے پیام لے کر اس مقام پر خوارزم شاہ کے پاس پہنچے۔ غلط و پند کیا۔ خوارزم شاہ کو اپنے کئے پر ندامت ہوئی۔ ارادہ ترک کر دیا۔ چنانچہ ۷۱۱ھ میں خوارزم واپس آیا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

رے اور بلاد جبل وغیرہ پر کئی فتوحات حاصل کرنے قطب الدین اولاغ شاہ کی ولی عہدی کے بعد خوارزم شاہ نے اپنے ممالک مقبوضہ کو اپنے لڑکوں پر اس طرح تقسیم کیا۔ خراسان اور ماہندران ولیعہد قطب الدین اولاغ شاہ کو دیئے، غزنی، بامیان، غور، بکت اور ہندوستان کے مقبوضات جلال الدین منکبرس کو مرحمت کئے، کرمان، کیس، کرمان کی حکومت اپنے تیسرے بیٹے غیاث الدین شیرا کو دی اور بلاد جبل کا رکن الدین غور شاہ کو حاکم بنایا۔

جلال الدین منکبرس اپنے سب بھائیوں سے بڑا تھا۔ لیکن یہ ولی عہد نہیں بنایا گیا۔ اس وجہ سے کہ قطب الدین اولاغ شاہ کی ماں اور سلطان خوارزم شاہ کی ماں ترکمان خاتون ایک ہی قبیلہ بیاروت کی تھیں۔ بیاروت کا قبیلہ ترکمان خطا کے قبیلہ یک کی ایک شاخ ہے ترکمان خاتون کا اپنے بیٹے سلطان خوارزم شاہ محمد بن کنش پر پورا پورا اثر تھا یہی وجہ

تھی کہ بڑے بیٹے جلال الدین منکبرس کے ہوتے قطب الدین اولاغ شاہ کو خوارزم شاہ نے اپنا ولیعہد مقرر کیا۔

وزیر محمد بن احمد کی روایت | وزیر السلطنت محمد بن احمد سنوی نمشی کاتب جلال الدین منکبرس نے اس کے اور اس کے باپ علاء الدین محمد بن نمکش کے حالات میں لکھا ہے کہ خوارزم شاہ نے ولی عہد کے دروازے پر پانچوں نمازوں کے بعد لزبت بجوانے کی اجازت دی تھی جو ہر نماز کے بعد بجائی جاتی تھی، اس لزبت کو ذوالقرنین کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ یہ نقاسے تعداد میں ستائیس تھے۔ سونے اور چاندی کے بنے تھے، جواہرات کی پچی کاری تھی۔ میں نے اس کی روایت کو دوسروں کی روایت پر اس وجہ سے ترجیح دی ہے کہ یہ ان دونوں کے حالات سے اور اس کی بہ نسبت زیادہ واقف ہے۔

غیاث الدین تیر شاہ کی گورنری | کرمان، کرمان اور کیش پر مویہ الملک قوام الدین کا قبضہ تھا اور وہی ان مقامات کا واحد مستقل حکمران تصور کیا جاتا تھا، سلطان خوارزم شاہ کی واپسی عراق کے بعد مویہ الملک قوام الدین نے سفر آخرت اختیار کیا، خوارزم شاہ نے اپنے بیٹے غیاث الدین تیر شاہ کو اس کی جگہ مقرر کیا جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔

مویہ الملک قوام الدین | مویہ الملک قوام الدین ایک معمولی بازاری آدمی تھا۔ قیمت نے یادری کی بادشاہت کے درجہ تک پہنچ گیا۔ اس کی ماں، نصرت الدین محمد بن ایزدوالی زوزن کے محل سرا میں دایہ کی خدمت پر مامور تھی، مویہ الملک وہیں پیدا ہوا، وہیں نشوونما پائی، سن شعور کو پہنچا، نصرت الدین کی خدمت میں رہنے لگا۔ چند روز بعد نصرت الدین سے علحدہ ہو کر سلطان خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا، موقع پاکر ادھر سلطان خوارزم شاہ سے ”جڑا“ کہ نصرت الدین فرقہ باطنیہ کا ایک ممبر ہے، ادھر

دربار خوارزمی سے واپس ہو کر نصرت الدین کو سلطان کی سطوت اور جلال سے ڈرا پا دھمکایا، نصرت الدین کو سلطان کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا، فرقہ باطنیہ را سٹمعیلیہ سے دوستانہ تعلقات پیدا کر کے قلعہ نروزن میں قلعہ نشین ہو گیا، موید الملک نے اس خبر کو دربار شاہی تک پہنچا دیا، سلطان سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ نصرت الدین کو معزول کر کے موید الملک کو اپنی نیابت کا عہدہ عنایت فرمایا، آخر کار نصرت الدین، موید الملک کے دام فریب میں پھنس گیا، قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ موید الملک نے حراست میں لے لیا۔ پابہ زنجیر سلطان خوارزم شاہ کی خدمت میں بھیج دیا، سلطان نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلیمیاں پھروادیں۔

موید الملک کا خطاب | اس کے بعد موید الملک کو کرمان کا لاپرچ وامن گیر ہوا، اس وقت کرمان میں ملک دینار کے خاندان کا ایک شخص حکومت کر رہا تھا موید الملک نے سلطان کو اس کے خلاف ابھار دیا، سلطان نے خراسان سے فوجیں بھیج دیں، اور مالی امداد بھی دی، موید الملک نے کرمان پہنچ کر قبضہ کر لیا، خوارزم شاہ کو اس سے بے حد مسرت ہوئی، اس حسن خدمت اور کارگزاری کے صلے میں موید الملک کا خطاب عطا کیا، اور کرمان کو جاگیر میں دے دیا۔

موید الملک کی وفات | سلطان خوارزم شاہ کی واپسی عراق کے وقت شاہی اونٹنی گم ہو گئی، موید الملک نے چار ہزار اونٹنیاں حاضر کر دیں، سلطان بے حد خوش ہوا، اتفاق سے اسی زمانہ میں موید الملک کی موت کا پیام آ گیا۔ دنیا کی ساری تمناؤں کو لئے ہوئے دنیا سے جہل بسا، خوارزم شاہ نے اس کے مقبوضہ صوبہ پر اپنے بیٹے غیاث الدین کو امور کیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

موید الملک بہت بڑا مال دار تھا غیاث الدین نے اس کے متروکات میں سے ستر اونٹ سوئے سے لدے ہوئے سلطان کی خدمت میں روانہ کئے تھے۔

سردار خان خاتون | ترکمان خاتون اور سلطان محمد بن ملکش قبیلہ ہیاروت سے خان جنگلش بادشاہ

ترک کی لڑکی تھی۔ بیاہوت کا قبیلہ، ایک ترکمان خطا کی ایک شاخ ہے، سلطان خوارزم شاہ محمد بن تکش نے اس سے عقد کیا جس کے بطن سے سلطان محمد پیدا ہوا۔ جب سلطان محمد تخت آرائے حکومت ہوا تو یکم کے قبائل چاروں طرف سے سمٹ کر ترکمان خاتون کی خدمت میں آ گئے، ان کے علاوہ اور ترک بھی جو ان کے ہمسایہ تھے وہ بھی آئے۔ ترکمان خاتون کی قوت بے حد بڑھ گئی، دولت و حکومت پر قبضہ کر لیا، سلطان محمد نام کا بادشاہ رہ گیا۔ اسی کی حکومت کا ڈنکا بج رہا تھا۔ بادشاہوں کی طرح اپنی طرف سے عامل مقرر کرتی، ملک کا نظم و نسق اس کے قبضہ اقتدار میں تھا۔ عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ دیتی تھی۔ فریادوں کی فریاد سنتی، قتل و غوریزی کو روکتی، بُرائیوں کا انکسار کرتی، امور خیر انجام دیتی، دلدہش اور صدقات کو اپنے تمام ممالک محمدوسہ میں پھیلا رکھا تھا۔ محض حکم نامہ لکھنے پر سات کاتب مامور تھے۔ اگر کبھی اس کا فرمان سلطان کے فرمان کے خلاف ہوتا تو یہ طے تھا کہ پچھلے فرمان پر عمل درآمد کیا جاتا۔

ترکمان خاتون کا لقب - خلدون جہاں جس کے معنی ہیں ملکہ عالم، اس کا لقب تھا فرمان کے نام پر عصۃ الدنیا والدین اولاد ترکمان ملک نساء العالمین لکھا جاتا تھا۔ چوب قلم سے بدست خاص عصمت باللہ و حدۃ و دستخط کی جگہ لکھا کرتی تھی، خط نہایت پاکیزہ اور دیدہ زیب ہوتا تھا۔ ترکمان خاتون نے نظام الملک کو جو اس کی خدمت میں رہا کرتا تھا اور سلطان کے دربار میں عہدہ وزارت سے ممتاز تھا اپنی وزارت پر بلایا۔ جب سلطان نے اپنے وزیر کو معزول کیا تو ترکمان خاتون کے حکم و اشارے سے نظام الملک کو سلطان کا قلمدان وزارت دوبارہ سپرد کیا حالانکہ سلطان اس کی وزارت سے خوش اور راضی نہ تھا۔ چونکہ ترکمان خاتون حکومت و سلطنت پر قائل و باگئی تھی، اس وجہ سے نظام الملک کو بھی سلطان کی حکومت و سلطنت پر جابرانہ قوت حاصل ہو گئی، نہایت رعب و تاب کی وزارت کی۔ کسی گورنر نے سلطان سے نظام الملک کی شکایت کی کہ اس نے خوارزم کے نواح میں لوگوں سے تاوان لیا ہے، سلطان نے اپنے ایک خواص کو اس کے قتل کا حکم دے دیا، ترکمان خاتون کو اس کی خبر لگ گئی، خواص کو اس فعل سے روک دیا۔ نظام الملک اپنی حالت پر بدستور قائم رہا اور سلطان اپنے حکم کو نافذ نہ کر سکا۔ واللہ یوید بصرہ من یشاء۔

چنگیز خاں کی سفارت | عراق سے واپسی کے بعد سلطان خوارزم شاہ کی خدمت میں ہرقام نیشاپور ۱۱۵۷ھ میں چنگیز خاں کی سفارت ' معاہدہ تجارت اور

مراسم اتحاد قائم کرنے کی غرض سے ہاریاب ہوئی۔ چنگیز خاں نے سفیروں کی معرفت قیمتی قیمتی جواہرات، مشک کے نانے، عنبر اور ریشمی کپڑے بطور تحفہ بھیجے تھے، ملک چین اور اس کے متصل بلاد ترک کے فتح کر لینے کی اطلاع دی تھی اور معاہدہ تجارت و اتحاد لکھنے کی خواہش کی تھی۔ سفیروں کا انداز گفتگو بے باکانہ تھا۔ سلطان کو شبہ پیدا ہوا کہ شاید چنگیز خاں نے دعو کا اور فریب دینے کی غرض سے سفارت بھیجی ہے، اس وجہ سے نہ تو صاف طور سے معاہدہ کا اقرار کیا اور نہ انکار۔ محمود خوارزمی کو جاسوسی کی خدمت پر مامور کر کے چنگیز خاں کے یہاں بھیج دیا۔ محمود خوارزمی نے واپس ہو کر چنگیز خاں کی تحریک کی تصدیق کی اور یہ خبر دی کہ چنگیز خاں نے ملک چین پر قبضہ کر لیا ہے۔ شہر طوغاج پر بھی قابض ہو گیا ہے، سلطان نے دریافت کیا "اس کے لشکر کی تعداد کیا ہے؟" جواب دیا "کچھ زیادہ نہیں ہے" سلطان خوارزم شاہ نے چنگیز خاں کی درخواست کے مطابق معاہدہ تجارت و اتحاد لکھ کر سفیروں کو واپس کر دیا۔

امیر نیال اور تاتاری تاجر | اس کے بعد چنگیز خاں کے ملک کے چند تاجر تجارتی مال لے کر انرا آئے۔ نیال خاں سلطان کا ماموں زاد بھائی وہاں کا

گورنر تھا، بنیت ہزار فوج رکاب میں رہتی تھی۔ مال و اسباب کو دیکھ کر منہ میں پانی بھر آیا۔ دست درازی کا لالچ دامن گیر ہوا۔ شاہی دربار میں رپورٹ کر دی کہ یہ تاجر نہیں ہیں بلکہ جاسوسی کی غرض سے آئے ہیں، سلطنت کی طرف سے ان کی نگرانی کا حکم صادر ہو گیا، نیال خاں کو موقع مل گیا، نگرانی کے بجائے ان لوگوں کو پوشیدہ طور سے قتل کر کے مال اسباب ضبط کر لیا۔

چنگیز خاں کے سفیر کا قتل | چنگیز خاں کو اس کی خبر ملی۔ سلطان کو ناراضگی اور تنبیہ کا خط لکھا، بدعہدی پر نفرین کا اظہار کیا۔ سلطان نے چنگیز خاں

کے ایلمچی کو بجائے جواب دینے کے مار ڈالا۔ اور اس خیال سے کہ مبادا چنگیز خاں اس خبر کو سُن کر خوارزم پر چڑھ نہ آئے سمرقند کی قلعہ بندی کی اور فوجیں مرتب کر کے چنگیز خاں کے ملک پر چڑھ گیا۔ رعایا سے تین برس کا خراج پیشگی وصول کیا دو برس کا خراج معارف جنگ کے لئے اپنے ساتھ رکھا اور تیسرے برس کا خراج سمرقند کے محافظوں کو عنایت کیا۔ چنگیز خاں ان دنوں اپنے ملک میں موعود نہ تھا۔ کبشلی خاں بادشاہ ترک سے جنگ کرنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ سوائے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے کوئی نہ تھا خوارزم شاہ نے ان پر چھاپا مارا قتل و غارت کر کے جو کچھ ہاتھ لگائے کر داپس ہوا۔

جنگ خوارزم شاہ و چنگیز خاں | ابھی خوارزم شاہ اپنی سرحدیں داخل نہ ہوا تھا کہ چنگیز خاں کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ فوراً تعاقب پر روانہ ہو گیا، خوارزم شاہ سے مقابلہ ہوا۔ سخت معرکہ پیش آیا۔ فریقین کی فوج کا زیادہ حصہ کٹ گیا۔ تین دن تک مسلسل لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ چوتھے روز خوارزم شاہ نے میدان چھوڑ دیا، جیوں پر پہنچ کر تاتاریوں کے نتیجہ کے انتظار میں قیام کیا۔ چنگیز خاں نے تعاقب کی غرض سے قدم بڑھایا۔ خوارزم شاہ نے جیوں کا مورچہ بھی خالی کر دیا اور اپنی فوج کو ماوراء النہر، انزار، بخارا، سمرقند، ترمذ اور جند کے شہروں میں چنگیز خاں کے طوفان بدتمیزی کی روک تھام کی غرض سے پھیلا دیا۔ ایماچ کو جو اس کا ایک نامی سردار ہونے کے علاوہ حاجب تھا۔ بخارا کی حفاظت پر مامور کیا۔ چنگیز خاں نے پہلے انزار کا محاصرہ کیا۔ اہل انزار نے لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ چنگیز خاں نے بذریعہ تیغ لے لیا۔

امیر نیال کا انجام | امیر نیال خاں جس نے چنگیز خاں کے تاجروں کو قتل کر کے مال و اسباب چھین لیا تھا گرفتار ہو کر پیش کیا گیا۔ چنگیز خاں نے چاندی پگھلوا کر کاتوں اور آنکھوں میں ڈالوا دی جس سے وہ مر گیا، اس کے بعد بخارا کی طرف بڑھا شہر کو امان و صلح سے فتح کر کے قلعہ بخارا پر محاصرہ کیا۔ اہل قلعہ چند دن تک لڑے۔ بالآخر

سب نے ہتھیار ڈال دیے بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ اہل قلعہ اس کی خورنیزی کے ہاتھوں سے بچ جائیں گے لیکن ایسا نہ ہوا۔ اس نے ان کے ساتھ بدعہدی کی اور قلعہ پر قبضہ کر کے سب کو گرفتار کر لیا اور قتل کا حکم دے دیا۔ بخارا کے بعد سمرقند کی باری آئی، اہل قلعہ بھی اسی کشتی پر سوار کر کے اُمارے گئے ان کے ساتھ بھی اہل بخارا کا سا ہڑاؤ بڑا گیا یہ واقعات ۹۱۷ھ کے ہیں۔

اس کے بعد سلطان خوارزم شاہ کی ماں کے چند قرابت مندوں نے جو سرداری کے رتبہ سے سرفراز تھے چنگیز خاں کو خط لکھا، خوارزم اور خراسان پر قبضہ کرنے کی تحریک کی اور اس خط کو جس شخص کی معرفت روانہ کیا اُس نے اس خط کو سلطان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سلطان نے غور سے پڑھا، اپنی ماں اور اس کے قرابت مندوں کی طرف سے مشتبہ و بدگمان ہو گیا۔

علاء الدین والی قندھار کی علیحدگی | جس وقت سلطان خوارزم شاہ کو انزار، بخارا اور سمرقند پر چنگیز خاں کے قبضہ کر لینے کی خبر موصول ہوئی اور گورنر بخارا چند اشخاص کے ساتھ جان بچا کر سلطان کی خدمت میں پہنچا، اسی وقت سلطان خوارزم شاہ نے جیوں کو عبور کیا۔ تاتاریوں کا گروہ (جو اس کی رکاب میں تھا) اور علاء الدین والی قندھار سلطانی موکب سے علحدہ ہو کر واپس آ گئے۔ اس سے لوگوں کے دل ہل گئے، خوف و ہراس کی کوئی انتہا نہ رہی۔

خوارزم شاہ کا تعاقب | چنگیز خاں نے بتیں ہزار سواروں کو خوارزم شاہ کے تعاقب پر مامور کیا۔ یہ مغربی تاتاری کہلاتے ہیں وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انھیں چنگیز خاں نے خراسان کے مغربی علاقے کو تاراج کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ چنانچہ انھوں نے مغربی خراسان کو تاخت و تاراج کیا۔ لوٹ مار کرتے بلا دیہورت تک پہنچ گئے۔ جس طرف سے گزرے کھیتوں اور باغات کو ویران، آبادی کو برباد اور ٹپیل میدان کر دیا۔ سلطان خوارزم شاہ

بحال پریشان نیشاپور پہنچا لیکن مغربی تاتاریوں کے تعاقب نے نیشاپور میں بھی قیام نہ کرنے دیا۔ عراق کی طرف چلا گیا اور مال و اسباب کو ایک قلعہ میں 'مانت' کے طور پر رکھ گیا۔

نشی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ امیر تاج الدین بٹامی نے خوارزم شاہ کا خزانہ مجھ سے بیان کیا ہے کہ جس وقت خوارزم شاہ کوچ و قیام کرتا

عراق تک پہنچا مجھے حاضری کی اجازت دی، اس کے دو سو دس بڑے صندوق موتوں سے بھرے ہوئے رکھے تھے جس کی قیمت کوئی نہیں لگا سکتا تھا۔ ان میں سے دو صندوقوں

میں قیمتی قیمتی جواہرات بھرے تھے جس کی قیمت ملک عراق کی قیمت کے برابر ہوگی، مجھے سلطان نے قلعہ اردنہر میں بطور امانت رکھ آئے کا حکم دیا۔ قلعہ اردنہر نہایت مضبوط قلعہ تھا۔ چنانچہ میں نے اس حکم کی تعمیل کی اور قلعہ میں پہنچا دینے کی رسیدے کر شاہی دربار میں حاضر کر دی۔ اس کے بعد جب چنگیز خاں نے عراق کو فتح کیا تو ان صندوقوں کو بھی لے لیا۔

قصہ مختصر خوارزم شاہ نیشاپور سے مازندران کی طرف گیا اور مغربی وزیر عماد الملک کا خاتمہ تاتار اس کے تعاقب میں تھے مجبوراً مازندران کو چھوڑ کر ہلکان

کے نواح میں چلا گیا۔ مغربی تاتاریوں نے چھاپہ مارا خوارزم شاہ کسی طرح بچ کر بلاد جبل پہنچا۔ اس کا وزیر عماد الملک محمد بن بے اس واقعہ میں مارا گیا۔ ساحل بحر پر ایک گاؤں میں قیام پذیر ہوا۔ جیسا کہ اس کی نیک عادت تھی صلوٰۃ تسبیح اور تلاوت قرآن میں مصروف ہوا۔

چنگیز خاں تاتاریوں نے خوارزم شاہ کو یہاں بھی چین سے سلطان محمد بن تکش کی وفات نہ بیٹھے دیا۔ دوبارہ چھاپہ مارا، خوارزم شاہ کشتی پر سوار

ہو کر دریا عبور کر گیا اور خوزیز تا تاری اپنا سامنے لے کر رہ گئے اور ناکام واپس ہوئے۔ خوارزم شاہ نے دریائے طبرستان کے ایک جزیرے میں پہنچ کر اقامت اختیار کی اور وہیں رہنے لگا۔ مرض الموت نے آکر گھیر لیا۔ اہالیان مازندران تیمار داری کرتے تھے۔ اس امید پر کہ اگر زمانے نے اسے اصل کتاب میں اس مقام پر خالی جگہ ہے۔

پٹا کھایا تو اس خدمت کے صلے میں خوارزم شاہ انھیں جاگیریں دے گا۔ صوبجات کی گورنری پر مامور کرے گا۔ لیکن خوارزم شاہ کو اس کا موقع نہ ملا۔ شاہ نے اس کی آغوش میں ہمیشہ کے لئے سو گیا۔ اور اسی جزیرے میں دفن کر دیا گیا۔ اکیس سال حکومت کی جلال اللہ منکبرس دخواستہ شاہ کا بیٹا اے اہل مازندران کی تمام امیدوں کو جو خوارزم شاہ سے متعلق تھیں پورا کیا۔

باب

جلال الدین منکبرس بن علاء الدین محمد

خوارزم شاہ نے وفات کے وقت اپنے بڑے بیٹے جلال الدین منکبرس کو اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ اور اپنے چھوٹے بیٹے قطب الدین اولاغ شاہ کو ولیعہدی سے برطرف کر دیا۔

ترکمان خاتون رادہ خوارزم شاہ کو خوارزم میں ان واقعات کی خبر موصول ہوئی۔ پادوں کے بچے سے زمین نکل گئی۔ چنگیز خانیوں کے خوف سے

خوارزم چھوڑ دینے کا قصد کیا۔ تقریباً بیس سرداران لشکر اور ان بادشاہوں کو جو اس وقت خوارزم میں قید تھے قتل کر کے بھاگ نکلی۔ مازندران کے قلعوں میں سے قلعہ اپیلان میں پہنچ کر قیام کیا۔

ترکمان خاتون کی گرفتاری | مغربی تاتاری جو خوارزم شاہ کے تعاقب میں گئے تھے دریائے جہرستان کو خوارزم شاہ کے عبور کر جانے کے بعد واپس ہوئے

مازندران پر حملہ کیا۔ چنانچہ مازندران کے تمام قلعوں کو سر کر لیا۔ جو کچھ وہاں مال و اسباب تھا لوٹ لیا۔ مازندران کے قلعے نہایت مضبوط و مستحکم اور دشوار گزار تھے۔ کسی زمانے میں فتح نہیں ہوئے

تھے۔ جب مسلمانوں نے شاہان فارس کے مقبوضہ علاقے کو فتح کیا تھا اور ان کی حکومت کا جھنڈا عراق سے اتھائے خراسان تک کامیابی کے ساتھ لہرا رہا تھا اس وقت بھی یہ قلعے مسخر نہیں ہوئے

تھے۔ مسلمانوں نے صرف خراج لینے پر اکتفا کیا تھا۔ ۶۹۵ھ میں ہزارہ حکومت سلیمان بن عبد الملک ربو امیہ کے خاندان کا ایک خلیفہ تھا، یہ قلعے فتح ہوئے تھے۔ اس کے بعد چنگیز خانی

ترکوں نے یکے بعد دیگرے تمام قلعوں کو سر کیا۔ قلعہ ایلان میں ترکمان خاتون محاصرہ کیا۔ یہاں تک کہ اس قلعہ کو بھی صلح کے ساتھ فتح کر لیا اور ترکمان خاتون کو گرفتار کر لیا۔

ابن اثیر کی روایت | فاضل ابن اثیر کا بیان ہے کہ مغزنی تاتاریوں ترکمان خاتون سے جب کہ وہ خوارزم سے مازندران کی طرف بھاگ کر آ رہی تھی انہار راہ میں ڈبھیڑ ہو گئی چاروں طرف سے اسے گھیر لیا اور گرفتار کر لیا ترکمان خاتون کے علاوہ اور شاہزادیاں بھی جو اس کے ہمراہ تھیں گرفتار کر لی گئیں۔ تاتاریوں نے انھیں اپنے گھروں میں ڈال لیا۔ دوش خاں ولد چنگیز خاں نے بھی ان میں سے ایک شاہزادی کے ساتھ شادی کر لی تھی۔ ترکمان خاتون نہایت ذلت اور مسکنت سے تاتاریوں کے قید میں رہی۔ چنگیز خاں کی طرف سے اسے بھی ایک خوان کھانا ملتا تھا جیسا کہ اور شاہزادیوں کو ملتا تھا۔

نظام الملک کا انجام | نظام الملک (خوارزم شاہ کا وزیر) ترکمان خاتون کے ساتھ تھا۔ یہ بھی چنگیز خاں کے قبضہ میں پڑ گیا۔ چونکہ چنگیز خاں کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ سلطان اس سے ناراض تھا اس وجہ سے اس کی عزت کرتا تھا اور اکثر خراج وغیرہ کے معاملات میں اس سے مشورہ کرتا تھا۔ جب دوش خاں نے خوارزم پر قبضہ کر لیا اور سلطانی حرم کو گرفتار کر لیا۔ جن میں چند گائے دانی عورتیں بھی تھیں ان میں سے ایک عورت اپنے کسی خادم کو دی۔ اس عورت نے تاتاری خادم کی خواہشات کو ٹھکرا دیا اور اسے اپنے پاس پھنکنے والا اور نظام الملک کے یہاں جا کر پناہ لی۔ اس خادم نے چنگیز خاں سے شکایت کی اور وزیر نظام الملک کو اس عورت کی آشنائی سے متہم کیا۔ چنگیز خاں نے وزیر نظام الملک کو سرور بار طلب کر کے اس جرم کا مجرم قرار دے کر مار ڈالا۔

تاتاریوں کی لینچار | مغزنی تاتاریوں میں خوارزم شاہ محمد بن تکش کے تعاقب میں سے پہنچے اور جب وہ ہاتھ نہ آیا تو ہمدان کی طرف لوٹے۔ انہار راہ میں جو دیہات تعصبات اور شہرے تاراج کر ڈالے۔ اہل ہمدان نے اس طوفان بدبختی کی آمد کی خبر

پاکر مال و اسباب قیمتی قیمتی کپڑے اور مویشی جس قدر فراہم کر سکے فراہم کر کے حکم دیا
 'دہن سگ بہ نقدہ دوختہ بہ'؛ لڑے تاتاریوں کے پاس حاضر کر دیا، چنانچہ ان کے
 ہاتھ سے ان کی عزت آبرو اور جان بچ گئی۔ زنجان کی طرف بڑھے۔ اہل زنجان نے بھی اسی
 طریقہ کو اختیار کیا۔ یہ بھی بال بال بچ گئے، قزوین پر دھاوا کیا اہل قزوین خم ٹھوک کر مقابلہ
 پر آئے، لڑے، مغربی تاتاریوں نے ان پر محاصرہ کیا اور ہزور تنخ لڑ کر ان کو سر کیا، بے حد
 خونریزی ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قزوین میں چالیس ہزار سے زیادہ آدمی کام آئے۔ اس
 کے بعد جاڑے کا موسم آگیا۔ برف گرنا شروع ہو گئی۔ قتل و غارت کرتے ہوئے جیسا کہ ان کی
 عادت تھی آذربائیجان کی طرف روانہ ہوئے اس وقت تک ازبک بھلوان والی آذربائیجان تہرہ میں مقیم تھا۔ یوب
 میں مصروف خواہشات نفسانی میں منہمک نظام ملک سے غافل رنگ یوں میں پڑا ہوا تھا۔ اُس کے دماغ
 میں یہ تدبیر آئی کہ اس نے مغربی تاتاریوں سے خط و کتابت کر کے کچھ دے کر اپنے کو ان کے شر سے بچا لیا۔
 سیلاب کی طرح موقان کی طرف واپس ہوئے تاکہ جاڑے کا موسم کسی ساحل پر قیام کر کے گزار س۔

بلا دکرُج کا تاراج | اس کے بعد بلا دکرُج پر چڑھائی کی۔ کرج نے مقابلہ کیا۔ سنیہ سپر ہو کر لڑے
 لیکن تاتاری طوفان کو روک نہ سکے۔ میدان چھوڑ دیا۔ تاتاریوں نے

نہایت بے رحمی سے پامال کیا۔ ادھر کُرُج نے ازبک والی آذربائیجان اور اشرف بن عادل
 بن ایوب والی خلاط کی خدمت میں لڑپٹی بھیجے تاتاریوں کے مقابلے پر امداد طلب کی اُدھر اقرش
 دازبک کا آزاد غلام تاتاریوں سے مل گیا۔ ترکمان اور اکراو کی فوج کثیر اس کی رکاب میں تھی
 تاتاریوں کے ساتھ کرج پر چڑھ گیا۔ قتل و غارت کرتے ہوئے بقیق و ملقان، تک پہنچ گئے کرج
 خم ٹھونک کر مقابلہ پر آئے۔ پہلے اقرش سے مقابلہ ہوا۔ اس کے بعد تاتاریوں نے حملہ کیا کرج کو
 شکست ہوئی کرج کی بے شمار فوج کٹ گئی۔ یہ واقعہ ماہ ذیقعد ۷۷۱ھ کا ہے۔

مرانغہ کی پامالی | مغربی تاتاری ہم کرج سے فارغ ہو کر مرانغہ کی جانب لوٹے۔ تبریز ہو کر گزرے۔
 والی تبریز نے جیسا کہ اس کی عادت تھی اسی طرح پیش آیا۔ تحائف لوزند رنے

پیش کئے۔ جو کچھ ہوسکا نقد و خس جمع کر کے نذر کیا۔ قتل و غارت کرتے ہوئے مراغہ پہنچے۔ مراغہ کی والیہ ایک عورت تھی۔ چند دن تک مقابلہ کرتی رہی۔ بالآخر صفر ۵۸۳ھ میں تاتاریوں نے اسے دالیا۔ اور جی کھول کر پامال کیا۔

مراغہ سے فارغ ہو کر اربل پر حملہ کیا مظفر الدین بن۔
تاتاریوں کی اربل پر فوج کشی | اس شہر کا حاکم تھا۔ اس نے بدر الدین بنی

موصل سے امداد طلب کی۔ بدر الدین نے مظفر الدین کی کمک پر فوجیں بھیجیں اور خود سرحدی بلاد کی حفاظت کی غرض سے تیار ہوا۔ اتنے میں خلیفہ ناصر کا فرمان آ پہنچا۔ لکھا تھا کہ تم اپنی فوج کے ساتھ و قوتامیں جا کر قیام کرو اور عراقوں میں تاتاریوں کو گھنے زو؟ چنانچہ اسلامی فوجیں و قوتامیں جمع ہوئیں، خلیفہ ناصر نے اپنے ملک بشار و قشقر کو آٹھ سو نامی گرامی سرداران کی جمعیت سے مظفر الدین کی کمک کو روانہ کیا اور تمام لشکر کی قیادت مظفر الدین کو مرحمت فرمائی۔ لیکن دونوں حریف ایک دوسرے سے خائف و مرعوب ہو کر باہم تیغ و سپر نہ ہوئے۔

اسلامی لشکر کے متفرق ہونے کے بعد تاتاری طوفان ہمدان کی طرف بڑھا۔
اہل ہمدان کا قتل عام | ہمدان میں ان لیٹروں کی طرف سے ایک فتنہ اسی زمانے سے رہتا تھا

جب کہ انھوں نے پہلی مرتبہ ہمدان پر قبضہ کیا تھا۔ شہزاد کو حکم دیا کہ اہل ہمدان سے مال اسباب اور زرق و نقد وصول کر کے حاضر کرو، ہمدان کا رئیس ایک بہانہ شریف شخص علوی خاندان کا تھا۔ اہل ہمدان روئے پیٹتے رئیس ہمدان کے پاس گئے۔ تمام حالات بتلائے فتنہ کے ظلم و ستم کی شکایت کی، رئیس علوی نے جواب دیا۔ اس کے سوائے کہ تاتاریوں کا مطالبہ پورا کیا جائے کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اہل ہمدان بگڑ گئے، سخت و سست کہا اور تاتاریوں کے فتنہ کو ہمدان سے نکال دیا تاتاریوں سے لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ رئیس علوی کو یہ بات پسند نہ آئی، ہمدان کے قریب ایک

سے بیاض بالاصل۔

قلعہ میں جا کر قلعہ بند ہو گیا۔ تاتاریوں نے شہر پر حملہ کیا اور بزدختی شہر پر قبضہ کر کے خون کا دیا بہا دیا، کئی دن قتل عام ہوتا رہا۔

اردبیل کی تباہی | ہمدان سے فارغ ہو کر تاتاری آذربائیجان کی جانب واپس ہوئے۔ اردبیل پر قبضہ کر کے اہل اردبیل کو قتل، ان کے مکانات کو دیران کھیتوں اور باغات کو برباد و تباہ کر دیا۔ اس کے بعد تبریز کی باری آئی، ابھی تاتاری تبریز تک نہیں پہنچے تھے کہ ازبک بن بہلولان دالی آذربائیجان واران نے تاتاریوں کے خوف سے تبریز چھوڑ دیا۔ نفجوان کی طرف چلا اور اپنے اہل و عیال کو خوی، بیج دیا، شمس الدین طغرائی تاتاریوں سے مقابلہ کرنے پر اٹھ کھڑا ہوا۔ شہر کی عنان حکومت ہاتھ میں لی۔ اہل شہر کو جمع کر کے تسلی و تسفی دی۔ ایک حد تک شہر کی حفاظت کا بندوبست کیا۔ اتنے میں غارت گرتاتاری پہنچ گئے۔ اہل شہر کی مستعدی اور حفاظت کا حال سن کر حملہ سے رُکے اور اہل شہر کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ اہل شہر نے ایک معین و مقرر مال دے کر ان کے علم و ستم سے اپنے کو بچا لیا۔

بلقان کی بربادی | تاتاری لیٹرے تبریز چھوڑ کر شہر سردار پر چڑھ گئے۔ اہل شہر کو اپنی غارت گری اور لوٹ کا نشانہ بنایا تباہ و برباد کر کے بلقان کی جانب بڑھے۔ چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ ابھی جنگ کی نوبت نہیں آنے پائی تھی کہ تاتاریوں نے اہل شہر کی درخواست پر اپنے ایک سردار کو بطور اطمینان شرائط صلح طے کرنے کے لئے اہل شہر کے پاس بھیجا۔ اہل شہر کی شامت آئی۔ تاتاری سردار کو مار ڈالا۔ پھر کیا تھا۔ او رمضان ۷۱۵ھ میں بزدختی شہر پر قبضہ کر لیا، ایک قیامت برپا ہو گئی۔ قتل و غارت گری کے درخانے کھل گئے، مردہا شرفع ہو گئی۔ بلا امتیاز مرد، عورت، جوان اور بوڑھے سب قتل کئے گئے۔ حمل والی عورتوں کے پیٹ چاک کر کے بچوں کو بھی قتل کیا۔ عورتوں کی بے آبروئی کرتے اور پھر انھیں قتل کر ڈالتے تھے۔ غرض کہ کوئی قبیح فعل ایسا نہ تھا کہ جسے ان لیٹرے تاتاریوں نے نہ کیا ہو۔ قرب و جوار کے دیہات اور قصبات دیران و برباد ہو گئے۔ آبادی اور انسانوں کا کہیں نشان باقی نہ رہا۔

اہل گنجم سے مصالحت | بلیقان کو ہر بادکر کے اران کے پایہ تخت گنجم پر چڑھائی کی۔ اہل گنجم نے معقول طور پر قلعہ بندی کر لی تھی۔ غلہ وغیرہ کا ذخیرہ کافی مقدار پر مہیا کر لیا تھا۔ تاتاریوں نے یرنگ دیکھ کر مصالحت کی گفتگو شروع کی، چنانچہ اہل گنجم نے جو کچھ تاتاریوں نے مطالبہ کیا دے کر مصالحت کر لی۔

تاتاریوں اور کرچ کی جنگ | مصالحت گنجم کے بعد آذربائیجان اور اران کے صوبہ میں کوئی شہر ان کے دست برد سے باقی نہ رہا کسی کو مصالحت سے اور کسی کو لڑکر سر کیا۔ اس صوبہ میں اب صرف وہ رقبہ باقی رہ گیا تھا۔ جس پر کرچ کا قبضہ تھا۔ تاتاریوں نے کرچ کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا۔ کرچ ان کی آمد سے بہت پہلے مطلع ہو گئے تھے، فوجیں غلہ کے ذخیرے اور آلات حرب ضرورت سے زیادہ فراہم کر رکھا تھا۔ سینہ سپر ہو کر اپنی سرحد سے نکل کر تیغ و سپر ہوئے۔ کرچ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ تاتاریوں نے کرچ کو مار کر چھپے ہٹا دیا۔ تقریباً تین ہزار کرچ میدان میں کام آ گئے۔ میدان جنگ سے بھاگ کر اپنے پایہ تخت بلقیس میں جا کر دم لیا۔ کرچ کے بادشاہ نے فوجیں فراہم کیں اور انہیں مرتب کر کے تاتاریوں کے مقابلہ پر دوبارہ روانہ کیا۔ لیکن کرچ ہمت ہار گئے۔ مقابلہ سے جی چڑا کر اُٹے پاؤں بلقیس واپس آئے۔ تاتاریوں نے کرچ کے تمام مقبوضات پر قبضہ کر لیا۔ جس طرح سے چاہا تباہ و برباد کیا۔ لیکن ملک کے اندرونی حصہ کو اس وجہ سے تاراج نہ کر سکے کہ راستہ نہایت دشوار گزار اور تنگ تھا کثرت سے درے اور سرب فلک پہاڑ کھڑے تھے۔

اہل شمانی کا قتل عام | بلاذکرچ سے واپس ہو کر در بند شردان کی طرف قدم بڑھایا، شہر شمانی پر محاصرہ کیا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ تاتاری روتے بھڑتے شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ گئے۔ سیر حیاں نے انہیں شہر پناہ پر کس طرح چڑھتے مقتولوں کی لاشوں کو ایک دوسرے پر رکھ کر میلہ سا بنالیا اور اس کے درجے سے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئے۔ محافظوں کو قتل کر کے شہر میں داخل ہو گئے۔ جو سامنے پڑا مار ڈالا گیا جو مال نظر آیا لوٹ لیا گیا۔ کوئی بھی ان کے ظلم و ستم

سے نہ بچا۔ تین دن تک قتل عام ہوتا رہا۔

شروان شاہ اور تاتار | شامخی کے تاراج سے فارغ ہو کر درہند کو عبور کرنے کا قصد کیا۔ لیکن عبور نہ کر سکے۔ بادشاہ درہند شروان کے پاس پیام بھیجا کہ کسی کو شرائط صلح طے کرنے کی غرض سے ہمارے پاس بھیج دو، شروان شاہ نے اپنے چند امراء کو تاتاریوں کے پاس بھیج دیا۔ تاتاریوں نے ان میں سے اکثر کو قتل کر ڈالا باقی ماندگان کو گرفتار کر لیا دھکی دی کہ اگر تم ہمیں درہند کے عبور کرنے کا راستہ نہ بتاؤ گے تو ہم تمہیں بھی تمہارے ساتھیوں کی طرح مار ڈالیں گے۔ چنانچہ ان لوگوں نے جان بچانے کی غرض سے درہند عبور کرنے کا راستہ بتا دیا بلکہ انھیں لوگوں کی رہبری کی وجہ سے درہند عبور کر کے درہند شروان کی کشادہ زمین اور ہموار ملک میں پہنچ گئے۔

تاتاریوں کی قفقاز سے مصالحت | اس صوبہ میں قفقاز 'لان'، لکنز اور بہت سے جگہ ترکوں کے آباد تھے جس میں مسلمان بھی تھے اور کفار بھی تاتاریوں نے ان لوگوں پر حملہ کیا، عام طور سے تمام باشندوں پر بلا امتیاز قتل و غارت گری کا ہاتھ بڑھایا قفقاز اور لان نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔ لیبرے تاتاری انھیں مغلوب نہ کر سکے۔ میدان سے واپس ہو کر قفقاز کو پیام دیا کہ آؤ ہم اور تم صلح کر لیں، ہم اور تم ایک ہی قبیلہ کے ہیں۔ لان سے ہمیں نبٹ لینے دو۔ تم لوگ لان کو بلا وجہ اعداد دیتے ہو تم اور وہ نہ ایک خاندان کے ہو اور نہ ایک مذہب کے، قفقاز اس فریب میں آ گئے۔ ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔

لان اور قفقاز کے قبیلوں کی تباہی | لان پر تاتاریوں نے حملہ کیا اور یکے بعد دیگرے ان کے شہروں پر قبضہ کر کے قفقاز پر بھی ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔ جو قفقاز والے دور دراز مقامات پر رہتے تھے ان میں سے بہترے بلاد روس چلے گئے، بہتیروں نے پہاڑوں اور جنگل میں جا کر پناہ لی۔ قفقاز صلح کا خواب دیکھتے ہی رہے اور تاتاریوں نے آہستہ آہستہ ان کے شہروں کو بھی سر کر لیا۔ قفقاز کلبے حذر خیز اور سب سے بڑا شہر

سراے (سوداق) کو بھی لے لیا جو دریائے نیطش متصل خلیج قسطنطنیہ پر واقع تھا اور جنہیں قفقاز کی تجارت اور تجارتی بندرگاہ ہونے کا فخر حاصل تھا۔ اس شہر کے اکثر باشندگان نے بھی بخوف جان و آبرو پہاڑوں میں جا کر پناہ لیا اور بعض نے بلا دروم تلج ارسلان کی حکومت میں جا کر سکونت اختیار کی۔

اس کے بعد تاتاریوں نے ۱۲۷۱ء میں قفقاز کے علاقہ سے مملکت تاتاریوں کا روس پر حملہ روس کا قصد کیا۔ روس کا ملک قفقاز کے ملک سے ملتا ہوا تھا۔ یہ بہت بڑی وسیع سلطنت تھی۔ یہاں کے رہنے والے عیسائی مذہب کے پابند تھے روسیوں نے ان کی آمد کی خبر پا کر فوجیں مرتب اور ہتھیاریں اور اس قصد سے کہ تاتاریوں ہی کے ملک میں چل کر لڑنا چاہیے، نکل پڑے، قفقاز کی بھی فوجیں روسیوں کے ساتھ تھیں تاتاریوں نے یہ سُن کر کہ روس جنگ کو آ رہا ہے پیچھے ہٹے۔ روسیوں نے یہ خیال کر کے کہ تاتاری جنگ و مقابلہ سے جی چرا رہے ہیں، بڑھے۔ کئی منزل تک یہی حالت رہی کہ تاتاری آج جس منزل کو چھوڑ جاتے تھے دوسرے دن روسی اُس پر قابض ہو جاتے تھے۔ بالآخر تاتاریوں نے ہلٹ کر حملہ کیا۔ روسی اور قفقازی مقابلہ نہ کر سکے۔ پناہ ہوئے۔ تاتاریوں نے قتل و غارت گری شروع کر دی۔ بے حد خونریزی ہوئی، ہزاروں قید کر لئے گئے۔ باقی ماندہ اپنے ملک سے دست کش ہو کر کشیتوں پر سوار ہو کر مسلمانوں کے ملک میں چلے گئے تاتاریوں نے ان کے ملک پر قبضہ کر لیا۔

تاتاریوں کی بلغار پر فوج کشی | روس اور قفقاز کو سر کر کے ان لٹیروں نے آخر ۱۲۷۳ء میں بلغار پر دھاوا کیا۔ اہل بلغار نے ان کی آمد کی خبر پا کر مقابلہ کی تیاری کی۔ چند مقامات پر فوج کے چند دستوں کو کہیں گاہ میں بٹھایا اور باقی ماندہ فوج مقابلے کی غرض سے میدان میں آئی۔ تاتاریوں سے تیغ و سپر ہوئی۔ بلغاری فوج لڑتے لڑتے پیچھے ہٹی۔ تاتاری جوش مروا گئی میں بڑھنے لگے یہاں تک کہ کہیں گاہ سے نکل آئے بلغاری فوج نے کہیں گاہ سے نکل کر تاتاریوں پر پیچھے سے حملہ کیا اور بلغار کی وہ فوج جو آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ

رہی تھی تلواریں کھینچ کر پلٹ پڑی تاتاریوں کو دو طرف کی مارنے پریشان کر دیا۔ گھبرا گئے۔ کچھ بنائے نہ بنی، سب کے سب کام آ گئے، چند ہی کسی طرح جان بچا کر بھاگے اور چنگیز خاں سے طالقان میں جا کر ملے۔ مہفاق اپنے ملک واپس آئے اور عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ والدہ یویدہ بنصرہ منیشا، یہ حالات مغربی تاتاریوں کے تھے جو خراسان کے مغربی شہروں کو تاراج کرنے کے لئے گئے تھے۔

آپ اور خوارزم شاہ کی وفات اور مغربی تاتاریوں کا اس کے تعاقب میں روانہ ہونے اور شہروں اور ملکوں کو تاراج کرنے کے واقعات پڑھ آئے ہیں۔

چنگیز خانی لشکر کی غارت گری | چنگیز خاں نے خوارزم شاہ کی شکست اور فرار کے بعد جنت کہ وہ سمقند میں تھا اپنی فوج کو چند حصوں پر منقسم کیا۔

ایک حصہ کو ترند کی طرف روانہ کیا جس نے کلات پر دھاوا کیا جو جیوں کی جانب نہایت مستحکم اور مضبوط قلعہ بنا تھا۔ اس قلعہ کو اور اس کے گرد و نواح کے مقامات کو ان لوگوں نے سرکھل نہایت بے رحمی سے تاخت و تاراج کیا دوسرے حصہ کو فرغانہ کے پامال کرنے پر مامور کیا تیسرے حصہ کو خوارزم کی طرف چوتھے حصہ کو غورستان اور پانچویں کو خراسان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔

تسجیر بلخ | چنگیز خانی لشکر کا جو حصہ خراسان سر کرنے پر مامور ہوا تھا اس نے بلخ پر حملہ کیا۔

۶۱۷ھ میں صلح و امان سے نفع کیا۔ نہ کسی کو قتل کیا اور نہ لوٹ اور غارت گری

سے اپنے ہاتھ کو رنگا۔ اپنے شمعہ رپوٹیکل افسر کو بلخ میں ٹھہرا کر نوزن، مہمند، اندخوی اور فاریاب کی طرف روانہ ہوا۔ صلح و آشتی سے ان شہروں پر قبضہ حاصل کیا۔ کسی شخص کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی۔ صرف یہ خدمت ان لوگوں سے لی جاتی تھی کہ ان کے ساتھ ہو کر ان کے مخالفوں سے لڑنا پڑتا تھا۔

محاصرہ طالقان | اس کے بعد طالقان پہنچے۔ طالقان ایک وسیع صوبہ اور چند شہروں پر مشتمل تھا۔ اس میں ایک قلعہ منصور کوہ نامی تھا جس کی مضبوطی اور استحکام کو

دوسرے قلعے نہیں پہنچ سکتے تھے۔ تاتاریوں نے اس قلعہ پر محاصرہ کیا۔ چھ ماہ کا محاصرہ کئے رہے کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تھی نہ آئی۔ چنگیز خاں یہ سن کر خواس قلعہ کے محاصرے پر کیا علاوہ چھ ماہ سابق کے چار ماہ اور محاصرہ کئے رہا۔ لیکن سر نہ ہوا۔ روزانہ لڑائی ہوتی تھی نتیجہ کچھ نہیں نکلتا تھا۔ چنگیز خاں نے فوج کو حکم دیا کہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر لائے اور اس کو قلعہ کے مقابل جمع کر کے اس پر مٹی ڈالے پھر اس پر لکڑیاں رکھے اور مٹی ڈالے۔ یہاں تک کہ قلعہ کی بلندی کے مقابلہ پر ایک ٹیلہ بن جائے۔ فوج نے نہایت تیزی سے اس حکم کی تعمیل کی اہل قلعہ نے اپنی ہلاکت اور قلعہ کے فتح ہونے کا یقین کر کے دروازہ کھول دیا۔ دفعۃً حملہ کرتے ہوئے نکل آئے۔ سواروں کا رسالہ مارنے دھاڑنے نکل گیا۔ پہاڑوں اور جنگلوں کو طے کرتا ہوا پہنچ گیا باقی رہے پیادے۔ وہ مار ڈالے گئے۔ تاتاریوں نے شہر اور قلعہ میں داخل ہو کر قتل عام شروع کر دیا جسے دیکھا مار ڈالا جو کچھ پایا لوٹ لیا۔

مرد اور ساد پر فوج کشی | اس کے بعد چنگیز خاں نے اپنے داماد قفچاق قوین کو خراسان 'مرد اور ساد' پر فوج کشی | مرد اور ساد کی جانب روانہ کیا اگرچہ قفچاق انھیں لڑائیوں میں کام آگیا لیکن تاتاریوں نے محاصرہ سے ہاتھ نہ کھینچا۔ برابر حصار کئے ہوئے لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ کامیاب ہو گئے۔ خون کی ندیاں بہا دیں۔ دیہات تصبات اور شہر ویران ہو گئے۔ ہوا کا عالم ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان معرکوں میں ستر ہزار سے زیادہ آدمی قتل کئے گئے مروجوں کی ہڈیوں کے بڑے بڑے ٹیلے بن گئے۔

اختیار الدین زرنگی بن عمر | سرداران بنو حمزہ جس زمانہ میں خوارزم شاہ تمشک نے خوارزم پر قبضہ کیا تھا اسی زمانہ سے خوارزم میں تھے تاتاریوں کے مظالم سن کر اختیار الدین زرنگی بن عمر بن حمزہ کو خوارزم کی حفاظت کے لئے واپس کیا۔ چنانچہ اس نے خوارزم کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور نظم و نسق اور شہر پنہا کی درستگی میں مصروف ہوا۔ مرد کی تسخیر | خراسان کے سر ہونے کے بعد چنگیز خاں نے اپنے بیٹے کو شہر مرد کے سر کرنے کے

لئے رعا نہ کیا۔ اور ان مسلمانوں کو بھی اس ہم پر جانے کا حکم دیا جن کے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ بادل ناخو استہ بخوف جان و آبرو تاتاری لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ مرو میں اس وقت ان باقی ماندہ لوگوں کا ایک جم غفیر جمع تھا جو گذشتہ لڑائیوں میں تاتاریوں کے قتل سے بچ گئے تھے جن کی تعداد دو لاکھ سے زائد تھی۔ مرو کے باہر ان لوگوں نے صف آرائی کی اور اپنی کامیابی میں ذرا بھی شک و شبہ نہ کرتے تھے۔ تاتاریوں نے پہنچ کر جنگ چھیڑ دی۔ معرکہ کا زار شروع ہو گیا جس قدر ثابت قدمی سے مسلمانوں نے مقابلہ کیا اس سے کہیں زیادہ تاتاریوں نے اپنی ثابت قدمی کا ثبوت دیا۔ نہایت استقلال سے لڑتے رہے۔ بالآخر چوتھے دن مسلمانوں نے میدان جنگ چھوڑ دیا تاتاری نہایت بے رحمی سے قتل کرنے لگے۔ پانچ دن تک شہر کا محاصرہ کئے رہے۔ حاکم مرو کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ امان دینے کا وعدہ کیا۔ حاکم مرو نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور خود تاتاری دزدانوں میں جاملے ہوا۔

چنگیز خاں کا ظلم و جور | چنگیز خاں کے بیٹے نے اولاً نہایت تپاک سے خیر مقدم کیا۔ غلعت دیا اس کے بعد حاکم مرو کو حکم دیا کہ جاذبہ کی غرض سے اپنے لشکر کو حاضر کرو۔ جو ابھی تمام لشکر آگیا گرفتار کر لیا۔ لشکر کی گرفتاری کے بعد حاکم شہر سے رؤسا شہر، التجار، کاریگران اور مہاجروں کی علیحدہ علیحدہ فہرستیں مرتب کرائیں اور ان سب کو مع اہل و عیال حاضری کا حکم دیا۔ چنگیز خاں سونے کی کرسی پر بیٹھا اور اس فوج کو پیش کرنے کا اشارہ کیا جو اس کے حکم سے گرفتار کی گئی تھی۔ چنگیز خاں نے بلا پس و پیش ان لوگوں کی گردن زنی کا حکم صادر کیا۔ بات کی بات میں قتل کر دیئے گئے۔ امراء رؤسا، تجار اور مہاجروں کے ساتھ یہ برتاؤ کیا گیا کہ روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا کئے گئے۔ بعض تو زرد کو ب کے صدمہ سے مر گئے اور بعض مال ندینے کی وجہ سے زندہ قبروں میں دفن کر دیئے گئے۔ حصول زر کی آرزو میں مردوں کی قبریں کھود ڈالیں غرض کہ روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے جو مظلوم کر سکتے تھے کئے۔ عوام الناس کو جن میں مرو بھی تھے۔ عورتیں بھی تھیں اور

بچے بھی تھے۔ لشکریوں پر تقسیم کر دیا۔ اس قتل عام اور غارت گری سے فارغ ہو کر شہر میں آگ لگا دی جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ مال ہی کی تلاش اور جستجو میں سلطان منجبر کی قبر کو کھود ڈالا۔ اس واقعہ کے چوتھے دن باقی ماندہ اہل شہر پیش ہوئے جو اس وقت تک ان تاتاریوں کی تلواروں سے بچ گئے تھے۔ چنگیز خاں نے ان لوگوں کے بھی قتل کا حکم دیدیا جس کی تعداد سات ہزار سے کم نہ تھی۔ مرد کو تاراج کر کے نیشاپور کی طرف بڑھے۔ پانچ روز تک محاصرہ کئے رہے۔

نیشاپور کا تاراج | چھ روز تلوار کے زور سے شہر فتح کر لیا۔ نیشاپوریوں کے ساتھ وہی سلوک کئے جو انھوں نے اہل مرو کے ساتھ کئے تھے۔ بلکہ بعض بعض مظالم کا یہاں اور اضافہ ہوا۔ پندرہ روز نیشاپور میں ٹھہرے رہے قتل و غارت گری کا بازار گرم رہا۔

نیشاپور سے فارغ ہو کر چنگیز خاں نے اپنے لشکر کا ایک حصہ طوس کی مقبروں کا اہتمام | طرف روانہ کیا۔ طوس میں بھی وہی مظالم کئے جس کے وہ عادی ہو رہے تھے۔ شہر کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ امام علی بن موسیٰ رضا کے مشہد کو گرا ڈالا۔ خلیفہ رشید کے مقبرے کو زریں دوز کر دیا۔ قتل و غارت گری کرتے ہوئے ہرات کی جانب بڑھے۔ ہرات ایک محفوظ مقام تھا۔ دس دن تک محاصرہ کئے رہے۔ آخر کار یہ بھی سر ہو گیا۔ بہت سوں کو قتل کیا، جو باقی رہ گئے انھیں امان دی اور ان پر ایک ٹخنہ مقرر کر کے جلال الدین منکبرس سلطان خوارزم شاہ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوئے جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

اہل ہرات پر مظالم | تاتاریوں کی روانگی کے بعد اہل ہرات نے ان کے ٹخنہ کو مار ڈالا جس وقت واقعہ سنا بھڑ گئے۔ ہرات میں گھس کر قتل عام شروع کر دیا۔ مکاؤں میں آگ لگا دی۔ شہر پناہ کو توڑ ڈالا۔ ہرات کے نواح میں غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ المختصر ہرات اور اُس کے نواح کو تاراج کر کے چنگیز خاں کے پاس طالقان چلے آئے۔ چنگیز خاں طالقان میں خاموش نہیں بیٹھا تھا بلکہ صوبہ خراسان کے بقیہ شہروں کے تاراج کرنے کے لئے نو میں بھیج رہا تھا۔

جو یکے بعد دیگرے شہروں کو تاراج کر رہی تھی۔ یہاں تک کہ تمام صوبہ خراسان برباد و تباہ ہو گیا۔ یہ مظالم جو تاتاریوں نے خراسان میں کئے ۶۱۷ھ میں کئے۔ اہل خراسان اکثر فنا ہو گئے۔ جو باقی رہ گئے وہ دوسرے شہروں میں جا کر قیام پذیر ہوئے جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

سلطان جلال الدین منکبرس | جس وقت سلطان خوارزم شاہ محمد بن تکش نے دریائے ہرستان کے ایک جزیرے میں جان دی۔ اس کی اولاد جلال الدین منکبرس کی ماتحتی میں جو کہ ان میں سب سے بڑا تھا۔ خوارزم کی طرف روانہ ہوئی۔

خوارزم پر ترکمان خاتون مادر خوارزم شاہ محمد بن تکش کی واپسی کے بعد عیاروں میں سے ایک شخص قابض ہو گیا تھا اور اس نے خوارزم پر پورے طور سے قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ رعایا کے ساتھ بد سلوکی شروع کر دی اور باشندوں کی بن آئی۔ لوگوں کے مال و زر پر دست دازی کرنے لگے۔ اتنے میں شاہی دیوان کے امراء خوارزم پہنچے اور انھوں نے سلطان کی موت کی خبر شہور کی اور یہ بھی ظاہر کیا جلال الدین اور اس کے بھائی خوارزم آ رہے ہیں۔ اور باشندے یہ سن کر بھاگ گئے۔ جلال الدین اپنے بھائیوں کے ساتھ خوارزم پہنچ گیا۔ چاروں طرف سے مسلمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ سات ہزار لشکر جمع ہو گیا اس لشکر میں زیادہ تر قبیلہ بیاروت کے سپاہی تھے جو مادر خوارزم شاہ و ترکمان خاتون کے اعزاء و اقارب تھے۔ یہ لوگ اولاً غ شاہ کی طرف اہل ہو گئے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ یہ ان کی بہن کا لڑکا تھا جیسا کہ اوپر آپ پڑھ آئے ہیں۔

القصة ان لوگوں نے جلال الدین پر حملہ کرنے اور اسے معزول تاتاریوں کا خوارزم پر حملہ کرنے کا مشورہ کیا۔ کئی ذریعہ سے جلال الدین کو اس کی خبر لگ

گئی۔ تین سو سواروں کے ساتھ خراسان کا راستہ لیا۔ سنا کہ بے آب و گیاہ بیابان کی طرف چلا۔ تاتاریوں کے ایک دستہ فوج سے مقابلہ ہو گیا۔ جلال الدین نے انھیں شکست دیدی۔ تاتاریوں کا شکست خوردہ لشکر ناس میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ ناس میں اس وقت اختیار الدین رنگی بن محمد بن عمر بن حمزہ خوارزم سے واپس ہو کر قیام پذیر تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں نسا

رضار الملک شرف الدین کا قتل | غزنی ہر قریب وشت والی غور اس زمانے سے قابض ہو گیا تھا جب کہ والی غزنی جلال الدین کے پاس والی بھجنا کی زیادتیوں کی شکایت کرنے کے لئے گیا تھا۔ صلاح الدین نسائی نے اس سے مطلع ہو کر غزنی پر حملہ کر دیا، چنانچہ قلعہ غزنی پر قبضہ حاصل کر کے قریب وشت کو مار ڈالا اور شہر غزنی پر بھی قابض ہو گیا۔ رزار الملک شرف الدین بن امور نے اس سے مخالفت کی اور اسے بھی نیچا دکھا کر غزنی کا حاکم بن گیا۔ جب جلال الدین کوتا تارلیوں پر بمقام قندھار کامیابی ہوئی اور مظفر دمنصور غزنی واپس آیا تو رزار الملک کو قتل کر کے غزنی پر قبضہ کر لیا اور وہیں سکونت اختیار کی۔ یہ واقعہ سال ۶۸۸ھ کا ہے۔

تاتاریوں کا خوارزم پر قبضہ | ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ جموں سے خوارزم شاہ کے بھاگنے کے بعد چنگیز خاں نے اپنی فوج کو ملک گیری اور تاراج کرنے کی غرض سے تمام ملک میں پھیلا دیا۔ چنانچہ ایک بڑی فوج خوارزم کو سر کرنے کے لئے بھی روانہ کی۔ خوارزم کو خوارزم شاہ کے پائے تخت ہونے کی عزت حاصل تھی، فوج بھی کثرت سے یہیں رہتی تھی۔ تاتاری لشکر چنگیز خاں کے بیٹے جنطائی اور اریطائی کی ماتحتی میں خوارزم کی طرف بڑھا۔ پانچ ماہ کامل محاصرہ کا سلسلہ قائم رہا۔ لڑائی برابر ہوتی رہی۔ منجیقین شب و روز چلتی رہیں لیکن کامیابی کی صورت دکھائی نہ دی۔ چنگیز خاں سے امداد کی درخواست کی۔ چنگیز خاں نے پے درپے متعدد فوجیں ملک پر بھیجیں۔ سب نے مجموعی قوت سے حملہ کیا اور شہر کے ایک جانب کو نفع کر لیا۔ اس سمت کا سر جو ناتھا کیے کے بعد دیگرے محلات فتح ہوتے گئے، یہاں تک کہ پورے شہر خوارزم پر تاتاریوں کا قبضہ ہو گیا اس وقت ان تاتاریوں نے اس کھڑکی کو کھول دیا جو جموں کے پانی کو شہر میں آنے سے روکتا تھا۔ کھڑکی کا کھولنا تھا کہ دشت سیلاب آگیا سارا شہر غرق ہو گیا۔ پس اہل شہر تاتاریوں کی تلواروں اور سیلاب جموں پر تقسیم ہو گئے کوئی بھی جانبر نہ ہوا۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ نسائی کا تب کا بیان ہے "دو شاہاں بن چنگیز خاں نے اہل خوارزم کو امان دی تھی۔ اہل شہر نے اس اطمینان پر شہر کا دروازہ کھولا، اور اس کے پاس آئے۔ اس نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۶۱۷ھ کا ہے۔ قصہ مختصر تاتاری قزاق خراسان اور خوارزم کے تاراج سے فارغ ہو کر اپنے بادشاہ چنگیز خاں کے پاس طالقان واپس آئے۔

آبناخ خاں اور اختیار الدین | آبناخ خوارزم شاہ کی حکومت کے زمانے میں ممتاز امراء اور اراکین دولت میں سے تھا۔ خوارزم شاہ نے اسے دوبارہ بخارا کی گورنری پر مامور کیا تھا۔ جب تاتاریوں نے بخارا کو سر کر لیا۔ جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں تو آبناخ بخارا چھوڑ کر سنسان میدان کی طرف بھاگ گیا۔ بحال پریشان مرتاکھٹنا فواج نسائی میں جا کر دم لیا۔ اختیار الدین دانی نے اس کے خط و کتابت شروع کی، نسائی میں داخل ہونے کی درخواست کی، آبناخ نے صاف انکار کر دیا۔ اختیار الدین خود آبناخ سے ملنے آیا اور ضروری چیزوں سے اس کی امداد کی۔

نسائی کے قصبات سے ایک قصبہ بشخان تھا جس کا رئیس ابو الفتح نامی ایک بشخان کا محاصرہ | شخص تھا۔ اس نے تاتاریوں کی سازش اور پشت پناہی سے خوارزم کے شہنشاہ کو خط لکھا، آبناخ کو زیر کرنے کی غرض سے فوجیں بھیجیں آبناخ نے اسے شکست دی اور نہایت بُرے طور سے پاشمال کیا۔ بشخان پر محاصرہ کیا اور بزور تیغ اسے فتح کر لیا۔ اثنائے محاصرہ میں ابو الفتح مر گیا۔ آبناخ نے ابیور کا قصد کیا۔

اختیار الدین زنگی کی وفات | آبیور اور مرو کے درمیانی شہروں پرتاج الدین بن عمر بن محمود قابض ہو رہا تھا۔ اکبر امراء کی ایک جماعت اس کا دایا باز بنی ہوئی تھی۔ حسب ضرورت وقت پر فوجیں بھی موجود تھیں۔ آبناخ نے چھیڑ چھاڑ مناسب نہ سمجھی نہ واپس آیا۔ اس وقت اس کا گورنر اختیار الدین زنگی جاں بحق تسلیم کر چکا تھا اور اس کے

چچا کا لڑکا عمادۃ الدین حمزہ بن محمد بن حمزہ لسا پر حکومت کر رہا تھا۔ آبنائخ نے اس سے شہر کے خراج کا مطالبہ کیا اور جب اس نے دینے سے انکار کیا تو شروان کی طرف روانہ ہوا۔ شروان میں ایکجی بھلوان حکومت کر رہا تھا۔

آبنائخ خاں اورتا تاریوں کی جنگ | آبنائخ نے ایکجی بھلوان کو نیچا دکھا کر شروان پر قبضہ کر لیا۔ ایکجی بھلوان بحال پریشاں جلال الدین منکبرس کے پاس ہندوستان چلا گیا اور آبنائخ خاں آہستہ آہستہ خراسان پر قابض ہو گیا۔ تکمین بن بھلوان کا مرو پر قبضہ تھا۔ آبنائخ نے جیوں کو عبور کیا۔ تاتاری ٹھنہ پر بخارا میں دفعہ چھاپہ مارا۔ تاتاریوں نے شہر میں بزدرتخ آبنائخ کو پیچھے ہٹا دیا، شروان کی طرف واپس ہوا تاتاریوں نے قبضہ میں تھے چنانچہ جرجان پہنچ کر آبنائخ کو گھیر لیا۔ لڑائی ہوئی، اس معرکہ میں بھی تاتاریوں کو فتح نصیب ہوئی میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ غیاث الدین تیر شاہ بن خوارزم شاہ کے پاس رے میں جا کر پناہ لی اور اس کی خدمت میں قیام اختیار کیا۔ یہاں تک کہ وفات پائی جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

رکن الدین غور شاہ بن خوارزم شاہ | ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ جب سلطان خوارزم شاہ نے اپنے لڑکوں پر ملک کو تقسیم کیا تھا تو عراق کو رکن الدین غور شاہ کے حصہ میں دیا تھا۔ جب سلطان خوارزم شاہ رے کی جانب بھاگا تو اس کا بیٹا غور شاہ اس سے مل کر رے سے کرمان گیا۔ نو مہینہ کرمان پر قابض رہا جب اسے یہ خبر لگی کہ جلال الدین محمد بن آیت قزوینی جو اس وقت ہمدان میں ہے عراق پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور بہت سے افراد و سرداران لشکر اس کے ہم خیال ہو گئے ہیں اور مسعود بن صادق قاضی اصفہان بھی مل گیا ہے تو اس نے نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے اصفہان پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ قاضی مسعود آنا بک سعد بن زنگی والی فارس کے پاس بھاگ گیا اور اس کے سایہ عاطفت میں پناہ گزیں ہوا۔

رکن الدین غور شاہ اورتا تاریوں کی جنگ | رکن الدین غور شاہ نے ہمدان کو سر کرنے کی غرض

سے فوجیں روانہ کیں۔ لیکن یہ فوجیں بلا جنگ و جدال ہمت ہار کر واپس آئیں۔ رکن الدین غورشاہ رے کی جانب واپس ہوا یہاں پر بدین گل دیگر شگفت کا مضمون ہو رہا تھا۔ فرقہ اسماعیلیہ کا ایک گروہ اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہا تھا۔ رکن الدین غورشاہ کو فرقہ اسماعیلیہ کی طرف متوجہ ہونے کا موقع نہ ملا۔ تاتاریوں کا مڈی دل لشکر آ پہنچا۔ قلعہ راوندیش اس کا محاصرہ کر لیا۔ نہایت سختی سے لڑائی شروع ہوئی۔ رکن الدین غورشاہ بھی کمال مردانگی سے تیغ سپر ہوا۔ تاتاریوں کے دانت کھٹے ہو گئے اور ناکام واپس آئے۔

ابن آہ اور تاتاری | ابن آہ والی ہمدان نے تاتاریوں سے امان کی درخواست کی۔ تاتاریوں نے اسے امان دی اور ہمدان میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا۔ اور اس کی جگہ علاء الدین شریف حسین کو ہمدان کی حکومت پر مامور کیا۔

غیاث الدین تیر شاہ بن خوارزم | آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ خوارزم شاہ نے بوقت تقسیم ملک اپنے بیٹے غیاث الدین تیر شاہ کو کرمان اور کیش کی حکومت عطا کی تھی۔ لیکن کسی وجہ سے اپنے باپ کے عہد حکومت میں کرمان نہ گیا۔ جب تاتاریوں نے قزوین پر حملہ کیا تو غیاث الدین تیر شاہ نے نواح اصفہان میں ماروت نامی قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ والی قلعہ نے عزت و احترام سے ٹھہرایا چند روز بعد اصفہان واپس آیا۔ جس وقت لیڑے تاتاری آؤ۔ بایجان کی طرف سیلاب کی طرح بڑھ رہے تھے اصفہان ہو کر گذرے اور اس پر محاصرہ کیا۔ اہل اصفہان نے قلعہ بندی کر لی تاتاریوں کی کچھ پیش نہ گئی۔ آخر ۳۳۵ھ تک غیاث الدین تیر شاہ یہاں مقیم رہا۔ جب اس کا بھائی رکن الدین غورشاہ کرمان سے اصفہان آیا تو غیاث الدین تیر شاہ، رکن الدین غورشاہ سے ملا اور کرمان پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی اور تحریک کی۔ چنانچہ رکن الدین غورشاہ نے کرمان پر قبضہ حاصل کر لیا پھر جب رکن الدین غورشاہ ماٹولا گیا تو غیاث الدین تیر شاہ عراق چلا آیا۔ امیر بقا بستی کی اسیری و رہائی | جس وقت رکن الدین غورشاہ کو اس کے باپ خوارزم شاہ نے عراق کی حکومت عطا کی تھی تو امیر بقا بستی کو رکن الدین غورشاہ کی وزارت کا عہدہ مرحمت فرمایا تھا۔ امیر بقا بستی نے حکومت پر

قلو حاصل کر لیا۔ رکن الدین غورشاہ نے اپنے باپ خوارزم شاہ سے شکایت کی اور گرفتار کر کے جیل میں ڈالنے کی اجازت طلب کی، چنانچہ رکن الدین غورشاہ نے امیر بقا طابستی کو گرفتار کر کے قلعہ سر جہاں میں قید کر دیا۔ جب رکن الدین غورشاہ مارڈالا گیا تو نائب قلعہ اسد الدین حولی نے امیر بقا طابستی کو رہا کر دیا۔ امیر اور فوج کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ غیاث الدین تیر شاہ کو خطرہ پیدا ہوا۔ میل جول پیدا کیا اور اپنی بہن سے عقد کر دیا۔ لیکن اپنی بہن کو عردی میں جانے سے روک لیا۔

رکن الدین غورشاہ کے قتل کے بعد اصفہان کی حکومت پر **جنگ امیر بقا طابستی و ازبک خاں** | ازبک خاں نامی ایک شخص قابض ہو گیا تھا ایک فوج اس

کی رکاب میں جمع ہو گئی تھی۔ امیر بقا طابستی نے ازبک خاں پر حملہ کیا۔ ازبک خاں نے غیاث الدین تیر شاہ سے امداد کی درخواست کی۔ غیاث الدین تیر شاہ نے اپنے ایک امیر دولت الملک کی ماتمی میں ایک فوج ازبک خاں کی کمک پر بھیج دی۔ یہ کمک نہیں پہنچ پائی تھی کہ امیر بقا طابستی نے ازبک خاں پر حملہ کر کے شکست دیدی اور اثنار و اورگیر میں اصفہان کے باہر میدان جنگ میں مارڈالا۔ اصفہان پر قبضہ کر لیا۔

غیاث الدین تیر شاہ کا محاصرہ اصفہان | دولت الملک غیاث الدین کے پاس واپس آیا غیاث الدین کو امیر بقا طابستی کا یہ فعل ناگوار گزرا تو میں آراستہ

کر کے اصفہان پر چڑھائی کر دی۔ قاضی اصفہان اور صدر الدین رئیس نے اطاعت قبول کی۔ امیر بقا طابستی بھی مطیع ہو گیا اور غیاث الدین تیر شاہ کو راضی کر لیا۔ غیاث الدین تیر شاہ نے اپنی بہن کی رسم رخصتی ادا کر دی۔ عراق، مازندران اور خراسان کا واحد حکمران ہو گیا، مازندران اور اس کے صوبہ پر دولت الملک کو متعین کیا اور صوبہ ہمدان کی حکومت امیر بقا طابستی کو عطا کی۔

اس کے بعد غیاث الدین تیر شاہ نے آذربائیجان پر حملہ کیا۔ مراغہ پر متعدد چھاپے مارے، ازبک بن بہلوان والی آذربائیجان نے صلح کے مراسلات بھیجے، دو وکد کے بعد صلح ہو گئی۔

امیر بقا طابستی کی بغاوت و سرکوبی | امیر بقا طابستی نے نہایت کم مدت میں غیاث الدین تیر شاہ کی

حکومت و سلطنت پر قابو حاصل کر لیا دماغ پھر گیا، خود مختار حکومت کی سوچھی۔ مراسم اتحاد و کو خیر باد کہہ کر آذر بایجان کا قصد کیا۔ آذر بایجان میں دو نمک حرام غلام ازبک بن بہلوان کی مخالفت پر پہلے سے متلے ہوئے تھے۔ یہ دونوں امیر بقا طابتی سے مل گئے اور بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ غیاث الدین تیرشاہ ان کی گوشمالی کے لئے نکلا اور لڑ کر بیچا دکھا دیا۔ مغلوب ہو کر واپس ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ۱۰۰۰۰۰۔۔۔۔۔۔ خلیفہ بغداد کے اشارے سے امیر بقا طابتی غیاث الدین تیرشاہ کی مخالفت پر اٹھا تھا واللہ اعلم بالصواب۔

غیاث الدین تیرشاہ اور آبناسخ | مقام جرجان میں آبناسخ نائب بخارا جنگ تاتار سے نجات پا کر غیاث الدین تیرشاہ کی خدمت میں باریاب ہوا غیاث الدین تیرشاہ نے عزت و احترام سے ٹھہرایا، سلطان کا ماموں دولت ملک اور اس کے بھائی نے آبناسخ کی جاوے جاشکایت کی طرح طرح کے الزامات لگائے۔ غیاث الدین تیرشاہ نے التفات نہ کی بلکہ ڈانٹ موٹ کر اپنے دربار سے نکلوا دیا۔ یہ دونوں ناراض ہو کر چلے آئے۔

جنگ امیر بقا طابتی و تاتار | دولت ملک تاتاریوں کے لشکر میں جا کر مل گیا اور اس کے ساتھ مرد اور زرخان پر جنگ کرنے کے لئے گیا۔ اسی لڑائی میں کام آگیا اس کا بیٹا برکہ خاں، ازبک خاں کے پاس آذر بایجان چلا گیا۔ اس کے بعد تاتاری فوج نے امیر بقا طابتی پر حملہ کیا امیر بقا طابتی کو شکست ہوئی۔ کرم جا کر پناہ لی۔ اور اس کے بقیہ ہمراہی غیاث الدین تیرشاہ کے پاس چلے گئے۔ تاتاری فوجیں لوٹ مار کرتی مادرہ جیون کی طرف واپس ہوئیں جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔۔۔۔۔۔ والی فارس سعد الدین بن زنگی۔ اور اہل اصفہان نے جس وقت کہ ان کو والی فارس سے شکست مل چکی تھی۔

غیاث الدین تیرشاہ کا قلعہ جات صخر و حرہ پر قبضہ | غیاث الدین تیرشاہ سے خط و کتابت شروع کی چنانچہ غیاث الدین تیرشاہ اہل اصفہان

اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

کی تحریک پر سعد الدین بن زنگی کو زیر کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ قلعہ اصطخر میں اسے گھیر لیا اور تلوار و نیزہ کے زور سے فتح کر کے قبضہ کر لیا۔ اصطخر کو فتح کر کے شیراز کی طرف بڑھا اور اسے بھی سر کر لیا۔ اس کے بعد قلعہ حرہ کا محاصرہ کیا اہل قلعہ نے امان کی درخواست کی صلح کے ساتھ فتح ہوا۔ آبنائے خان نے اسی مقام پر انتقال کیا اور وہیں شعب سلیمان میں سپرد زمین ہوا۔ اس کے بعد ایک فوج گازرون کو سر کرنے کے لئے روانہ کی گئی۔ گازرون بھی بزور تلخ فتح ہو گیا۔ سخت خونریزی ہوئی۔ نواح بغداد کا قصد کیا۔ اربل اور بلاد جزیرے سے بے شمار فوجیں جمع ہو کر آگئیں۔ غیاث الدین تیر شاہ سے صلح کا نامد پیام ہونے لگا۔ باہم مصالحت ہو گئی غیاث الدین تیر شاہ عراق واپس آیا۔

جلال الدین منکبرس اور تاتار ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ خوارزم شاہ نے بوقت تقسیم ملک جلال الدین منکبرس کے حصہ میں غزنی، بامیان، غوربست کھیا باد اور جو مقامات ہندوستان کے اس سے ملے ہوئے تھے، دیئے تھے، جلال الدین منکبرس نے ان مقامات پر اپنی طرف سے بطور نائب بیٹے کو مقرر کیا تھا۔ اور غزنی میں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا۔ جب سلطان خوارزم شاہ کو تاتاریوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو حردوشہ والی غور نے جلال الدین کے نائب سے غزنی کو چھین لیا۔ جب جلال الدین ینشا پور سے غزنی کی طرف بھاگا اور تاتاری بلاد خراسان پر قابض ہو گئے، امراء و رؤسا خراسان بھی بہ خیال حفظ ناموس بھاگ نکلے۔ جلال الدین کے پاس جا کر پناہ لی۔

تاتاریوں کی شکست نائب ہرات امین الملک نے سلطان کے ماموں کو قتل کر ڈالا اور باغی ہو گیا۔ اس واقعہ کو ہم محاصرہ سجستان کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں چند روز بعد اس نے سلطان جلال الدین کی اطاعت قبول کر لی، سیف الدین بقراتی ظلیٰ اعظم ملک لمبئی، مظہر ملک اور حسن، سلطان سے آئے ان میں سے ہر ایک کی رکاب میں تیس تیر ہزار نہ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

نبرد آزمامو موجود تھے۔ سلطان کے موکب ہالیوں میں بھی اسی قدر فوج تھی۔ سب نے متفقہ اور مجموعی قوت سے تاتاریوں پر جس وقت کہ وہ قلعہ تندھار کا محاصرہ کئے تھے حملہ کیا۔ اس معرکہ میں تاتاریوں کو شکست ہوئی۔ بقیہ بھاگ کر اپنے بادشاہ چنگیز خان کے پاس پہنچے۔

معمرک شروان چنگیز خان نے ایک بڑی فوج اپنے بیٹے طوئی خان کی سرکردگی میں جلال الدین سے جنگ کرنے کے لئے معادہ کی۔ معام شروان میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ جلال الدین نے نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا۔ تاتاریوں کو شکست ہوئی۔ طوئی خان بن چنگیز خان معمرک کا زار میں مارا گیا۔ تاتاری فوج تیرہ تیر ہو گئی۔ سلطان جلال الدین کے لشکر میں قسیم مال غنیمت پر جھگڑا ہو گیا۔ سیف الدین بقرق اور امین الملک نائب ہرانت سے بھی اسی معاملہ میں جھگڑا ہو گیا۔ امین الملک نے عراق کا راستہ لیا اعظم ملک اور مظفر ملک بھی لڑ پڑے۔ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ اسی ہلڑ میں بقرق کا بھائی مارڈالا گیا بقرق ناراض ہو کر ہندوستان کی طرف واپس ہوا۔ اس کے ہمراہی ساتھ ہوئے۔ جلال الدین نے ہر چند ملالے اور واپس لانے کی کوشش کی، مگر کامیابی نہ ہوئی اور ایک بھی واپس نہ ہوا۔

جنگ جلال الدین منکبرس اور چنگیز خان اس شکست کی چنگیز خان کو اطلاع ہوئی۔ تمام تاتاریوں کے گروہ کو جمع کیا اور مسلح کر کے جلال الدین

منکبرس سے لڑنے کے لئے چلا۔ جلال الدین بھی چنگیز خان کے ارادے سے آگاہ ہو کر مقابلے کے لئے نکلا چنگیز خان کے مقدمتہ الجیش (سہراول) سے بڑھ کر ہو گئی۔ سخت خونریز جنگ کے بعد جلال الدین کو فتح نصیب ہوئی تاتاریوں میں سے صرف چند افراد جانبر ہوئے۔

جلال الدین میدان جنگ سے واپس ہو کر نہر سندھ پر مقیم ہوا۔ تمام احرار اور سرداران کو جو اس سے منحرف ہو گئے تھے اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ ابھی انہی واپس نہیں ہوا تھا کہ چنگیز خان نے جلال الدین پر حملہ کر دیا۔ تین شب دروزہ جنگ کے بعد جلال الدین کو شکست ہوئی۔ امین الملک اپنے باپ کے پاس قتل ہوا سلطانی فوج میں جھگڑ پڑ گئی۔ تاتاریوں نے نہر سندھ عبور کر کے

سے روک ٹوک شروع کی۔ بہت سے شکست خوردہ نہریں ڈوب کر مر گئیں۔ بہت سول کو تازیوں نے اپنی خون آشام تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔

جلال الدین منکبرس کی شکست و فرار | سلطان جلال الدین کا بیٹا جس کی عمر صرف سات برس کی تھی تاتاریوں کے ہاتھ پڑ گیا۔ تاتاریوں

نے اس بچہ کو بھی مار ڈالا۔ جلال الدین میدان جنگ سے بھاگ کر کنارہ نہر پر پہنچا اور تاتاری تعاقب میں تھے۔ جلال الدین نے اپنی عورتوں کو قتل کر کے گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ تیر کر دوسرے کنارے پر جا پہنچا۔ اس کی فوج سے صرف تین سو سوار چار سو پیادے اور چند سردار جاں بچے ہوئے۔ تین دن کے بعد گرتے پڑتے سلطان کی خدمت میں پہنچے۔ سلطان کے بعض خاص الخاص امیروں نے اس واقعہ جان گدازے مطلع ہو کر ایک کشتی جس میں کھانا، کپڑے اور تمام ضروری اشیاء تھیں سلطان کی خدمت میں روانہ کی۔ جس سے ان لوگوں کی حاجت پوری ہوئی۔

اعظم ملک کسی قلعہ میں جا کر روپوش ہوا۔ چنگیز خاں نے مطلع ہو کر محاصرہ کیا اور تلوار کے زور سے فتح کر کے اسے اور تمام ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ قلعہ میں تھے بھیڑ بکری کی طرح ذبح کر ڈالا۔

غزنی کا تاراج | اس کے بعد تاتاری لشکر نے غزنی کا قصد کیا۔ غزنی بھی فتح ہو گیا۔ لوگوں کو قتل کیا۔ جسے جہاں پایا مار ڈالا۔ شہر میں آگ لگا دی۔ جو کچھ پایا لوٹ لیا۔

غرض یہ کہ غزنی اور تمام نواح غزنی ایسا تاراج ہوا کہ گویا اس کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ یہ واقعات ۶۱۹ھ کے ہیں۔

ان واقعات کی اطلاع والی جبل جردی ریلاد ہندوستان کو ہوئی۔ جلال الدین سے اپنا پرانا کینہ نکالنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ چونکہ جلال الدین اس کے ہمراہی تاتاریوں کی جنگ سے تھک گئے تھے اس وجہ سے جنگ کے موقع پر نہ آئے۔ والی جبل جردی ناکام واپس ہوا۔ جلال الدین کے ایک معاصی نے موقع پا کر حملہ کر دیا۔ اور انھیں شکست فاش سے کران پر

سلط ہو گیا۔ ہندوستان کا نائب السلطنت ہرنی اور مہربانی پیش آیا۔ تحائف اور نذرانے نذر کئے واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

جلال الدین منکبریں ہندوستان میں | جلال الدین منکبریں کے سرداران لشکر کا ایک گروہ فوج کے ساتھ دریا کے ساتھ کو عبور کر کے ہندوستان میں قباچہ بادشاہ ہندوستان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جن میں سے امین الملک کی روٹی، شمس الملک رجو جلال الدین منکبریں کا اس کے باپ کے زمانے میں وزیر تھا، اور قزل خان ابن امین الملک کے قتل کے قابل ہیں۔ قزل خان شہر کلور میں جا کر پناہ گزیں ہوا تھا۔ کلور کے گورنر نے اسے قتل کر ڈالا۔ اور قباچہ نے شمس الملک کا کام اس وجہ سے تمام کر دیا کہ اسے خطرہ پیدا ہوا تھا کہ یہ جلال الدین کو اس کی حرکات و سکنات سے مطلع کر دے گا۔ امین الملک نے جلال الدین کو اس کی اطلاع کر دی، تھوڑے دن بعد اس کے بھائی (غیاث الدین) کے سرداران لشکر اس کی خدمت میں آ گئے جس کی وجہ سے اس کی قوت بڑھ گئی۔ شہر کلور پر پہنچ کر محاصرہ کیا اور سر کر لیا۔ اس کے بعد ترنوخ کو بھی اسی طرح فتح کیا۔ قباچہ نے جلال الدین سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں فراہم کیں۔ جلال الدین کو اس کی خبر لگ گئی فوراً دھاوا کر دیا، قباچہ مقابلہ پر نہ آیا مروجہ اور کمپ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ جلال الدین نے جو کچھ لشکر گاہ میں تھا لوٹ لیا۔ لاہور کی طرف قدم بڑھایا۔ لاہور میں قباچہ کا لڑکا تھا۔ قلعہ بند ہو گیا۔ پھر اس امر کو محسوس کر کے کہ مقابلے کی قوت نہیں ہے صلح کا پیام دیا۔ ایک مقررہ سالانہ خراج پر مصالحت ہو گئی۔ محاصرہ اٹھا کر تستان پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ فخر الدین سلاوی قباچہ کا نائب اس شہر کا والی تھا۔ اس نے اطاعت قبول کی۔ شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا، اس کے بعد اوجا پر حملہ کیا۔ محاصرہ ڈالا۔ اہل اوجا نے تاوان جنگ دے کر مصالحت کر لی۔ جالس کا محاصرہ کیا۔

جلال الدین منکبریں شمس الدین التمش | بادشاہان ہندوستان میں سے شمس الدین التمش نامی ایک بادشاہ جو شہاب الدین غوری کا غلام تھا،

اس شہر کا حاکم تھا۔ اس نے جلال الدین سے جنگ کرنا مناسب نہ سمجھا اور جلال الدین کی حکومت کی اطاعت قبول کی، اہل شہر بھی مطیع ہو گئے، جلال الدین نے چند روز یہاں قیام کیا۔ آئیش نے تیس ہزار سوار، ایک لاکھ پیادے اور تین سو زنجیر فیل سے حملہ کیا جلال الدین بھی اپنی فوج مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ مقدمۃ الجیش دہرا دل، پر جہاں بہلوان ازبک تھا دونوں فریق کے ہرا دل غلط راستہ پر چلے گئے۔ ایک کی دوسرے سے ٹکبھیڑ نہ ہوئی۔ آئیش نے صلح کا پیام بھیجا۔ جلال الدین مصالحت پر مائل ہو گیا۔

اس واقعہ کے بعد آئیش، قباچہ اور تمام ملوک ہندوستان کے لڑنے کے لئے نکلے جلال الدین جنگ سے پہلو تہی کر گیا اور ہندوستان کے ان مقامات پر جن پر قبضہ کر لیا تھا اپنی طرف سے جہاں بہلوان کو مقرر کر کے ہندوستان سے روانہ ہوا۔ نہر عبور کر کے غزنی کی طرف چلا۔ غزنی اور غور پرامیر وفا ملک کو جس کا نام حسن مزلف تھا مامور کر کے عراق کی طرف روانہ ہوا۔ یہ واقعہ ۶۷۸ھ کا ہے۔ دو برس ہندوستان سے مراجعت کو ہو گئے تھے۔

خود مختار امرار اور سلطان غیاث الدین | جس وقت جلال الدین ہندوستان کی طرف روانہ ہو گیا۔ غیاث الدین کے پاس کرمان میں کچی بچائی فوج آ کر جمع ہوئی غیاث الدین نے انھیں مسلح کر کے عراق کا قصد کیا۔ چنانچہ خراسان اور مازندران پر قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا سلجوق اور عیش و عشرت میں ڈوب گیا۔ کاروبار سلطنت سے غافل ہو گیا۔ گورنروں نے ملک کو دبا لیا۔ قائم الدین نے پیشاپور پر خود مختار حکومت کی بنیاد ڈالی، یقز بن ابٹپی بہلوان، شردان دبا بیٹھا، نیال نے خطا پر قبضہ کر لیا، نظام الملک اسفرین کا مستقل حکمران ہو گیا، نصرت الدین، بن محمد نے نسا پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا اور تاج الدین عمر بن مسعود ترکمانی ابیورو کا بلو شاہ بن گیا۔ غیاث الدین اپنے رنگ ریلوں میں معروف، دنیا و مافیہا سے غافل، لذات دنیاوی میں ڈوبا ہوا تھا۔ تاتاری فوجیں سیلاب کی طرح بڑھیں، غیاث الدین عراق سے نکل کر بلا وجہ چلا گیا، تاتاریوں نے تمام ملک ایک

سرے سے دوسرے سرے تک چھان ڈالا سارے ملک میں ہوکا عالم ہو گیا۔ غارت گری اور قتل کا ہنگامہ برپا ہوا۔ امن و امان کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ رعایا سیر باد و تباہ ہو گئی ملک ویران ہو گیا۔ چونکہ سلطان غیاث الدین کا دوبار سلطنت سے غافل ہو گیا تھا اور عیش و عشرت کے سوا اس کو کوئی کام نہ رہا تھا۔ اس وجہ سے اس کی ماں حکومت و سلطنت پر قابو پا گئی اور ترکمان خاتون اور سلطان خوارزم شاہ کا رویہ اختیار کیا اور اس کے قدم بہ قدم چلی۔ خداوند جہاں کا لقب اختیار کیا۔ یہاں تک کہ سلطان جلال الدین آیا اور اس نے اسے مغلوب کیا۔

جلال الدین کی ہندوستان سے مراجعت | ۳۲۵ھ میں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں جلال الدین ہندوستان سے واپس ہوا۔ بے حد تکالیف اور

بے انتہا مصائب جو بیان سے باہر ہیں برداشت کرتا ہوا کرمان پہنچا۔ چار ہزار سوار کا ب میں تھے جو خچر دل اور بیلوں پر سوار تھے۔ اس وقت کرمان میں براق حاجب دجلال الدین کے بھائی غیاث الدین کا نائب حکومت کر رہا تھا۔

براق حاجب | براق کو خان بادشاہ کا حاجب تھا۔ کسی وجہ سے بادشاہ خطا سے طعنے ہو کر خوارزم چلا آیا اور وہیں قیام اختیار کیا اس کے بعد خوارزم شاہ کو بادشاہ خطا پر فتح نصیب ہوئی براق کو حجابت کے عہدہ پر مامور کیا۔ کچھ دن بعد غیاث الدین تیر شاہ ابن خوارزم شاہ کے پاس کرمان چلا آیا۔ غیاث الدین نے عزت و اقرام سے ٹھہرایا اور جب جلال الدین ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اور تاتاری اس کے تعاقب و گرفتاری سے ناامید ہو کر واپس چلے تو غیاث الدین کو عراق کے قبضہ کی ہوس پیدا ہوئی چنانچہ براق کو کرمان کا حاکم مقرر کیا۔

فارس سعد بن زنگی کی اطاعت | جلال الدین نے کرمان پہنچ کر براق کو گرفتار کرنے کا ارادہ کیا۔ وزیر السلطنت شرف الملک فخر الدین علی بن ابوالقاسم

ضبیہ معروف پنواہر جہاں نے عرض کی ”یہ موقع براق کی گرفتاری کا نہیں ہے۔ اس سے عوام الناس بھڑک اٹھیں گے۔ کسی اور موقع پر دیکھا جائے گا“ جلال الدین اس نصل سے رُک گیا

شیرازی کی طرف قدم بڑھایا۔ والی شیراز مرد اتابک نیازمندانہ حاضر ہوا۔ اندرانے اور تحائف پیش کئے حکومت کا مطلع ہو گیا۔ چونکہ اتابک فارس سعد بن زنگی کو غیاث الدین سے مخالفت پیدا ہو گئی تھی۔ اس نے جلال الدین سے صلح کر لی اور اپنی بیٹی سے جلال الدین کا عقد کر دیا۔

جلال الدین منکبرسل اور غیاث الدین | اس کے بعد جلال الدین اصفہان گیا قاضی رکن الدین مسعود ابن صاعد حاضر خدمت ہوا۔ اطاعت قبول کی۔

اس کی خبر غیاث الدین تک پہنچی۔ یہ اس وقت رسے میں تھا۔ فوجیں جمع کر کے جلال الدین سے لڑنے کو چلا۔ جلال الدین کو اس کی اطلاع ہوئی۔ ملاطفت آمیز خط لکھا۔ طولی خاں پسر جینگز خاں کا اسباب لباس گھوڑا اور تلوار بطور ہدیہ بھیجا جو جنگ یرندان میں مارا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ان امر کو بھی مانے کی کوشش کی جو غیاث الدین کے ساتھ تھے۔ ان لوگوں نے ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ اس کی خبر کسی ذریعہ سے غیاث کو ہو گئی۔ غیاث الدین نے ان میں سے بعض کو گرفتار کر لیا باقی جلال الدین کے پاس بھاگ گئے۔

جلال الدین منکبرسل اور غیاث الدین میں مصالحت | چنانچہ جلال الدین ان لوگوں کے ساتھ غیاث الدین کے لشکر میں آیا غیاث الدین کے تمام عواران

لشکر اور ہم نشین جلال الدین کی طرف ہو گئے۔ جلال الدین نے غیاث الدین کے ضیوں، ذخیرہ اور کامل اسباب پر قبضہ کر لیا۔ اس کی ماں بھی قبضہ میں آگئی۔ غیاث الدین قلعہ سلوقان بھاگ گیا۔ جلال الدین نے اس کے بھاگ جانے سے اس کی ماں پر بے حد ناراضگی ظاہر کی۔ اس نے اپنے بیٹے غیاث الدین کو بلا کر دلوں میں صلح کر دی۔ غیاث الدین اپنے بھائی کی خدمت میں جیسا کہ چھوٹے اپنے بڑوں کی خدمت میں رہتے ہیں رہنے لگا۔ خراسان اور عراق کے غاصب امراء جلال الدین کے دربار میں نیازمندی کے ساتھ حاضر ہوئے۔ اور حکومت کی اطاعت قبول کر لی حالانکہ اس سے پہلے غیاث الدین کی کچھ نہ سنتے تھے اور اس کی حکومت کو مٹا رہے تھے سلطان جلال الدین نے اس کی اطاعت و حکم ہر طری پر خوشنودی ظاہر کی اور یہاں مناسب وقت تھا دیسا میں عمل کیا۔

نصرت الدین بن محمد اور غیاث الدین نصرت الدین بن محمد اپنے چچا زاد بھائی اختیار الدین کے بعد سارکاکا حکمران ہو گیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ لیکن امور سلطنت کی عنان محمد بن احمد لسانی منشی مورخ تاریخ منشی خوارزم شاہ کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ انیس سال تک غیاث الدین کی حکومت کی ماتحتی میں حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد خود مختار حکومت کا دعوے دار ہوا، غیاث الدین کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔ غیاث الدین نے طوطی بن آبناس کی ماتحتی میں نو حیں روانہ کیں، ارسلان کو ملک پر مامور کیا۔ قرب و جوار کے امرا کو ادا دواعانت کا حکم دیا، نصرت الدین کو اپنے لئے پریشانی ہوئی اپنے نائب السلطنت محمد بن احمد منشی کو غیاث الدین کی خدمت میں صلح کا پیام لے کر بھیجا اور وہ مال بھی پیش کر دیا جس پر مصالحت کا دار و مدار تھا۔

آبناس کا نسا پر قبضہ محمد بن احمد منشی ابھی غیاث الدین کے دربار تک نہیں پہنچا تھا کہ جلال الدین منکبرس کے آئے اور غیاث الدین کو مغلوب کرنے کی خبر مشہور ہو گئی۔ اصفہان میں برف رک جانے اور راستہ کھل جانے کے انتظار میں قیام کیا۔ چند دن بعد ہمدان کی طرف روانہ ہوا۔ اس وقت سلطان ہمدان میں موجود نہ تھا۔ اتابک بقا طابستی کی جنگ پر گیا تھا۔ اس کے حالات آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ غیاث الدین نے اس سے اپنی بہن کا عقد کر دیا تھا۔ اور غیاث الدین ولیعہدی سے معزول ہوئے کے بعد آذر بایجان بھاگ گیا۔ اتابک سعد سے میل جول پیدا کیا۔ جلال الدین کو اس کی خبر لگی فوراً ان لوگوں کی طرف کوچ کر دیا۔ غیاث الدین بھی جلال الدین سے جنگ کرنے کے لئے چلا۔ جلال الدین نے پہنچ کر اسے گرفتار کیا، امان دی۔ واپس ہو کر اس کے خیمے میں قیام کیا۔ عزت و احترام سے ملاقات کی۔

نصرت الدین نے بلاد سہ میں آفت مچا دی 'ہنگامہ و فساد کا بازار گرم کر دیا۔ جلال الدین نے آجناخ کو اس کی گوشمالی پر متعین کیا۔ دودن کے بعد جلال الدین کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ نصرت الدین نے اس دار فانی کو چھوڑ دیا اور ہلاک ہو گیا اور آجناخ کا سناہ پر پورے طور سے قبضہ ہو گیا ہے۔

جس وقت جلال الدین کو اپنے بھائی غیاث الدین پر غلبہ حاصل ہو گیا اور ملک کا نظم و نسق درست ہو گیا گرمی کا موسم تھا اس موسم کو ختم کرنے کی غرض سے خوزستان کی طرف کوچ کیا۔ اور اس کے دار الحکومت کا پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ مظفر الدین وجہ السبع، خلیفہ ناصر کا غلام اس صوبہ کا حاکم تھا جلال الدین نے زمانہ محاصرہ میں اپنی فوج کو چند حصوں پر تقسیم کر کے شہروں پر شب خون مارنے کا حکم دیا۔ خراسان کے اطراف میں لوٹ مار شروع ہو گئی۔ بادریا اور بصرہ بھی محفوظ نہ رہا۔ تیکن (ملکیت) پولیس افسر بصرہ مقابلہ پر نکلا، دربار خلافت سے فوجیں جلال الدین قشمر کی ماتحتی میں خلیفہ ناصر کا غلام تھا، پہنچ گئیں دوزلوں حریف لڑائی سے مرک گئے۔

جلال الدین نے ضیا الملک علاء الدین محمد بن مودود کو جلال الدین منکبرس کا محاصرہ دوقا دربار خلافت میں بطور وفد روانہ کیا اس کے مقصد میں

پر جہاں پہلوان تھا۔ اثنار راہ میں عرب کا ایک گروہ اور خلافت پناہی کا لشکر سامنے آ گیا۔ خوارزمی ٹوٹ پڑے۔ حملہ کر دیا۔ بہت سے بعد اودا پس گئے اور جنھیں خوارزمیوں نے گرفتار کر لیا تھا، سلطان جلال الدین کے دربار میں ان کو پیش کیا۔ سلطان نے ان لوگوں کو رہا کر دیا۔ اور ضیا الملک بعد اود چلا گیا۔ اس کی خبر اہل بعد اود تک پہنچی۔ حفاظت پر کمر بستہ ہو گئے۔ سلطان جلال الدین نے بھی یعقوبیہ میں پہنچ کر قیام کیا جو بعد اود سے دو یا تین منزل پر تھا۔ یعقوبیہ سے کوچ کر کے اس وقت خراسان کا دار الحکومت قشمر تھا۔ ماہ محرم ۷۷۱ھ میں جلال الدین نے اس کا محاصرہ کیا تھا اور مظفر الدین معروف بوجہ السبع نے نہایت مردانگی سے اپنے شہر کی حفاظت کی تھی جب جلال الدین کو حاکم میں کامیابی نہ ہوئی تو لوٹ مار شروع کر دی دیکھو تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۲۷۶ مطبوعہ لیدن

کر کے دوقا کا محاصرہ کیا۔ اور ہزدور تیغ قابض ہو گیا۔ شہر پناہ اور قلعہ کو منہدم کر کے شہر میں آگ لگا دی۔

جلال الدین منکبریں اور مظفر الدین میں مصالحت جس وقت جلال الدین دوقا کے سر کر نے میں معروف تھا اس کی فوجیں جو متعدد حصوں میں تقسیم ہو کر ٹوٹ مار کر رہی تھیں تکریت پر بھی پہنچ گئیں۔ اہل تکریت سے سخت جنگ ہوئی جس میں خوارزمیوں کو کوئی کامیابی نہ ہوئی اپنے لشکر میں واپس آئیں۔ ان لڑائیوں کے زمانے میں جلال الدین اور مظفر الدین والی اردل سے خط و کتابت ہو رہی تھی۔ آخر کار باہم مصالحت ہو گئی۔ لیکن اس کے باوجود ملک میں بے حد بد امنی پھیل گئی۔ چاروں طرف قتل اور غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ عربوں نے ربنی شروع کر دی۔ دن و نایت قافلے لٹے لگے اور ملک بغدادی میں مقیم رہا۔ یہاں تک کہ سلطان جلال الدین نے مراغہ پر قبضہ حاصل کیا۔

وزیر شرف الملک وزیر السلطنت شرف الملک کا نام نضر الدین علی بن قاسم خواجہ جہاں تھا۔ ابتدا میں یہ صاحب دیوان کا نائب تھا نجیب الدین

شہرستانی (سلطان کا وزیر السلطنت) اور اس کے بیٹے بہا الملک وزیر حرب کی خدمت میں رہتا تھا۔ رفتہ رفتہ خدمت گاری سے ترقی کر کے پرچہ نویسی کی خدمت پر مامور ہوا۔ اس لاپرواہی سے کہ نجیب الدین شہرستانی عہدہ وزارت سے معزول کر دیا جائے اور قلمدان وزارت پر میراقبضہ ہو جائے سلطان سے نجیب الدین شہرستانی کی چغلی کی اور یہ الزام لگایا کہ اس نے دولاکھ دینار غبن کیا ہے۔ سلطان نے اس کی چغلی پر کوئی توجہ نہ دی اور نجیب الدین شہرستانی سے کوئی مطالبہ نہ کیا۔ اس کے بعد بہا الملک وزیر حرب پر طرح طرح کے الزامات لگائے اس مرتبہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو گیا۔ فوجی وزارت کی خدمت سپرد ہوئی۔ چار برس اس عہدہ پر رہا۔ جب سلطان کا موکب ہالیوں بنانا آیا تو لوگوں نے اس کی شکایت بکثرت کی۔ سلطان نے اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

نے گرفتاری کا حکم دیا ردپوش ہو گیا۔ طالقان چلا گیا، طالقان سے غزنی پہنچا اور جلال الدین کی بارگاہ میں سلطان کے انتقال کے بعد حاضر ہوا۔ جلال الدین نے حاجوں کی جماعت میں داخل کر لیا۔ اس وقت سے برابر حجابت ہی کے عہدہ پر رہا۔ پھر جب جلال الدین نے دریائے سندھ عبور کیا اور اس کے وزیر السلطنت شہاب الدین ہروی کو تباہ بادشاہ ہندوستان نے قتل کر ڈالا جیسا کہ اوپر آپ پڑھ آئے ہیں تو جلال الدین نے شہاب الدین کی جگہ اسے عہدہ وزارت پر سرفراز کیا۔

خراسان کا دوبارہ تاراج | آذربائیجان، بلادفجاق اور شروان سے مغربی تاتاریوں کی واپسی کے بعد خراسان تباہ و برباد ہو کر چٹیل میدان کی طرح رہ گیا تھا۔ ان لوگوں کے علاوہ جنھوں نے حکومت کی تباہی کے بعد خراسان کے نواح پر غلبہ حاصل کر لیا تھا، کوئی حاکم نہیں رہا تھا۔ انھی لوگوں نے بربادی و غارت گری اول کے بعد خراسان کو پھر آباد کیا۔ چنگیز خاں نے خراسان کو تباہ کرنے کے لئے تاتاریوں کا ایک دھوا لشکر بھیج دیا۔ اس لشکر نے خراسان کو دوبارہ تاراج کیا۔ مکانات منہدم کر دیئے، بازاروں کو لوٹ لیا۔ اسی قسم کا برتاؤ ساوا، قاشان اور قم میں بھی ان لیڈرے تاتاریوں نے کیا۔ حالانکہ تاتاریوں نے اس سے پہلے اس قسم کے افعال ان مقامات پر نہیں کئے تھے۔

تاتاریوں کی ہمدان میں غارت گری | ان شہروں کی غارت گری سے فارغ ہو کر ہمدان کی طرف بڑھے۔ اہل ہمدان ان کی آمد کی خبر سن کر بھاگ گئے۔ تاتاریوں نے جی کھول کر شہر کو دیران اور تاراج کیا، اہل ہمدان کے تعاقب میں آذربائیجان تک گئے۔ اطراف آذربائیجان میں بھی قتل و غارت کا ہنگامہ برپا کر دیا۔ ہمدانیوں نے آذربائیجان بھی چھوڑ دیا۔ انتہائی بے سرو سامانی سے، بھاگ نکلے۔ بعضوں نے تبریز جا کر دم لیا۔ تاتاری لیڈرے تعاقب میں تھے۔ یہاں بھی ان غریبوں کو چینی نصیب نہ ہوا۔ تاتاریوں نے ازبک بن بیلوان والی تبریز کو خط لکھا اور ان لوگوں کو حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا۔

ازبک نے ان لوگوں میں سے ایک گروہ کو قتل کر کے ان کے سروں کو اور باقی ماندہ لوگوں کو تاتاریوں کے پاس بھیج دیا اور ایسے افعال کئے جس سے تاتاری راضی ہو کر واپس ہو گئے تہریز سے تعارض نہ کیا۔

جس وقت تاتاری بلاد قفقاز اور روس سے واپس ہوئے۔
رشید والی شروان اور قفقاز | اور قفقاز کا ایک گروہ جو تاتاریوں کے مقابلہ سے بھاگ گیا تھا بحال پریشان در بند شروان پہنچا۔ در بند شروان کا بادشاہ رشید نامی ایک شخص تھا۔ ان لوگوں نے رشید سے درخواست کی کہ ”ہم لوگ آپ کی اطاعت و فرماں برداری کو باعث فخر و عزت سمجھیں گے۔ آپ اپنے ملک میں ہم کو قیام کرنے کی اجازت دیجئے اور اس اطمینان کے لئے کہ ہم لوگ آپ سے کسی قسم کی بد عہدی نہ کریں گے ضمانت دینے کے لئے تیار ہیں۔“ رشید کو کچھ شبہ پیدا ہوا، درخواست منظور نہ کی تب ان لوگوں نے یہ خواہش پیش کی۔ ”آپ ہم کو اپنے ملک سے غلہ اور دیگر ضروریات خریدنے کی اجازت دیجئے“ رشید نے اجازت دیدی۔ اس کے بعد اس قفقازی گروہ کے بعض سردار رشید کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ ظاہر کرنے لگے کہ ”قفقازی آپ کے ساتھ بد عہدی کرنے پر آمادہ ہیں۔ آپ ہیں ایک فوج عنایت فرمائیے۔ ہم انھیں لڑ کر آپ کے ملک سے نکال دیں گے“ رشید نے انھیں فوجیں دیں۔ سب ان جنگ دیا، چنانچہ اس سردار نے قفقاز کے بعض گروہ پر حملہ کیا۔ قفقاز کی ایک جماعت کام آگئی، مال و اسباب لوٹ لیا گیا، لیکن قفقاز نے ذرا بھی حرکت نہ کی اور یہی کہہ کر اپنے دل کو ٹھنڈا کیا۔ ”بادشاہ شروان کے ہم فرمانبردار ہیں اگر اس نے ہمیں امان نہ دی ہو تو ہم اس سے برسر پیکار ہوتے۔“

قفقازی سردار اس واقعہ سے خوش خوش مالِ غنیمت لئے واپس ہوا۔ فوج کو ذرہ بھر نقصان نہ پہنچا دو چار روز کے بعد یہ خبر لگی کہ قفقاز اپنی جلتے قیام سے کوچ کر کے تین روز کی مسافت پر جا کر مقیم ہوئے ہیں۔ قفقازی سردار نے دوبارہ فوج کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت

تیزی سے مسافت طے کر کے قفقاق کے سر پر پہنچ کر حملہ کر دیا، ایک گروہ کام آگیا۔ باقی ماندہ کو گرفتار کر لیا جن میں جوان، بوڑھے، لڑکے، عورت اور مرد ہر طرح کے لوگ تھے۔ قفقاقی سردار قیدی اور مال غنیمت لئے رشید کی خدمت میں پہنچا فتح یابی کی خوش خبری سنائی۔

قفقاقی گروہ کا شروان پر قبضہ | قفقاقی گروہ کو ان حرکات سے اشتعال پیدا ہوا۔ ایک تابوت میں مصنوعی مردہ رکھ کر دتے پیٹتے، سروں پر خاک ڈالتے

شہر کے قریب پہنچے اور یہ ظاہر کیا یہ ہمارا سردار تھا اور بادشاہ کا دلی دوست تھا۔ اس نے مرتے وقت وصیت کی ہے کہ ہمارے بال بچوں کو بادشاہ کی خدمت میں پہنچا دینا اور جہاں وہ فرمائیں وہاں ہیں سپرد زمین کرنا۔ چنانچہ ہم لوگ اسی غرض سے آئے ہیں ان لوگوں کے ساتھ ایک سردار بھی تھا جس کے اشارہ پر یہ لوگ کام کرتے تھے۔ رشید کو اس کی اطلاع ہوئی رشید نے شہر میں داخل ہونے کی اجازت دیدی۔ قفقاقی گروہ یکے بعد دیگرے شہر میں داخل ہو گئے۔ جس وقت جماعت مکمل ہو گئی، دفعۃً حملہ کرتے پر تکل گئے۔ رشید قلعہ سے چھپ کر نکل بھاگا۔ بلاد شروان میں جا کر پناہ لی۔ اور قفقاق نے قلعہ اور تمام اُن چیزوں پر جو رشید چھوڑ گیا تھا قبضہ کر لیا۔

قفقاقیوں کا قلعہ شروان میں اجتماع | قفقاق کو اس کامیابی سے بے حد مسرت ہوئی۔ اپنے قفقاقیوں کا قلعہ شروان میں اجتماع ہمارا ہیوں کو اس سے مطلع کیا اور بلا بھیجا۔ چنانچہ جس قدر

قفقاقی مختلف مقامات میں پھیلے ہوئے تھے سمٹ کر اپنے ہمراہیوں کے پاس قلعہ شروان میں آ گئے، قوتِ مال سب کچھ موجود تھا قلعہ کرج کا قصد کیا، اور پہنچ کر اس پر محاصرہ کیا۔ رشید کو اس کی خبر لگ گئی۔ فوراً قلعہ شروان کی طرف لوٹ پڑا قبضہ کر لیا اور جس قدر قفقاق قلعہ میں تھے سب کو مار ڈالا۔

ازبک بن بہلولان اور قفقاق | اس کے بعد قفقاق قلعہ کرج کے محاصرہ سے واپس ہوئے قلعہ ایک دستِ رس نہ ہو سکی نا کام ہو کر لوٹے۔ شروان کے علاقے میں غارتگری شروع کر دی، لوٹ مار کرتے گنچ کی طرف چلے۔ گنچ بلاد اران کا دار الحکومت تھا۔

ازبک بن بہلولن والی آذربائیجان کا ایک غلام رکوشخہ نامی، اس کی حکومت پر امور تھا۔ قفچاقی گروہ نے پیام بھیجا کہ ہم لوگ ازبک کے فرماں بردار و مطیع ہیں ہمیں اپنے ملک میں قیام کی اجازت دو۔ والی گنجہ نے درخواست منظور نہ کی اور ان کی بدعہدیوں، بے وفائیوں، قتل اور غارت بنے۔۔۔۔۔ کو ایک ایک تفصیل کے ساتھ ظاہر کیا، قفچاقیوں نے معذرت کی۔ ہم لوگوں نے شرار شاہ کے ساتھ اس وجہ سے غداری کی ہے کہ ہم لوگ آپ کے بادشاہ آذربائیجان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے تھے اس نے ہمیں اپنے ملک سے راہ نہ دی اس وجہ سے ہم لوگوں نے اس سے بدعہدی کی اور اس کے قلعہ کو چھین لیا۔ لیکن پھر بلا کسی خوف و خیال ہم نے قلعہ چھوڑ دیا، قلعہ کرج کا والی آپ کا دشمن ہے اگر اُسے ہم نہ دباتے تو ہمیں آپ تک پہنچنا دشوار ہو جاتا۔ ہم لوگ آپ کی خدمت میں ضمانت دینے کے لئے تیار ہیں۔ والی گنجہ کے خیالات اس پیام سے تبدیل ہو گئے۔ قفچاقی کے دوسرے سردار بھی دو چار آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوئے جس سے والی گنجہ کا دل ان لوگوں کی طرف سے بالکل صاف ہو گیا۔ اپنے بادشاہ ازبک کی خدمت میں ان لوگوں کی اطاعت و فرماں برداری کی رپورٹ اور سفارش کی اور گنجہ میں قیام کرنے کی اجازت دی ان کے سرداروں میں سے ایک سردار کی لڑکی سے عقد کر لیا۔

ازبک بن بہلولن والی تبریز کو والی گنجہ کی اس کارگزاری سے مسرت ہوئی۔ خلعت اور جائزہ دیا اور قفچاق کو کوہ کیلکون میں ٹھہرانے کا حکم دیا۔

جنگ کرج و قفچاق | کرج کو اس کی خبر گئی، فوجیں فراہم کرنے لگے۔ والی گنجہ کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ قفچاق کو کرج کے حملہ سے بچانے کے لئے کوہ کیلکون سے گنجہ بلا لیا۔ اس کے بعد قفچاقی کے سرداروں میں سے ایک سردار نے چند دستہ فوج لے کر کرج کے لشکر پر حملہ کیا اور کامیاب واپس ہوا۔ قفچاقی پھر کوہ کیلکون واپس گئے اور وہیں قیام اختیار کیا، قفچاقی کے دوسرے سرداروں کو اس سے رشک پیدا ہوا۔ کرج پر حملہ کرنے کا شوق چڑھا والی نے اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔

گنبد نے مخالفت کی لیکن قفحاق نے ذرا بھی نہ سنی۔ بلا ذکر کرج پر چڑھ گئے قتل و غارت کر کے مال غنیمت لئے واپس ہوئے۔ کرج نے دوسرا راستہ کر کے قفحاق کے فتح مند گروہ پر حملہ کر دیا۔ اچانک حملہ سے گھبرا گئے۔ بڑے طور پر پامال ہوئے۔ جو کچھ مال غنیمت لائے تھے وہ اور سامان کے ساتھ سب کچھ پھین لیا۔ بحال پریشان قفحاق کے باقی ماندہ کوہ کیلکون واپس آئے۔ اور سامان اٹھا کر بروہ کی طرف کوچ کر گئے۔ والی گنبد سے کرج کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔ امیر گنبد نے یہ کہہ کر درخواست منظور نہ کی "تم نے میرے حکم کی مخالفت کی جس کی سزا تمہیں ملی اب میں تمہاری ایک سواری بھی امداد نہ کروں گا۔"

قفحاقیوں کی پامالی قفحاق صاف جواب پا کر کھڑ گئے۔ جن لوگوں کو بطور ضمانت والی گنبد کو دیا تھا ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ والی گنبد نے ان لوگوں کو واپس کرنے سے انکار کیا قفحاق نے ان کے عوض میں مسلمانوں کو گرفتار کر لیا جن کی تعداد ان سے دو چند تھی۔ اس سے مسلمانوں کو اشتعال پیدا ہوا۔ چاروں طرف سے قفحاق پر ٹوٹ پڑے مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ بھاگ کر شروان پہنچے کرج اور مسلمانوں نے ان کے قتل پر کمزوں باندھ دیں۔ بہت سے قتل کر ڈالے گئے اور بہت سے قید کر لئے گئے۔ غرض کہ اس طور پر یہ جماعت فنا کر دی گئی۔ ان کے قیدیوں کی اس تعداد کثرت ہوئی کہ در بند شروان میں نہایت کم قیمت پر فروخت کئے گئے۔ یہ واقعات ۷۱۷ھ کے ہیں۔

کرج کا بیلقان پر قبضہ شہر بیلقان و صوبہ اراں کو تاتاری لیروں نے ویران کر دیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ بیلقان کی بربادی کے بعد تاتاری قفحاق کے ملک کی طرف قتل و غارت گری کرتے ہوئے چلے گئے۔ تاتاریوں کے جانے کے بعد اہل بیلقان جو تاتاریوں کی غارت گری اور قتل سے بچ گئے تھے بیلقانی واپس آئے۔ اور اُجڑے ہوئے شہر کو پھر آباد کیا۔ شہر پناہ کی عمارت کی مرمت ابھی تکمیل کو نہیں پہنچی تھی کہ کرج نے اسی سنہ کے ماہ رمضان میں حملہ کر دیا۔ لڑائی ہوئی، خونریزی کا بازار گرم ہوا، اہل بیلقان کو شکست ملی کرج

نے شہر پر قبضہ کر لیا اور شہر پناہ کو منہدم کر کے شہر پر استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگے۔ اس واقعہ کے بعد غازی بن عادل بن ایوب والی خلاط اور کرج سے جنگ ہوئی، غازی نے کرج کو شکست دی اور نہایت سختی سے پامال کیا جیسا کہ ہم حکومت بنی ایوب کے سلسلہ میں تحریر کریں گے۔

۶۲۲ھ میں شروان شاہ سے اس کا بیٹا باغی ہو گیا اور اپنے باپ شروان شاہ اور کرج کے قبضہ سے ملک کو نکال لیا۔ شروان شاہ کرج کے یہاں چلا گیا۔ اپنے بیٹے کی زیادتی کی شکایت کی۔ کرج اس کی حمایت پر اٹھے فوجیں مرتب کر کے اس کے ساتھ روانہ ہوئے، شروان شاہ کا بیٹا مقابلہ پر آیا۔ اس واقعہ میں کرج کو شکست ہوئی۔ لینے کے دینے پڑ گئے۔ نہایت بُرے طور سے پس پا ہوئے۔ کرج نے اس ناکامی کو شروان شاہ کی بدبختی کی طرف منسوب کیا اور اسے اپنے ملک سے نکال دیا۔ شروان کا بیٹا اطمینان کے ساتھ حکومت پر قابض ہو گیا۔ رعایا اور فوج کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے جس سے اس کے ہم عصروں کو رشک پیدا ہوا۔

اس کے بعد کرج کا ایک گروہ قفلیس سے آذربائیجان کے قصد سے روانہ ہوا۔ کرج کی پامالی آذربائیجان کے قریب ایک درہ کوہ پر یہ خیال قائم کر کے مسلمانوں کی یہاں تک پہنچ نہ ہو سکے گی، قیام کیا۔ مسلمانوں کو اس کی خبر ہو گئی، چند نو جوانان اسلام مسلح ہو کر گئے اور دفتہ چھا پہ مار کرج غافل بیٹھے تھے بھاگ کھڑے ہوئے۔ راستہ تنگ تھا۔ دو آدمی ایک ساتھ نہیں جاسکتے تھے مسلمانوں نے جس طرح چاہا انھیں قتل کیا۔ بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔

جلال الدین منکبرس کی مراغہ پر فوج کشی گنتی کے چند کرج اس واقعہ سے جاں بر ہو کر اپنے شہر پہنچے اپنی دکھ بھری کہانی اپنی قوم کو سنائی تو م نے مسلمانوں سے بدلہ لینے کا ارادہ کیا۔ ابھی روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ یہ خبر سننے میں آئی کہ سلطان جلال الدین منکبرس، مراغہ پہنچ گیا ہے، ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی، اور بک بن بہلوان والی آذربائیجان کو مصالحت اور اتحاد کا پیام بھیجا۔

جلال الدین کے مقابلے پر امداد کی درخواست کی، لیکن اتفاق یہ کہ ان دونوں کے متحد ہونے سے پہلے جلال الدین مراغہ پہنچ گیا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

نواح بغداد میں سلطان جلال الدین کے جانے اور فلاح جلال الدین منکبرس کا مراغہ پر قبضہ | بغداد کے جن مقامات پر اس نے قبضہ کیا تھا امدوائی

اربل سے اس کی صلح و موافقت کے حالات ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں، قصہ مختصر ان مہموں سے فارغ ہو کر ۶۲۳ھ میں آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا۔ پہلے مراغہ کا قصد کیا اور اس پر قابض ہوا، چند روز قیام پذیر رہا۔ شہر پناہ کی مرمت کرائی، نہایت خوبصورتی سے شہر کو آباد کیا۔

امیر مغاں طالبی | امیر مغاں طالبی رغیث الدین کاموں زاد بھائی، آذربائیجان میں تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں، اس نے فوجیں مہیا کیں۔ شہر کو تاراج

کیا اور لوٹ مار کرتا ساحل اراں چلا گیا۔ وہیں موسم سرما گذرا۔ جس وقت سلطان جلال الدین نے نواح بغداد کو اپنی غارت گری کا نشانہ بنایا جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں تو خلیفہ ناصر نے دارالمخلافت بغداد سے امیر مغاں طالبی کو پیام بھیجا کہ تم جلال الدین کی روک تھام کرو، ہمدان پر پہنچ کر قابض ہو جاؤ۔ ہمدان اور جن شہروں کو تم فتح کرو گے تمہیں جاگیر میں دیدیئے جائیں گے۔ جلال الدین کو اس نامہ و پیام کی خبر لگ گئی۔ نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے

نواح ہمدان میں امیر مغاں طالبی کا محاصرہ کر لیا۔ صبح ہوئی تو امیر مغاں طالبی نے اپنے کو جلال الدین کے لشکر کے محاصرہ میں پایا۔ بدحواس ہو گیا۔ کچھ بنائے نہ بنی، اپنی بوی کو جو سلطان جلال الدین کی بہن تھی سلطان جلال الدین کی خدمت میں بھیجا۔ امان کی درخواست کی، جلال الدین نے امان دی اور اس کے لشکر کو اپنے لشکر میں شامل کر لیا۔ امیر مغاں طالبی تنہا رہ گیا۔

ازبک بن بھلوان اور جلال الدین منکبرس | اس کے بعد جلال الدین مراغہ کی جانب واپس ہوا۔ ازبک بن بھلوان والی آذربائیجان نے

اپنے دارالحکومت تبریز کو جلال الدین کے خوف سے چھوڑ دیا تھا گنجہ چلا آیا تھا۔ جلال الدین

نے اہل تبریز کے پاس رسد اور ضروریات روزمرہ کے بہم پہنچانے کا پیام بھیجا۔ اہل تبریز نے نہایت خوشی سے اس خدمت کو منظور کیا۔ چنانچہ جلال الدین کے فوجی تبریز میں اپنی ضروریات کے خریدنے کے لئے چائے لگے۔ چند دن بعد اہل تبریز نے فوجیوں کی زیادتی اور اشیاء کو بربستی کم قیمت پر لینے کی شکایت کی۔ جلال الدین نے انصاف و عدل کرنے کی غرض سے تبریز میں ایک افسر پولیس بھیج دیا۔ جس سے اہل تبریز کی شکایت رفع ہو گئی۔

جلال الدین منکبرس کا تبریز پر قبضہ | بیگم ازبک، سلطان طغرل بک بن ارسلان بن طغرل بن محمد بن ملک شاہ سلجوتی کی بیٹی تھی جس کا ذکر

اس کے اسلاف کے سلسلہ میں ہم تحریر کر چکے ہیں۔ تبریز میں مقیم تھی اور چونکہ ازبک ابو لعب اور عیش و عشرت میں پڑا ہوا تھا اس وجہ سے ازبک کے مقبوضہ علاقہ پر یہی حکمرانی کرتی تھی۔ اہل تبریز نے چند دن بعد جلال الدین کے افسر پولیس کو نکال دیا۔ جلال الدین کو ناگوار گذرا۔ تبریز پر پہنچ کر محاصرہ کر دیا۔ پانچ دن تک محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ سختی کے ساتھ جاری رہا۔ جلال الدین کو اہل تبریز سے یہ شکایت تھی کہ ”تم لوگوں نے ہمارے آدمیوں کو جو مسلمان تھے قتل کیے ان کے سروں کو کھاتا تاکے پاس بھیجا“ اہل تبریز نے معذرت کی۔ یہ فعل ہمارا نہ تھا بلکہ ہمارے حاکم شہر کا یہ فعل تھا۔ فیکی ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس کا الزام اب ہم پر ہے۔ ہماری خطاؤں کو معاف کیجئے اور امان دیجئے“ چنانچہ جلال الدین نے تمام اہل تبریز کو امان دی بیگم ازبک کو شہر طغرل سے شہر خوی تک کے تمام شہر دیدیئے۔ اس کے مال و اسباب اور خزانہ سے ذرا بھی تعارض نہ کیا۔ اور نصف رجب ۶۲۲ھ میں تبریز پر قبضہ کر لیا۔

تبریز پر قبضہ کے بعد جلال الدین نے بیگم ازبک کو اپنے دوست محمد خا دمویں تلج اور بلال کے ہمراہ خوی روانہ کیا۔ تبریز کی حکومت پر اس کے پروردہ نظام الدین برلوزادہ قفس الدین طغرالی کو مامور کیا۔ اسی نے فتح تبریز میں سلطان جلال الدین کا ہاتھ بٹایا تھا۔

سلطان جلال الدین نے اہل تبریز کے ساتھ بے حد احسان اور سلوک کئے۔ عدل اور

داد و دہش سے رعایا کو خوش کر دیا۔ ویرانی آبادی سے بدل گئی اور امن قائم ہو گیا۔

اس کے بعد جلال الدین یہ خبر پا کر کہ کرج نے آذربائیجان، جنگ جلال الدین منکبرس کرج | اس آرمینیہ اور مدہندشروان کو تاراج کیا ہے۔ اور

مسلمانوں کو حد سے زیادہ تکلیفیں دی ہیں کرج پر جہاد کا اعلان کر دیا۔ شاہی فوج اور مجاہدوں کو مرتب کر کے بیرون کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں پر کرج کی مڈی دل فوج جمع ہو رہی تھی جلال الدین کے مقدمہ الجیش پر جہاں پہلو ان کبھی تھا جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا کرج پہاڑ پر تھے اسلامی لشکر نے انھیں اس قدر مہلت نہ دی کہ وہ پہاڑ سے اتر کر تیغ و سپر ہوتے نہایت تیزی سے خندقوں اور پہاڑ کے ٹیلوں کو طے کر کے کرج سے بھڑکے۔ کرج کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی، چار ہزار یا اس سے زیادہ کام آتے بعض لوگ گرفتار کر لئے گئے۔ بعض نے کسی قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ جلال الدین نے ان کے سر کرے پر فوجیں روانہ کیں۔ جنھوں نے کرج کے ملک کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان ڈالا اور جی کھول کر تاراج کیا۔

جلال الدین منکبرس کی مراجعت تبریزی | سلطان جلال الدین مہم کرج سے فارغ ہو کر اپنے بھائی غیاث الدین کو بلاد کرج میں قیام کرنے کا حکم دے کر تبریز کی جانب واپس ہوا۔

سلطان جلال الدین تبریز میں وزیر السلطنت شرف الدین کو نظم و نسق درست کرنے کی غرض سے چھوڑ گیا تھا اور نظام الملک طغرانی کو شہر کا حاکم اعلیٰ مقرر کیا تھا۔ وزیر السلطنت نے جلال الدین کی خدمت میں رپورٹ کی کہ نظام الملک طغرانی اور اس کا چچا ٹمس الدین بغاوت پر کمر بستہ ہو گئے ہیں۔ اہل شہر کو بغاوت پر ابھار دیا ہے ان لوگوں کا ارادہ ہے کہ عثمان حکومت ازبک کے قبضہ میں دیدی جائے کیونکہ سلطان اس وقت مہم کرج میں مشغول ہے ہمارا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ سلطان جلال الدین نے اس خبر کو کسی پر ظاہر نہ کیا جب اسے کرج کی گوشمالی اور پامالی سے فراغت ہوئی اس وقت تبریز کی خبر کو ظاہر کیا اور اپنے بھائی غیاث الدین

کو حکمران بنا کر کرج کے ملک کو تاج کرنے کا حکم دے کر تبریز کی جانب واپس ہوا۔
نظام الملک طغرانی اور شمس الدین بہر عمباب | جلال الدین نے تبریز پہنچ کر نظام الملک طغرانی اور اس کے ساتھیوں اور ہوا خواہوں کی گرفتاری کا حکم صادر کیا شمس الدین سے ایک لاکھ جرمانہ وصول کیا اور مراغہ میں قید کر دیا۔ شمس الدین بہر حکمت عملی مراغہ سے بھاگ نکلا۔ لہذا وہ پہنچا اور ۳۵ھ میں حج کرنے گیا۔ جلال الدین کو کسی ذریعہ یہ خبر پہنچ گئی کہ شمس الدین طواف میں ان الزامات سے اپنی بریت اور ہندواری کی اپنے حق میں دعا کر رہا تھا جو اُس پر لگائے گئے تھے اور یہ عرض کر رہا تھا کہ اے الہی اگر مجھ سے وہ افعال سرزد ہوئے ہیں جو میرے سر تھوپے جاتے ہیں تو مجھے وہ سزا دے جس کی نظیر نہ ہو۔ سلطان جلال الدین کا دل یہ سن کر کانپ اٹھا۔ تبریز واپس بلا دیا اور اس کا تمام مال و اسباب اور زر جرمانہ واپس کر دیا۔

جلال الدین منکبرس کا بیگم ازبک سے نکاح | ازبک کی بیوی روضہ سلطان طغرانی سے نکاح کا پیام بھیجا اور یہ ظاہر کیا کہ ازبک نے اپنی قسم توڑ ڈالی جس کی وجہ سے مجھے طلاق ہو گئی ہے، عزیز الدین قزوینی قاضی تبریز کے روبرو مقدمہ طلاق پیش ہوا۔ قاضی نے طلاق ہونے کا اور حلت نکاح جائز ہونے کا فتویٰ دیا۔ چنانچہ جلال الدین نے زوجہ ازبک سے عقد کر لیا۔ اور اس کے پاس گیا۔ خونی میں رسم شب عروسی ادا ہوئی۔ ازبک کو ان واقعات سے ایسا صدمہ ہوا کہ اسی صدمہ سے جاں بحق ہو گیا۔

ارفاں کی معزولی | سلطان جلال الدین خونی سے تبریز پھر واپس آیا ایک مدت تک قیام پذیر رہا۔ ایک فوج ارفاں کی ماتحتی میں گنچہ رصوبہ قفقاز کے سر کرنے

لے تاربخ کامل میں لکھا ہے کہ ازبک نے اپنی بیوی سے قسم کھائی تھی کہ فلاں غلام کو میں قتل نہ کروں گا اور اگر قتل کروں تو مجھے طلاق ہے۔ اتفاق یہ کہ ازبک نے قسم توڑ ڈالی، غلام کو مار ڈالا۔ لہذا طلاق ثابت ہو گئی اور نکاح صحیح و درست ہوا۔ وکیو تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۲۸۴ مطبوعہ لیدن۔

کے لئے روانہ کی۔ اس وقت ازبک گنجه ہی میں تھا۔ سلطان جلال الدین کی آمد کی خبر پا کر گنجه چھوڑ دیا۔ جلال الدین قمی کو بطور نائب گنجه میں متعین کر کے چلتا ہوا۔ سپہ سالار ارغلاں نے گنجه پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور اس کے تمام اطراف و شمول پر بڑوے اور شتمہ کو دبا لیا۔ لشکریوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ ازبک نے جلال الدین سے اس کی شکایت کی۔ جلال الدین نے ارغلاں کے پاس ممانعت کا فرمان بھیجا۔ ارغلاں کو سلطان کے حکم سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ سلطان نے معزول کر دیا۔ کبیدہ خاطر ہو کر سلطان کے کیمپ سے نکل گیا، فرقہ اسماعیلیہ کے کسی شخص نے مار ڈالا۔ آخری ماہ رمضان ۶۳۲ھ میں خلیفہ ناصر الدین الشہ عباسی نے خلیفہ ناصر الدین اللہ کی وفات | سینتالیس سال خلافت کر کے سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کا لڑکا خلیفہ ظاہر ناصر اللہ ابو نصر محمد تخت خلافت پر متمکن ہوا جیسا کہ خلفاء بنی عباس کے سلسلہ میں ہم بیان کر آئے ہیں۔

کرج اور ارمن | کرج ارمن کے نسبی بھائی ہیں۔ ارمن کا نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام تک ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ دولت سلجوقیہ کے بعد انھی کی حکومت کو عروج حاصل ہوا، اندیشا عیسائی تھے۔ والی ارمن ان سے خائف رہتا تھا۔ اکثر تحفے اور نذرانے بھیجتا تھا۔ بادشاہ کرج خلعت اور جاتزہ دیتا اور بادشاہ ارمن نہایت مسرت سے اسے پہنتا تھا۔ شروان والی در بند شروان بھی ان سے دیتا تھا۔ ان لوگوں نے ارغیش ر بلاد آرمینیہ اور شہر فارس پر قبضہ کر لیا تھا۔ خلاط اور اس کے دار الحکومت پر محاصرہ کیا۔ اتفاق سے ان کا سپہ سالار ایوانے گرفتار ہو گیا۔ ان لوگوں نے اس شرط سے اسے رہا کیا کہ کرج اپنا محاصرہ اٹھا کر چلے جائیں، چنانچہ ناکام کرج واپس آئے۔

طغرل شاہ اور کرج | کرج نے رکن الدولہ قلیچ ارسلان والی بلاد روم کو بھی شکست دی تھی جب اس نے اپنے بھائی طغرل شاہ ارزن روم پر حملہ کیا تھا اور طغرل شاہ نے کرج سے امداد طلب کی تھی۔ اگرچہ رکن الدولہ کی قوت بے حد بڑھی ہوئی تھی۔

فوج کا انتظام بھی معقول تھا۔ لیکن کرج نے شکست دیدی قصہ مختصر کرج کی غارتگری کا جولاں گاہ آذر بایجان کا صوبہ تھا۔ لہذا آذر بایجان کو ہر وقت ان کی غارتگری کا خطرہ رہتا تھا۔

کرج کا تغلیس پر تسلط | تغلیس کی سرحد نہایت مستحکم تھی۔ لوگ فارس کے زمانے سے اس کا شمار بہتم بالشان سرحدی مقامات میں تھا۔ شاہ میق زاد حکومت محمود بن محمود بن ملک شاہ سلجوقی کرج نے تغلیس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اگرچہ دولت سلجوقی ان دنوں عروج پر تھی تو تب بھی بڑھی ہوئی تھی فوج بھی کثیر تھی۔ لیکن کرج کے قبضہ سے تغلیس کو نکال نہ سکی۔ ایلدکوز اور اس کا بیٹا بہلولان بلا دجلہ، آذر بایجان، اران، آرمینیہ، قلاط اور اس کے مرکز حکومت پر بھی قابض ہو گیا۔ لیکن اس کے باوجود تغلیس کو کرج سے واپس نہ لے سکا۔ اللہ تعالیٰ نے ازل سے اُس کی فتح یابی کا سہرا سلطان جلال الدین کے سر پر باندھا تھا۔ چنانچہ جب سلطان جلال الدین نے آذر بایجان کو سر کر لیا تو کرج نے سلطان جلال الدین پر حملہ کیا۔ سلطان نے انھیں ۳۳ھ میں بچا دکھا کر تبریز کی جانب توجہ کی۔ تبریز کی جانب واپسی کے وقت اپنا لشکر غفر بیکر اپنے بھائی غیاث الدین اور وزیر السلطنت شرف الدین کی ماتحتی میں بلا کرج کو زیر و زبر کرنے کے لئے چھوڑ گیا تھا۔

جلال الدین منکبرس کا بلا کرج پر جہاد | جب اسے ہم تبریز سے فراغت حاصل ہو گئی تو بلا کرج پر جہاد کرنے کی طرف پھر توجہ ہوئی۔ فوجیں آراستہ اور سامان جنگ درست کر کے بلا کرج کی طرف روانہ ہوا۔ کرج نے بھی فوجیں جمایا کر لی تھیں، ایڑی چوٹی کا دور لگا یا تھا۔ قفقاز اور کلز کا گروہ بھی امداد و اعانت پر آیا تھا۔ غرض کہ ایک عالم سلطان کے مقابلہ پر آ گیا تھا۔ دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ سخت خوریز جنگ شروع ہوئی۔ میدان لشکر اسلام کے ہاتھ رہا۔ کرج اور اُن کے معاون و مددگار میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ مسلمانوں کی تلواروں نے انھیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ کوئی بھی جانبر

نہ ہو سکا سب کے سب قتل کر ڈالے گئے۔

جلال الدین منکبرس کا تفلیس پر قبضہ | اس کامیابی کے بعد سلطان جلال الدین بیچ الاول
۶۲۳ھ میں تفلیس و کریم کا دارالسلطنت کے

سر کرنے کو روانہ ہوا۔ قریب تفلیس پہنچ کر مورچہ قائم کیا۔ ایک روز سلطان جلال الدین شہر کے
حالات اور موقع جنگ دیکھنے کے لئے تھوڑی سی فوج لے کر روانہ ہوا۔ باقی فوج کو مختلف مقامات
پر یکیں گاہ میں بٹھا دیا۔ کرج نے اس امر کا احساس کر کے کہ سلطان کی رکاب میں فوج کی نہایت
قلیل تعداد ہے شہر سے نکل کر حملہ کر دیا۔ سلطان جلال الدین مقابلہ کرتا ہوا پیچھے ہٹا۔ جس وقت
کرج کہیں گاہ سے نکل آئے سلطان کی فوج نے کہیں گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا کہ جے سرو سامانی کے
ساتھ شہر کی طرف بھاگے سلطان لشکر نے تعاقب کیا۔ جھگڑا میں شہر پناہ کا دروازہ بند
نہ کر سکے۔ مسلمان بھی کرج کے ساتھ شہر میں گھس گئے۔ اللہ اکبر کا نعرہ مار کر سلطان جلال الدین
زندہ باش! سلطان جلال الدین زندہ باش!! چلا آئے!!! کرج کے ہاتھوں کے طوٹے اڑ گئے۔
قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ کشتوں کے پٹے لگ گئے۔ کرج سے ہی لوگ بچے جنہوں نے اسلام
کے پرچم کے نیچے آکر امان حاصل کی تھی باقی جس قدر کرج تفلیس میں تھے وہ سب تہ تیغ ہوئے
مسلمانوں کے ہاتھ مال غنیمت اور قیدیوں سے مالا مال ہو گئے۔ یہ بہت بڑی فتح تھی جو اللہ تعالیٰ
کی عنایت سے مسلمانوں کو حاصل ہوئی فاضل ابن اثیر نے ایسا ہی بیان کیا ہے۔

نسائی کا تب | نسائی کا تب کہتا ہے کہ سلطان جلال الدین نے کرج پر حملہ کی غرض سے کوچ کیا
جس وقت نہراںس پر پہنچا شدت سے برف پڑی۔ جیار ہو گیا۔ اسی حالت میں

تفلیس کی طرف ہو کر گزرا۔ اہل تفلیس سلطان کی آمد کی خبر پا کر شہر سے نکل کر مقابل ہوئے سلطان
لشکر نے انھیں شکست دی اور نہایت تیزی سے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا چونکہ شہر بلا امن
بزور تیغ فتح ہوا اس وجہ سے خونریزی زیادہ ہوئی مکریم اور امن جو سامنے پڑا تلوار کے گھاٹ
اُتار دیا گیا۔ اہل شہر نے قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ سلطان نے انھیں گھیر لیا۔ مجبور ہو کر مصالحت کا

پیام بھیجا اور نہ کثیر دے کر مصالحت کر لی جسے انھوں نے فوراً ادا کر دیا اور سلطان نے انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔

براق حاجب کی بغاوت | سلطان جلال الدین کو جنگ کرج اور ہم قلیس میں مصروف دیکھ کر براق (برلاق، حاجب کرمان پر خود مختار حکومت کا خواب دیکھنے لگا۔

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ غیاث الدین نے براق حاجب کو روانگی عراق کے وقت، کرمان پر مقرر کیا تھا اور سلطان جلال الدین نے ہندوستان سے واپسی کے وقت براق حاجب سے مشکوک ہو کرے گرفتار کر لینے کا قصد کیا۔ لیکن کسی وجہ سے براق کو حکومت کرمان پر بحال و قائم رکھا۔ جس وقت سلطان جلال الدین جنگ کرج پر چلا گیا، میدان خالی پا کر بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ اس کی خبر سلطان جلال الدین کو اس وقت موصول ہوئی جب کہ خلاط کا ارادہ کر چکا تھا۔ لیکن ارادہ تبدیل کر کے کرمان کی طرف نہایت تیزی سے روانہ ہوا۔ روانگی کے وقت کیکلوں میں چند سرداروں کو ٹھہرنے کا حکم دیا، وزیر السلطنت شرف الدین کو قلیس کی حکومت پر مقرر کیا، بلاد کرج پر جہاد کرنے کی ہدایت کی اور اپنے بھائی غیاث الدین کو اپنے ہمراہ لیا۔ کوچ و قیام کرتا کرمان کے قریب پہنچا۔ والی کرمان (براق حاجب) کے پاس خلعت بھیجا۔ دربار میں حاضر ہوئے کا حکم دیا۔ والی کرمان تاڑ گیا کہ اس میں کچھ نہ کچھ فريب ضرور ہے۔ کرمان چھوڑ کر ایک قلعہ میں جا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ سلطان جلال الدین کا قاصد واپس آیا۔ سلطان جلال الدین۔ یہ سمجھ کر وار خالی گیا تدبیر کارگر نہ ہوئی اصفہان میں قیام کر دیا اور اسے حکومت کرمان پر بحال رکھا اور واپس ہوا۔

وزیر شرف الدین اور کرج | وزیر السلطنت شرف الدین قلیس میں تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ ادھر کرت نے اس پر عرصہ زمین تنگ کر دیا۔ پریشانی کرنے لگے ادھر وہ امراء بھی کرج کی چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے چین سے بیٹھ نہ سکے جو کیکلوں میں تھے۔ مزید برآں کرج نے قلیس کا محاصرہ کر لیا ارخان فوجیں لے کر قلیس کی طرف بڑھاتے

میں قاصد یہ خوش خبری لے کر پہنچ گیا کہ سلطان جلال الدین عراق سے واپس آرہا ہے۔ وزیر السلطنت نے چار نہاردینار انعام مرحمت کیا۔ اس کے بعد اسلامی لشکر بلاد کرج میں پھیل گیا۔ ایوانی سپہ سالار کرج اپنے چند سواروں کے ساتھ انھیں شہروں میں تھا۔ سلطان جلال الدین نے ایک فوج شہر فرس کے سر کرنے کے لئے بھیجی جس نے نہایت سختی سے محاصرہ کیا۔ اس کے بعد کثیر تعداد اسلامی فوجیں آکر جمع ہو گئیں۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ قلعہ پس آئے۔

جلال الدین منکبرس کا محاصرہ خلاط | خلاط، اشرف بن عادل بن ایوب کے دائرہ حکومت میں تھا۔ اس کی طرف سے حسام الدین علی موسیٰ خلاط

پر حکومت کر رہا تھا۔ وزیر السلطنت شرف الدین کو زمانہ قیام قلعہ میں رسد و غلہ کی ضرورت ہوئی۔ ایک دستہ فوج رسد کی فراہمی کی غرض سے ارزن روم روانہ کیا چنانچہ وہ ارزن روم کے علاقہ کو تاراج کر کے مال غنیمت لئے واپس ہوا۔ خلاط ہو کر گزرا حسام الدین علی گورنر خلاط نے روک ٹوک کی اور جو کچھ اس کے پاس تھا۔ چھین لیا۔ وزیر السلطنت شرف الدین نے جلال الدین کو اس کی شکایت لکھی۔ جلال الدین اس وقت کرمان میں تھا۔ جلال الدین کرمان سے خلاط کی طرف واپس ہوا۔ شہر آئی پر محاصرہ کیا۔ حسام الدین علی خلاط کی مدد پر تیار ہو گیا۔ جلال الدین نے اہل خلاط کی مستعدی دیکھ کر فریب دینے کی غرض سے محاصرہ اٹھا کر بلند انماز کی جانب کوچ کر دیا۔ دس روز کے بعد نہایت تیزی سے خلاط کی طرف بڑھا۔ اہل القعدہ ۶۳۲ھ میں شہر ملازکرد کا محاصرہ کیا۔ نہر ملازکرد سے کوچ کر کے خلاط پہنچ کر محاصرہ کیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ مدد نہ جنگ اور محاصرہ سے اہل خلاط تنگ آ گئے کئی مرتبہ جلالی فوجیں شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ گئیں ایک یاد دہا رہے ہیں بھی گھس پڑیں، چونکہ خلاط والے، خوارزمی لشکر کی عادات اور مظالم سے واقف تھے جان پر کھیل گئے اور سرفروشانہ مقابلہ کر کے پیچھے ہٹا دیا۔ محاصرے کے دوران جلال الدین کے پاس اُس کے ترکمان ایوانمیر کی سرکشی و سرکوبی | نائب اور اس کی بیگم بنت سلطان مغول نے یہ خبر

بھیجی کہ ترکمان ایوانیہ بلاد آرمینیہ، آذربائیجان پر قابض ہو گئے ہیں۔ اکثر شہروں کو بر باد اور ویران کر ڈالا ہے۔ راستہ خطرناک ہو گیا ہے اہل غمی سے تادان وصول کیا ہے اور اس کے نواح کو تاراج کر کے کف دست میدان بنا دیا ہے۔ چنانچہ جلال الدین خلاط کا محاصرہ اٹھا کر ترکمان ایوانیہ کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ نہایت تیزی سے منرلیس طے کر کے ترکمان ایوانیہ کے سر پر پہنچ گیا۔ ترکمان ایوانیہ اس غفلت میں پڑے تھے کہ جلال الدین خلاط کی مہم میں مصروف ہے ورنہ اپنے قلعوں میں جو سر نفلک پہاڑوں کی چوٹیوں پر تھے پلے جاتے جہاں پر پہنچا دشوار ہو جاتا۔ جلال الدین کے لشکر نے ترکمان ایوانیہ پر دفعہ پہنچا پہ مارا۔ نہایت سختی سے پامال ہوئے قتل ہوئے یا قید۔ مال و اسباب لوٹ کر تبریز واپس آیا۔

کرج کا تفلیس پر قبضہ خلاط اور غزوہ ترکمان سے واپسی کے بعد سلطان جلال الدین نے امراء، تفلیس میں طرح طرح کے مظالم اور بد اخلاقی شروع کر دی تھی اس وجہ سے جو فوج ان لوگوں کی رکاب میں تفلیس میں تھی علیحدہ ہو گئی۔ اہل شہر نے کرج کو قبضہ تفلیس کے لئے بلا بھیجا۔ کرج یہ سمجھ کر کہ جلال الدین اس وقت تفلیس کی حمایت سے معذور ہے۔ تفلیس پر چڑھ آئے۔ لوٹ لیا۔ آگ لگا دی۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۶۷۲ھ کا ہے۔

تفلیس کا تاراج نسائی کا تب لکھتا ہے کہ جس زمانے میں سلطان جلال الدین خلاط کا محاصرہ کرج تھا اسی زمانے میں فرانس دیماسیان کرج نے تفلیس پر قبضہ حاصل کیا تھا اور جلا کر خاک سیاہ کیا تھا۔ جب جلال الدین کو اس کی اطلاع ہوئی غضب ناک واپس ہوا۔ اثناء سفر میں یہ خبر پا کر کہ ترکمان نے قلعہ بجا رکھا ہے اور ہر طرف قتل و غارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ ترکمانوں پر حملہ کیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور بہت سی موشیوں کو موفان ہانک لایا۔ جس کا خمس ربا پانچواں حصہ جو بیت المال میں داخل کیا جاتا ہے (تیس ہزار تھا) اس کے بعد سلطان طغرل کی لڑکی سے (جس سے عقد کیا تھا) لئے کو خوشی گیا۔ غمی سے گنج

کی طرف روانہ ہوا۔ اثنار راہ میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ کرج، قنقلیس میں آگ لگا کر واپس چلے گئے۔
خاموش بن اتابک ازبک | لسانی کاتب لکھتا ہے کہ گنج میں سلطان جلال الدین کی آمد کے بعد خاموش بن اتابک ازبک بن بہلولان حاضر ہوا۔

ایک بیٹی نذر گزرائی۔ جس میں تھیلی کے برابر سرخ یا قوت جڑا تھا جس پر کیا کوس اور چند شاہان فارس کے نام کندہ تھے۔ سلطان جلال الدین نے اس کی شکل تبدیل کر کے اپنا نام کندہ کرایا۔ عیدین کے موقع پر پہنا کر تا تھا۔ یہ بیٹی چنگیز خانی غارت گری کے زمانے میں تاتاریوں کے ہاتھ پڑ گئی۔ اپنے خان اعظم ان چنگیز خان بقا کو دے دیا۔

اس زمانے سے خاموش، سلطان جلال الدین ہی کی خدمت میں رہا۔ اخیر عمر میں فقو فاقہ میں مبتلا ہوا عمار الملک بادشاہ فرقہ اسماعیلیہ کے پاس چلا گیا اور وہیں جاں بحق ہوا۔
 انتہی کلام النساء۔

ارخان اور فرقہ اسماعیلیہ | سلطان جلال الدین نے ہندوستان سے واپسی کے بعد ارخان کو نیشاپور اور اس کے صوبہ کی حکومت پر مامور کیا جیسا کہ زیادہ قیام ہندوستان میں وعدہ کیا تھا۔ ارخان نے ایک شخص کو اپنی طرف سے نیشاپور پر بطور نائب مقرر کیا اور خود سلطان کی رکاب میں رہا۔

ارخان کا نائب منجلا تھا مقبوضات اسماعیلیہ پر جو اس کے صوبہ سے ملحق و متصل تھے اکثر قتل و غارت گری کا ہاتھ بڑھاتا تھا۔ فرقہ اسماعیلیہ کے چند امراء سلطان کی خدمت میں بھقا فوی وفدے کر آئے اور ارخان کے نائب کی شکایت کی۔

ارخان کا خاتمہ | ارخان اس سے زیادہ برا فروختہ ہوا اور اسماعیلیہ پر سختی کرنے لگا۔ سلطان جلال الدین خوی سے گنج کی طرف واپس ہوا۔ چونکہ گنج ارخان کی جاگیر تھی اس وجہ سے ارخان بھی رکاب میں تھا۔ گنج کے باہر نیمہ نصب کیا گیا۔ تین باطنی ارخان پر ٹوٹ پڑے اور قتل کر ڈالا۔ فرقہ اسماعیلیہ کو فدویہ کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں جس کی

وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان کا شیخ جس کے قتل کا حکم دیتا ہے اسے قتل کر دیتے تھے اور جان کی ذرہ پروا نہیں کرتے تھے اور اس کے عوض اپنے شیخ سے جنتی ہونے کی دستاویز لکھاتے؛ انقصہ ارخان کے مقتول ہونے کے بعد ایک دواشخص پر باطنیوں نے حملہ کیا آخر میں ارخان کے آدمیوں نے انھیں گرفتار کر لیا اور نکتے بوئی کر ڈالا۔

اسمعیلیوں کا دامخاں پر قبضہ | اسمعیلیہ زمانہ طوائف الملوکی میں دامغان وغیرہ پر اہلپی سلطان کے وزیر السلطنت کی خدمت میں بمقام بلیقان حاضر ہوا۔ وزیر السلطنت نے دامغان کے قبضہ کا مطالبہ کیا اور تیس ہزار دینار تادان کا طلب گار ہوا۔ فرقہ باطنیہ نے یہ مطالبہ تسلیم کر لیا۔

آذربائیجان سے والہی کے وقت وزیر السلطنت کے لشکر میں پانچ باطنی گرفتار ہوئے جو غائب وزیر السلطنت یا کسی اور سردار کے قتل کے لئے آئے ہوں گے۔ وزیر السلطنت نے ان کی گرفتاری سے سلطان کو مطلع کیا۔ سلطان نے انھیں آگ میں ڈال دینے کا حکم صادر کیا۔ انتہی کلام النساء۔

سلطان جلال الدین منکبرسل و فرقہ اسمعیلیہ | ابن اثیر نے لکھا ہے کہ سلطان جلال الدین ارخان کے قتل کے بعد فوجیں لے کر بلاد اسمعیلیہ پر چڑھ گیا۔ قلعہ موت سے کرو کوہ تک تاراج کرتا چلا گیا۔ ارخان کے قتل کا پورپورا انتقام لیا۔ اس واقعہ کے بعد فرقہ اسمعیلیہ کو انتقام کا خیال پیدا ہوا۔ بلاد ارسلان کی طرف بڑھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کی قوت ٹوٹ گئی اور وہ مقابلہ نہ کر سکے۔

سلطان جلال الدین کا میانی کے ساتھ بلاد اسمعیلیہ سے واپس آ رہا تھا کہ اثناء راہ میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ تاتاری شیرے رے کے قریب دامغان تک پہنچ گئے ہیں فوراً تاتاریوں کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہو گیا اور ان کے سر پر پہنچ کر ہنایت برے طور سے انھیں شکست دی۔

اس کے بعد ہی یہ خبر پہنچی کہ تاتاریوں کا جم غفیر سلطان سے جنگ کرنے کے لئے آ رہا ہے۔ یہ سن کر قیام کیا۔ انتہی۔

بیگم جلال الدین منکبرس | آپ اوپر پڑھ چکے ہو کہ جس وقت سلطان جلال الدین نے تبریز کو ازبک بن بہلوان کے قبضہ سے نکال لیا۔ اور اس کی بیوی ردختر سلطان طفل کو شہر خوی بطور جاگیر عنایت فرما کر اس سے عقد کر لیا۔ اس وقت چونکہ سلطان جنگی اور انتظامی مہات ملکی میں مصروف تھا اپنی اس نئی بیگم کو خوی میں چھوڑ گیا۔ اس وجہ سے بیگم سلطان کا تمام اعزاز و اقتدار جاتا رہا۔

لسانی کاتب نے لکھا ہے کہ سلطان نے اس کی جاگیر میں شہر سلماں اور آرمینیہ کا اور اضافہ فرما کر اپنے ایک مستند علیہ امیر کو بغرض انتظام جاگیر مقرر کیا۔ یہ امر بیگم صاحبہ کو ناگوار گوارا نہ رہا اور وزیر السلطنت نے بیگم کو دھوکے میں ڈال دیا اور دھڑھکیے طور سے سلطان کو لکھ بھیجا کہ بیگم صاحبہ اتنا بک اسے ساز باز رکھتی ہیں اور باہم سلسلہ خط و کتابت جاری ہے، اس کے بعد سلطان کے حکم سے وزیر السلطنت خوی پہنچا اور بیگم صاحبہ کے محل سرا میں قیام پذیر ہوا جو کچھ مال و سبّا تھا ضبط کر لیا۔ بیگم صاحبہ ان دلوں قلعہ ظلم میں مقیم تھیں۔ وزیر السلطنت نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ بیگم نے سلطان کی خدمت میں جانے کی درخواست کی وزیر السلطنت نے جواب دیا "آپ کی کوئی درخواست منظور نہیں کی جائے گی۔ خیر اسی میں ہے کہ آپ بلا کسی شرط قلعہ حوالہ کر دیجئے۔ انتہی۔

حسام الدین کاشیر خوی پر قبضہ | چونکہ اہل خوی سلطان کے مظالم اور اس کے لشکر کے ظلم و ستم سے تنگ آ گئے تھے اس وجہ سے بیگم صاحبہ نے

ہ اتفاق اہل خوی، حسام الدین حاجب کو جو کہ اشرف بن عادل بن ایوب کا خلاط میں گورنر تھا۔ خوی پر قبضہ کرنے کو بلا بھیجا چنانچہ حسام الدین نے جن دلوں سلطان جلال الدین عراقی میں تھا خوی پر پہنچ کر خوی اور اس کے تمام علاقے پر قبضہ کر لیا۔ ان کے دیکھا دیکھی اہل نے اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

بچوں نے بھی حسام الدین سے نامہ و پیام کر کے شہرہاں کر دیا۔ حسام الدین خلاط واپس آیا اور حکیم صاحبہ جلال الدین کو اپنے ہمراہ خلاط لے آیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

سلطان جلال الدین کو یہ اطلاع ملی کہ سلطان جلال الدین منکبرین و تاتاریوں کی جنگ | تاتاری اپنے شہروں سے نکل کر

موراناہر اور عراق کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ فوراً روک تھام کی غرض سے کمر باندھ کر جہیز کو پکڑ دیا۔ چار ہزار سواروں کو رے اور دامغان کی جانب تاتاری لیڈروں کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا۔ واپس ہو کر ان لوگوں نے بیان کیا کہ تاتاری طوفان کی طرح اصفہان تک پہنچ گئے ہیں۔ افواج اسلامی سے مرجائے اور مارے کا حلف لیا۔ قاضی کو حکم دیا کہ ملاحہ مسلمین کو جہاں دیر آدہ کر کے اصفہان روانہ کر دے، اتنے میں یہ خبر لگی کہ تاتاریوں کا ایک لشکر رے کے تاراج کرنے کے لئے آ رہا ہے۔ سلطان جلال الدین نے ایک فوج مقابلہ پر بھیج دی، جس نے تاتاری لشکر کو شکست دی اور کامیاب ہوا۔ اس کے بعد ماہ رمضان ۷۲۵ھ میں تاتاریوں کے اصفہان پہنچنے کے چوتھے دن دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ سلطان جلال الدین کے بھائی (غیاث الدین) اور جہاں بہلولان کچی نے بدعہدی کی اور ایک لشکر لے کر علحدہ ہو گئے۔ اس کے باوجود تاتاریوں کا میرہ میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ سلطان نے تعاقب کیا۔ تاتاریوں نے چند مقامات پر تھوڑی تھوڑی فوج کیں گاہ میں ٹھہادی تھی چنانچہ اس نے سلطانی موکب کے گذر جانے کے بعد کیں گاہ سے حملہ کیا۔ لشکر اسلام نے نہایت استقلال سے مقابلہ کیا۔ سرواران لشکر کا ایک گروہ کام آگیا۔ کچھ گرفتار ہو گئے۔ جن میں علاء الدولہ والی یزد بھی داخل تھا۔ سلطان جلال الدین نے نہایت مردانگی سے حملہ کیا۔ تاتاری کائی کی طرح بھٹ گئے اور اپنے لشکر گاہ کا راستہ لیا۔ سلطان گرفتاری سے بال بال بچ گیا۔ لشکر اسلام شکست پاکر فارس و کرمان پہنچا۔ مینہ لوٹ کر قاشان آیا۔ سلطان کو صبح و سلامت پایا۔ شکست کے بعد سلطان قاشان چلا آیا تھا۔

تاتاریوں کا محاصرہ اصفہان | امیر طاقستی ان دنوں اصفہان میں موجود تھا۔ اہل اصفہان نے

اس کے ہاتھ پر امارت کی بیعت کا قصد کیا۔ اتنے میں سلطان پہنچ گیا۔ رُک گئے۔ تمام لشکر سلطان کے ساتھ ہو گیا۔ تاتاری لٹیروں نے شکست کے بعد اصفہان کا محاصرہ کر لیا تھا۔ جس وقت سلطان کا لشکر اصفہان پہنچا۔ اہل اصفہان بھی سلطان کے ساتھ ہو کر میدان میں نکل آئے۔ تاتاریوں سے تیغ و سبہ ہوئے اور انھیں شکست دی۔ سلطان رے تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ جب وہ ہاتھ نہ آئے تو شکست خوردہ تاتاریوں کے تعاقب میں ایک لشکر خراسان کی طرف روانہ کیا۔

ابن اثیر کہتا ہے کہ بلاد فارس کا حاکم ابن اتابک سعد تھا۔ اپنے باپ کے بعد فارس کا حاکم ہوا سلطان کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھا۔ تاتاریوں کو پہلے شکست ہوئی والی فارس ان کے تعاقب میں دوڑ تک چلا گیا جب واپس ہوا تو سلطان جلال الدین کو اس کے بھائی غیاث الدین اور بعض سرداران لشکر کی غداہی اور تعاقب کی وجہ سے شکست ہو چکی تھی شکست کے بعد سلطان شیرم واپس آیا۔ کچھ عرصہ قیام پذیر رہا۔ اس کے بعد اصفہان کی طرف واپس ہوا۔

سلطان جلال الدین منکبرسل اور غیاث الدین میں کشیدگی | سلطان جلال الدین اور اس کے بھائی غیاث الدین میں کشیدگی اور ناچاقی

کی بنیاد اُس وقت سے پڑی جب کہ حسن بن حرمل گورنر سلاطین غوریہ کو خوارزم شاہ محمد بن نکش کے لشکر نے مار ڈالا تھا اور اس کے وزیر السلطنت کا جو کسی قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا تھا محاصرہ کر لیا تھا۔ یہاں تک کہ بزور تیغ قلعہ فتح کیا اور وزیر کو قتل کر ڈالا۔

محمد بن حسن بن حرمل ہندوستان کی طرف

جب سلطان جلال الدین تاتاریوں سے جنگ کرنے کے لئے اصفہان گیا تو غیاث الدین کے چند غلام سلطان سے باغی ہو کر نصرت الدین بن حرمل کے پاس چلے گئے۔ غیاث الدین نے

۱۔ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا اور اس کے بعد بے ربط فقرہ جس کا ترجمہ محمد بن حسن بن حرمل ہندوستان کی طرف ہے تحریر ہے تلاش کے باوجود مجھے اس کا ربط کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ مترجم

انھیں نصرت الدین کی اجازت سے پوشیدہ طور پر اپنے گھر بلا لیا۔ ان لوگوں نے سلطان جلال الدین کی طرف سے غیاث الدین کے کان بھر دیئے۔ جاویدہ جاکشاہ تیس کیں جس سے غیاث الدین کے سینہ میں اپنے بھائی سلطان جلال الدین کی طرف سے کینہ پیدا ہو گیا۔ جس وقت تاتاریوں سے مقابلہ ہوا۔ اپنے بھائی سے ملحدہ ہو کر خوزستان چلا گیا۔

غیاث الدین نے خوزستان پہنچ کر دربار خلافت میں غیاث الدین کا قلعہ موت میں قیام | عرض داشت بھیجی۔ امداد کا خواست گار ہوا۔ تیس ہزار دینار دربار خلافت میں بھیجے۔ غیاث الدین خراسان سے قلعہ موت چلا گیا جہاں علاء الدین فرقہ اسماعیلیہ کا شیخ رہتا تھا۔

جب سلطان جنگ تاتار سے فارغ ہو کر رست سلطان جلال الدین منکبرس کا محاصرہ قلعہ موت کی جانب واپس ہوا۔ قلعہ موت کے سرکے کے لئے گیا محاصرہ کیا۔ علاء الدین نے سلطان سے غیاث الدین کو امان دینے کی خواہش کی۔ سلطان نے امان دیدی اور ایک اپنے معتمد امیر کو غیاث الدین کے لائے کے لئے بھیجا۔ غیاث الدین نے ہافری سے انکار کیا اور قلعہ چھوڑ دیا نواح ہمدان میں شاہی لشکر سے مڈ بھڑ ہو گئی۔ معمولی سی لڑائی کے بعد شاہی لشکر نے غیاث الدین کے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت کو گرفتار کر لیا غیاث الدین کسی طرح بچا کر براق حاجب کے پاس کرمان پہنچا۔ اور اس کی ماں سے براق کی مرضی کے خلاف عقد کر لیا۔

غیاث الدین کا قتل | چند دن بعد کسی نے براق حاجب سے یہ جڑ دیا کہ ”تمھاری ماں تمھیں ہر دینے کی فکر میں ہے“ براق حاجب نے ورا بھی تمقیش نہ کی اور اُسے مار ڈالا۔ اس کے ساتھ ہی جہاں بہلوان بھی کو قید حیات سے سبک دوش کر دیا اور غیاث الدین کو ایک قلعہ میں قید کر دیا چند روز بعد قید کی حالت میں قتل کر ڈالا۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ غیاث الدین قید سے نکل کر اصفہان پہنچا تھا اور سلطان جلال الدین کے حکم سے مارا گیا۔ نسائی

کہتا ہے کہ میں نے براق کا ایک خط دیکھا ہے جو اس نے وزیر السلطنت شرف الملک اور سلطان جلال الدین کی خدمت میں بہ مقام تبریز بھیجا تھا۔ براق نے اس میں اپنی خدمات کو شمار کرتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ میں نے ایک بہت بڑی خدمت سلطان کی یہ انجام دی ہے جس کا کوئی معاوضہ نہیں ہو سکتا کہ سلطان کے دشمن ترین شخص رغیث الدین کو قتل کیا ہے۔

جس وقت سلطان جلال الدین وزیر السلطنت شرف الملک کے **بہلوانیہ کی بغاوت** | ساتھ ہلان پہنچا۔ یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ امراء بہلوانیہ تبریز کے باہر جمع ہو رہے ہیں اور حکومت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کرنا چاہتے ہیں۔ خاموش بن اتابک ازبک بھی قلعہ کو طور سے فوج لے کر آگیا ہے اور امراء بہلوانیہ کا ہم خیال ہو گیا ہے۔ سلطان نے موکب ہمالیوں کو تبریز کی طرف واپسی کا حکم دیا۔ وزیر السلطنت شرف الملک کو بطور مقدمہ انجیش آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ تبریز کے قریب باغیان امراء بہلوانیہ سے مقابلہ ہوا۔ وزیر السلطنت نے انھیں شکست دی اور جن سرداروں نے فساد اور بغاوت کی آگ بھڑکائی تھی انھیں گرفتار کر لیا۔ اور مظفر و منصور شہر تبریز میں داخل ہوا قاضی کو معزول اور بہت سے اور سرداروں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ قوام الدین حراوی ہمشیر زاوہ طغرانی سے زہر کثیر جرمانہ وصول کیا۔ اس کے بعد سلطان جلال الدین تاتاریوں سے جنگ کے لئے روانہ ہوا وزیر السلطنت نے مقبوضہ علاقہ میں نائب السلطان کی حیثیت سے قیام اختیار کیا۔

حسام الدین اور وزیر السلطنت | آپ اور پر پڑھ چکے ہیں کہ حسام الدین گورنر خلاط نے آذربائیجان پر حملہ کیا اور کامیاب و منصور ہو کر بیگم سلطان جلال الدین کو لے کر خلاط واپس گیا۔ وزیر السلطنت کو اس سے بے حد صدمہ ہوا۔ بلاد اراک سے موغان کی طرف روانہ ہوا۔ ترکمانوں کو ایک وقت مقررہ پر جمع ہونے کا حکم صادر کیا۔ گورنروں کو پیشگی خراج وصول کرنے کی غرض سے صوبجات کی طرف بھیجا۔ شردان شاہ سے چپاس ہزار دینار طلب کئے۔ شردان شاہ نے دینے میں توقف کیا۔ وزیر السلطنت نے اس کے ملک پر

حملہ کر دیا۔ لیکن کچھ ہاتھ نہ لگا تا کام آدر بائجان واپس آیا۔

اتابک بہلوان کی لڑکی بیگم سلطان، نقچوان میں تھی، ایدغش اس سے علیحدہ ہو کر وزیر السلطنت کے پاس چلا آیا اور اسے نقچوان پر قبضہ کرنے کا لالچہ دیا۔ وزیر السلطنت بیگم سلطان کو دھوکہ دینے کی غرض سے نقچوان روانہ ہوا۔ بیگم نے وزیر السلطنت کو داخل ہونے سے روک دیا۔ مرج میں خیمہ ڈال دیا۔ لیکن اس ممانعت کے باوجود بیگم نے عزت و احترام سے وزیر السلطنت کی میزبانی کی۔

حورس پرفونکشی | اس کے بعد وزیر السلطنت نے حورس کی طرف قدم بڑھایا یہ صوبہ اُزبک کے زمانہ حکومت سے شرف والی خلاط کے قبضہ میں تھا۔ لشکریوں نے لوٹ لہ شروع کر دی۔ زبردستی رعایا کا مال چھیننے لگے۔ وزیر السلطنت نے لشکریوں کی حمایت کی، رعایا بگڑ گئی۔ اتنے میں والی خلاط کا حاجب نوہیں لے کر آگیا اور وزیر السلطنت انتہائی بے سامانی سے اسباب چھوڑ کر بھاگ گیا۔ یہ واقعہ ۶۲۳ھ کا ہے۔

حاجب کے ساتھ فخر الدین سام والی حلب اور حسام الدین نصرو والی تبریز بھی تھا۔ اور وزیر بلج۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کے زمانہ غیر حاضری میں ظاہر ہوا۔ وزیر، اران بھاگ گیا اور حاجب اس کے تعاقب میں کچھ دور تک گیا پھر تہرہ نہ واپس ہوا۔ خوی ہو کر گذرا۔ خوی کو لوٹ لیا۔ نقچوان کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد تبریز کو بھی بزور تیغ لے لیا۔

خوی کی مہم | ان واقعات کے بعد وزیر السلطنت تبریز میں قیام پذیر ہوا۔ اتابک ازبک اس وقت تبریز ہی میں تھا۔ اتنے میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ سلطان شکست کھا کر اصفہان کی طرف واپس آ رہا ہے۔ وزیر السلطنت تبریز اور آذربائیجان کی جانب روانہ ہوا۔ ایشا راہ میں تین سلاطانی امراء جنہیں سلطان نے وزیر کی کمک پر بھیجا تھا۔ سلطان نے وزیر کو محاصرہ خونی کا حکم دیا۔ اس وقت خوی میں حاجب حسام الدین والی خلاط کا نائب بدر الدین سلہ اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔

سرننگ اور حاجب حسام الدین علی منوچہر موجود تھے۔ وزیر نے مصلحتاً خوی کا ارادہ ترک کر کے ترکری پر جا کر محاصرہ کیا۔ دونوں حریفوں نے ترکری کے باہر ایک میدان میں صف آرائی کی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد حاجب کو شکست ہوئی۔ ترکری میں داخل ہو کر قلعہ بندی کر لی۔ وزیر نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ حاجب نے صلح کا پیام بھیجا۔ وزیر نے انکار ہی جواب دیا۔ شاہی امراء جو اس کے ساتھ اس ہم میں شریک تھے وہ اپنی فوجوں کے ساتھ آذربائیجان واپس آئے۔ وزیر نے ترکری کا محاصرہ اٹھایا خوی کی طرف روانہ ہوا۔ ابن سرننگ خوی خالی کیسے قلعہ تو طور چلا آیا تھا۔ اس کے بعد سلطان سے امان حاصل کی۔

وزیر بلا مقابلہ خوی میں داخل ہوا۔ اہل خوی سے تاوان اور جبرانہ وصول کیا۔ خوی سے فارغ ہو کر ترند اور بقیان پر حملہ کیا۔ ترند اور بقیان والوں پر بھی وہی مظالم کئے جو اہل خوی کے ساتھ کئے تھے۔ خوی فتح ہونے سے حاجب والی خلاط کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا واللہ اعلم۔

فتوحات وزیر شرف الملک | جس وقت سلطان جلال الدین اپنے وزیر السلطنت کو بطور نائب السلطنت اپنے مقبوضہ ممالک میں چھوڑ کر تاتاریوں سے جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ اسی وقت سے وزیر السلطنت نے اپنی تمام توجہ اور تمام قوت ممالک محروسہ سلطانی کے نظم و نسق درست کرنے، والی خلاط کی مدافعت، آذربائیجان اور اران کے شہروں کو واپس لینے اور باغی قلعوں کے سر کرنے میں صرف کرتے لگا۔

حاجب حسام الدین والی خلاط اور وزیر السلطنت میں جو واقعات رونما ہوئے، اسے ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ ان واقعات کے دوران وزیر السلطنت باغی قلعوں کے والیوں سے ساز باز کرتا رہا۔ وقتاً فوقتاً نقد و جنس بھی دیتا رہا۔ اکثر خلعتیں بھی دیں۔ چند دن بعد بہت سوں نے وزیر السلطنت کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد امراء بھلوانیہ میں سے ناصر الدین محمد کو گرفتار کر لیا۔ یہ ایک مدت سے نصرت الدین محمد بن سبکتگین کے پاس ٹھہرا ہوا تھا۔

وزیر السلطنت نے ایک کثیر رقم کا مطالبہ کیا اور جب وہ ادا نہ کر سکا تو اس کے نائب سے قلعہ جو اس کے قبضہ میں تھا چھین لیا۔ اس کے بعد آتسنقر اتابکی سلطان کا گورنر گنبد، مرگیار وزیر السلطنت نے حملہ کر دیا اور اس کے نائب شمس الدین کرشاسف نے خزانہ کا مطالبہ کیا۔ اور جب اُس نے نہ دیا تو قلعہ ہردو جارمرو (صوبہ اران) چھین لیا۔

قلعہ زونین پر تسلط | فوجیں مہیا کر کے دھاوا کیا ایک مدت تک محاصرہ کئے رہا۔ بیگم نے نکاح کا پیام دیا۔ وزیر السلطنت نے صاف جواب دیدیا۔ جب سلطان عراق سے واپس ہوا تو وزیر السلطنت نے بیگم سے عقد کر لیا اور اپنے خادم سعد الدین کو قلعہ کا حاکم مقرر کیا۔ سعد الدین بیگم کے ساتھ نہایت بد اخلاقی کے ساتھ پیش آیا۔ اس کا مال و اسباب ضبط کر لیا۔ رعایا کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ متفق ہو کر سعد الدین کو نکال دیا اور بغاوت پرتل گئے۔

جس وقت وزیر السلطنت کو حاجب نائب خلاط کی جنگ سے نجات ملی تو اران کا قصد کیا۔ خراج وصول کیا۔ فوجیں جمع کیں اور سامان اکٹھا کر کے قلعہ مردافقین کے سر کرنے کے لئے بڑھا۔ قلعہ مردافقین وزیر برکت الدین کے داماد کا تھا۔ اس نے چار ہزار دینار پیش کئے وزیر السلطنت کی پانچویں کھل گئیں قلعہ مردافقین کو چھوڑ کر قلعہ حاجین پر دھاوا کر دیا۔ قلعہ حاجین جلال الدین ہمشیر زادہ ابوالی امیر کرج کے قبضہ میں تھا۔ اس نے بھی قلعہ پر قبضہ نہ دیا اور بیس ہزار دینار اور سات سو مسلمان قیدی دے کر مصالحت کر لی ان واقعات کے بعد امراء بہلوانیہ کی بغاوت کا قصہ پیش آیا جسے وزیر السلطنت نے نہایت خوبی سے فوجیں بھیج کر ختم کیا۔

امیر مقدی کی مخالفت | چونکہ اتابک ازبک کے بعض غلاموں نے آذربائیجان میں جس وقت کہ تاتاریوں کے مقابلہ میں سلطان کو شکست ہوئی تھی۔ خوارزم پر چڑھائی کی تھی اور نہایت بے دردی سے خوارزمیوں کو قتل کیا تھا۔ لہذا جب سلطان جلال الدین نے آذربائیجان پر قبضہ حاصل کیا تو بہلوانیہ حکومت کے آثار کو ملیا میٹ کر دیا۔ امیر مقدی

اشرف بن عادل بن ایوب والی شام کے پاس چلا گیا اور وہیں قیام پذیر رہا۔ جب اسے یہ خبر پہنچی کہ وزیر السلطنت شرف الملک کو حسام الدین گورنر اشرف کے حاجب نے یہ مقام خلاط شکست دیدی تو اناہکیوں کے ساتھ رہنے کی غرض سے شام سے آدر بائیجان کا راستہ لیا۔ خوی ہو کہ گزرا ان دنوں حاجب خوی میں تھا۔ تعاقب کیا۔ امیر مقدی نہر عبور کر کے بلاد قبار میں داخل ہوا۔ بلاد قبار میں متعدد قلعے تھے جس پر باغیان سلطنت اور مخالفین حکومت قابض تھے۔ امیر مقدی نے ان لوگوں سے خط و کتابت شروع کی اناہکیہ حکومت کی تسلیغ کرنے لگا، اور ابن خاموش بن ازبک کی امارت کی ترغیب دیتا رہا۔ کہ قلعہ تو طور سے ہلا کر اسے اپنا امیر بنا لو۔ وزیر السلطنت کو اس کی خبر لگی بے حد صدمہ ہوا۔ اس کے بعد ہی سلطان جلال الدین کی شکست کی خبر بھی پہنچ گئی جس سے صدمہ اور بڑھ گیا۔

امیر مقدی کی اطاعت جب امیر مقدی کو بلاد قبار میں اپنے مقاصد میں کامیابی نہ ہوئی تو نصرت الدین محمد بن سبکتگین کے پاس چلا گیا اور یہی جال بچھا یا۔ نصرت الدین نے بظاہر حیلہ و حوالہ میں رکھا اور خفیہ طور پر وزیر السلطنت کو اس سے مطلع کر دیا۔ وزیر السلطنت نے لکھا۔ ”جس طرح ممکن ہو امیر مقدی کو ہاتھ سے جاتے نہ دیجئے، سلطان کی اطاعت پر راضی کر لیجئے اور جس قسم کا وہ اطمینان کرنا چاہے کر دیجئے“ نصرت الدین نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا، امیر مقدی کو اپنے ہمراہ لے وزیر السلطنت کے پاس پہنچا۔ وزیر السلطنت نے امیر مقدی اور اس کے تمام ہمراہیوں کو جائزے اور خلعت دیتے اور خوارزمیوں کے قتل و خونریزی سے درگزر کرنے کا وعدہ لیا۔ قسم کھائی۔ اتنے میں سلطان جلال الدین کی اصفہان سے واپسی کی خبر سننے میں آئی وزیر السلطنت حاضر ہونے کی غرض سے روانہ ہوا امیر مقدی اور نصرت الدین محمد بھی ہم رکاب ہوئے سلطان نے ان دونوں کی بے حد عزت کی اور تپاک سے ملا۔

صفی الدین محمد طغرانی | صفی الدین محمد طغرانی وزیر خراسان قرہ کلاجر کا رہنے والا تھا اس کا

باپ اس قریہ کا زمیندار تھا۔ نہایت تربیت یافتہ اور بے حد خوش خط تھا۔ سلطان کی خدمت میں زمانہ قیام ہندوستان میں حاضر ہوا، وزیر السلطنت شرف الملک کے دربار میں ملازمت کی۔ جب شاہی موکب ہندوستان سے عراق کی جانب واپس ہوا تو صفی الدین کو طغرائی کی خدمت عطا کی گئی۔ جب سلطان نے تفلیس کو کرج سے چھین لیا اور افسنقر ملک آناک (ازبک) کو تفلیس کی حکومت پر متعین فرمایا تو صفی الدین طغرائی کو اس کی وزارت کا عہدہ نہایت کیا۔ چند روز بعد کرج نے تفلیس پر محاصرہ کیا اور واپس لینے کی کوشش کی، افسنقر گورنر تفلیس شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ صفی الدین طغرائی نے نہایت موانگی سے مقابلے پر کمر باندھی۔ کرج کے دانت کھٹے کر دیئے جس سے وہ ناکام واپس گئے۔ اس سے سلطان کی آنکھوں میں اس کی عزت و بالا ہو گئی۔ خوش ہو کر خراسان کی وزارت سے ممتاز کیا۔

صفی الدین کی گرفتاری چنانچہ ایک سال تک خراسان کے عہدہ وزارت کو نہایت خوبی سے انجام دیا۔ اس کے بعد اہل خراسان کو شکایتیں پیدا ہوئیں۔ اتنے میں سلطان کا موکب ہمایوں رے میں وارد ہوا۔ اہل خراسان نے حاضر ہو کر بے حد شکایتیں کیں۔ جس کی وجہ سے عتاب شاہی میں آگیا، مال و اسباب ضبط کر لیا گیا۔ اس کے خادموں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔ گھوڑوں کو شاہی اصطبل میں لے جا کر باندھ دیا۔ جن کی تعداد تین سو تھی۔ اتفاق سے اس کے خادموں میں صرف ایک شخص علی کرمانی کسی طرح بچ کر ایک قلعہ میں جا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ جس پر اس کا پہلے سے قبضہ تھا۔

تاج الدین بلجی سلطان نے اس کی جگہ خراسان کی وزارت پر تاج الدین بلجی کو مقرر کیا اور اسے نئے وزیر کی نگرانی میں قید کر دیا۔ تاکہ نیاز و زبردستی جو کچھ بھی اس کے پاس مال و زر موجود ہو وصول کرے اور اس کے خادم سے قلعہ لے لے۔ نئے وزیر کو اس سے پرانی عداوت تھی۔ تشدد اور تکلیف دہی کا کوئی دقیقہ باقی اٹھا نہ رکھا مگر ذرا بھی کامیاب نہ ہوا۔ صفی الدین کی گرفتاری کے بعد اس کا خزانچی پیش کیا گیا۔ سلطان نے جاہرات اور اس

مال کو پیش کرنے کا حکم دیا جو ذمہ کی خدمت میں بطور نذر پیش کئے گئے تھے۔ خزانچی نے یہ خیال کر کے کہ صفی الدین کو سزائے موت دیدی گئی ہے چار ہزار دینار اور نستر نگینے یا قوت سرخ اور زمرد آب دار کے حاضر کئے۔

صفی الدین کی رہائی | اس کے بعد صفی الدین نے اراکین دولت سے خط و کتابت شروع کی نقد خنس دینے کا وعدہ کیا۔ اراکین دولت نے سلطان سے صفی الدین کی سفارش کی اور بہت وساجت اسے قید سے رہا کر دیا۔ سلطان نے دست خاص سے اس کی رہائی کا فرمان تحریر فرمایا۔ صفی الدین قید سے نجات پا کر وہ بار شاہی میں حاضر ہوا۔ سلطان نے تمام مال و اسباب واپس کر دیا۔ جواہرات باقی رہ گئے۔

نسا کی وزارت پر سلطان نے محمد بن موعود نسوی کو مقرر کیا۔ یہ خاندان ریاست سے تھا۔ زمانہ کی گردش نے اسے کینچ کر غزنی پہنچایا۔ جب سلطان ہندوستان سے واپس ہوا۔ شرف الملک کو رشک و حسد پیدا ہوا۔

ضیاء الدین کی معزولی | جب احمد بن محمد منشی کاتب نصرت الدین محمد بن حمزہ والی نسا کی طرف سے سلطان کی خدمت میں قاصد ہو کر حاضر ہوا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں تو سلطان نے اسے دفتر انشاء کا میر منشی مقرر کیا۔ ضیاء الدین اس رشک و حسد سے جل کر خاک ہو گیا۔ سلطان سے نسا کی وزارت کی درخواست کی۔ سلطان نے نسا کا قلمدان وزارت حوالہ کر دیا اور تنخواہ وزارت کے علاوہ دس ہزار دینار سالانہ بطور وظیفہ مرحمت کرنے کا حکم صادر کیا۔ ضیاء الدین شاہی دربار میں عبد الملک نیشاپوری کو اپنا نائب مقرر کر کے نسا چلا گیا۔ شامت آئی۔ سالانہ خراج خزانہ شاہی میں بھیجنا بند کر دیا۔ سلطان نے معزول کر کے احمد بن محمد منشی کاتب کو متعین کیا۔ لگائے بچھلے دسے لگائے بچھلے گئے کثرت سے شکایتیں پیش ہوئیں۔ سلطان نے نسا سے نکال دیا۔ اور اسی حالت میں مر گیا۔ بلبان والی غلخال | بلبان اتا بکیہ از بک کے خلدو موں میں سے تھا جس وقت تاتاری

فتنہ رونما ہوا اور خراسان شاہی حکمرانوں سے خالی ہو گیا اور سلطان جلال الدین آذربائیجان پر قابض ہوا اس وقت بلقان کو موقع مل گیا۔ شہر خلخال چلا گیا۔ اس پر اور اس کے قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ سلطان ہم عراق اور والی خلاط کی لڑائیوں میں مصروف تھا بلقان کی طرف متوجہ نہ ہو سکا۔ جب لشکر اسلام جنگ تاتار سے واپس ہوا تو قلعہ فیروز آباد میں بلقان پر محاصرہ کیا۔ بلقان نے زچ ہو کر امان کی درخواست کی۔ سلطان نے امان دی اور فیروز آباد پر قبضہ کر کے حسام الدین بکتاش و سعد تاجک والی فارس کے غلام ہو کر مقرر کیا۔

اس کے بعد سلطان نے سامان و اسباب کو موقان میں چھوڑ کر خلاط کا قصد **عزالدین خلخالی** کیا۔ لیکن برف و سردی نے اربش سے آگے نہ بڑھنے دیا۔ سلطان نے اربش کے بعض فلعے سر کر لئے۔ عزالدین خلخالی اس وقت اربش کے قریب کفرطاب میں موجود تھا۔ یہ خبریں سن کر خلاط چلا گیا۔ حاجب نے اسے سرد سامان اور فوجیں دے کر سلطنت کے خلاف مادہ بغاوت اور فساد پھیلانے کی غرض سے آذربائیجان روانہ کیا۔ لیکن حاجب کا یہ نقشہ پورا نہ ہوا عزالدین خلخالی ناکام و نامراد کوہ زبجان چلا گیا اور رہنری کرنے لگا۔ سلطان نے اسے خط لکھا اور اصفہان میں قیام کرنے کی شرط پر امان دینے کا وعدہ کیا، ابھی کوئی معاملہ طے نہ پایا تھا کہ گورنر اصفہان نے اس کا سر اتار کر سلطان کی خدمت میں بھیج دیا۔

سلطان کفرطاب سے واپس ہوا خرت برت کو ایسا تاراج کیا کہ نام کو **خرت برت کا تاراج** آبادی باقی نہ چھوڑی۔ اسی اثناء میں جب کہ ۶۲۳ھ کا نصف گزر چکا تھا۔ خلیفہ ظاہر عباسی بغدادی کی وفات اور اس کے بیٹے المنتصر باللہ عباسی بغدادی کی خلافت کی خبر موصول ہوئی۔ وبار خلافت سے جمیع یمن کا فرمان صادر ہوا۔ غلعت آیا۔ والتدولی التوفیق لاریب غیرہ۔

ویر شرف الملک سے سلطان کی کشیدگی | جس وقت سلطان کا موکب ہمایوں موقان کی طرف واپس ہوا اور سلطان نے خوی میں قیام

اختیار کیا۔ اہل خوی کا ایک وفد دربار شاہی میں حاضر ہوا وزیر السلطنت شرف الملک کی زیادتوں، مظالم اور بکثرت تاوان وصول کرنے کی شکایت کی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ باوجودیکہ ملکہ سلطانہ بنت طغرل ان الزامات سے بری تھی جو اس پر قائم کئے گئے تھے۔ لیکن وزیر نے پھر بھی اس کا مال و اسباب ضبط کر لیا ہے۔

خوی سے کوچ کر کے سلطانی موکب تبریز پہنچا۔ اہل تبریز نے اس سے زیادہ شکایات پیش کیں جس قدر اہل خوی نے کی تھیں، فریہ کورتان کے رئیس نے بھی دربار شاہی میں حاضر ہو کر وزیر کی شکایت کی کہ میں باوجودیکہ وزارت پناہ کی خدمت میں نیا و مندانہ حاضر ہوتا تھا لیکن وزیر السلطنت نے میرے دو خادموں سے ایک نہرار دینار تاوان وصول کیا ہے۔ سلطان نے بہ نظر کرم ایک نہرار دینار واپس کر دیئے اور اہل شہر کو تین سال کا خراج رمال گزاری (معاف) فرمادیا۔ اس کے بعد وزیر السلطنت کی شکایات کی بھرمار ہوئی، سلطان کی عدم موجودگی کے زمانے میں وزیر السلطنت نے بڑی بڑی نمایاں خدمتیں انجام دی تھیں۔ فرقہ اسماعیلیہ کے قلع قمع میں بہت بڑا حصہ لیا تھا۔ ان کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا تھا۔ جب سلطان آذربائیجان کی جانب واپس ہوا تو علاء الدین بادشاہ فرقہ اسماعیلیہ کا پیام بردار شاہی میں حاضر ہوا اور یہ ظاہر کیا "وزیر السلطنت نے بے عہدی کی اور ہمارا مال و اسباب ضبط کر لیا ہے" سلطان کے کان تو پہلے ہی سے بھر گئے تھے۔ اس شکایت نے سونے پر سہاگہ کا کام دے دیا۔ وزیر السلطنت سے ناراض ہو گیا۔ اسی وقت دوسرے داروں کو مامور فرما کر حکم دیا کہ جس قدر وزیر نے فرقہ اسماعیلیہ کا مال و اسباب اور زر نقد ضبط کیا ہے واپس دے دو۔ بیان کیا جاتا ہے کہ تیس نہرار دینار نقد اور دس راس گھوڑے تھے اور وزیر السلطنت سے خط و کتابت اور گفتگو ترک کر دی۔ وہاں میں حاضری کی مانعت ہو گئی، وزیر السلطنت جو عرض داشت بھیجتا تھا، کوئی جواب نہیں دیا جاتا تھا۔ چند دن بعد تبریز میں رسد کی کمی محسوس ہوئی۔ سلطان نے حکم دیا کہ وزیر السلطنت کے مقبوضات کو ضبط کر کے رسد و غلہ کا انتظام کیا جائے۔ اس کے بعد سلطان تبریز سے

موتقان کی جانب چلا کوچ کیا۔ موتقان میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی۔ محض عشر خاص لینے پر انکفا کیا عراق کا عشر ستر ہزار دینار سالاہ ہوتا تھا۔ واللہ اعلم۔

سلطان جلال الدین اور قبائل قفچاق | شروع ہی سے قفچاق کو سلطان اور اس کی قوم سے محبت اور دوستی تھی۔ لہذا ہر اس کی یہ وجہ

معلوم ہوتی ہے کہ سلطان اور اس کی قوم کی شادیاں قفچاق کی لڑکیوں سے اکثر ہوتی تھیں غالباً چنگیز خاں نے اسی سبب سے قفچاق کو انتہا سے زیادہ پامال کیا تھا اور سلطان اور اس کی قوم کی دوستی ہی کی وجہ سے قفچاق کے پیچھے پڑا تھا۔ جب سلطان نے اصفہان سے کوچ کیا اور تاتاریوں کی ہم درپیش ہوئی تو قبائل قفچاق سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سیر جنگش قفچاقی کو قبائل قفچاق کے پاس امداد کا پیام دے کر روانہ کیا قبائل قفچاق نے نہایت کشادہ دلی سے بے نیک کہا اور گروہ کے گروہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قفچاق کا بادشاہ کورکان بھی تین سو اپنے قرابت مندوں کے ساتھ براہ دریا وزیر السلطنت کے پاس موتقان پہنچا۔ موسم سرما کے ختم ہونے کے بعد سلطان کے دربار میں حاضر ہوا۔ سلطان نے خلعت فاخرہ عنایت کیا اور یہ وعدہ فرمایا کہ درجہ رباب الالباب کے فتح ہونے پر تمہارے ساتھ بہترین سلوک برتا جائے گا اور انھیں واپس جانے کا حکم دیا۔

فتح در بند | اس کے بعد سلطان نے والی در بند کو جو کہ ایک لڑکھو تھا اور نام کا والی تھا بلا بھیجا۔ اس کا اتالیق اسد کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا اور وہی سیاہ و سفید کا مالک تھا والی در بند کوئی غنڈے بغیر حاضر دربار ہو گیا۔ لیکن اسد نے مخالفت کا جھنڈا بلند کر دیا سلطان نے والی در بند کو خلعت دیا اور در بند فتح ہو جانے پر جاگیر دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ سلطان نے فوج اور سرداران لشکر کو در بند کے سر کرنے کا حکم دیا سرداران لشکر نے دلدہد پنچ کر اسد کو گرفتار کر لیا۔ در بند کے علاقہ میں غارت گری کا بازار گرم کر دیا اسد کسی حیلہ سے ان کے قبضہ سے نکل بھاگا جس سے یہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہوئے۔

سلطان جلال الدین کا صوبہ کتاسفی پر قبضہ | چونکہ وزیر السلطنت کو اپنی بعض نمایاں خدمتوں کی وجہ سے یہ اطمینان تھا کہ سلطان کو مجھ سے کبھی کسی قسم کی ناراضگی نہ ہوگی اس وجہ سے فوجیں بھیجا کر کے ہزارش کو عبور کیا اور صوبہ کتاسفی کو شروان شاہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ جب سلطان جلال الدین، موقان واپس آیا تو اس صوبہ کو جلال الدین سلطان شاہ بن شروان شاہ کو بطور جاگیر عنایت کیا۔

جلال الدین سلطان شاہ، کرج کے پاس قید تھا۔ اس کے باپ سے اسے بچپن میں اس شرط سے کرج کو سپرد کر دیا تھا کہ بڑے ہونے پر شاہزادی رسودان بنت تامار سے اس کا عقد کر دیا جائے۔ لیکن یہ باتیں صرف غرض کن تھیں جس کا خارج میں کوئی وجود نہ تھا۔ چنانچہ مادری کے بجائے جلال الدین سلطان شاہ کو قیدی کی مصیبتیں جھیلی پڑیں۔ اتفاق سے جب سلطان بلا کرج کو برکات الدین سلطان شاہ کو قید کرج سے نجات ملی سلطان اس کی پرورش و پرورش کی تعلیم دلائی اور ایسی موقان پر صوبہ کتاسفی بطور جاگیر عنایت فرمایا۔ کرج کے یہاں والی اردن روم کا لڑکا بھی تھا جو عیسائی ہو گیا تھا۔ کرج نے شاہزادی رسودان بنت تامار سے اسے بیاہ دیا تھا۔ سلطان بوقت فتح بلاد کرج اسے بھی نکال لایا تھا لیکن یہ پھر مرتد ہو کر کرج کے پاس چلا گیا۔ کرج نے اس کے زمانہ غیر حاضری میں رسودان شاہزادی کی شادی دوسرے شخص سے کر دی تھی۔

شروان شاہ کی باریابی | سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان نے ملک اران پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد بلاد شروان پر غارتگری شروع کر دی۔ بلاد شروان کا بادشاہ افریدیوں بن تبریز وفد کے ساتھ سلطان ملک شاہ کے دربار میں حاضر ہوا، ایک لاکھ دینار سالانہ خراج دینے کا اقرار کیا۔ سلطان ملک شاہ نے غارتگری سے ہاتھ روک لیا۔ جب سلطان جلال الدین نے سلطان ملک اران پر قبضہ حاصل کیا تو بادشاہ شروان سے سالانہ خراج جو سلطان ملک شاہ کو دیتا تھا طلب کیا۔ بادشاہ شروان نے ملک کی تباہی و بربادی اور کرج کے قلعہ کا عند کیا۔ سلطان نے نفخ خراج معاف

فرمایا۔ جب سلطان واپس ہوا تو شہزاد شاہ دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ نذر گزرائی۔ پانچ سو راس گھوڑے ہدیہ پیش کئے اس کے ساتھ ہی پچاس راس گھوڑے وزیر السلطنت کو بھی بطور تحفہ دیئے۔ وزیر السلطنت نے اس ہدیہ کو حقیر اور اپنے شان کے شایاں نہ سمجھا، سلطان سے جڑ دیا کہ یہ نہایت دغا باز اور فرتی ہے گرفتار کر دیا جائے، سلطان نے وزیر کی کوئی بات نہ سنی اسے انعام اور خلعت دیا اور تین ہزار خراج معاف کر دیا۔ صرف تیس ہزار سالانہ خراج باقی رہ گیا۔ نسائی کتاب کہتا ہے کہ فرمان شاہی لکھنے پر مجھے ایک ہزار ملے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایلیک خاں کا بلاد کرج پر جہاد | جس زمانے میں سلطان آذربائیجان سے واپس ہو کر موغان آیا تھا۔ انھیں دلوں لشکر اسلام کو ایلیک خاں کی ماتحتی میں بلاد کرج پر جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کیا تھا۔ چنانچہ ایلیک خاں نے بلاد کرج پر جہاد کیا۔ زہرہ زہر کرتا بحیرہ تاج ہو کر گزرا۔ کرج کو موقع مل گیا وفتہ حملہ کر دیا ایلیک خاں سنبھل نہ سکا شکست اٹھائی۔ جنگ کے دوران اریطانی گم ہو گیا۔

قیدیان بحیرہ کی رہائی | سلطان کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ سخت صدمہ ہوا اسی وقت فوج کو تیاری کا حکم دیا کرج بھی مسلح ہو کر مقابلہ پر آئے۔ سلطانی مقدمہ نے کرج کے مقدمہ الجیش کو شکست دی اور بہت سے قیدی گرفتار کر لئے۔ سلطان نے سب کو قتل کرادیا اور کرج کے تعاقب میں روانہ ہوا کوری پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ کاڑا اور کرج سے قیدیان بحیرہ کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ کرج نے قیدیان بحیرہ کو سلطان کی خدمت میں بھیج دیا اور اریطانی کی نسبت یہ کہا کہ وہ آج ہی شب میں قید سے نکل کر آذربائیجان چلا گیا ہے۔ سلطان محاصرہ اٹھا کر نقجوان پہنچا۔ اریطانی ملا۔ سلطان کو بے حد مسرت ہوئی۔

سلطان جلال الدین کا محاصرہ قلعة سکان | چونکہ بہران کرجی نے نواح گنجر پر چھاپہ مارا تھا اور اسے برباد و دیران کیا تھا اس وجہ سے سلطان اس کی سرکوبی اور گوشمالی کے لئے روانہ ہوا۔ طعم مکان پر محاصرہ کیا اور زور تیغ فتح کیا۔

قلعہ علیا اس کے بعد سر کیا گیا۔ قلعہ کاک پر حملہ کیا اور وہ بھی فتح ہوا۔ زمانہ محاصرہ قلعہ کاک میں وزیر السلطنت کو قلعہ کورانی کے محاصرہ کی خدمت سپرد ہوئی۔ تین مہینہ تک محاصرہ کئے۔ بالآخر اہل قلعہ نے زچ ہو کر سلجک کی درخواست کی۔ سالانہ خراج ادا کرنے پر مصالحت ہو گئی۔ موکب سلطانی نے خلاط کی طرف کوچ کیا۔

خلاط کی مہم سلطان مہم کرچ سے فارس ہو کر نقجوان کی طرف روانہ ہوا اور اسباب و خزانہ کو براہ قافروان خلاط جانے کا حکم دیا۔ کرچ کو سلطانی حملوں سے نجات مل گئی۔ آرام و چین سے اپنے ملک میں رہنے لگے۔ سلطان نے چند روز نقجوان میں خراسان و عراق کے انتظامات اور خلاط کی مہم کی تیاری کی غرض سے قیام کیا۔

نسائی کا تب کہتا ہے کہ زمانہ قیام نقجوان میں سلطان نے اہل خراسان اور عراق سے ایک ہزار دینار وصول کئے۔ اس کے بعد نقجوان سے کوچ کر کے ہتھام خلاط اپنی فوج سے جا کر مل گیا۔

حسام الدین علی کا قتل ملک الاشرف نے عز الدین ایبک کو حسام الدین علی بن حماد گورنر حسام الدین علی کا قتل خلاط کی گرفتاری کے لئے خلاط بھیجا تھا عز الدین نے اس حکم کی تعمیل کی اور اس پر مزید اضافہ یہ کہ فریب سے حسام الدین کو قتل کر دالا اور سلطان کی خدمت میں محض خوشنوی کے خیال سے ایک قاصد روانہ کیا۔ قاصد نے دربار شاہی میں باریاب ہو کر عز الدین کی طرف سے گزارش کی کہ "ملک الاشرف نے آپ کی حکومت کی اطاعت کا حکم دیا ہے" سلطان نے اس پر زور بھی خیال نہ کیا اور اپنا ارادہ پورا کرنے پر تیار رہا۔ اوقاصد کو یہ جواب دیا کہ عز الدین کا یہ بیان اگر صحیح ہے تو ملک الاشرف کے حاجب کو میرے پاس حاضر ہونا تھا۔

محاصرہ خلاط عز الدین کو اس جواب سے سکتہ سا ہو گیا اور سلطان نے عید الفطر ۶۲۶ھ میں

سے بظاہر اس گرفتاری کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی حالانکہ حسام الدین علی نہایت مستعد کفایت شعار اور

ملک الاشرف کا خیر خواہ تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۲ صفحہ مطبوعہ لیدن

خلاط کا محاصرہ کر لیا۔ کن الدین جہاں شاہ ابن طغرل والی ازن روم بھی اس ہم میں سلطان کے ساتھ تھا۔ چاروں طرف سے منجیقین نصب کر کے سنگ باری شروع کر دی۔ شدت محاصرہ اور روزانہ جنگ سے اہل خلاط تنگ آ گئے۔ فائدہ کشی کی نوبت پہنچ گئی۔ سواری کے گھوڑے، گدھے، انچر، اونٹ، مویشی ذبح کر کے کھائے۔ بہت سے بھوک کی شدت سے مر گئے۔ اور بہت سے شہر چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگ گئے۔ بقیہ باشندگان خلاط کے چند لوگوں نے سلطان سے اس شرط پر کہ انھیں امان دی جائے اور آذربائیجان میں جاگیریں عنایت ہوں سازش کر لی۔

خلاط پر قبضہ چنانچہ سلطان نے حسب اقرار سلماں میں اور چند دوسرے مقامات پر ان لوگوں کو جاگیریں دیں اور شب کے وقت اپنی فوج کے چند دستہ کو شہر نپاہ کی دیوار پر بندریہ کمند چڑھا دیا۔ محافظوں سے لڑائی چھڑ گئی۔ بالآخر شہر میں ہلچل مچ گیا۔ باشندگان خلاط کو شکست ہوئی۔ سلطانی فوج نے پکڑ دھکڑ شروع کر دی شہر پر سلطان کا قبضہ ہو گیا۔ موجودہ باشندگان شہر گرفتار کر لئے گئے۔ جس میں عیسائیوں کی بھی کافی تعداد تھی۔ اسد بن عبد اللہ بھی گرفتار ہو گیا۔ عز الدین ایک قلعہ نشین ہو گیا۔ سلطان نے اسے امان دی اور قلعہ درقان میں قید کر دیا۔

عز الدین ازبک کا خاتمہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ حسام الدین کے خادموں سے ایک خادم سلطان کو اس خدمت میں چلا آیا تھا۔ جب سلطان نے خلاط پر قبضہ حاصل کیا تو اس نے سلطان سے درخواست کی کہ میرے آقا کا عوض اس سے لیا جائے۔ چنانچہ سلطان عادلانہ ازبک کو خادم کے حوالہ کر دیا۔ خادم نے اسے مار ڈالا۔ اسی ہنگامہ میں سلطان نے شہر خلاط کو تین بار تاراج کیا، والی ازن کو علاقہ خلاط کی غارت گری پر مقرر فرمایا، قہری قید سے نکل بھاگا، اسد بن عبد اللہ مہرانی نے بمقام جزیرہ اسے قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔ سلطان نے سرداران لشکر اور امراء دولت کو اس لڑائی کی خدمات کے معاوضہ میں جاگیریں دیں اور واپس آیا۔

ملک الاشرف والی دمشق خلاط پر سلطان جلال الدین کے قبضہ کے بعد الملک الاشرف والی دمشق کو ملک گیری کی، موس پیدا ہوئی، فوجیں مرتب کیں اور

بڑے سرو سامان سے ۷۳۹ھ میں جزیرہ اور شام کی فوجیں لئے سلطان جلال الدین سے جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ علاء الدین اور قیباد والی بلاد روم سے بمقام سیراس ملاقات ہوئی۔

جہاں شاہ ابن طغرل چونکہ جہاں شاہ علاء الدین کی قیباد کا چچا زاد بھائی ۱۲ بن طغرل والی ارزن روم سلطان جلال الدین کے پاس چلا آیا تھا۔

اس وجہ سے قیباد کو پرانی عداوت کی وجہ سے جلال الدین کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا۔ چنانچہ ملک الاشرف اور قیباد معاً ایک ہونے کی وجہ سے سلطان جلال الدین سے جنگ کے لئے سیراس سے روانہ ہوئے، ملک الاشرف کا مقدمہ ہمیشہ اکراؤ ہنکار یہ اسرار حلب کے ایک نامی شجاع اور دلیر عز الدین عمر بن علی کی ماتحتی میں تھا۔ قیباد بھی اپنی فوجیں لئے دوسری جانب پراجمائے تھا۔ جوں ہی دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا عز الدین عمر نے سلطان کے لشکر پر حملہ کیا اور پہلی ہی لڑائی میں سلطانی لشکر کو شکست دے دی سلطان خلاط واپس آیا۔ وزیر السلطنت اس وقت بلاد کرد کا محاصرہ کئے تھا۔ اس خبر بد کو سن کر محاصرہ اٹھا کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سب کے سب آذربائیجان کی جانب روانہ ہو گئے۔

جہاں شاہ بن طغرل کی گرفتاری رکن الدین جہاں شاہ ابن طغرل اس جنگ میں گرفتار ہو گیا پابہ زنجیر اپنے چچا زاد بھائی علاء الدین کی قیباد کے سامنے پیش کیا گیا۔ قیباد اسے اپنے ہمراہ لئے ارزن آیا، رکن الدین نے ارزن اور اس کے تمام مضافات قیباد کے حوالہ کر دیئے۔ ملک الاشرف فتح یابی کے بعد خلاط گیا۔ خلاط ایک ٹھیل میدان کی طرح اجڑا پڑا تھا۔ دیکھ کر بے ہدر بخمد ہوا۔

سلطان نے آذربائیجان پہنچ کر افواج شاہی کو وزیر السلطنت کے پاس چھوڑا اور خوی میں جا کر قیام کیا اور ترکوں کی فوج شکست کے بعد موقان چلی گئی۔

جلال الدین منکبرس اور ملک الاشرف میں مصالحت اس کے بعد ملک الاشرف کا ایلچی رئیس الدین تلوحتی، سلطان جلال الدین کے پاس صلح کا

ہیام لایا۔ مصالحت کی گفت و شنید شروع ہوئی۔ علاء الدین کی قیادت میں شریک کیا گیا۔ چنانچہ صلح نامہ لکھا گیا۔ دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ سلطان نے خلاط کے ساتھ سرمن لئے کو حسب شرائط صلح دوسرے فریق کو دے دیا۔

نصرت الدین کی گرفتاری و رہائی | ان واقعات میں سے جو خلاط کے محاصرے کے دوران پیش آئے ایک یہ تھا کہ نصرت الدین اصبہندوئی جبل، امیر سلطان میں سے ایک امیر ارفانامی کے ساتھ جو اس کے بھائی کا سسرالی قرابت مند ہوتا تھا۔ سلطانی بارگاہ میں وفد کی صورت میں حاضر ہوا سلطان نے کسی مصلحت سے اسے گرفتار کر لیا۔ جب سلطان بلاد روم سے شکست کھا کر واپس ہوا تو نصرت الدین کو قید سے رہا کر کے جاگیر عنایت فرمائی اور اسے اس کے ملک واپس جانے کا حکم دیا۔

ہمشیرہ سلطان و ترکمان خاتون | دوسرا واقعہ یہ تھا کہ ہمشیرہ سلطان جو دوشی خاں کے نکاح میں تھی۔ خوارزم سے ترکمان خاتون کے حالات اپنے بھائی (سلطان) کو لکھا کرتی تھی۔ زمانہ محاصرہ خلاط میں خاتون کے ذریعہ سے یہ تحریک پیش کی کہ بچوں کے پرہیزگاری کے علاقے سے اسے نکال دیا جائے سلطان نے اسے منظور نہیں کیا۔

رکن الدین شاہ کی اطاعت | تیسرا واقعہ یہ تھا کہ رکن الدین شاہ بن طغرل وائی ازرن روم جو ملک الاشرف کا مہم جو تھا اور اپنے چچا زاد بھائی علاء الدین کی قیادت میں کینسرو دالی روم سے رنجش کی وجہ سے سلطان سے بھی عداوت رکھتا تھا اور حاجب کا راجہ ملک الاشرف کی طرف سے خلاط کا گورنر تھا، معین و مددگار تھا اور جس نے سلطان کے قاصد کو واپسی روم کے وقت قتل کر دیا تھا اور سلطانی فوج کا سرد و غدر روک دیا تھا محاصرہ خلاط کے طول و شدت سے گھبرا کر امن کا خواست گاہوا۔ نیاز مندانہ حاضر و بار ہوا۔ وزیر السلطنت اور اراکین دولت نے نہایت تپاک اور گرم جوشی سے استقبال کیا، سلطان بڑے تپاک سے ملا غلٹ دیا اور اسے اس کی حکومت پر بحال و برقرار رکھا، آلات حرب کی بہم رسانی کا حکم دیا جس کی تعمیل اس نے

نہایت مستعدی سے کی۔ جب ملک الاشرف سے جنگ کی ٹھہری تو سلطان کے ساتھ شریک جنگ ہوا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

سلطان جلال الدین منکبرس کا خطبہ | چوتھا واقعہ یہ تھا کہ دربار خلافت بغداد سے سعد الدین حاجب سلطان کے پاس فرمان خلافت لے کر حاضر ہوا، خلافت مآب نے سلطان کو اس کے مقبوضہ ممالک میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت دی تھی اور مظفر الدین کو کبر دن والی اربل، والی موصل کی اولاد، شہاب الدین سلیمان شاہ بادشاہ بنے۔ اور عماد الدین بہلوان بن ہزارست بادشاہ جبال سے چھتر چھاڑ کرنے کی نعت فرمائی تھی اور ان لوگوں کو حکومت عباسیہ کے ہوا خواہوں میں شمار کیا تھا۔ سلطان نے اس حکم کی تعمیل کی۔

عماد الدین بن بہلوان و سلیمان شاہ کی اطاعت | شرف الدین گورنر عراق نے سلطان کے پاس پیام بھیجا کہ بادشاہ جبال عماد الدین بن بہلوان اور بادشاہ سلیمان شاہ کی اطاعت سے عراق پر حکومت کرتے ہیں آسانی ہوگی ورنہ ناممکن ہے۔ چنانچہ سلطان نے ان دونوں کے پاس ایسے شخص کو روانہ کیا جس نے انھیں ٹیٹھی میٹھی باتوں سے ایسا سبت پڑھایا کہ وہ اس کے قبضہ میں ہو گئے۔ اس کے بعد سلطان نے بدر الدین طو لو بن ابنا بنخ خاں حاجب کو دربار خلافت میں اظہار فدوت کی غرض سے روانہ کیا۔ بدر الدین نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ اور دربار خلافت سے خلعت اور قیمتی تحائف لے کر واپس ہوا۔

خلعت و تحائف کی تفصیل | دو خلعت سلطان کے لئے تھے۔ ایک خلعت میں جُبَّہ، علامہ اور ہندی تلو مرص تھی۔ دوسرے خلعت میں تنیع، کُمَّہ، فرجیہ، سیف جس کا

سہ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

تہ تنیع وہ لباس ہوتا ہے جو سب سے نیچے پہنا جاتے جیسے نیاں۔ کمر آستین دار جبہ ہوتا ہے اور فرجیہ پا جاے

یا تہمد کے نیچے نیکر کی طرح پہنا جاتا ہے۔

قبضہ طلائئ تھا، مرصع کاٹھی دو، اس گھوڑے ساز کے ساتھ جن کی طلائئ نعلین چار چار سو دنیا وزن کی تھیں، طلائئ سپرد ڈھال، جس پر جواہرات کی نہایت خوبصورت پچی کاری تھی ارد گرد اکنا لیس نگینہ یا قوت اور لعل بدخشاں کے تھے درمیان میں ایک بڑا نیشاپوری فیروزہ بڑا ہوا تھا تین اس عربی النسل گھوڑے (جن کی زین پوش کا ابراہاد پر کا کپڑا، اطلس رومی کا ننھا اور اسستر (اندرونی حصہ کا کپڑا، اطلس بغدادی کا تھا طلائئ نعلین ساٹھ ساٹھ دینار وزن کی لگی ہوئی تھیں) میں غلام زرق برق پوشا کہیں زیب بدن کئے عمدہ و نفیس گھوڑوں پر سوار، دس عماریاں (جن پر اطلس کے پردے پڑے ہوئے تھے، سونے کی جھولیں، دس ظروف طلائئ مرصع مع سر پوش ڈیڑھ سونچے دہر ایک بچہ میں دس دس تھان ریشمی پارچہ، پانچ پانچ من عنبر سونے کے ڈبوں میں، ایک درخت عود ہندی جس کی لمبائی ساڑھے سات گز کی تھی، چودہ زنانے خلعت خدمات کے لئے تین سو خلعت امراء کے لئے دہر ایک امیر کے لئے ایک ایک قبا، ایک ایک کمہ) وزیر السلطنت کے لئے سیاہ عمامہ، قبا، فرجیہ، سیف ہندی دو من عنبر پچاس ریشمی تھان اور خچر، اور دفتروالوں کے واسطے ایک ایک خلعت آیا تھا ہر خلعت میں جبہ، عمامہ اور بیس تھان کپڑے (جس میں اکثر اطلس رومی اور بغدادی تھا) اور بیس خچر تھے۔

اظہار مسرت کی غرض سے سلطان نے دربار عام کیا۔ ایک پر تکلف خیمہ نصب کیا گیا۔ سلطان نے خلعت زیب تن کیا۔ خلافت، آب کے قاصد نے اہل خلاط کی سفارش کی۔ سلطان نے بطیب خاطر قبول فرمایا۔

والی روم کا وفد و تحائف | پانچواں واقعہ یہ تھا کہ والی روم نے سلطان جلال الدین کی خدمت میں رسم اتحاد بڑھانے کی غرض سے ایک وفد کے ساتھ تحفہ کے طور پر تین خچر، جن پر اطلس خطائی، فروقد سی اور سمور کی جھولیں پڑی تھیں، تین غلام زرق برق پوشا کہیں پہنے پورے سرو سامان سے عمدہ اور نفیس گھوڑوں پر سوار، ایک ہوا سے عمدہ نسل کے گھوڑے اور بچاس خچر روانہ کئے تھے۔ جس وقت وفد اس مدیہ کے ساتھ

آذربائیجان ہو کر گزرا، رکن الدین جہاں شاہ بن طغرل والی ازن کے منہ میں پانی بھر آیا۔ رکن الدین جہاں شاہ ان دنوں ملک الاشرف کی حکومت کا مطیع تھا، والی روم کے ہدیہ کو ضبط کر لیا۔ لیکن کسی وجہ سے چند روز کے بعد خود وفد ہو کر دربار سلطانی میں حاضر ہوا اور اس ہدیہ کو بجسبہ پیش کر دیا جسے ضبط کر لیا تھا۔

قلعہ موت کی مہم | چھٹا واقعہ یہ تھا کہ سلطان کا بھائی غیاث الدین قلعہ موت میں علاء الدین قلعہ موت کی مہم | رئیس فرقہ خشاہین کے پاس پناہ گزین ہوا تھا اس وجہ سے سلطان کے دل میں علاء الدین کی طرف سے غبار پیدا ہو گیا تھا وزیر السلطنت نے حسب عادت موقع پا کر قزوین کے ایک سربفنگ پہاڑ پر فرقہ خشاہین کے قلعہ پر محاصرہ کیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے وزیر السلطنت کو اس مہم میں کامیابی ہوئی علاء الدین کے لشکر کے سردار گرفتار کر لیا اور خلاط کے محاصرے کے زمانہ میں سلطان کی خدمت میں بھیج دیا۔ سلطان نے اسے قلعہ زمان میں قید کر دیا۔ چند مہینوں کے بعد مر گیا۔

والی قلعہ موت کی اطاعت | اس کے بعد سلطان نے اپنے کاتب (سکریٹری) محمد بن احمد نسائی کو علاء الدین والی قلعہ موت کے پاس بھیجا اور خوارزم کو حوالہ کرنے اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا مطالبہ کیا۔ علاء الدین نے اولاً انکار کیا۔ سلطان نے یہ جھٹ پیش کی کہ آپ کے پدر بزرگوار جلال الدین حسن خوارزم شاہ علاء الدین محمد بن تکش (سلطان جلال الدین کے باپ) کے نام کا خطبہ پڑھا کرتے تھے، علاء الدین نے اسے منظور نہ کیا۔ اس کی جگہ ایک لاکھ سالانہ دینا پسند کیا۔

جہاں بہلوان کی ہندوستان سے واپسی | جن دنوں سلطان نے ہندوستان سے عراق کے خیال سے واپسی کا قصد کیا تھا اس وقت ہندوستان کے ان مقامات پر جن پر سلطانی حکومت کا پرچم اڑ رہا تھا جہاں بہلوان ازبک کو مامور کر آیا تھا چنانچہ جہاں بہلوانی ازبک ہندوستان کے مقبوضہ علاقہ پر حکومت کرتا رہا۔ کچھ عرصہ بعد قسطنطین

انش والی لاہور نے جہاں بہلون پر فوج کشی کی، جہاں بہلون اس سے مطلع ہو کر پیچھے ہٹا اور مرکز حکومت کو چھوڑ کر کشمیر کا راستہ لیا والی کشمیر نے روک ٹوک کی، اپنے شہروں میں گھسنے نہ دیا سرحد کشمیر سے مار بھگا یا، مجبوراً عراق کی طرف رواد ہوا۔ اور اس کے ہمراہی اس سے علیحدہ ہو کر شمس الدین التمش کے پاس واپس چلے گئے۔ جن میں برلق ملقب رجا ملک خصوصیت کے ساتھ نوکر کے قابل ہے۔

جہاں بہلون کا قتل جہاں بہلون نے والی عراق سے خط و کتابت شروع کی، سات سو سواروں کی جمعیت سے ہندوستان سے واپس آنے سے مطلع کیا والی

عراق نے دس ہزار دینار خرچ کے لئے بھیج دیا اور سلطان سے اس معاملہ میں رائے لی۔ سلطان کا فرمان صادر ہوا کہ تین ہزار دینار بھیج دیئے جائیں اور موسم سرما گزرنے اور آرام لینے کی غرض سے عراق میں قیام کرنے کا حکم دیا۔ اتفاق سے جس وقت سلطان بلا دروم سے واپس ہوا اور ذریابجان کے خیال سے روانہ ہوا جہاں بہلون اور اس کے ارادوں کے درمیان میں اللہ تعالیٰ کا حکم آ کر حائل ہو گیا۔ اسی مقام پر شہر میں کسی نامعلوم شخص نے اسے قتل کر دیا۔

خراساں کی ویرانی جس وقت تاتاریوں نے ماوراء النہر پر قبضہ حاصل کر کے خراسان پر حملہ کیا اس وقت بادشاہ خوارزم ان کے مقابلے سے عاجز ہو گیا اور تاتاری طوفان

خراسان کے شہروں میں گھس پڑا جس طرف سے گزرا دیہات قصبات اور شہروں کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ جسے جہاں پایا لوٹ لیا، مار ڈالا غرض کہ ماوراء النہر تاتاریوں کی حکومت کا سکہ جاری ہو گیا اور انھوں نے ان شہروں کی آبادی شروع کر دی۔ خوارزم کے قریب ایک بہت بڑا شہر خوارزم کی جگہ آباد کیا لیکن خراسان ویران پڑا رہا۔ ملک کے چھوٹے چھوٹے رقبوں پر امرات قابض ہو گئے اور سلطان جلال الدین کی ہندوستان سے واپسی کے بعد اس کی حکومت کے میٹھے ہو گئے۔ سلطان جلال الدین کی حکومت عراق، فارس، کرمان، آذربائیجان اور ایران تک محدود ہو گئی خراسان تاتاریوں کی غارت گری اور جنگ کی جولاں گاہ بن رہا۔

تاتاریوں کی آذربائیجان پر فوج کشی | سلطان جلال الدین کی ہندوستان سے واپسی کے بعد

تاتاریوں کا ایک گروہ مقام اصفہان پر سلطانی فوج سے مقابل ہوا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ اس کے بعد سلطان جلال الدین 'ملک لائشر' والی شام اور علاء الدین کی قیادہ والی روم سے شکست میں لڑائیاں ہوئیں علاء الدین سرور فریقہ اسماعیلیہ والی قلعہ موت اور جلال الدین سے بھی چل گئی۔ جلال الدین نے اس کے ملک کو نہایت منہج سے پامال کر کے سالانہ خراج مقرر کیا۔ علاء الدین والی قلعہ موت نے تاتاریوں کو ملا لیا اور سلطان جلال الدین کے خلاف ابھار دیا چنانچہ ابتداء ۶۲۰ھ میں تاتاریوں نے آذربائیجان پر چڑھائی کر دی۔

جنگ بو عزو تاتار | سلطان جلال الدین اس کی خبر لگی۔ امر مدولت میں سے بو عز نامی ایک

امیر کو فوج کے چند ستوں کے ساتھ بطور ہرول تاتاریوں کے حالات دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا۔ تاتاریوں کے مقدمہ بجیش سے ڈبھیر ہو گئی۔ بو عز کو شکست ہوئی۔ سوا بو عز کے علاوہ کوئی بھی جاں بزنہ ہو سکا۔ سلطان جلال الدین کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ تبریز سے موغان کی طرف کوچ کیا۔ اپنے اہل و عیال کو تبریز میں وزیر السلطنت کی حفاظت میں چھوڑ آیا اور یہ ہدایت کی کہ بہت جلد ان لوگوں کو کسی محفوظ قلعہ میں پہنچا دینا۔ موغان کے راستہ میں اہل آذربائیجان کا ایک خط اس مضمون کا ملا کہ تاتاریوں کے جس مقدمہ بجیش سے بو عز کا مقابلہ ہوا تھا ان کی تعداد سات سو سواروں سے زیادہ نہیں ہے اور وہ خان کے میدان میں قیام پذیر ہیں۔

سلطانی لشکر پر تاتاریوں کا شکنجہ | سلطان نے یہ خیال کر کے کہ تاتاریوں کی تعداد قلیل

ہے آگے بڑھنے کا حوصلہ نہ کریں گے کو پچ و قیام کرتا موغان پہنچا اور خیمہ ڈال دیا۔ امیر بن بغان شکنجہ خراسان اور اسحاق بھلوان شکنجہ مازندران کو فوجیں فراہم کرنے پر مامور کر کے مختلف شہروں کی طرف روانہ کیا اور خود شکار کھینے میں مصروف ہو گیا، تاتاریوں کو موقع مل گیا۔ اس کے لشکر گاہ پر چھاپ مارا۔ کیمپ کو لوٹ لیا سلطان

بحال پریشان نہر اس چلا گیا پھر یہاں سے گنجی کی طرف روانہ ہوا۔ ماہان پہنچا۔

جلال الدین منکبرس کی ماہان روانگی | اگرچہ علاء الدین والی قلعہ شاہین دو سال سے سلطان

ماہان میں سلطان کے پیچھے پر نیاز مندانہ خدمت میں حاضر ہوا، رسد کا معقول انتظام لیا، آثارِ یوں کے حالات سے مطلع کرتا رہا۔ چند روز بعد سلطان کو یزدن نشین کرایا کہ "آخری موسم سرما میں تاتاریا ارجان سے آپ پر حملہ آور ہوں گے چونکہ آپ کے ساتھ کوئی فوج نہیں ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ آپ ایران واپس جائیں وہاں شاہی فوجیں موجود ہیں اور تبریز میں ترکمانوں کا لشکر کثرت قلعہ نشین ہے" سلطان نے یہ سن کر ایک آہ سرد بھری اور ماہان سے رخصت ہو گیا۔

سلطان نے وزیر السلطنت کو جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اپنے حرم اور خزانے کی محافظت پر تبریز میں مامور کیا تھا اور یہ ہدایت کی تھی کہ کسی محفوظ ترین قلعہ میں انھیں پہنچا دینا چنانچہ وزیر السلطنت نے ابتداءً امر ترکمان باران میں سے ارسلان کبیر کے پاس جا کر قیام کیا۔ اس کے بعد اسی مقام پر ایک نہایت مضبوط قلعہ سنگ سرخ نامی تعمیر کرا کر سلطانی خزانہ اور حرم کو ٹھہرایا۔

جلال الدین منکبرس اور وزیر السلطنت | چونکہ ان دنوں سلطان چاروں طرف سے مصائب میں گھرا

ہوا کہ بحالت موجودہ اس ملک میں سلطان کا ٹھہرنا ناممکن ہے ہندوستان جانے کے علاوہ کوئی ٹھکانہ نہیں ہے اس وجہ سے ملک الاشرف والی شام اور قیبادوالی روم سے جو سلطان کے پرانے دشمن تھے خط و کتابت شروع کی اور نیاز مندی اور فرماں برداری کا عہد و پیمان کیا کسی ذریعہ سے قلعہ ارسلان ترکمانی کو اس کی خبر ہو گئی اس نے وزیر السلطنت کو ڈانٹ کا خط لکھا، سلطانی حرم اور خزانے کی حفاظت کی تاکید کی اور سلطان کو اس کے تمام حالات کھ بھیجے۔ جب سلطان کا اس قلعہ کی طرف گزرا تو وزیر السلطنت کو حاضری کا حکم دیا۔ وزیر السلطنت ہاتھ میں کفن لئے حاضر ہوا سلطان کے خیالات تبدیل ہو گئے اور اپنا غم غلص وہاں نثار سمجھ کر مطمئن ہو گیا۔

تاتاریوں کا تبریز اور گنجد پر قبضہ | جس وقت سلطان 'تاتاریوں کے حملہ کے بعد موخان سے ازان روانہ ہوا اور یہ خبر اہل تبریز تک پہنچی۔ اہل تبریز خوارزمیوں پر ٹوٹ پڑے اور ان کی پامالی اور قتل پر تیار ہو گئے، بہار الدین محمد بن بشیر قاربک جو ان دنوں تبریز کا والی تھا، بلوایوں کا شریک کار ہو گیا طغریانی رمنیں نے مخالفت کی لیکن کسی نے کوئی بات نہ سنی، بلوایوں نے ایک خوارزمی کو گرفتار کر کے مار ڈالا، خوارزمیوں نے اس کے عوض دو آدمی مار ڈائے، شہر میں ہڑپج گیا، بہار الدین نے تبریز کی قلعہ بندی کر لی، پورے طعہ سے نگرانی کرنے لگا، فوجیں بھرتی کیں زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا کہ بہار الدین مر گیا، اہل شہر نے شہر تاتاریوں کے حوالے کر دیا، اس کے بعد اہل گنجد میں بھی اسی قسم کا جوش و خروش پیدا ہوا اور انھوں نے اور اہل بلخارہ نے شہر تاتاریوں کو سپرد کر دیئے۔ واللہ اعلم

وزیر السلطنت کی گرفتاری قتل | قلعہ جارہو پہنچنے کے بعد سلطان کو وزیر السلطنت کی کنڈگی اور منافرت کا علم ہوا لیکن اس خیال سے کہ مہا وزیر السلطنت روپوش نہ ہو جائے یا بھاگ نہ جائے پیچ و تاب کھا کر خاموش رہا ایک روز وزیر السلطنت سوار ہو کر قلعہ کی طرف گیا، والی قلعہ کو پوشیدہ طور پر وزیر السلطنت کو قید کر لینے کا اشارہ کر دیا چنانچہ والی قلعہ نے نہایت خوبی اور تیزی سے اس حکم کی تعمیل کی۔

اس کے بعد سلطان نے اپنی قیام گاہ پہنچ کر وزیر السلطنت کے خادموں کو جمع کیا۔ جن میں ان کا سردار ناصر قشمر تھا۔ سلطان نے ان لوگوں کو اتر خان کے گروہ میں شامل کر دیا۔ لگائے بچھائے والوں نے والی قلعہ کے کان میں یہ بھردیا کہ "سلطان تم سے ناراض ہے" والی قلعہ کو سلطان کی طرف سے بددلی اور منافرت پیدا ہوئی، وزیر السلطنت کی انگوٹھی قشمر کے پاس بھیجی اور یہ کہلا بھیجا کہ "ہمارا اور تمھارا آقا ایک ہی حالت میں مبتلا ہے۔ جس شخص کو اس کی حق شناسی اور خدمت منظور ہو قلعہ میں آجائے" اتفاق سے سلطان کو اس کی خبر ہو گئی، ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ والی قلعہ کا لڑکا سلطان کی خدمت میں رہتا تھا۔ سلطان نے اسے مکم دیا کہ تم اپنے

باپ کو یہ واقعات لکھ بھیجو اور اس فعل پر ناراضگی ظاہر کرو، والی قلعہ کے پاس اس کے لڑکے کا خط پہنچنا تھا کہ اس کے حواس جاتے رہے معذرت کا عریضہ لکھا سلطان نے کہا بھجوا کہ اگر تم پانے قول کے بچے ہو تو وزیر السلطنت کا سر اتار کر میرے پاس بھیج دو۔ والی قلعہ نے وزیر السلطنت کا سر اتار کر بھیج دیا۔

وزیر السلطنت اہل علم و کمال کی بے حد عزت کرتا تھا بخشش میں اس کا ہاتھ بہت کھلا ہوا تھا۔ اگر سلطان اس کی روک تھام نہ کرتا تو شاہی خزانے میں ایک جب بھی باقی نہ رہتا نہایت منکسر مزاج اور اللہ تعالیٰ سے ہر کام میں ڈرنے والا تھا ترکی زبان کا بہت بڑا عالم اور فصیح تھا۔ سلطانی دربار سے جو فرمان لکھے جاتے تھے اُس پر الحمد للہ العظیم اور دفتر وزارت سے جو فرمان صادر ہوتے تھے اُس پر ابو المکارم علی ابن ابی القاسم خالعتہ امیر المومنین لکھا کرتا تھا۔

گنجه پر سلطان کا دوبارہ قبضہ | جس وقت اہل گنجه نے خوارزمیوں کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے اس وقت ان میں سے ایک شخص بندار نامی ان کا سردار تھا۔

سلطان کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ ایک قاصد اہل گنجه کے پاس بھیجا اور انھیں اپنی حکومت کی اطاعت کی ترغیب دی اور دربار میں حاضری کا حکم دیا۔ چنانچہ اہل گنجه شاہی لشکر گاہ کے قریب پہنچ کر قیام پذیر ہوئے۔ رئیس جمال الدین ممی اپنی اولاد کے ساتھ سلطانی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ باقی ماندہ مخالفت پر اڑے رہے۔ سلطان نے ان لوگوں کو بہت کچھ سمجھایا لیکن وہ کچھ اور جنگ کرنے پر متل گئے۔ شاہی خیمہ پر حملہ آور ہوئے، سلطان نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور بنفس نفیس سوار ہو کر میدان جنگ میں آیا۔ لڑائی ہوئی۔ اہل گنجه مقابلہ نہ کر سکے۔ شکست کھا کر بھاگے شہر ہوناہ میں داخل ہو گئے۔ لیکن لوگوں کی کثرت کی وجہ سے دعوادہ بند نہ کر سکے سلطانی لشکر شہر میں داخل ہو گیا۔ تین بائین نسا کو گرفتار کیا اور اڑالا۔ بندار بھی گرفتار ہو کر پیش کیا گیا۔ یہی مفیدوں کا سرغنہ اور باغیوں کا سردار تھا اسی نے اس تخت شاہی کو توڑا تھا جسے سلطان محمد بن ملک شاہ نے گنجه میں رکھوایا تھا۔ سلطان کے روہرو اس کے اعضا

ہن یکے بعد دیگرے کاٹے گئے اور مار ڈالا گیا۔ سلطان نے گنجہ میں ایک ماہ تک قیام کیا۔

ملک الاشرف کی قبضہ کی جلال الدین سے علیحدگی | گنجہ سے واپسی کے بعد سلطان نے خلاط کی طرف ملک الاشرف سے تاتاریوں کے

مقابلہ پر امداد لینے کی غرض سے کوچ کیا ملک الاشرف کو اس کی خبر لگ گئی مصر چلا گیا اور حیلوں سے تاتار باہر سلطان کو کوچ و قیام کرتا قلعہ شمس پہنچا۔ اراک بن ایوان کرنی قلعہ کا حاکم تھا۔ نیاز مند حاضر ہوا۔ دوری سے زمین دوسی کی رسم ادا کی اور شاہی حکم کی تعمیل کی۔ سلطان نے ملک الاشرف کی امداد سے ناامید ہو کر ملوک حلب، آمد اور مار دین سے امداد و اعانت کی درخواست کی لیکن مدائے بردہ خاست کا مضمون ہوا۔ فوج کو خرت برت، مطلبہ اور آذربائیجان کی طرف واپسی کا حکم دیا۔ فوجوں نے آفت مچا دی۔ غارت گری کا ہنگامہ گرم کر دیا۔ ان واقعات نے سونے پر سہاگے کا کام دیا۔ قبضہ دار ملک الاشرف کو ناراضگی پیدا ہو گئی۔ سلطان کی امداد و اعانت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

تاتاریوں کی پیش قدمی | خلاط میں قیام کے دوران سلطان کو یہ خبر لگی تھی کہ تاتاری غارت گر جنگ کرنے کے لئے بڑھ رہے ہیں۔ سلطان نے اس طوفان کی روک تھام پر امیر اور ترخان کو چار ہزار سواروں کے ساتھ تاتاریوں کی خبر لانے کی غرض سے روانہ کیا۔ امیر اور ترخان نے واپس ہو کر خبر دی کہ تاتاری طوفان حدود ملاز کر دے واپس ہو گیا۔ اراکین دولت اور سرداران فوج نے سلطان کو دیا ر بکر جانے کا مشورہ دیا۔ اتنے میں والی آمد کا قاصد پہنچ گیا اور یہ پیام دیا کہ آپ کسی طرف کا رخ نہ کیجئے بلکہ دروم کی طرف بڑھتے اور اس پر قبضہ حاصل کر لیجئے تاکہ قفقاز سے آپ قریب ہو جائیں اور ان سے مدد حاصل کر کے تاتاریوں سے تیغ دسپہر ہو سکیں، میں چار ہزار سواروں سے مدد دینے کے لئے تیار ہوں۔

والی آمد اور حکمران روم سے ان بن چلی آ رہی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ رومی حکمران نے والی آمد

کے بعض قلعوں کو دہلیا تھا اسی وجہ سے والی آمد نے سلطان کو والی روم کے خلاف ابھار کر اپنے دل کے پھپھوے پھوٹے تھے۔

تاتاریوں کا سلطانی کیمپ کا محاصرہ | سلطان پروالی آمد کا پیام کام کر گیا۔ اصفہان سے اعراض کر کے آمد کی جانب کوچ کیا۔ قریب آمد پنچ کر

پڑاؤ کیا۔ والی آمد کے پاس ایک ترکمان کو خیر دینے کی غرض سے روانہ کیا۔ ترکمان نے واپس ہو کر یہ خبر دی کہ کل تاتاریوں کا جس مقام پر قیام تھا۔ اسی مقام پر آپ قیام پذیر ہیں۔ لیکن دوسرے دن صبح نہ ہونے پائی تھی کہ تاتاریوں نے آمد پنچ کر سلطانی کیمپ پر محاصرہ کر دیا۔ سلطانی لشکر کو تیار ہونے کا موقع نہ ملا۔ لیکن امیر اوترخاں نے نہایت مرفاگی سے تاتاریوں پر حملہ کیا اور آگے بڑھنے سے روک دیا، اس اثنا میں سلطان کو موقع مل گیا۔ مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ اپنی بیگم بنت اتابک سعد کو دو امیروں کے سپرد کیا اور یہ حکم دیا کہ جہاں تک لے جا سکو لے جاؤ، اوترخاں میدان جنگ سے واپس ہوا چار ہزار سوار اس کی رکاب میں تھے سلطان چھپ کے آمد کے سنسان بیابان میں جا چھپا۔ لوگوں کو یثبہ ہوا کہ لشکر نے سلطان کے ساتھ دغا کی ہے۔ ہر چند لشکر کو واپس لانے کی تدبیریں کی گئیں مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ سلطان رفته رفته در بندہ کی سرحد تک پہنچ گیا۔ یہ تمام راستہ بلوایوں اور فسادوں سے گھرا ہوا تھا۔ اوترخاں نے واپس چلنے کی رائے دی۔ چنانچہ سلطان آگے بڑھنے کے بجائے واپس ہوا۔ میافاتیقین کے نواح میں ایک گاؤں تک پہنچا۔ پیر میں قیام اختیار کیا۔

امیر اوترخاں کا انجام | امیر اوترخاں سلطان کی بغاوت ترک کر کے شہاب الدین غازی والی حلب کے پاس چلا گیا۔ اس سے امیر اوترخاں سے بہت دلوں سے

خط و کتابت ہو رہی تھی۔ شہاب الدین غازی نے مراسم سابقہ کا کوئی لحاظ و پاس نہ کیا گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد ملک انکامل نے اسے والی حلب سے طلب کیا والی حلب نے پابہ زنجیر ملک انکامل کے پاس بھیج دیا۔ جہاں چھت سے گر کر مر گیا۔

سلطان جلال الدین منکبرس کی گرفتاری | تاتاریوں کو کسی ذریعہ سے سلطان کی خبر مل گئی۔
 دفعۃً بید پر حملہ کیا۔ سلطان کی طرح لباس
 تبدیل کر کے بھاگ گیا اور اس کے تمام ہمراہی قتل کر ڈالے گئے۔ کسی نے تاتاریوں سے یہ کہہ دیا
 کہ جو شخص ابھی بھاگا ہے وہی سلطان ہے فوراً تعاقب میں روانہ ہوئے۔ مفروروں میں
 دو شخص ہاتھ آ گئے۔ تاتاریوں نے انھیں قتل کر ڈالا۔ سلطان کے ملنے سے ناامید ہو کر تاتاری
 واپس ہوئے اور سلطان کوہ اکراد پر چڑھ گیا۔ وہاں بھی تاتاری لیٹھے موجود تھے اور ناکہ
 بندی کئے ہوئے قتل و غارت گری پر آمادہ تھے۔ چنانچہ تاتاریوں نے سلطان کو گرفتار کر لیا اور
 اس کے قتل کرنے پر آمادہ ہوئے۔ کسی نے ان کے سردار کے کان میں کہہ دیا کہ یہی سلطان
 ہے۔ سردار کو رحم آ گیا۔ لوگوں کو قتل سے روک دیا۔ چھوڑ دینے کے خیال سے اپنے ساتھ اپنے
 مکان لایا۔

سلطان جلال الدین منکبرس کا قتل | سردار کی عدم موجودگی میں ایک کمینہ تاتاری سردار
 کے مکان پر آیا۔ ہاتھ میں ایک تیغ لئے تھا اس
 کے بھائی کو خلاط میں ایک خاویز سے مار ڈالا تھا۔ اس نے اپنے بھائی کے بدلہ میں سلطان
 کو مار ڈالا۔ سردار کی ہمدستی نے کچھ کام نہ دیا۔ یہ واقعہ پندرہویں شوال ۶۲۹ھ کا ہے۔ یہ
 لسانی کا تب سلطان جلال الدین کا بیان ہے۔

فاضل ابن اثیر نے واقعہ آمد کا ذکر لکھا ہے کہ اس کے بعد سلطان مفقود و خبر ہو گیا۔
 میں چند دن تک اس کی خبر ملنے کا منتظر رہا۔ اس کے واقعہ قتل کو نہیں لکھا ہے۔ آمد ہی کے
 واقعہ پر اس نے اپنی کتاب تاریخ کامل کو ختم کیا ہے اور اس پر کچھ اضافہ نہیں کیا۔

سلطان جلال الدین منکبرس کی سیر و کردار | لسانی نے لکھا ہے کہ سلطان پستہ قد، گندمی
 رنگ، ترکی الفل، شجاع، حلیم اور باوقار
 تھا۔ تبسم کے سوا کھلکھلا کر کبھی نہیں ہنسا، کم سخن تھا۔ یہودہ گفتگو سے سخت نفرت کرتا تھا،

عادل تھا۔ لیکن قندہ و بغاوت کی وجہ سے مغلوب الغضب ہو گیا تھا، باوجودیکہ خلافت مآب سے کشیدگی اور رنج کا سلسلہ قائم تھا۔ لیکن جس طرح اس کا باپ خود کو خلافت مآب کا تابعدار لکھتا تھا۔ اسی طرح یہ بھی اپنے کو خادم اور تابعدار لکھا کرتا تھا۔ جس وقت خلیفہ بغداد نے اسے بمقام خلافت خلعت بھیجا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں تو اس نے عریفہ میں اپنے کو عبد فلاں لکھا تھا اور خلافت مآب کو جو اتقاب و آداب لکھتا تھا وہ یہ تھے۔ مولانا وسیدنا، و امیر المؤمنین و امام المسلمین و خلیفہ رب العالمین قدوۃ المشارق و المغربین علی الذرۃ العلیا ابن لوی ابن غالب "سلاطین روم، مصر اور شام کو صرف سلطان فلاں ابن فلاں سے خط و کتابت میں مخاطب کرتا تھا اور کوئی الفاظ نہیں ہوتے تھے۔ جو احکام اپنی حکومت میں حکام کے نام لکھتا تھا، اس کی پیشانی پر النصرة من اللہ وحدہ لکھا کرتا تھا۔ اور جب سلطان ہندوستان سے واپس آیا تھا تو خلافت مآب نے اپنے فرمان عالی شان میں "الجناب الرفیع الخاقانی" کے موثر الفاظ سے مخاطب کیا تھا۔ اس بہ سلطان نے دربار خلافت میں اس قسم کا خطاب عطا ہونے کی درخواست کی، جواب دیا کہ اکابر ملوک کو یہ خطاب دیئے جاتے ہیں جب دربار خلافت سے خلعت آیا تو سلطان نے حد سے زیادہ منت و سماعت کی تو۔ الجناب العلی الشاہستانی کے خطاب سے مخاطب کیا۔

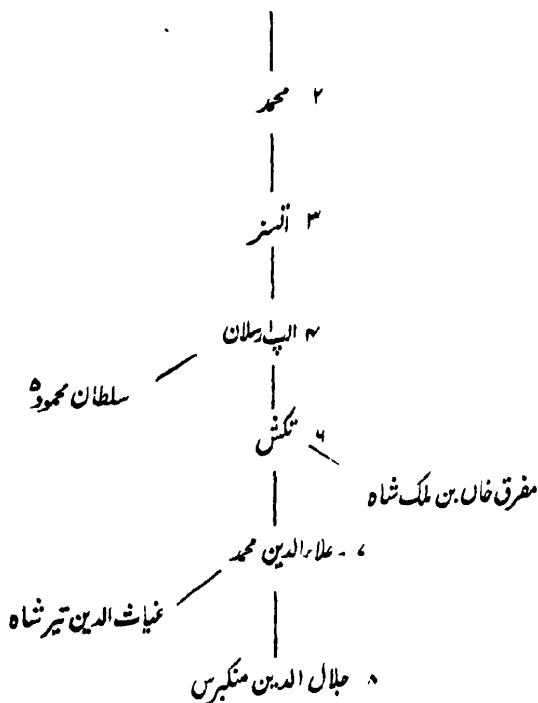
تاتاریوں کی سفاکیاں | قصہ مختصر جنگ آمد کے بعد تاتاری طوفان آمد کے علاقے میں پھیل گیا ارزن، میا قارقین اور تمام دیار بکر ویران اور برباد کر دیئے پانچ دن کے محاصرہ کے بعد ہندرتغ شہر اسعرو کو فتح کیا۔ کئی دن تک قتل عام کا سلسلہ جاری رہا۔ مدینہ پر حملہ کیا۔ اہل مدینہ نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔ لوٹ مار کرتے نصیبین پہنچے۔ اطراف نصیبین کو بھی اپنی پناہ کاری کی جولوں گاہ بنایا۔ نصیبین سے فارغ ہو کر سنجر، خابوز، تدلیس اور صوبہ خلاط کو بھی غارت کر کے پٹیل میدان بنادیا، انہی تاتاریوں کا ایک گروہ آموں باججانی سے صوبہ ارمل کی طرف قتل و غارت کرتا ہوا بڑھا۔ ترکمان ایوانہ اور اکرا و جوزقان کی طرف ہو کر گزرا۔ ان لوگوں نے تاتاریوں کا تیغ و سنان سے استقبال کیا۔ لوٹ لیا، قتل کیا، مظفر الدین والی ارمل

بھی دالی موصل سے امداد حاصل کر کے تاتاری لیٹروں کے مقابلے کے لئے نکلا۔ لیکن وہ زیادہ دور نکل گئے تھے ہاتھ نہ آئے۔ واپس آیا واللہ وارث الارض ومن علیہا و ہو خیر الوارثین۔

سلطان جلال الدین منکبرس کے قتل کے بعد اس کا لشکر متفرق ہو گیا۔ گرتا پڑتا کیقباد بادشاہ روم کے پاس پہنچا۔ کیقباد نے انھیں اپنی فوج میں بھرتی کر لیا۔ ۶۳۳ھ میں کیقباد نے وفات پائی اس کا بیٹا غیاث الدین کیخسرو تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ اسے ان کی طرف سے شہر پیدا ہوا۔ ان کے سردار کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ باقی ماندہ بھاگ گئے جس طرف سے گزرے اور جہاں پہنچے لوٹ لیا، البتوں کو اجاڑ ڈالا اسی حالت پر ایک مدت تک ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد الملک الصالح نجم الدین ایوب بن الملک الکامل نے جو اپنے باپ کی طرف سے بلاد شرقیہ حران، کیفا اور آمد کا حاکم تھا۔ اپنے پدر بزرگوار سے اجازت حاصل کر کے ان لوگوں کو اپنی فوج میں شامل کر لیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ بنو ایوب کے حالات میں تحریر کریں گے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ولی التوفیق بمنہ وفضلہ۔

شجرہ ملوک خوارزم

۱۔ انوش تکین خوارزم شاہ



۱۱۔ امیر لکابک سلجوقی کا خادم تھا۔ اور یہی جد اعلیٰ و مورث ملوک خوارزم کا ہے۔

ہماری عظمت پائیدار کے زریں دراق

تاریخ اسلام

مکمل تین حصوں میں

مصنفہ ۱۔ مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی

منزوی مورخین نے تاریخ اسلام کے واقعات کو تعقب کے زہر میں بچھے ہوئے قلم سے لکھ کر دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور ایک عرصہ تک تاریخ اسلام کا طالب علم حقیقت سے ناواقف رہا مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی نے برس ہا برس کی محنت سے یہ مفصل اور مستند تاریخ مرتب کی جس کی ہر سطر اسلامی سطوت و عظمت کی آئینہ دار ہے جو مسلمان حکمرانوں کا نواز اور بہادروں کے زندہ جاوید کارناموں کی مفصل تاریخ ہے۔

یہ عظیم شاہکار تین حصوں پر مشتمل ہے

پہلا حصہ۔ یہ عہد رسالت آپ سے لے کر خلافت راشدہ تک ہے اس کے مطالعے سے معلوم ہوگا کہ ایک ان پڑھ اور غیر متمکن قوم جب ہلاکت کے سرچشمے سے سیراب ہوتی ہے تو وہ کس طرح فاتح عالم بن کر ساری دنیا کو باغ و بہار بنا دیتی ہے دوسرا حصہ۔ یہ عہد غمی امیر سے لے کر خلافت نبی عباس مصر پر ختم ہوتا ہے۔ یہ جلد مسلمانوں کے دور کشور کشائی تمدن آفرینی اور قیادت علمی کے عروج کی مکمل تاریخ بھی ہے اور نوال و اسباب زوال کی عبرت ناک داستان بھی اس کا مطالعہ سینکڑوں سامان بصیرت اور درس عبرت رکھتا ہے۔

تیسرا حصہ۔ بنو امیہ اندلس دولت معاویہ بطریقہ عثمانیہ بنو لان چنگیزی، غازی شاہیہ اور اس دور کی تمام مسلمان حکومتوں کے تفصیلی حالات پر مشتمل ہے اس طرح مصنف نے مصر میں دولت ملوک کیسے کے اختتام اور سلطان سلیم خاں کی فتح مصر اور خلافت تک سلسلہ کے حالات شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہیں۔ یہ ہماری عظمت پارینہ کی درد ناک داستان ہے۔ آج جب کہ مسلمان قوم ساری دنیا میں زندگی کی انگریزیاں لے رہی ہے اُمی کی یہ تباہک داستان مستقبل کے لئے راستہ کو روشن کرنے کا کام دے گی۔

صفحات حصہ اول ————— ۵۹۲ ————— دوم ————— ۶۶۲ ————— سوم ————— ۶۰۸

قیمت فی حصہ ————— پندرہ روپے ————— مکمل سیٹ ————— پینتالیس روپے

وہ کتابیں جن کے بغیر کوئی لائبریری مکمل نہیں کہلا سکتی

خلافت نبویہ، محمد، اہم ہندی خطبات ۹/۱۵	شاہجہاں کے ایام میری اور عبداللہ گنٹ ۸/-
خلافت نبویہ، محمد، حصہ دوم ۱۰/۵	سفر نامہ ڈاکٹر بنیر ۱۲/-
زبدۃ النخاری اردو ترجمہ عربی ترجمہ ۱۲/-	اقبال نامہ جہانگیری مجتہد خاں ۶/۱۵
دعوت اسلام، ڈاکٹر آزاد ۹/-	آفر عالمگیری، محمد ساقی مستعد خاں ۲/-
ترجمہ عنایت اللہ دہلوی ۹/-	تاریخ فیروز شاہی، خمس سراج ۸/۲۵
تاریخ فلسفۃ الاسلام، ڈاکٹر میرزا امین ۸/۱۵	سفر نامہ ابن بطوطہ، دو حصے ۱۵/-
نہر رسال، بیٹے مولانا مناظر حسن گیلانی ۸/۲۵	الجزامک، عبدالرزاق کانوری ۱۲/-
علم الکلام اور الکلام، علامہ شبلی ۹/-	نظام الملک طوسی عبدالرزاق کانوری ۱۲/-
الطبقات الکبریٰ، طبقات الاولیاء	تاریخ الاسلام، مولانا اکبر شاہ خاں
علامہ عبدالوہاب شہرانی ترجمہ مولوی، الفی ۱۲/۲۵	نجیب آبادی تین حصے ۴۵/۵
سیرت محمدیہ - سر سید احمد خاں ۱۲/-	آئینہ حقیقت، مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی ۱۲/-
فلسفۃ اسلام، ڈوی اویری ۶/۱۵	تاریخ عالمین، مصر، ڈاکٹر زاہد علی حصہ اول ۸/۱۵
حیات امام ابن اقصیم، عبد العظیم ۱۲/-	تاریخ عالمین، مصر، " حصہ دوم ۸/۱۵
شرف الدین ۱۲/-	حضرت ابو ذر غفاریؓ مولانا مناظر حسن گیلانی
زاد المعاد حافظ ابن تیم حصہ اول ۱۱/-	۴/۲۵
زاد المعاد حافظ ابن تیم حصہ دوم ۹/۱۵	تاریخ غرناطہ مولوی احمد اللہ ندوی، جلد ۱۱/-
زاد المعاد حافظ ابن تیم، حصہ سوم ۱۲/-	تاریخ غرناطہ، " حصہ دوم ۱۲/۱۵
زاد المعاد حافظ ابن تیم، حصہ چہارم ۱۲/-	حضرت عثمانؓ علی، ڈاکٹر طحسین ۱۲/-
تاریخ الخلفاء، علامہ جلال الدین السیوطی ۱۲/-	حضرت ابو بکرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ
فتوح البلدان، ابوالودی ترجمہ ابو الخیر محمدی ۱۵/-	ڈاکٹر طحسین ۶/۱۵
مختب الباب، غازی خاں، حصہ اول ۸/۱۵	سیاست نامہ، نظام الملک طوسی ۶/-
مختب الباب، غازی خاں، حصہ دوم ۸/۲۵	عہد لارڈ کرٹن، جین، کیمل جالسن ۱۲/-
مختب الباب، غازی خاں، حصہ سوم ۱۱/-	فقہ الاسلام، حسین احمد الخطیب
مختب الباب، غازی خاں، حصہ چہارم ۱۱/-	ترجمہ پرفیسر رشید احمد راشد ۱۲/-
انسان کامل، عبد الکرم الجبل اردو ترجمہ ۱۲/۲۵	حضرت امام ابو حنیفہؒ کی سیاسی زندگی
حضرت عیوبی، ناصر محمد ربانی پتی ۱۲/-	مفسر مناظر حسن گیلانی ۱۲/-
	الادب المفرد، حضرت امام بخاری
	ترجمہ عبدالقدوس لٹمی ۸/-
	منہم خانہ عشق - امیر مینائی ۸/۱۵
	سفینۃ الاولیاء - داراشکوہ ۶/۱۵
	صحابیات، علامہ نیا ز فتح پوری ۶/-
	اسلامی معاشیات -
	مولانا مناظر حسن گیلانی ۱۲/-
	الدين القيم، مولانا مناظر حسن گیلانی ۴/۲۵
	تذکرہ شاہ ولی اللہ -
	مولانا مناظر حسن گیلانی ۴/۲۵
	گلشن بے خار
	زاد المعاد، حافظ ابن تیم حصہ اول ۹/-
	فلسفۃ، نجم علامہ اقبال اردو ترجمہ ۴/-
	مکاتیب امام غزالیؒ، زبیری ۳/۱۵
	داستان کر بلا، عبدالرحمن صدیقی ۳/۱۵
	تاج دارود عالم -
	عبد الرحمن عزام بے ۲/۱۵
	تجدید دین کا ط
	مولانا عبدالباری ندوی ۹/۱۵
	تجدید معاشیات
	مولانا عبدالباری ندوی ۹/۱۵
	تجدید تصوف و سلوک
	مولانا عبدالباری ندوی ۸/۱۵
	ایمیر تجرید، عنایت اللہ دہلوی ۱۲/-
	تحقیق، تاج محمد مولوی چراغ علی مرحوم ۱۲/۱۵
	الادبک السلطانیہ، علامہ ابودری ۱/۹
	کتاب لروح، حافظ ابن تیم ۱/۹
	تاریخ ابن خلدون، کیمل ساتھی ۱/۱۵

JAMIA COLLEGE LIBRARY

1959
112
8082

JAMIA MILLIA ISLAMIA,
NEW DELHI.

DATE DUE

This book is due on the date last stamped. An overdue charge of 5 P. will be charged for each day the book is kept over-time.

MAKTABA JAMIA LTD
Book Sellers & Publishers
Princes Building, BOMBAY.

